اِس کتاب سے [illegible] ہے -

[illegible]

حصّۂ اوّل

تذکرہ

حصۂ اوّل

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

حکایت از قدِ آن یار دلنواز کنیم
باین فسانہ مگر عمرِ خود دراز کنیم

الحمد لله الذي وفق في دينه من اجتباه ، و الصلوة علی خاتم رسله و جميع انبياه - و العاقبة للمتقين، ولا عدوان الا علی الظالمين -

میرے خاندان میں تین مختلف خاندان جمع ہوے ہیں اور تینوں خاندان ہندوستان و حجاز کے ممتاز بیوت علم و فضل اور اصحاب ارشاد و ہدایت میں سے ہیں - دنیوی عزت و جاہ کی اگرچہ ان میں سے کسی نے خواہش نہیں کی ، لیکن دنیا نے اپنی عزتوں اور شوکتوں کو ہمیشہ ان کے سامنے پیش کیا اور کبھی انہوں نے قبول کیا ، کبھی رد کردیا -



کی جاے - اسلام نے ساري نسبتوں اور امتيازوں کو مٹا کر صرف ايک اپني
نسبت نوع انساني کو عطا کي ' اور اس نسبت سے بڑھکر اور کونسي
نسبت ہوسکتي ہے جسکي ايک مسلمان کو تلاش ہو؟ (و من احسن قولاً
فصلت ۴۱ (۳۳:۴۱) ممن دعا الی اللہ و عمل صالحاً و قال انني من المسلمين ؟) انسان کيليے
معيار شرف جوہر ذاتي اور خود حاصل کردہ علم و عمل ہے نہ کہ اسلاف کي
روايات پارينہ اور نسب فروشي کا غرور باطل - ہم کو ايسا ہونا چاہيے کہ
ہماري نسبت سے ہمارے خاندان کو لوگ پہچانيں ' نہ يہ کہ اپني عزت
کيليے خاندان کے شرف رفتہ کے محتاج ہوں ! ارباب ہمت نے ہميشہ اپني
راہ خود نکالي ہے اور اپني عظمت و رفعت کي تعمير صرف اسي سامان
سے کي ہے جو خود انکا بنايا ہوا تھا - نپولين کا ايک قول مجھے نہيں بھولتا -
فتح پروشيا کے بعد جب فريڈريک اعظم کي قبر پر گيا تو ديکھا کہ فريڈريک
کي تلوار قبر پر لٹک رہي ہے - نپولين نے تلوار اتارکر ايک ساتھي کے
حوالے کي اورکہا کہ پيرس کے عجائب خانے کي نذر کرونگا - يہ سنکر
جنرل نے کہا " اگر مجکو ايسي با عظمت اور تاريخي تلوار ملتي تو
کبھي کسي دوسرے کو نہ ديتا " نپولين نے کہا " کيا ميرے پاس ميري
تلوار نہيں ہے ؟ "

بس سچي عظمت کي راہ يہ نہيں ہے کہ فريڈريک کي عظمت يافتہ
تلوار لوگوں کو دکھلائيں - سچي عظمت وہ ہے جو خود ہماري تلوار کو ہماري
نسبت سے ملي ہو - اور اگر ايسا ہوگيا ہے تو يہ بس کرتا ہے - ہم کو اپني
نيام ميں صرف اپني ہي جوہر دار تلوار رکھني چاہيے - دوسروں کي تلواروں
کي نمايش سے اگر ديکھنے والوں کا تعجب و احترام حاصل بھي کرليا گيا تو
اسکے اصلي مالک ہم نہيں ہيں ' تلوار کا مالک ہے !

خاندان کے فخر کا بت بھي دنيا کے عہد جاہليۃ کي ايک يادگار
مشئوم ہے ' اور اسلام نے انسان کے بہت سے بنائے ہوے بتوں کے ساتھہ
اسکو بھي توڑ ديا تھا - بہت ممکن ہے کہ کل کو ايک نو مسلم چمار

میري والدہ حضرت شیخ محمد بن ظاهر وتري مفتي مدینۂ منورہ کي بهانجي تهیں جو گذشته دور کے اکثر علماء حجاز کے اسناد حدیث اور شیخ عبد الله سراج کے بعد مکه معظمه کے آخري محدث تهے - ان کے بعد اس درجے کا کوئي شیخ حدیث حرمین میں پیدا نهیں هوا -

میرے دادا مولانا محمد هادي دهلي مرحوم کے ایک مشهور خاندان علم و فضیلت سے تعلق رکهتے تهے ' جسمیں به ایک وقت پانچ پانچ علماء درس و افتاء و اصحاب سلوک و طریقت پیدا هوے هیں -

والد مرحوم کے نانا رکن المدرسین مولانا منور الدین اپنے عهد کے مشاهیر اساتذۂ علم و درس اور اصحاب طریقت و سلوک میں سے تهے ' اور ان مخصوص اصحاب کمال میں سے جن کو الله تعالی علوم ظاهر و باطن کی جامعیت عطا فرماتا هے - ان کا شمار حضرت شاہ عبد العزیز کے اجلۂ تلامذہ میں تها ' اور سلطنت مغلیه کے آخري " رکن المدرسین" تهے - ان کے شاگردوں اور مریدوں میں ایسے ارباب کمال هوے جو اپنے عهد کے ممتاز بزرگوں میں سے شمار کیے گئے - ان کے والد مولانا رشید الدین صوبۂ لاهور کے قاضي القضاۃ اور احمد شاہ ابدالي کي جانب سے نائب السلطنت پنجاب کے مشیر تهے - اور ان کے والد شیخ صدر الدین هرات کے مشائخ طریقت میں معدود ' اور وهاں کے خاندان قضا کے ایک رکن تهے -

یه تین مختلف خانداني سلسلے هیں جو میرے خاندان میں جمع هوے هیں ' اور ان میں سے هر سلسله ' سلسلۂ علم و ارشاد هے - اگر خاندان کوئي فخر و شرف کي چیز هے تو یه واقعات کچهه نه کچهه وزن ضرور رکهتے هیں ' اور اگر چاهوں تو اس قسم کے الفاظ بول سکتا هوں ' جو غرور نسب و خاندان کے استخوان فروشوں نے اختیار کر رکهے هیں - لیکن میں نے شرطیه جمله استعمال کیا - اسلیے که حقیقت اس کے خلاف هے ' اور الحمد لله اس تمام مدت عمر میں جو گذر چکی هے ' ایک لمحه کے لیے بهي طبیعت نے گوارا نه کیا که نسب فروشي کي دکان آراسته کر کے نقد عزت و شرف کي جستجو

وطن کے بت کے ٹوٹے ہوے ٹکرے پھر جوڑ لیے گئے ' اور نئے نئے بھیسوں میں پھر اسکی پرستش شروع ہوگئی - اب بہت کم سر ملینگے جو اس نشۂ باطل سے سرگراں نہوں - الا ما شاء اللہ -

پس الحمد للہ کہ نہ اسکی طلب ہے اور نہ اسپر اعتماد ' اور نہ نا اہلوں کے اس فریب عزت اور سراب شرف کی ضرورت - طلب جس گوہر مقصود کی ہے وہ توفیق عمل ہے' اور اگر کچھہ اعتماد ہے تو اپنی عجز و شکستگی اور اُسکی نظر کرم کی عاجز نوازیوں پر - جہاں کا معاملہ یہ سننے میں آیا ہو کہ " رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ " وہاں ان افسانوں کو کون پوچھتا ہے ؟ اور اُس سے بڑھکر سرگشتۂ فریب و سفاہت کون ہوگا جو ان پر ایک لمحہ کیلیے بھی اعتماد کرے ؟

مجو بہ محمل شاہی کہ در ولایت عشق
گدا نہ تخت نشانند و پادشہ گیرند !

البتہ اللہ تعالی کی اُن نعمتوں میں سے جنکے ذریعہ وہ اس دنیا میں اپنے بندوں کو سعادت بخشتا ہے' ایک بڑی نعمت آباء صالحین کیلیے یہ ہے کہ اولاد صالح عطا فرماے کہ رب ھب لی من الصالحین اور وھبنا لہ اسحاق و یعقوب کلا ھدینا - الخ ' اور اولاد کیلیے یہ ہے کہ والدین صالح ہوں - سورۂ کہف میں صاحب موسی علیہ السلام نے ایک گرتی ہوئی دیوار کو چنکر یتیموں کے دفینہ کی حفاظت کی تو فرمایا : و کان ابو ھما صالحا ' اور حضرت یوسف کی نسبت آنحضرة نے فرمایا " انما الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم " اور یہ ظاہر ہے کہ کسی خاندان میں عرصے تک علم و صلاح کا باقی و جاری رہنا بغیر اسکے ممکن نہیں کہ ان دونوں نعمتوں سے فیض یاب ہو - آباء کو اولاد صالح ' اور اولاد کو آباء صالح نصیب ہوں -

پس بلاشبہ اسکو اللہ تعالی کا فضل و کرم یقین کرتا ہوں کہ مجھکو ایک ایسے خاندان میں پیدا کیا جسمیں صدیوں سے سلسلۂ علم و ارشاد قائم و جاری ہے " اور جسکے اسلاف کرام کے اعمال صالحہ کا پاک ورثہ

اپنے حسن عمل سے وہ مرتبہ پائے جو شیخ الاسلاموں کي اولاد کو نصیب نہو۔ یہ کل کو ہونے والي بات ہے ' اور آج بھي دنیا میں دیکھہ رہے ہیں کہ "عمل" کا فرشتہ کتنے ہي بڑوں کو چھوٹا کرتا ہے اور کتنے ہي چھوٹوں کو بڑا بناتا ہے :

کاندرین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست !

بلال حبشي اور صہیب رومي کي نسبت اس سے زیادہ ہم کیا جانتے ہیں کہ مسلمان تھے ؟ اور سلمان فارسي سے جب اُسکے خاندان کا حال پوچھا گیا تو اُس نے کہا " سلمان بن اسلام " بلال سے اللہ کا رسول کہا کرتا تھا " ارحنا یا بلال " اور جب فاروق اعظم کے جنازہ پر نماز کي صفیں کھڑي ہوئیں تو ہزاروں قرشي اور ہاشمي مقتدي تھے اور صہیب رومي امام ! لیس لاحد فضل علی احد الا بدین و تقوی - و الناس کلھم بنو ادم و ادم من تراب !

حسن ز بصرہ ' بلال از حبش ' صہیب از روم
ز خاک مکہ ابوجہل ' این چہ بوالعجبیست ؟

حقیقت یہ ہے کہ انسان کي فطرتي ترقي اور قدرتي حقوق کے قیام کیلیے نسب و خاندان کے امتیاز باطل سے بڑھکر اور کوئي روک نہیں ہوسکتي - یہي چیز ہے جو انسان کو اسکي ذاتي قوتوں کے استعمال اور انکے ثمرات سے محروم رکھنا چاہتي ہے ' اور اِس خلاف فطرۃ راہ کي طرف رہنمائي کرتي ہے کہ ایک شخص کو باوجود عدم استحقاق ذاتي مستحق شرف سمجھا جاے ' اور دوسرے کو باوجود استحقاق ذاتي محروم کردیا جاے - اسلام نے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (۴۹ : ۱۳) اور لیس للانسان الا ما سعی (۵۳ : ۳۹) کے قانون عام کا اعلان کرکے اسي مہلک انسانیۃ روک کو مٹانا چاہا ' اور قران نے بتلایا کہ دنیا کي تمام قدیم صداقتیں بھي اسي قانون کي طرف دعوۃ دیتي رہي ہیں - صحف ابراہیم و موسی میں بھي یہي تھا : ان لا تزر وازرۃ وزر اخری (۵۳ : ۳۸) اور و ان سعیہ سوف یری (۵۳ : ۴۰) لیکن افسوس کہ غرور نسل و

بہرحال ایک دوست عزیز کے اصرار سے اپنے خاندانی حالات قلمبند کرتا ھوں - صرف قریبی حالات اور بعض نمایاں اور نتیجہ خیز واقعات کے تذکرہ پر اکتفا کرونگا - مفصل حالات کیلیے والد مرحوم کا ایک مستقل رسالہ موجود ھے اور مہلت ملی تو شاید اشاعت کی نوبت آے -

پہلے والد مرحوم کے آبائی سلسلہ کے کچھہ حالات لکھتا ھوں - اسکے بعد انکے نانا مولانا منور الدین مرحوم کا حال لکھونگا -



نکے بعد دیگرے اخلاف تک منتقل ہوتا آیا ہے ' اور سب سے بڑھکر یہ کہ جسن کے اخلاف کو حق گوئي و حق پرستی ' اور طریق استقامت و عشق حق میں سرفروشي و جاں سپاري ' اور مغروران تاج و تخت و بندگان مال و جاہ کے مقابلے میں بے نیازي و سرگراني ' ہمیشہ اپنے اسلاف کے ورثہ میں ملي ہے - اسي کو اپنا موروثي خزانہ اور اسي کو اپنا خانداني تاج و تخت سمجھتا ہوں :

ہر چند کہ نیست رنگ و بویم
آخر نہ گیاہ باغ ارم !

اگر یہي غرور نسب و خاندان ہے تو اس کے اعتراف میں مجھے کچھ باک نہیں - بلاشبہ اسلاف کے ورثۂ علم و حق پرستي کو دنیا کي ہر نعمۃ سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں' اور نہیں چاہتا کہ کبھي اس نشہ سے میرا دماغ خالي ہو:

سنک ز جاے نگیري کہ بس گراں گہرست
متاع من کہ نصیبش مباد ارزاني !

بڑي سي بڑي آرزو جس کو اپنے دل میں رکھہ سکتا ہوں یہي ہے کہ زندگي کي آخري گھڑیوں تک اپنے اسلاف کرام کے طریق صدق و حق پر مستقیم رہنے کي توفیق پاؤں ' اور اپني ساري زندگي اُسي راہ کي کوچہ گردي میں بسر کردوں جسکا نشان سفر وہ اپني یادگار میں چھوڑ گئے ہیں - خدمت علم و حق کا ایک سرمایۂ سعادت ہے جو مجھہ تہي دست تک پہنچا ہے - میري محرومي ہے اگر اسکو نہ بچا سکا ' اور فضل الہي کي بخشش ہے اگر اسکي عزت اور نام نیک کو آنے والوں کیلیے محفوظ چھوڑ گیا :

(رب ہب لي حکما و الحقني بالصالحین و اجعل لي لسان صدق في الآخرین !) ~~(۸۴-۸۸)~~ ۲۶ شعراء ۸۳-۸۴

احب الصالحین و لست منہم
لعل اللہ یرزقني صلاحا !

سید رفیع الدین شیرازی نویں صدی کے اعاظم محدثین اور کملاء روزگار سے ہیں ' اور بہ یک واسطہ ان کا سلسلۂ تلمذ حافظ ابن حجر عسقلانی تک پہنچتا ہے - وہ حافظ شمس الدین سخاوی کے شاگرد ہیں - حافظ سخاوی حافظ عسقلانی کے - معقولات کی تحصیل خود علامۂ جلال الدین دوانی سے کی تھی - اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ ان کا خاندان شیراز میں اس درجہ محترم تھا کہ علامۂ دوانی خود ان کے مکان پر آکر درس دیتے تھے - حافظ سخاوی نے ملاقات سے پہلے پچاس کتابوں کی تحریری اسناد بھیجدی تھیں ' اور لکھا تھا کہ آپ جیسے صاحب کمال کیلیے درس و تلقین ضروری نہیں - لیکن ان کے شوق علم نے اس پر قناعت نہ کی - خود قاہرہ پہونچے ' اور عرصے تک حافظ موصوف کی خدمت میں رہے - حافظ سخاوی نے ضؤ اللامع فی اعیان القرن التاسع میں ان کا مفصل ترجمہ لکھا ہے - اور اخبار الاخیار ' منتخب التواریخ ' روضۃ العلماء وغیرہ میں بھی حالات ملتے ہیں - سلطان سکندر لودھی کے زمانے میں ہندوستان آئے ' اور اس کی عقیدت و ارادت اس طرح دامنگیر ہوئی کہ یہیں مقیم ہوگئے - سلطان سکندر سے لیکر سلیم شاہ تک تمام شاہان ہند ان کے خدمت گزار رہے - بڑے بڑے علماء وقت نے فن حدیث میں ان کی شاگردی کی - شاہ عبد الحق کے عہد سے پہلے ان اطراف میں فن حدیث کے درس و تدریس کا جسقدر چرچا ہوا ' وہ انہی کے قیام ہند کا فیضان ہے - ہمایوں کو جب شیر شاہ سے شکست ہوئی اور آگرہ آیا تو سید موصوف کے مکان پر جا کر طالب دعا ہوا - تذکرۃ الواقعات میں ہے کہ ایران جانے کا مشورہ سید موصوف ہی نے دیا تھا - ملا مبارک اور شیخ عبد النبی کے معرکوں میں یہ ملا مبارک کے مددگار رہے ' اور انہی کی اعانت و یاری سے ملا موصوف کو آگرہ میں رہنا نصیب ہوا - سال وفات سنہ ۹۵۴ ہجری ہے -

پس اس طرح گویا مولانا جمال الدین بہ دو واسطہ حافظ عسقلانی کے شاگرد تھے - مولانا موصوف دھلی میں رہتے تھے اور درس علوم نقلیہ

باب

حضرت شیخ جمال الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

والد مرحوم کے جدی سلسلۂ نسب میں سب سے پہلے جو بزرگ علم و طریقۃ میں سر برآوردہ ہوئے ہیں، وہ انکے دادا حضرت شاہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ ہیں - ان کے والد شیخ محمد محسن مرحوم تھے جن کے حالات آیندہ لکھونگا - لیکن حضرت شاہ محمد افضل کے مادری سلسلہ کے ایک مورث اعلی حضرت مولانا جمال الدین معروف بہ شیخ بہلول دہلوی ہیں، جن کے حالات سب سے پہلے لکھتا ہوں - افسوس کہ شیخ موصوف کے تفصیلی حالات صحیح نہیں ملے - والد مرحوم نے بحوالۂ سیر الاصفیاء و مکتوبات حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی و تذکیر الطالبین بتذکرۃ الصلحاء و الواصلین جو کچھہ لکھا ہے، اس میں اصل حالات بہت کم ہیں اور زیادہ تر مناقب و فضائل کا تذکرہ ہے - تذکیر الطالبین میرے پیش نظر ہے - لیکن شاہ عبد الحق کے رسائل کا جو مجموعہ ارسال المکاتب و الرسائل کے نام سے مشہور ہے، اس میں شیخ موصوف کے حالات نہیں ہیں - شاید شاہ صاحب کے مکتوبات کا کوئی اور مجموعہ بھی ہو - بہر حال کتب مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وطن دہلی تھا، اور عہد اکبری کے مشاہیر علماء اور اصحاب سلوک و طریقۃ میں سے تھے - سلوک و طریقۃ کی تکمیل حضرت شیخ محمد داؤد جہنی وال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کی تھی - اور علوم معقول و منقول میں سید رفیع الدین سلامی الشیرازی کے شاگرد تھے -

لیکن حضرت شیخ محمد داؤد کے حالات میں لکھتے هیں کہ " بعض علماء وقت خصوصاً شیخ الاسلام مولانا عبد الله سلطانپوري کو حضرت شیخ سے سخت حسد و عناد تھا - سبب اسکا یہ تھا کہ شیخ موصوف پر میر سید محمد جونپوري رحمة الله علیه کي نسبت منکشف هوا تھا کہ وہ کبار اولیاء الله اور صاحبان مدارج و مقامات علیه میں سے هیں ' اور ان کے احوال و مقامات کي نسبت لوگوں کو بوجه قصور فہم دھوکا ہوا ہے - جو علماء وقت ان کي تکفیر و تضلیل کے درپے هیں سخت غلطي کر رهے هیں - یہ بات بعض علماء دربار پر سخت گراں گذري کیونکہ وہ برابر طائفۂ مهدویه کے قتل و تعزیر میں کوشاں رهتے تھے ' اور اس دار و گیر میں بڑے بڑے فقراء و اهل الله کي اذیت و مصیبت کا باعث هوے تھے - جب بعهد سلیم شاہ مولانا عبد الله کے ایما و سعي سے شیخ عبد الله نیازي اور ان کي جماعت کے فقراء مبتلاے محن هوے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ ان مظلوموں کا خون عنقریب رنگ لاے گا ' اور افغانوں کي حکومت زیادہ عرصے تک باقي نهیں رهیگي - یہ بات مشہور هوي تو معاندین نے حضرت شیخ کو بھی مهدویة سے متهم کیا اور بہت کلفت و تعب کا باعث هوے - یہ حال دیکھکر مولانا جمال الدین نے ایک کتاب تحریر کي اور اس میں دلائل و شواهد قاطعه سے ثابت کیا کہ حضرت سید محمد جونپوري کي ولایت حق ہے لیکن ان کے مهدي موعود هونے کا اعتقاد باطل ہے ' اور هماري جماعت کو اس اعتقاد باطل سے متهم کرنا مخالفین کا عناد اور منکرین کي شقاوت ہے - اس کتاب کے مطالعه سے اگرچه ارباب حق و صلاح کو اطمینان خاطر بہم پہنچا - لیکن معاندین کا خلاف و عناد اور بڑہ گیا - با این همه حق تعالی ناصر و یاور تھا - اس لیے کوئي گزند نہ پہنچا سکے ' اور بالاخر تمام مخالفین کو شرمساري و خواري نصیب هوئي " انتهی -

بهر حال خواہ اکبر کے محضر امامت کا معامله هو ' خواہ اتهام مهدویة کا ' یہ دونوں معاملے ایسے تھے جن کي وجه سے بلاشبه شیخ موصوف پر

و عقلیه میں استاد وقت تسلیم کیے جاتے تھے - علی الخصوص علوم دینیہ کی تدریس میں اپنا عدیل نہیں رکھتے تھے - درس و تدریس کے ساتھہ ارشاد و طریقۃ کا سلسلہ بھی ان سے قائم و جاری تھا ' اور دور دور سے لوگ آکر فیضیاب صحبت ہوتے تھے - اس زمانے میں دار الحکومت آگرہ تھا - لیکن علم و اصحاب علم کا مرکز ہمیشہ دھلی مرحوم ہی رھی - علی الخصوص وہ علماء حق جو دربار شاھی کے تعلقات کی ابتلاؤں سے بچنا چاھتے تھے اور حرص و طمع دنیا کی آلودگی سے پاک دامن تھے ' اس گوشۂ علم کے سکون کو دار الحکومت کے شور و غوغا پر ترجیح دیتے تھے - حضرت شاہ عبد الحق محدث کہ اسی عہد میں تھے فرماتے ھیں :

حقــی ارگوشــۂ دھلی نــہ نہــم پا بیــرون

خــود گرفتیــم کہ ملــک گجــراتم دادنــد !

لیکن جب خاندان مبارک کو دربار حکومت میں عروج ہوا اور دربار شاھی کی مذھبی حالت دگرگوں نظر آئی ' تو ھندوستان سے قطع تعلق کرکے مکہ معظمہ چلے گئے - اس سفر کا سبب تذکرۃ الواصلین میں یہ لکھا ھے کہ " جب بعض علماء عصر نے اکبر کے امام وقت ہونے کا محضر تیار کیا اور تمام علماء دار الحکومت نے اس پر مہریں کیں ' تو وہ محضر دھلی میں بھی آیا اور ان سے تصدیق و امضاء کے لیے کہا گیا - لیکن انہوں نے یہ کہکر انکار کردیا کہ جسقدر ھوچکا ھے کافی ھے - ھم فقیروں اور گوشہ نشینوں کو کیوں تکلیف دیجاتی ھے ؟ اگر ایسا ھی ھے تو تمام علماء ھند سے استصواب کرلیا جاے - اس کے بعد جب علماء مشرق نے پادشاہ کے برخلاف فتوی دیا ' اور لکھا کہ اکبر شریعت سے منحرف ہوگیا ھے تو بعض علماء دھلی کی نسبت دربار حکومت کو شبہہ ہوا کہ علماء مشرق سے نامۂ و پیام رکھتے ھیں - انھی میں مولانا موصوف بھی تھے - جب حالات روز بروز مخدوش ہونے لگے تو انہوں نے حج کا ارادہ کیا ' اور اپنے تلامذۂ و مریدین کی ایک جماعت ساتھہ لیکر مکہ معظمہ چلے گئے " انتھی -

منتخب التواریخ ایک مرقع ھے' جس میں اس عہد کے تمام ارباب عمائم و اصحاب خرقۂ و سجادہ کی تصویریں اپنے اصلی بھیش میں نظر آجاتی ھیں ' اور دیکھکر عبرت ھوتی ھے کہ بڑے بڑے مدعیان علم و زھد کو بھی دنیا پرستی نے چین سے بیٹھنے نہ دیا ' اور راہ حق پرستی میں استقامت نصیب نہ ھوئی - البتہ اھل حق و ثبات سے کوئی زمانہ خالی نہیں رھسکتا اگرچہ قلیل و غریب ھوں - حتی یاتی امر اللہ و ھم غالبون - عہد اکبری بھی ان سے خالی نہ تھا ' مگر خال خال تھے ' اور اپنے اپنے گوشوں میں سر بزانو - ایسے ھی مخصوص بزرگوں میں سے حضرت شیخ جمال الدین بھی تھے کہ مدۃ العمر دربار شاھی کے علائق سے کنارہ کش رھے ' اور علم حق کی عزت کو متاع دنیا کے معارضہ میں تاراج کرنا گوارا نہ کیا - جب دیکھا کہ زمانہ کی حالت دگرگوں ھوگئی ھے اور وقت کی حکومت دنیا سازوں اور دین بازوں کے قبضے میں چلی گئی - حتی کہ گوشہ نشینوں کے لیے بھی امن باقی نہ رھا ' تو ترک وطن پر آمادہ ھوگئے ' اور ھندوستان ھی کو چھوڑ دیا :

دامن اس کا تو بھلا دور ھے اے دست جنوں
کیوں ھے بے کار' گریباں تو میرا دور نہیں !

ارباب صدق و صفا ھمیشہ قید وطن و دیار سے آزاد رھے ھیں - خدا کی ساری خدائی ان کا وطن اور ساری زمین ان کا گھرانا ھے - جن بے نیازان دنیا و نیازمندان حق کو وطن میں رھکر بھی ناز و نعمت دنیوی کے مزے نہیں لوٹنے ھیں ' بلکہ اپنی بوریاے فقر پر قانع رھکر علم و حق کی خدمت و چاکری ھی کرنی ھے' ان کے لیے دنیا کے کسی ایک گوشے میں کیا دھرا ھے جو دوسرے گوشے میں میسر نہیں آئیگا ؟ وہ جہاں کہیں بھی رھینگے دو گز زمین اور ایک پھٹی چٹائی مل ھی جائیگی - انکے علم و حق کی جنس تو وہ متاع عالمگیر ھے ' جس کے لیے خدا کی ساری دنیا روز بازار کا حکم رکھتی ھے - وہ اپنی جھولی میں حق و صداقت کا تخم رکھتے ھیں -

هندوستان میں رهنا دشوار هوگیا هوگا - چنانچه الهي اسباب سے ترک وطن پر مجبور هوے ' اور مکه معظمه چلے گئے - صاحب تذکرہ لکھتے هیں که چند سالوں کے بعد خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش حج کے لیے گئے - ان کو مولانا موصوف سے نہایت درجه حسن اعتقاد تھا - سخت اصرار و التجا کرکے اپنے همراہ هندوستان واپس لے آے - لیکن عمر نے وفا نه کي - دهلي پهنچنے کے چند ماہ بعد انتقال کرگئے - گویا قضا کو اسي کا انتظار تھا :

آخر گل اپني صرف در میکده هوئي
پهنچي وهیں یه خاک جہاں کا خمیر تھا !

اگر شیخ موصوف محضر امامت کے واقعه کے بعد مکه معظمه تشریف لے گئے هیں تو یه واقعه سنه ۹۸۷ میں هوا تھا - خان اعظم دربار اکبري کي مذهبي بے قیدیوں اور بدعتوں سے بگڑکر سنه ۱۰۰۰ میں مکه معظمه گئے اور سنه ۱۰۰۲ میں واپس آئے ' اور شیخ کي واپسي انهي کي معیت میں هوئي - اس سے معلوم هوتا هے که کم و بیش بارہ تیرہ برس تک وهاں قیام رها - اتنے عرصهٔ دراز تک وهاں بے نیازانه مقیم رہ جانے سے ثابت هوتا هے که شیخ موصوف کا حال عهد اکبري کے ان دنیا پرست عالموں سے کس درجه مختلف تھا ' جو پہلے تو دربار شاهي سے روٹھکر خانهٔ خدا کا رسته لیتے ' لیکن جب حرص دنیا چین سے بیٹھنے نه دیتي تو تھوڑے هي دنوں کے بعد هندوستان کي طرف دیوانه وار دوڑتے ' اور اسي گھر کو پیٹھ دکھاتے جس کے لیے دنیا کو پیٹھ دکھائي تھي :

رنجیدہ میرومي ز سرکوی او سلیم
چون مي شود نیاید اگر از قفا کسے ؟

ملا عبد الله سلطان پوري مخدوم الملک اور شیخ عبد النبي صدر کو خود اکبر نے مکه معظمه بھجوایا ' لیکن پورے تین سال بھي وهاں نه ٹک سکے - پھر اسکا جو نتیجه نکلا معلوم هے :

پھرتے هیں داد خواہ ترے حشر میں خراب
تو پوچھتا نہیں ' تو کوئي پوچھتا نہیں !

ملا عبد اللہ سلطانپوری اور شیخ عبد النبی صدر الصدور (۱) انہی لوگوں کے ظلم و تعصب کا ایک قتیل خاندان ملا مبارک بھی تھا، اور ملا موصوف

---

(۱) بعض خوش اعتقاد بزرگوں کا خیال ہے کہ ملا عبد النبی اور مخدوم الملک کی نسبت ملا عبد القادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں جو کچھ لکھا ہے اسکو ملا صاحب کی نکتہ چیں طبیعت کی بے اعتدالیوں اور معاصرت کے تعصب پر محمول کرنا چاہیے - لیکن ان بزرگوں کو معلوم نہیں کہ ملا بدایونی کے علاوہ اوس عہد کے دیگر وقائع نگار بھی اس بارے میں متفق ہیں، اور گو بدایونی کی طرح بے پردہ و بے باکانہ لکھنے کو شیوۂ حزم و احتیاط و تہذیب نگارش کے خلاف سمجھتے ہیں، مگر اصلیت کا صاف اقرار کرتے ہیں - شاہ عبد الحق محدث دہلوی سے بڑھکر محتاط و پردہ پوش راوی کون ہوگا؟ اخبار الاخیـــار میں بہ ضمن حالات شیخ عبد القدوس گنگوہی (کہ شیخ عبد النبی کے جد امجد تھے) لکھتے ہیں:
" یکے از نبائر او شیخ عبد النبی بود کہ تحصیل بعضے علوم رسمیہ نمودہ در جوانی متوجہ حرمین شد - و پیش بعضے از فقہاء مکہ برخی از حدیث نبوی در خواند (الفاظ پر غور کرو پیش فقہا لکھتے ہیں نہ کہ پیش محدثین اور اسپر بھی " برخی ") بعد ازاں بوطن عود کرد و بہ تزہد و تقشف منسوب شد - با پدر و اعمام بہ جہت مسئلۂ توحید و سماع در افتاد، و لاجرم باعث ایذا و کلفت بسیار شد - و این باعث شہرت او گشت - پادشاہ وقت صدرے میخواست کہ بصفت علم و دیانت متصف باشد - بہ توسط بعضے اسباب و وسائل بر مسند صدارت نشست - شہرت و عزت زیادہ از استحقاق داشت - چوں منصب صدارت یافت و درین امر کوس استقلال و استبداد زد، و از مال و جاہ و اعتبار زیادہ از آنچہ گفتہ شود نصیب او شد، بادشاہ را (یعنی اکبر را) بہ وے اعتقاد عظیم پیدا شد، و مردم بسبب آن در نظر اعتبارش بحقارت در آمدند - با اشراف و افاضل کمتر از مراتب ایشان سلوک می نمود، و ہر کہ بہ مزاج او راست نہ شد و بہ معیار قبول او تمام نیامدہ، محروم ماند - بعد از مرور سنین مزاج سلطنت بسبب بعضے حوادث (یعنی علماء سوء کی بدعملیوں کی پردہ دری اور خاندان مبارک کا عروج اور دربار شاہی میں حکمت جدیدہ و مذہب تحقیقی کا شیوع) با وے منحرف شد و از منصب صدارت معزول گشت - او را و ملا عبد اللہ سلطانپوری را

.ان کو لیکر جس سرزمین میں جا نکلینگے ' اپنی فصل و کاشت خود تیار کرلینگے :

لا تقل دارها بشرقي نجد
كل نجد للعامرية دار !

صاحب تذکرہ لکھتے ھیں کہ ناصر الملک پدر محمد خان خانخانان اور خان اعظم کوکلتاش کو حضرت شیخ جمال الدین سے بہت عقیدت تھی - بارھا انھوں نے چاھا کہ مال و جاہ دنیوی میں سے کچھہ قبول کریں لیکن ھمیشہ انکار کیا ' اور فرمایا کہ گھر بناتے ھوے ڈرتا ھوں ' کہیں دل نہ ویران ھو جائے - عرفی نے کیا خوب کہا ھے :

من از فریب امارت گدا شدم ' ورنہ
ھزار گنج بہ ویرانۂ دل افتادست

امارت

فصل (١)

جن واقعات کی طرف صاحب تذکرہ نے بہ ضمن اسباب سفر مکہ اشارہ کیا ھے ' یہ عہد اکبری کے مشہور واقعات ھیں ' تاھم مناسب ھوگا کہ مختصر تشریح کردی جاے -

اکبر کی امامت کے محضر کا حال یہ ھے کہ شیر شاہ اور سلیم شاہ کے زمانہ میں دنیا پرست عالموں کی کثرت و طاقت نے ملک کے امن و سکون کو تہ و بالا کر رکھا تھا ' اور علی الخصوص اھل اللہ اور ارباب حق پر انھوں نے اپنے غرور دنیا اور نشۂ حکومت و ریاست میں بڑے بڑے مظالم و شدائد کیے تھے - جس کسی کو طلب دنیا سے مستغنی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں سرگرم دیکھتے ' اپنی دنیا پرستیوں کا حریف سمجھکر مخالف ھو جاتے ' اور کوئی نہ کوئی الزام تراش کر فتنۂ و مصائب میں مبتلا کردیتے - اکبر کے ابتدائی عہد تک یہی حال رھا - ان علماء حکومت میں دو شخصوں نے بہت بڑا عروج دنیاری پایا تھا - مخدوم الملک

کے خاندان کو عروج ہوا تو انہوں نے ان لوگوں کے زور کو توڑنا چاہا ' اور اسکی تدبیر یہ نظر آئی کہ مذہبی تعصب کی شدت کو کسی طرح کم کیا جارے - چنانچہ حکمة و تحقیق جدید کے نام سے آزاد خیالی و مطلق العنانی کی ہوائیں چلنے لگیں - لیکن افسوس کہ مرض کو دور کرنے کیلیے ایسا نسخہ تجویز کیا گیا جو آگے چلکر ایک دوسرے مرض کی تولید کا باعث ہوگیا - پہلے افراط تھی تو اب تفریط ہوگئی - پہلے تعصب و اوہام تھے ' تو اب الکی جگہ الحاد و بے قیدی نے نشو و نما پائی ' اور تاریخ مذہب کے ہر گذشتہ دور کی طرح اس دور میں بھی افراط و تفریط کی دو جماعتیں پیدا ہوگئیں - پہلی جماعت علماء دنیا پرست اور متعصبین جاہلین کی تھی' جو اپنی ہوا پرستیوں اور تعصب و جہالت سے اصل مذہب کو بدنام کر رہے تھے - دوسری جماعت انکے مد مقابل مدعیان تحقیق جدید و اجتہاد فکر کی تھی' جنہوں نے حکمت و دانشمندی اور مذہب عقلی و طریق حکیمانہ کے نام سے الحاد و بے دینی اور اباحت و بے قیدی کی گرم بازاری کر رکھی تھی ' اور اہل حق و اقتصاد کا طریق ان دونوں سے الگ تھا - وہ جسطرح پہلی جماعت کے تسبیح زور اور خرقۂ سالوس سے بیزار تھے ' اسی طرح دوسری جماعت کے فریب عقل اور فتنۂ دانش و آزادی سے :

ازاں دعوی بہ شیخ و برہمن ماند
کہ ہر یک داورے را می پرستند !

یہی صورت حال آج بھی درپیش ہے - مذہب کے دکانداروں نے جہل و تقلید اور تعصب و ہوا پرستی کا نام مذہب رکھا ہے ' اور روشن خیالی و تحقیق جدید کے عقل فروشوں نے الحاد و بے قیدی کو حکمت و اجتہاد کے لباس فریب سے سنوارا ہے - نہ مدرسہ میں علم ہے ' نہ محراب مسجد میں اخلاص ' اور نہ میکدے میں رندان بے ریا - ارباب صدق و صفا ان سب سے الگ ہیں' اور سب سے پناہ مانگتے ہیں - ان کی راہ دوسری ہے :

ہم کعبۂ و ہم بتکدہ سنگ رہ ما بود
رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم !

کے تبحر علمي ' فقر و استغناء ' اور بے باکانہ امر بالمعروف کي سرگرمیوں سے وہ سخت عاجز آ گئے تھے - ایک عرصہ کے بعد جب حالات بدلے اور ملا مبارک

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷)

کہ دانشمند بود و مقدم و رئیس ' و از زمان افغانان تا این زمان معتبر و معزز و ملقب بہ مخدوم الملک و بحزم و متانت و تجارت امور و جمع اموال موصوف بود (شاہ صاحب کسطرح پردے پردے میں سب کچھہ لکھہ رھے ھیں) بہ مکہ فرستادند ' و ھر دو را کہ مدتہا باھم منازع و مخالف بودند ' بصورت رفیق یکدیگر ساختہ بجانب آں بقعہ شریف روان کردند - اما باوجود آں ھرگز میان ایشان نہ در اثناے طریق و نہ در آں مقامات شریفہ اتفاق و رفع کدورت صورت بست - آخر بے صدوري نمودہ رجوع نمودند و فائدہ نکرد ***الخ "

شاہ صاحب نے جو کچھہ لکھا ھے اس سے زیادہ بدایونی نے کونسي بات لکھي ھے ؟ البتہ شاہ صاحب تہذیب نگارش و طریق احتیاط و عفو پر نظر رکھکر پردے پردے میں لکھتے ھیں ' اور بدایوني اپنے جوش حق گوئي و اضطراب راست بیانی میں کسی بات کي پروا نہیں کرتے - شاہ صاحب نے مخدوم الملک کي نسبت صرف اسقدر اشارہ کردیا ھے کہ " بہ جمع اموال موصوف بود " اور یہ بس کرتا ھے ' لیکن بدایونی سے اس اشارے کی شرح ملجاتي ھے کہ انکے آبائي گھر میں بڑي بڑي پختہ قبریں تھیں - مشہور کر رکھا تھا کہ ھمارے بزرگوں کی قبریں ھیں - مرنے کے بعد حکم شاھي سے کھودي گئیں تو بزرگوں کی لاشیں تو نہ ملیں مگر سونے کي اینٹیں نکلیں ' اور فی الحقیقت چاندي سونے ھی کو علماء دنیا پرست کي بزرگي و پیشوائي پہنچتي ھے - سنہ ۹۹۰ کے حالات میں لکھتے ھیں -

" مخدوم الملک در احمد آباد درگذشت - قاضي علي از فتح پور بجہت تحقیق اموال او نامزد شدہ بہ لاھور آمد ' و چندان خزائن و دفائن پدید گشت کہ قفل شمار آنرا بہ کلید وھم نتوان کشاد ! ازان جملہ چند صندوق خشت طلا از گور خانۂ مخدوم الملک کہ بہ بہانۂ اموات دفن کردہ بود ' ظاھر شد - و انچہ پیش مردم ماند عدد آنرا جز آفریدگار کس نداند ' و آں ھمہ خشتہا با کتب وے کہ نیز حکم خشت داشت (!) داخل خزانۂ عامرہ گردید - الخ "
(جلد دوم صفحہ ۳۱۱)

مي کشیدم مئے و سجادۂ تقوی بر دوش !
آہ اگر خلق شود آگہ ازیں تزویرم !

مفتي کل ' و شیخ مبارک که اعلم علماء زمان بود ' و غازي خاں بدخشي که در علم معقول بے نظیر بود ' در باب تفضیل امام عادل مطلقاً بر مجتهد ' و تجویز ترجیح او روایت مرجوحه را در مسئلۂ مختلف فیها درست کردند * * * سخن در آں باطناب کشید * * * با لاخر بعضے بطوع و بعضے بکرہ بر آں محضر مہرها کردند " (جلد دوم صفحـــہ ۲۷۰)

هم بڑي چیز سمجھتے تھے یه میخانے میں
نکلا ایک جام کي قیمت بھي نه ایماں اپنا !

الله الله ! کیا انقلاب وقت ھے ! یه وهي مہریں ھیں جو کبھي علماء حق کی تکفیر و تضلیل کے فتووں پر ثبت ھوني تھیں اور انکے قتل و سلب کے فرامین کا دامن سیاہ کرني تھیں - آج ایک اں پڑہ نوجوان کي امامت و اجتہاد کي تصدیق کر رهي ھیں ' تاکه یه مصدقه امامت کل کو خود انھي کے آگے آئے ' اور اپنے پہلے هي جھونکے میں انکي شیخ الاسلامي اور مذهبی فرمانروائي کا چراغ غرور گل کردے !

نه اٹھتیں یه ھوں قدل ' انصاف یه ھے
که ھم خود بد آموز قاتل ھوے ھیں !

افسوس ! هر عہد اور هر دور میں جسقدر بربادیاں ھوئیں ' علماء سوء هي کے هاتھوں ھوئیں - وقت اور زمانے کي شکایت بے سود ھے :

لے تا کجا ملامت مرۂ اشکبـار مـــن ؟
یک بار هم نصیحت چشم سیاہ خویش !

سچ یه ھے که عہد اکبري کے تمام فتنۂ و فساد کے اصلي ذمه دار یہي علماء عبید الدنیا ھیں' نه که ابو الفضل و فیضي - حضرة شیخ احمد سرهندي رحمة الله علیه اسي عہد کي نسبت اپنے مکاتیب میں بار بار لکھتے ھیں " هر فتورے که دریں زمان در ترویج ملت و دین ظاهر گشته ' از شومي علماء سوء است که في الحقیقت شرار مردم و لصوص دین اند - (اولائک حزب الشیطان - الا ان حزب الشیطـان هم الخاسرون ") اکبر کے تمـام حاملین

مجاہدم
(۵۸ / ۱۹)

عہد اکبري میں بھي ارباب حق و صفا کا جو گروہ تھا ‘ وہ ان دونوں سے الگ تھا ‘ اور جونکہ دربار شاھي پر بدبختانہ یکے بعد دیگرے انھي دو گروھوں کا تسلط رھا ‘ اسلیے انکو طرح طرح کے مصائب و آلام سے دو چار ھونا پڑا - حضرة شیخ جمال الدین بھي انھي لوگوں میں سے تھے - خاندان ملا مبارک (یعني ابو الفضل و فیضي) نے مولویوں کا زور توڑنے کے لیے ایک تدبیر یہ کي کہ سنہ ۹۸۷ میں اپنے والد ملا مبارک سے ایک محضر طیار کرایا - مضمون یہ تھا کہ " بادشاہ خلیفة الزمان اور امام عہد واجب الاطاعت ھے ‘ اور اسکو حق پہنچتا ھے کہ مسائل مختلف فیہا میں حسب ضروریات وقت اجتہاد کرے ‘ اور اسکا اجتہاد واجب العمل ھے - " اصلاً تو یہ بات ٹھیک تھي - فی الحقیقت خلیفۂ وقت و ارباب حل و عقد و اصحاب شوری کو ھر عہد و دور میں حق اجتہاد حاصل ھے ‘ اور اسي کے سد باب نے تاریخ اسلام کے تمام مصائب کي بنیاد ڈالي - مگر مصیبت یہ تھي کہ اکبر بالکل مذھب سے بے خبر تھا ‘ اور اسکے مشیروں کا رنگ دوسرا تھا - نتیجہ یہ نکلتا (اور نکلا کہ) بادشاہ کي امامت و اجتہاد ‘ بے دیني و الحاد کا ایک محکم ذریعہ بن جاتي ‘ اور بالاخر بني - اسلیے ضرور تھا کہ علماء حق کو اس محضر کے قبول کرنے میں سخت تامل ھو -

لیکن حکومت کے زور کے آگے کس کي چلتي ھے ؟ علماء سوء نے اپني بد اعمالیوں سے اپنا اثر پہلے ھي کھودیا تھا - مجبوراً سب کو دستخط کرنے پڑے - سب سے پہلے انھي گردن کشوں نے سر جھکایا جنکي رگ گردن سب سے زیادہ موٹي تھي ‘ اور جسکي فصد کھولنے کیلیے یہ نشتر تیز ھوا تھا ‘ یعني ملا عبد النبي صدر اور مخدوم الملک نے - پھر قاضي القضاة جلال الدین ملتاني اور شیخ عبد الحی مفتي وغیرہ سب نے بلا چون و چرا اپني اپني مہریں ثبت کردیں ‘ اور علماء دربار میں سے کسی کو انکار و تامل کي جرأت نہ ھوئي - ملا عبد القادر بدایوني سنہ ۹۸۷ کے وقائع میں لکھتے ھیں :

" دریں ایام محضرے بخط و مہر مخدوم الملک و شیخ عبد النبی صدر الصدور و قاضي جلال الدین ملتاني کہ قاضي القضاة بود ‘ و صدر جہاں

فصل (۲)

دوسرا واقعه جسکي طرف صاحب تذکره نے اشاره کیا هے ' وه معامله هے جو حضرة شیخ داؤد اور مخدوم الملک ملا عبد الله سلطانپوري میں هوا تها - مناسب هوگا که اسکي مختصراً تشریح کردي جاے - شیر شاهی و سلیم شاهي عهد کے اکابر اولیاء الله میں سے ایک بزرگ شیخ داؤد جهني وال تھے - انکے آباء کرام عرب سے هندوستان آئے اور ملتان میں قیام کیا - انکی ولادت وهیں هوئي ' لیکن ایک عرصے کے مجاهدات و ریاضات کے بعد جب هدایت و ارشاد خلق الله کی طرف توجه هوئي تو موضع جهني علاقهٔ لاهور میں گوشه نشیني اختیار کرلي ' اور اپني پاک نفسي اور قوة رباني کے جاذبه سے هزاروں لاکھوں طالبان حق کے دلوں کو کھینچ لیا - یه اُس عهد پر فتن و فساد کے اُن مخصوص بزرگان حق میں سے هیں جو مدة العمر اپني بوریاے فقر پر قانع و منقطع رهے اور دنیاے فاني کي دلفریبیاں کبھي انکی جمعیة خاطر کو پراگنده نه کرسکیں - منتخب التواریخ ' اخبار الاخیار ' تذکرة الواصلین ' طبقات اکبري ' روضة العلماء وغیره میں انکے مفصل حالات درج هیں ' اور سب نک زبان هوکر لکھتے هیں که اعلان حق اور امر بالمعروف میں تیغ بے نیام تھے ' اور کسي حال میں اپنے تئیں وعظ و نصیحت اور تذکیر و ارشاد حق سے معاف نهیں رکھتے تھے - علی الخصوص اُن عالمان بے عمل اور صوفیانِ ریا کار سے سخت بیزار تھے جو حب جاه اور عشق مال و متاع دنیوي میں سرگشتهٔ و هلاک هوگئے ' اور ادعاء علم و مشیخت کو اپنی دکان آرائي اور دنیا طلبي کا وسیله بنالیا - اکثر کہا کرتے تھے که جن علماء نے پادشاهوں اور امیروں کو اپنا قبلهٔ و کعبه بنالیا هے ' ان سے وه مکھي هزار درجه افضل هے جو نجاست پر بیٹھتي هے - پھر یه رباعي پڑھتے :

آں کس که ز غوغا نه رهد واے برو
بر خلق جهاں دل ننهد ' واے برو

(بر نهد)

مذهب کا یه حال دیکها دوسرے سے مذهب هي کو خیرباد کهدینا چاها - خود ابو الفضل و فیضي کو بهي انهي لوگوں نے اپني هوا پرستیوں اور ظلم و عدوان کے نمونے دکهلاکر اس طریقه میں آنے کي دعوة دي تهي' جسکي بے اعتدالیاں دیکهه دیکهه کر وه خود بهي مناسف هوتے هونگے که مقصود کیا تها اور کیا سے کیا هوگیا ؟ انهوں نے علماء سوء کے غرور و پندار کا بت توڑنے کیلئے ایک دوسرا بت طیار کیا ' جسکا نام اکبر تها - لیکن آگے چلکر خود اسي بت کي پرستش شروع هوگئي - فیضي نے اگر علماء وقت کي نسبت یه کها تها تو کیا غلط کها تها ؟

زباں کشیده بدار القضاء عجب و ریا
شهود کـــذب ز دعوا گـــران ایمـــاني
اگر حقیقت اسلام در جهان اینست
هزار خنـــدهٔ کفرست بر مسلماني !

دار الحکومت کے علماء دربار نے جب اس محضر کي تصدیق کردي تو ضرورت هوئی که ملک کے سر برآورده علماء کو بهي قابو میں لایا جاے - دار الحکومت کے بعد سب سے بڑا مقام دهلي تها ' اور مرکز علم هونے کے اعتبار سے اسپر وائی - وهاں کے اصحاب درس و تدریس میں مولانا شیخ جمال الدین ممتاز تهے - معلوم هوتا هے که اسي محضر پر دستخط کرنے کیلیے شیخ موصوف کو مجبور کرنا چاها ' لیکن جیسا که اوپر گزرچکا دربار کی طاقت اور علماء وقت کا اجتماع انکو مرعوب نه کرسکا ' اور صاف انکار کردیا - شیخ موصوف کی زندگي کا یه واقعه نهایت اهم هے ' اور اس سے اُن کی حق پرستي اور بے لوث زندگي کا اندازه کیا جاسکتا هے - اس محضر پر دستخط نه کرنا گویا اپني زندگي سے هاتهه دهونا تها ' اور دربار وقت کو اپني مخالفت کا یقین دلانا - یه وه پرسور و نازک وقت تها که بڑے بڑے دعوبداروں کے قدم ڈگمگا گئے تهے ' مگر سچ یه هے که الله تعالی قیام حق کیلیے جن اهل الله کا شرح صدر کردیتا هے ' آنکي استقامت کو کوئي طاقت متزلزل نهیں کرسکتي الا ' ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون !

۱۰ / ۶۲
یونس

کے ساتھہ واپس کردیے گئے - بدایونی نے واضح طور پر نہیں لکھا ھے کہ مخدوم الملک نے اندر بظاھر الزام کیا لگایا تھا ' اور وجہ مخالفت و طلبی کیا قرار دی تھی ؟ ملاقات کی گفت و شنود لکھتے ھوے صرف اسقدر لکھا ھے :

" بعد از حرف و حکایت پرسیدند کہ تقریب طلب فقراء مدفطع چہ بود ؟ مخدوم الملک گفتہ کہ مریدان شما را شنیدم کہ در وقت ذکر گفتن یا داؤد یا داؤد می گویند - جواب دادند کہ مگر اشتباہ در سماع رفتہ باشد - والا ایں جماعۃ ظاھراً یا ودود یا ودود می گفتہ باشند " - (جلد سوم صفحہ ۳۲)

بظاھر یہ بات تو کچھہ وقیع معلوم نہیں ھوتی ' لیکن عجیب بھی نہیں - اس گروہ کے مکر و حیل کے کاروبار بہت وسیع و پیچیدہ ھیں - عجب نہیں کہ اسی راہ سے مصیبت میں پھنسادینے کا قصد ھو ' اور " یا ودود " کو " یا داؤد " بناکر فتنہ اٹھانا مقصود ھو - لیکن تذکرۃ الواصلین کی تصریح سے معلوم ھوتا ھے کہ شیخ پر مہدوی ھونے کا بھی گمان کیا گیا تھا ' اور مخدوم الملک نے اسی کو بناے مخالفت و فتنہ انگیزی قرار دیا تھا - اتنی اصلیت اسمیں ضرور تھی کہ وہ سید محمد جونپوری کی ولایت و بزرگی کے معترف تھے ' اور مولانا جمال الدین نے اسکے اثبات میں ایک کتاب بھی لکھی تھی - اس کتاب میں اگرچہ مہدویۃ کے عقائد کو باطل قرار دیا تھا ' لیکن خود سید محمد جونپوری کی علانیہ حمایت کی تھی - علاوہ بریں حضرۃ شیخ عبد اللہ نیازی اور شیخ علائی کے واقعہ میں بھی انکی راے مخدوم الملک وغیرہ علماء دربار کے موافق نہ تھی اور جو سلوک ان دو بزرگوں کے ساتھہ کیا گیا اسکو سخت ظلم و فساد قرار دیتے تھے - اخبار الاخیار کے ایک اشارے سے بھی اس کی کچھہ کچھہ تصدیق ھوتی ھے - یہ الزام اس وقت کے حالات کے لحاظ سے واقعی ایسا الزام تھا کہ اگر چل جاتا تو شیخ کے لیے بھی وہ جام شہادت طیار تھا ' جو مخدوم الملک کے ھاتھوں بعض دیگر اھل اللہ کو پینا پڑا -

در دست فقیر نیست نقدے جز وقت
آن نیز گر از دست دهد ' واے برو!

علماء سوء اور بندگان دنیا کي مخالفت و برهمي کیلیے اس سے بڑهکر اور کیا بات هو سکتي هے که ایک درویش شکسته حال اپني پهٹي چٹائي پر بیٹهکر انکے اُس جاه و جلال دنیوي کو نظر حقارت سے دیکھے جو دین فروشي کے بدلے حاصل کیا گیا هے ؟ اور آلودگیوں اور آلائشوں کے جن دهبوں کو انهوں نے نقش و نگار عزت سمجهکر اپني آستین و دامن میں جگه دي هے ' انکو ناپاکي کا داغ اور نجاست کا دهبه بتلاے ؟ هر دور اور هر زمانے میں یهي چیز هے جس نے فقهاء دولة اور علماء دربار کو فقراء حق کا دشمن بنادیا هے ' اور پهر اس مخفي کینهٔ و حسد کو کام میں لانے کیلیے طرح طرح کے نام نهاد مذهبي الزام و حیل پیدا کرلیے گئے هیں - چونکه بادشاه اور عوام دونوں ان لوگوں کے قبضے میں هوتے هیں ' اسلیے جب چاهتے هیں بولیٹکل خطره دکهلا کر بادشاه وقت کو ' اور مذهبي الزام تراش کر عوام کو بهڑکا دیتے هیں - سلیم شاه کے عهد میں جب مخدوم الملک شیخ الاسلامي کي مسند حکومت پر متمکن هوے ' اور اهل الله اور داعیان حق کي ایذا و هلاکت پر کمر باندهي ' تو حضرة شیخ داؤد پر بهي نظر پڑي - انهوں نے اپنے جوش حق گوئي میں بارها مخدوم الملک وغیره علماء دربار کو دنیا طلبیوں اور فقراء حق کي مخالفتوں پر ملامتیں کي تهیں - اب اسکا انتقام لینا چاها ' اور چونکه یه دوسرے دنیا طلب مشائخ کي طرح انکي شیخ الاسلامي کے آگے نهیں جهکے تهے اسلیے اور زیاده درپے مخالفت هوگئے - بداوني منتخب التواریخ میں لکهتے هیں که جس زمانے میں مخدوم الملک نے بعض اکابر اهل الله کو طرح طرح کے فتنے اٹهاکر قتل کرایا تو انکي طرف بهي مخالفانه عزم سے متوجه هوے ' اور گوالیار سے سلیم شاه کا فرمان بهجواکر طلب کرایا - یه تنها ایک دو خادموں کو لیکر روانه هوے اور گوالیار سے باهر ملاقات هوئي ' لیکن شیخ کو دیکهکر اور انکي باتیں سنکر بهت متاثر هوے اور کها که " ازین روے دروغ نباید " شیخ نے چند کلمے وعظ و نصائح کے فرماے ' اور عزت و احترام

ہے) تسلیم کرتے ھیں کہ انکا ابتدائي عہد کمال زھد و تقشف اور استغراق و استہلاک باطني میں گذرا - سات سال تک یہ حال رھا کہ پے درپے روزہ رکھتے اور تن تنہا ایک گوشے میں پڑے رھتے - اسي اثناء میں ابر ایک سانحہ وارد ھوا اور معلوم ھوا کہ " انت المہدي" کي صدا آ رھي ہے - برسوں تک معامل رھے' اور جب پے درپے بھي معاملہ پیش آیا تو اپنے مہدي ھونے کا اعلان کیا - نویں صدي کا وہ زمانہ جو اکبر سے پہلے گذرا' ھندوستان میں سخت بد امني و طوائفِ الملوکي کا زمانہ تھا - روز روز پادشاھتیں بنني اور بگڑتي تھیں' اورکوئي مرکزي حکومت باقي نہیں رھي تھي جو احکام شرع کے اجراء و قیام کي ذمہ دار ھوني - علمائے حقاني بہت کم تھے' اور علمائے دنیا ھر طرف پھیلے ھوے تھے - دنیا طلبي اور مکر و زور کي گرم بازاري تھي' اور سب سے زیادہ یہ کہ جاھل صوفیوں کي بدعات و منکرات نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا - یہ حال دیکھکر سید موصوف نے احیاء شریعۃ اور قیام امر بالمعروف کا غلغلہ بلند کیا ' اور لوگوں سے کہا کہ اب نہ کسي مجاھدہ کي ضرورت ہے اور نہ ذکر و شغل کي - سب سے بڑا مجاھدہ یہي ہے کہ خلق اللہ کو سیدھي راہ پر لگاؤ ' اور احکام شرعیہ کے قیام کي راہ میں اپني جانیں تک لڑا دو - عشق کي صداقت اور قلب کي پاکي نے انکي دعوۃ و تذکیر میں ایسي تاثیر بخشي تھي کہ تھوڑے ھي عرصے میں ھزاروں آدمي حلقۂ ارادت میں داخل ھوگئے ' اور متعدد سلاطین وقت نے انسے بیعت کي - ان لوگوں کے طور طریق کچھہ عجیب عاشقانہ و والہانہ تھے ' اور ایسے تھے کہ صحابۂ کرام کے خصائص ایماني کي یاد تازہ کرتے تھے - عشق الہي کي ایک جاں سپار جماعت تھي جس نے اپنے خون کے رشتوں اور وطن و مسکن کي فاني الفتوں کو ایمان و محبت کے رشتہ پر قربان کردیا تھا ' اور سب کچھہ چھوڑ چھاڑ کر راہ حق میں ایک دوسرے کے رفیق و غمگسار بنگئے تھے - امیر و فقیر' اعلی و ادنی ' سب ایک حال اور ایک رنگ میں رھتے ' اور بجز خلق اللہ کي ھدایت و خدمت اور احکام شرع کے اجراء و قیام کے اور

فصل (۳)

شرح اس اجمال کي يه هے که اس زمانے میں مہدوي فرقه کا نیا نیا چرچا هر طرف بهیلا هوا تها ' اور علماء دربار کے لیے اس فرقه کے قتل و سلب اور تکفیر و تضلیل کا مشغله سب سے زیاده دلپسند اور کامیاب مشغله تها - ان لوگوں کو هر زمانے میں اپني دلبستگي و حکمراني کیلیے فرقه آرائي اور جنگ و قتال مسلمین کا کوئي نه کوئي مشغله ضرور ملنا چاهیے - اسوقت کے مناسب حال اس سے بڑهکر اور کوئي مشغله نہیں هو سکتا تها -

یه فرقه سید محمد جونپوري کي طرف منسوب هے' جنکي نسبت بیان کیا جاتا هے که مهدي هونے کے مدعي تهے - اگرچه آگے چلکر اس فرقه کے عقائد میں بہت سي نئي نئي باتیں اور حد غلوء سے بهي گذرے هوے اعتقادات شامل هوگئے ' لیکن میرا خیال هے که اسکي بنیاد صداقت و حق پرستي پر پڑي تهي - یعني دعوة و تبلیغ حق و احیاء شریعة و قیام فرض امر بالمعروف و نهي عن المنکر اسکا مقصد اصلي تها ' اور خود سید محمد اور انکے پیروؤں کي پہلي جماعت کے اکثر بزرگ بڑے هي پاک نفس اور خدا پرست لوگ تهے - اس قسم کے معاملات همیشه ابتدا میں کچهه هوتے هیں اور آگے چلکر کچهه اور بنجاتے هیں ' اور فتنۂ غلوء و تاویل پچهلي امتوں کي طرح اس امة کي. هر جماعت کیلیے بهي ایک بڑا فتنه رها هے یہي حالت اس جماعت کو بهي پیش آئي ' اور رفته رفته اسکي بنیادي صداقت اختلاف کے غلوء و محدثات میں گم هوگئي -

سید محمد جونپور کے رهنے والے تهے - سنه ۸۴۷ هجري میں پیدا هوے - انکے اشد شدید مخالف بهي معترف هیں که علوم رسمیه کے ساتهه زهد و درویشي اور ورع و تقوی میں اپنا جواب نہیں رکهتے تهے - شیخ علي متقي (که سید کے معاصر اور سخت مخالف هیں اور انکے رد میں رساله لکها

سے دور جا پڑے، اور دونوں میں سے کسي نے بھي اس مصلح مظلوم کے ساتھہ انصاف نہ کیا - افسوس کہ یہ معاملہ بہتوں کے ساتھہ پیش آیا ھے - بلکہ یوں کہنا چاھیے کہ دنیا کي تاریخ ھدایت و اصلاح امم کي نصف گتھیاں اسي سوء فہم اور تاویل و تعبیر باطل کي اولجھائي ھوئي ھیں - پہلوں نے کچھہ کہا تھا اور پچھلوں نے کچھہ سمجھا - معتقدین نے غلو کیا اور مخالفین نے تعصب و تشدد ! (ظلمات بعضھا فوق بعض) (۴۰ : ۲۴) اور اس تاریکي میں اصل حقیقت گم ھوگئي - اصحاب طریق و معارف کي باتوں کے سمجھنے کیلیے بھي دل صافي اور فہم مستعد و عالي چاھیے - صرف مدرسوں کي دماغ سوختگي اور تسبیح و سجادہ کي دکان آرائي سے یہاں کام نہیں چلتا .

جو بشنوي سخن اهل دل مگو کہ خطاست

سخن شناس نۂ ، دلبرا خطا اینجاست !

تاریخ عالم کي پراني سے پراني گمراھي کا بھي سرچشمہ اگر ڈھونڈھا جاے تو یہي سوء فہم کا فتنہ نکلیگا - بتلانے والوں نے کیا کہا تھا اور سمجھنے والوں نے کیا سمجھا ؟ ھمارا عقیدہ ھے کہ دنیا کے تمام بانیان ادیان و ملل میں سے کسي نے بھي شرک و انسان پرستي کي تعلیم نہیں دي تھي - پراني سے پراني بات جو دنیا میں کہي گئي ھے صرف سچائي اور خدا پرستي ھے - لیکن معلوم ھے کہ انکے ماننے والوں نے شرک و بت پرستي کا راستہ اختیار کیا اور اپني ساري کج فہمیوں کو انھي کي جانب منسوب کردیا - جب انبیاء کرام علیہم السلام کے ارشادات محکمہ کو انکے پیرو نہ سمجھے اور حضرۃ مسیح علیہ السلام کي صاف صاف تمثیلوں کو کیا سے کیا بنادیا ، تو پھر عامۂ مصلحین امۃ و صلحاء طریق کہ بیچارۂ کار و درماندۂ احوال و دل باختۂ کشاکش تلوین و تمکین ھیں ، اس فتنہ سے کیونکر بچ سکتے ھیں ؟

آنکس است اهل بشارت کہ اشارت داند

نکتہا هست بسي ، محرم اسرار کجاست ؟

غرضکہ علماء سوء اور مشائخ دنیا پرست پر ان لوگوں کي بے پردہ حق پرستیاں بہت گراں گزریں - جو لوگ صداقت پسند تھے ان میں سے بھي

کسي کام سے واسطه نه رکھتے - ایک حکم یه تها که پہلي منزل هجرة کي هے - جو اس راه میں قدم رکھے ' سب سے پہلے چاهیے که قید وطن سے آزاد هو ' اور گھربار چهوڑ کر اپنے برادران طریقت کا ساتھي بن جاے - دوسري منزل ترک مال کي هے - (لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون) (۳ : ۹۲) بس مال کسي ایک فرد واحد کا نہیں هوسکتا - جس کے پاس جو کچهه هو اپنے رفیقان طریق میں بانٹ دے - تیسري منزل ترک جان کي هے - (فتمنوا الموت ان کنتم صادقین) (۶۲ : ۶) بس هر وقت راه حق میں سر بکف رهو ' اور اعداء شریعة و حق اگر فرقان و میزان کے آگے نه جهکیں تو قوة حدید سے کام لو - (وفیه باس شدید !) (۵۷ : ۲۵) اور اسمیں شک نہیں که یه جتني باتیں تهیں حق تهیں - آگے چلکر نادان معتقدوں نے انکو کچهه سے کچهه بنا دیا : (ان الله اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة :) (۹ : ۱۱۱)

ترک جان ' و ترک مال ' و ترک سر '

در طریق عشق اول منزل ست !

یه تمام حالات انکے موافقین اور مخالفین سب نے لکھے هیں - مثلاً مخالفین میں شیخ علي متقي ' شیخ ابن حجر مکی ' شیخ عبد الحق محدث ' اور شیخ اسعد مکي وغیرهم ' اور موافقین میں خود انکے معتقدین مثلاً اخوند میر ' شیخ دلاور ' شهاب الدین ' میاں قاسم ' اور صاحب شواهد و مطلع الولایة وغیرهم - لیکن معتقدین نے ان امور پر قوانین شرع کا رنگ چڑها دیا - مثلاً سید محمد نے تکمیل انقطاع و ایثار و محبت کیلیے مال تقسیم کردینے کا حکم دیا تها - انهوں نے اسکو یہانتک بڑهایا که جب مال سب کا حق هے تو پهر ورثه اور ترکه کیسا ؟ عزیز و اقارب کو بهي کچهه نہیں ملنا چاهیے - اور پهر اسکو قانون توریث کے مقابلے میں ایک قانون شرعي سمجها - مخالفین نے اسکا رد کیا که یه شریعت سے انحراف هے ' اور حکم توریث کو که نص قطعي سے ثابت هے باطل کرنا هے ' اور پهر اسکو تکفیر و تفسیق کیلیے حجت ٹهرایا - اسطرح موافق و مخالف ' دونوں اصلیت

شاہ صاحب کی یہ عبارت دیکھکر مجھکو خیال ہوا کہ ہمارے زمانے میں مرزا صاحب قادیانی کے معتقدین میں سے ایک بڑا گروہ بھی مرزا صاحب کی نسبت بعینہ یہی اعتقاد رکھتا ہے ' اور اسی اصالۃ و تبعیۃ کے فرق پر اپنے تمام علو و اعراق کی بنیاد رکھی ہے - و ما اشبہ اللیلۃ بالبارحہ -

لیکن شاہ صاحب نے یہ نہیں لکھا ہے کہ سید موصوف نے یہ بات خود کہی یا انکے مریدین و معتقدین کا استنباط اور پیر پرستانہ عقیدت سرائی ہے - خود سید موصوف نے کوئی کتاب نہیں لکھی - ام العقائد جو انکی جانب منسوب ہے وہ بھی انکے مریدوں کی لکھی ہوئی ہے - صاحب " ہدیۂ مہدویہ " نے اسکی عبارتیں نقل کی ہیں اور انمیں بلا شبہ اس طرح کی باتیں پائی جاتی ہیں ' لیکن قطع نظر وسعت میدان تاویل کے آن کا انتساب خود سید محمد کی جانب مشکوک و محل نظر ہے - بہر حال اس قسم کی باتیں دو حال سے خالی نہیں - یا تو معتقدین کا غلو و افراط اور سوء فہم و زیغ نظر ' و ضلالت استنباط و استدلال ہے ' یا بصورت ثبوت اس طرح کی تمام باتوں کو غلبۂ سکر و احوال یا فریب سوانح و مشاہدات کا نتیجہ سمجھنا چاہیے جو اس راہ کے بڑے بڑے کاملین و واصلین تک کو پیش آے ہیں ' اور بہتوں کا معاملہ دعاوی و شطحیات تک پہنچ گیا ہے - و کلام السکاری یحمل و یصرف عن الظاہر - کسی نے اسی عالم میں کہا : " لوائی ارفع من لواء محمد " اور " سبحانی سبحانی ما اعظم شانی " - کوئی پکار اٹھا " لیس فی جبتی الا اللہ " اور کوئی بول اٹھا " بطشی اشد من بطش اللہ " یہ بھی کہا گیا کہ " خضنا بحراً وقف الانبیاء علی ساحلہ " اور یہ تو مشہور و معروف ہے کہ " قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ "

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم مست !

جب ان تمام اقوال کو لوگ سنتے ہیں ' مگر یا تو انکو مصروف عن الظاہر قرار دیکر تاویل کرتے ہیں ' یا " اوہام و خیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ " کہکر

بعض غلط فہمیوں میں مبتلا ہوگئے - نتیجہ یہ نکلا کہ ہر طرفسے مخالفت ہونے لگي - پہلے تضلیل و تکفیر کا سلسلہ چلا ' پھر قتل و سلب تک نوبت پہنچي - مخالفت کا بڑا سبب یہ ہوا کہ یہ لوگ اعلان حق میں بڑے ہي بے باک و شدید تھے' اور سب سے زیادہ علماء دنیا کو انکي ہوا پرستیوں اور غفلتوں پر سرزنش کرتے تھے - یہي چیز ہر زمانے میں ہر مصلح کو علماء عہد کي نظروں میں مبغوض بنا دیتي ہے ' اور مصیبت یہ ہے کہ بغیر اسکے چارہ بھي نہیں - جب مخالفت کا بہت زور ہوا تو گجرات چلے گئے - سلطان محمود کلاں صورت دیکھتے ہي معتقد ہوگیا ' لیکن علماء نے وہاں بھي مخالفت کي - مجبوراً حجاز و عرب کا رخ کیا - وہاں سے ایران گئے - سلطان اسماعیل صفوي کا زمانہ تھا - اسنے ہجوم خلائق دیکھا تو نکل جانے کا حکم دیا - ہندوستان کي طرف دوبارہ آ رہے تھے کہ فراہ میں انتقال ہوگیا - ملا عبد القادر بدایوني سنہ ۹۱۱ کے واقعات میں لکھتے ہیں :

" و دریں سال میر سید محمد جونپوري قدس اللہ سرہ از اعاظم اولیاء کبار کہ دعوئ مہدویہ از سر بر زدہ بود ' ہنگام مراجعت از مکہ معظمہ بجانب ہند در بلدۂ فراہ داعي حق را لبیک فرمود - قاضي حسین زرگر قندھاري کہ فقیر او را و او میر را ملازمت کردہ بود ' ایں تاریخ یافتہ :

گفتا کہ برو ' ز شیخ کن استفسار "

سید موصوف کا معاملہ عجیب ہے اور طرح طرح کے دعاوي و شطحیات انکي جانب منسوب کیے گئے ہیں - معتقدین کي باتیں تو قابل توجہ نہیں کہ لوگ جس کسي کو پیشوا مانتے ہیں اسکو خدا بنائے بغیر نہیں چھوڑتے' اور اگر بہت احتیاط کي تو نبوت تک پہنچا کر چھوڑا - لیکن بعض قریب العہد اور قابل اعتماد راویوں نے بھي اس قسم کي باتیں لکھدي ہیں کہ اول نظر میں طبیعت کو خلجان ہوتا ہے - شاہ عبد الحق محدث دہلوي لکھتے ہیں :

" در اعتقاد سید محمد جونپوري ہر کمالیکہ محمد رسول اللہ صلعم داشت و رسید ' سید محمد را نیز بود - فرق ہمیں ست کہ آنجا باصالۃ بود و اینجا بہ تبعیۃ - و بہ تبعیۂ رسول بجائے رسیدہ کہ ہمچو او شد " -

جب حواس ظاهري کا عذر مسموع هے اگر حاسۂ بصر سراب کو دریا سمجھہ لے، اور ارباب قیل و قال و فقهاء و متکلمین کیلیئے باب تاویل مفتوح هے اگر رائے و قیاس میں غلطي کر جائیں، تو پھر اصحاب احوال نے کیا قصور کیا هے که انکي لغزش فہم و اشتباہ احوال و غلطي استنباط ناقابل معافي و عفو هو؟ فیا لله و یا للعقول! جن نفوس قدسیه کي ساري زندگیاں زهد و انقطاع حقیقي، وکمال مرتبۂ عرفان و محبت الهي، و اعمال صالحۂ و حقه، و ترک ماسوی الله میں بسر هوجائیں، انکي ایک غلطي بھي درخور عفو و تاویل نہو، لیکن جن علماء دنیا و فقهاء دولة کي ساري عمریں یکسر دنیا سازي و دین بازي و مکر و حیل و فساد و زور و هوا پرستي و زهد ریائي میں ضائع جائیں اور جنکو بقول علامۂ شوکاني اهل الله سے وه نسبت هو کالبهیمة بالنسبة الی الانسان، او کالانسان بالنسبة الی الملائکه (۱) انکو پورا حق حاصل هو که اپني خود ساخته مسند افتاء پر بیٹھکر کفر و قتل کا فتوی لکھیں اور وه یا بجولان حربي کفار و مشرکین کي طرح انکے سامنے لائے جائیں!

یا ســالــکا بین الاسنــة و القنــا

انی اشــم علیــك رائحــة الــدم

بڑي دقت ان لوگوں کو معاني کي فراواني و وسعت اور الفاظ کي تنگ دائي و نامساعدت سے پیش آتي هے - ناچار هنگام تعبیر و بیان جو الفاظ سامنے آ جاتے هیں، انهی سے کام لینا پڑتا هے - نافهموں کیلیے وه الفاظ فتنه بن جاتے هیں - معتقدین مقلدین انکو حجة گردانتے هیں، اور منکرین متعصبین آلۂ انکار و تکفیر - لیکن ارباب حق و اقتصاد یا تو انکي تاویل کرتے هیں، یا انکے معاملے کو عالم السرائر کے حوالے کر دیتے هیں - البته عمل و اعتقاد هر حال میں احکام شریعة و ظواهر نصوص کتاب و سنت پر هے، اور انکے سوا کوئي نهیں جو محک حق و باطل و حجة و برهان هو - و العصمة

---

(۱) علامۂ شوکاني نے یه اپنے رسالہ قطر الولي شرح حدیث ولي مندرجۂ کتاب الفتاح الرباني میں لکھا هے -

چشم پوشي کر جاتے هیں' اور یا پھر حوالۂ مغلوبیت سکر و حال کرکے خاموش هو جاتے هیں' کیونکه صاحبان اقوال کے دیگر اقوال و اعمال صالحه اور وصول و حصول مراتب عرفان و حقیقت کے شواهد انکے سامنے هیں' تو پھر حضرۃ سید محمد جونپوري نے کیا قصور کیا هے که باوجود کمال زهد و ورع و اتباع شریعت و قدام امر بالمعروف و نهي عن المنکر و ایثار في الله و لله کے جس سے کسي موافق و مخالف کو انکار نهیں' انکو حسن ظن اسلامي کا مستحق نه سمجھا جاے' اور صرف چند کلمات عربیه کي بنا پر جنکي اصلیت نهیں معلوم کیا هے "لست مؤمناً" پر اُتر آئیں؟ و هلا شققت قلبه ؟ (لم : ۹۳)

لاله ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق !
داوري خواهـم مگـر یارب کرا داور کنـم ؟

قل لو کنتم تملکون خـزائن رحمـة ربي لامسکتم خشیـة الانفـاق - ۱۷ : ۱۰۰

فصل (۴)

اصل یه هے که اصحاب احوال و طریق کے معاملات کچھه عجیب و غریب واقع هوے هیں' اور یه قوم اپنے کلمات و اقوال غریبه کیلیے بہت سے عذرات پیش کرتي هے - اهل حق و انصاف نے اُن عذرات کو قبول کیا هے' مگر جو لوگ ذوق حقیقت سے محروم اور صرف الفاظ و صورت میں محبوس هیں' انکا فهم نارسا وهاں تک نهیں پہنچتا' اور "رایت اسداً یرمي" سنکر شیر کے پنجے اور ناخن ڈھونڈھنے لگتے هیں - بلا شبه خواطر و احوال کیلیے شریعت الهي اور علوم انبیاء کرام محک رد و قبول و معیار ظن و یقین هیں' لیکن اکثروں کو مغلوبیت سکر و سرگشتگي حال میں اسکا هوش هي نهیں رهتا که اس کسوٹي کیلیے هاتهه بڑھائیں - یه سخت غلطي هے مگر وہ کہتے هیں که هماري درماندگي و معذوري پر بھی نظر رهے :

سقوني و قالـوا لا تغـن' و لو سقـوا
جبـال سـراة ما سقیـت' لغنت !

ارباباً من دون الله) کي سرحد سے قريب هوگئے - اس دوسري جماعت کا عجيب حال هے - يه جب کبهي اپنے پيشواؤں کے کسي قول کو احکام و نصوص شرعيه کے خلاف ديکهتي هے تو اسکي جرأت اپنے اندر نهيں پاتي که قرآن و سنه کو مقدم رکهکر اس قول مخالف کي تاويل کرے ' اور اس طرح شريعة الهي کو بهي اپني جگه چهوڑنے کي زحمت نه دے اور پيشوايان اسلام کے دامن کو بهي مخالفت شريعة کے دهبه سے بچالے' بلکه برعکس اسکے کوشش کرتي هے که اپنے پيشواؤں کي باتوں اور رايوں کو مقدم رکهکر کسي نه کسي طرح قرآن و حديث کو انکے مطابق کر دکهاے ' اگرچه ايسا کرنے ميں تاويل نصوص ' تحريف نصوص تک پهنچ جاے ! پهلي راه باعتبار اصل کے راه يهود هے اور دوسري راه نصارى' اور اسلام نے دونوں کو بند کرنا چاها که غير المغضوب عليهم و لا الضالين (۱:۷) اور ايک حديث ميں مجددين امة کا يه کام بتلايا که " ينفون عنه تحريف الغالين و انتحال المبطلين و تاويل الجاهلين " (۱) سو پهلي راه انتحال المبطلين کي هے اور دوسري تاويل الجاهلين کي - پهلي جماعت کو گمراهي نے بغض و انکار کا چهره دکهلا کر بهٹکايا ' اور دوسري کو محبت و اتباع کے نقاب ميں آکر' اور دنيا ميں جسوقت سے نوع انساني آباد هوئي هے ' هميشه گمراهي کے يهي دو بهيس رهے هيں - يا افراط بغض نے لوگوں کو گمراه کيا هے يا افراط محبت نے :

باهد بغمزه کشت و صريح بقهر!

ليکن اهل حق کي صراط مستقيم ان دونوں سے الگ هے :

ميان کعبهٔ و بت خانه راهيست !

وه هر حال ميں احکام شريعة اور ظواهر کتاب و سنة کو مقدم رکهتے هيں ' اور اس تمام کائنات هستي ميں صرف انهي کو واجب الاطاعة يقين کرتے هيں - مگر ساتهه هي تمام اهل علم و ائمهٔ اسلام سے حسن ظن و عقيده بهي رکهتے هيں اور انکے جو اقوال و آراء يا احوال و سوانح بظاهر نصوص کتاب و سنة کے خلاف معلوم هوتے هيں ' انکي وجهٔ سے يکايک سرگرم انکار و تضليل نهيں

---

(۱) رواه البيهقي في المدخل عن ابراهيم بن عبد الرحمن العذري مرفوعا -

للانبياء و من عداهم قد يخطي و يصيب ، فمن ظن انه يكتفي بما وقع في خاطره مما جاء به الرسول ، فقد ارتكب اعظم الخطاء و ضل ضلالا مبينا -

فصل (۵)

کیا خوب فرمایا ہے حجۃ الاسلام علامۃ ابن قیم نے اعلام میں ، اور گویا ایک ایسا اصل الاصول بتلا دیا ہے جسکے بعد اس راہ کی ساری مشکلات معدوم ہوجاتی ہیں کہ " لا بد من امرین ، احدہما اعظم من الاخر و ہو النصیحۃ للہ و لرسولہ و کتابہ و تنزیہہ عن الاقوال الباطلۃ المناقضۃ ، و الثانی معرفۃ ائمۃ الاسلام و مقادیرہم و حقوقہم و مراتبہم ، و ان فضلہم لا یوجب قبول کل ما قالوا و لا یوجب اطراح اقوالہم " الخ -

یعنی صحیح راہ حق و اعتدال کی یہ ہے کہ دو اصل ہیں ، اور دونوں کا ملحوظ رکھنا ضروری - ایک یہ کہ ہر حال میں کتاب و سنۃ اور نصوص شرعیہ کو مقدم رکھنا چاہیے اور اسی پر حکم و عمل کرنا چاہیے - دوسری یہ کہ تمام ائمۂ اسلام اور علماء حق سے حسن ظن اور محبت و ارادت رکھنی چاہیے اور انکے مراتب و حقوق کی رعایت سے کبھی غافل نہ ہونا چاہیے - یہی دو اصل ہیں جنکے توازن و تناسب کو باعتدال ملحوظ نہ رکھنے سے ساری مصیبتیں پیش آتی ہیں ، اور بدبختانہ لوگوں نے ہمیشہ انہی میں افراط تفریط کی ہے ، یا دونوں میں سے صرف کسی ایک ہی کے ہو رہے ہیں - ایک جماعت احکام و نصوص شرعیہ کے اتباع و تقدیم کا یہ مطلب سمجھتی ہے کہ جہاں کسی اہل علم و حال کا کوئی قول بظاہر کسی حکم و نص کے خلاف نظر آیا ، بلا تامل تضلیل و تکفیر پر آمادہ ہوگئے اور جھٹ حکم لگا دیا کہ وہ منکر شریعۃ ہے ، اگرچہ اُس نے اپنی ساری زندگی شریعۃ کے علم و عمل میں بسر کردی ہو - دوسری جماعت نے ائمۂ و اکابر دین کی پیروی اور محبت و اعتقاد کے یہ معنی سمجھے کہ احکام و نصوص کو اُنکا تابع و محکوم بنا دیا ، اور چند غیر

معصوم انسانوں کی خاطر کتاب و سنۃ کو ترک کرکے (اتخذوا احبارہم و رہبانہم .

شان بتلائي هے وه انكي اس طلب و دعا سے ظاهر هے : ربنا لا تجعلنا في قلوبنا غلا للذين آمنوا (۵۹ : ۱۰) پس جب عام مومنوں كي نسبت يه حكم هے تو اصحاب علم و فضيلت كے طرف سے دل ميں غل و بغض كا هونا كب جائز هوسكتا هے ؟

البته اصل مركز حق و يقين كتاب و سنة هے - يه مركز اپني جگه سے نہيں هل سكتا - سب كو اسكي خاطر اپني جگه سے هل جانا پڑيگا - اس چوكهٹ كو كسي كي خاطر نہيں چهوڑا جاسكتا - سب كي چوكهٹيں اسكي خاطر چهوڑ دسي پڑينگي (لا يومن احدكم حتى اكون احب اليه من والده و ولده و الناس اجمعين) جب نص رسول كے مقابله ميں كسي دوسرے انسان كي پاسداري كي تو رسول احب كب باقي رها ؟ ارباب افراط و غلوء كي ساري غلطي يه هے كه وه اپنے غير معصوم پيشواؤں كے اقوال و احوال كو بمنزلۂ اصل مركز بنا ليتے هيں ، جس كو كسي حال ميں اُسكي جگه سے نہيں هلايا جاسكتا ، اور پهر چاهتے هيں كه وحي الهي و صاحب وحي كي نص كو اُسكي جگه سے هٹا كر اپنے خود ساخته مركز تـك ليجائيں ، اور نه جاسكے تو زبردستي كهينچ كر ليجائيں - اسپر ستم يه كه اس طريق كو طريق توفيق و تطبيق كے نام سے تعبير كرتے هيں - اگر يه تطبيق هے تو والذي نفسي بيده كه پهر دنيا ميں تحريف كا وجود باقي نه رها اور نه كبهي اهل كتاب نے اس دنيا ميں تحريف كي -

اس مقام پر رشتۂ سخن بہت دراز هے - هزار چاهتاهوں كه موقعه اطناب كا نہيں ، جلد آگے بڑهجاؤں ليكن يه رشته ايسا هے كه ايك مرتبه كهل جاے تو پهر جلد نہيں لپيٹا جا سكتا :

اين رشته بانگشت نه پيچي كه درازست !

يه اصول جو همارے رگ و پے ميں سرايت كرگئے هيں اور انكا اس اسراف كے ساتهه استعمال هوچكا هے اور هو رها هے كه قريب هے كه اصليت كا پته لگانا دشوار هوجاے كه " الاصل ان كل آية تخالف قول اصحابنا فانها تحمل على النسخ او على الترجيح و الاولى ان تحمل على التاويل - و الاصل

هو جاتے ' بلکہ حتی الوسع انکي تاویل کرتے ہیں اور ایسي راہ تعبیر ڈھونڈھتے ہیں جو نصوص شریعۃ کے مطابق ہو - اور اگر دیکھتے ہیں کہ کسي طرح اختلاف دور نہیں ہوسکتا تو انکي خاطر نصوص شرعیہ کو اپني جگہ چھوڑ کر ماول ہونے کی رخصت نہیں دیتے کہ یہي بنیاد تحریف ہے - بلکہ یا تو اُن عذرات کو معلوم کرنے کي کوشش کرتے ہیں جنکي وجہ سے وہ اس اختلاف پر مجبور ہوے (۱) اور یا پھر انکے اقوال و آراء سے چشم پوشي کر کے انکا معاملہ عالم السرائر کے حوالے کردیتے ہیں ' مگر نہ تو انکي پیروي و حمایت کرتے ہیں ' اور نہ انکي وجہ سے صاحب قول و حال کے حقوق اسلامي و مراتب فضیلت علم و عمل کو نظر انداز کرکے آمادۂ انکار و تضلیل ہو جاتے ہیں - کیونکہ کسي غیر معصوم کا قابل احترام و اتباع ہونا اسکے لیے مستلزم نہیں کہ اسکا ہر قول و حال حجت ہو ' اور نہ کسي غیر معصوم کے کسي ایک قول و اجتہاد کا غلط ہونا یہ معني رکھتا ہے کہ اسکے تمام محاسن اقوال و اعمال کو ترک کردیا جاے - قرآن حکیم نے سچے مومنوں کي جو

---

(۱) یہ عذرات اصحاب علم و احوال دونوں کو پیش آتے ہیں - اصحاب علم کیلیے یہ کہ مثلاً کسي وجہ سے نص ان تک نہ پہنچي ' جیسا کہ بعض اجلۂ صحابہ تک کو پیش آیا - اور اصحاب احوال کیلیے یہ کہ مثلاً غلبۂ سکر یا فریب سوانح و خواطر - یا مثلاً ایک اجمالي کیفیت پیش آئي ' یا از قبیل تمثیل و شبح ' اور اسکي تفصیل و تعبیر میں قصور فہم و اجتہاد حائل ہوگیا - یا مثلاً ایک جزئي و عارضي مقام پیش آیا ' اور جزء و کل اور عارض و حقیقت میں تمیز کرنے سے بسبب غلبۂ حال درماندہ رہگئے - یا سورج نکل آیا اور اسکي سلطان تجلي میں ستارے ناپید ہوگئے ' غلطي سے سمجھہ لیا کہ ستاروں کا وجود ھي نہیں :

فلما استبان الصبح ادرج ضوئہ بامفارہ اضـــواء نور الکـــواکب

کیا خوب فرمایا ہے حافظ ذہبي نے غالباً حضرۃ ابن مسعود کے حال میں کہ وکل امام یوخذ من قولہ و یترک الا امام المتقین صلی اللہ علیہ و سلم فیا للہ العجب من عالم یقلد اماما بعینہ في ما قال مع علمہ بما یرد علی مذہب امامہ من النصوص النبویہ !

پڑیگا ! فیا للمصیبة و یا للرزیه ! صاف صاف بات تو یه تھي که فقہاء و اعلام کا جو قول کسي آیة غیر منسوخ یا خبر صحیح کے خلاف ھوگا تو یا اسکي تاویل کي جائیگي ' یا ایسے اقوال میں سے سمجھا جائیگا جنکو ترجیح نہیں که کتاب و سنة کے منسوخات سے علماء کے اقوال مرجوحه کہیں زیادہ ھیں - اور یا متروک قرار پائیگا ' کیونکه اصل کتاب و سنة ھے ' اور فقہاء و علماء کا قول انھي کي نسبت سے فرعاً مقبول ' پس جب اصل و فرع میں تعارض ھوا تو فرع کو اصل کي خاطر چھوڑ دیا گیا ' اور مطلوب شارع اطیعو الله النساء ۵۹
و اطیعو الرسول ھے' اور بس :

فدع عنک نہبا صیح في حجراتــــه
و ھات حدیثاً ما حدیث الـرواحل !

یہاں یه دیکھنا نہیں ھے که ان اصول کا مقصد اصلي کیا تھا ؟ دیکھنا صرف یه ھے که ان باتوں کو اصل قاعده بنانے کا نتیجه کیا نکلتا ھے ؟ یہي که کتاب سنة کي حکومت باقي نہیں رھتي اور حق مرکزیة وحي و صاحب وحي کي جگه غیر معصوموں کو ملجاتا ھے - فالی المشتکي ثم الی الله المشتکی !

اور یاد رھے که یہي فرق حکماء سوء اور حکماء حق کے طریق تطبیق عقل و نقل میں بھي ھے - پہلا گروه انساني نظریات و ظنون کو باسم علم مرکز حق و یقین قرار دیکر وحي الہي سے اسکے چاروں طرف طواف کرانا چاھتا ھے ' اور دوسرا گروه مرکز حق و یقین وحی الہي اور حکمة نبوي کو قرار دیتا ھے اور تمام انساني معلومات و افکار کو اسکے مطابق دیکھنا چاھتا ھے اور راه مطابقة پیدا کرلینا ھے - تطبیق دونوں دیتے ھیں اور رفاقت علم و عقل کے دونوں مدعي ' مگر دونوں کے طریق سیر و اصول میں زمین و آسمان کا فرق ھے :

نزلــوا بمکـــة في قبـائــل ھـــاشــم
و نـــزلت في البیـــداء بعـــد منـــزل

ان كل خبر يجيء بخلاف قول اصحابنا فانه يحمل على النسخ او على انه معارض بمثله او يحمل على التاويل " (۱) تو گو ابتدا میں اسکا مقصد دوسرا تھا ' مگر بالاخر بات وهي هوگئي که اصل مرکز حق و یقین غیر معصوم پیشواؤں کے اقوال و آراء هوگئے اور هر حال میں معصوم کے نصوص کو انکی خاطر ماول و مصروف هوکر متروک هونا پڑا - یا نسخ هے ' یا ترجیح هے ' یا تعارض هے ' یا ماول هے ' یا چناں هے یا چنیں هے ' یه سب کچهه کہا جائیگا مگر ایک یه بات نہیں کہي جائیگي که اصل میں وہ قول هي ماول هے یا غلط هے - اگر ایسا هوگیا تو کونسي قیامت ٹوٹ پڑیگي ؟

من و دل گر فنا شدیم ' چه باک ؟

عرض اندر میان سلامت اوست !

تعارض سے تو کتاب و سنة پاک هے اور جس کو تعارض قرار دیا گیا وہ تعارض نہیں - ترجیح اسي حال میں هوگي جب عدم تساوي قوة هو - لفظاً یا معناً - اور قوي کے سامنے ضعیف کا حکما وجود هي نہیں' پس نص وهي خبر هے جو مرجح ثابت هوئي - رها نسخ اور حقیقة و مجاز و تقئید و غیر ذلک تو اس سے انکار نہیں ' لیکن کتاب و سنة کي منسوخات بہت قلیل اور گنی هوئي هیں - قرآن کي منسوخ آیتیں (مصطلحۂ متاخرین) گھٹتے گھٹتے اتقان میں بیس تک پہنچیں اور فوز الکبیر میں پانچ تک - حدیث کي منسوخات ابن جوزي کي تحقیق میں اکیس ' علامۂ ابن تیمیه کے نزدیک دس ' اور علامۂ ابن قیم کہتے هیں که اس سے بهي کم ' و هنوز مجال سخن باقي - پهر اسکي کیا ضرورت هے که قواعد و اساسات کي شکل میں یه اصول ٹہرالیے جائیں که هر آیة و حدیث جو همارے اصحاب و مشائخ کے قول کے خلاف هوگي ' ضرور هے که یا منسوخ هو یا مرجوح یا ماول ؟ یعني وہ قول ماول نہیں هوسکتا مگر کتاب و سنة اسکي خاطر ضرور ماول هونگے ؟ تو معلوم هوا که اصل مرکز حق قول فقہاء و مشائخ هے - وہ کسي حال میں چھوڑا نہیں جاسکتا ' کسي نه کسی طرح کتاب و سنة کو اسکا ساتهه دینا هي

(۱) ان لابد من تصحیح قول اصحابهم و العمل به علی کل حال !

علماء حق کا تو یہ حال تھا ' مگر علماء دنیا نے اس جماعت کے استیصال
کمر باندھي اور سید محمد کي نسبت اعتقاد مہدیۃ وغیرہ کو بنیاد تکفیر
دیا - سید موصوف کے انتقال کے بعد انکي جماعت اور زیادہ پھیلي
ي ' اور بڑے بڑے اہل اللہ اسمیں داخل ہوے - ازانجملہ شیخ عبد اللہ
ي اور آنکے مرید شیخ علائی رحمہما اللہ تھے جنھوں نے بیانہ میں قیام
' اور اپنے علم حق اور اخلاص و ایثار في اللہ کي تاثیر سے سیکڑوں
نمازوں اور حق پرستوں کو معتقد و مرید کرلیا - جو حالات نا طرفدار و معتمد
رخوں نے لکھے ہیں ' اگر وہ سچ ہیں تو یہ لوگ انسان نہیں تھے - ملاء
ی کے مقدس فرشتے تھے جنکو خدا نے اپني زمین کي طہارت کیلیے
ندوں کے ہیکل میں بھیجدیا تھا - اور جب کبھي دنیا کي سعادت و برکت
دن آتے ہیں تو خدا زمین کے انسانوں ہي سے آسماني فرشتوں کا کام
ہے - آسمان کے فرشتے تو کبھي انساني آبادیوں میں آکر نہیں بسے :
ن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا - ملا عبد القادر بدایوني نے منتخب التواریخ اور
ت الرشید میں ' اور نظام الدین ہروي نے طبقات میں ان لوگوں کے
صل حالات لکھے ہیں ' مگر زیادہ تفصیل تذکرۃ الواصلین میں بہ ضمن حالات

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰)

جال کي ' البتہ غلطي یہ ہوئی کہ لفظ مہدي کو انہوں نے مہدي
الزماں سمجھہ لیا ' کیونکہ شہرت و انتظار عام طور در اسي مہدي کي
بت ہے ' اور جب لفظ مہدي بولا جاتا ہے تو سب سے پہلے ذہن اسي
ب منتقل ہوتا ہے - اور یہ راے بھی اس صورت میں ہے جبکہ خود
ي نسبت مہدي آخر الزماں ہونے کا مدعي ہونا قطعي طور پر ثابت
جاے - ورنہ بہت ممکن ہے کہ انکے قلب پر جو واردہ گذرا ہو وہ صرف
ہو کہ " انت المہدي " اسي کا انہوں نے اظہار کیا ہو اور معتقدین نے
ت عام کي بنا پر مہدي آخر الزماں سمجھہ کر تمام علائم و آثار مرویہ کو
حسداں کرنا شروع کردیا ہو - جب انبیاء کرام کو یہ حالت پیش آچکي
کہ ء انت قلت للناس اتخذوني و امي الہین - تو پھر عام صلحاے
کا کیا ٹھکانا -

فصل (۶) اقوال علمائے حق بنسبت سید محمد

چنانچہ اکثر اھل اللہ اور علماء حق کي نسبت منقول ھے کہ سید محمد جونپوري اور انکي جماعت سے حسن ظن رکھتے تھے - یا اقلاً انکے بارے میں توقف و سکوت کو کام میں لاتے تھے -

حضرۃ شیخ داود جھني وال اور مولانا جمال الدین کي راے پہلے گذرچکی ھے - شیخ وجیہ الدین گجراتي جو اُس وقت کے بہت بڑے عالم تھے اور جنکا ترجمہ اخبار الاخیار اور مآثر الکرام وغیرہ میں موجود ھے ' اُنکے سامنے جب سید موصوف اور انکے بعض اتباع کي تکفیر کا فتویٰ پیش کیا گیا تو دستخط کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ جو جماعت دنیا کو چھوڑ کر وقف حق پرستي ھے ' میرا قلم اُسکي مخالفت میں نہیں اُٹھ سکتا - شیخ علي متقي نے اگرچہ مہدویہ کے غلوء و محدثات کے رد میں رسالہ لکھا لیکن خود سید موصوف کي نسبت لکھتے ھیں کہ کف لسان اولیٰ ھے - شیخ بڈھ دانا پوري کہ اُس عہد کے استاد الاساتذہ تھے ' اور سید رفیع الدین محدث کہ بہ یک واسطہ حافظ عسقلاني کے شاگرد تھے اور انکا حال اوپر گذر چکا ' شیخ عبد القادر بدایوني انکي نسبت لکھتے ھیں کہ " با مہدویہ حسن ظن داشتند " حضرۃ شاہ ولي اللہ کا قول شاہ عبد العزیز صاحب نے ایک مکتوب میں نقل کیا ھے کہ سید محمد عالم حق اور واصل باللہ تھے - بعض خواطر و واردات اُنپر ایسے گذرے کہ اُنکے درک و فہم میں درماندۂ و عاجز رھگئے اور خود اپنے مقام کي نسبت دھوکے میں پڑگئے - یہ بات نہ تھي کہ انھوں نے دانستہ غلط دعویٰ کیا ھو - حضرۃ مجدد صاحب اور مرزا مظہر جان جاناں سے بھي ایسا ھي منقول ھے - (۱)

---

(۱) میرا خیال یہ ھے کہ سید محمد اپنے اس دعوے میں سچے تھے کہ مہدي ھیں ' اور ملک کي جو حالت اسوقت ھو رھي تھي وہ یقیناً ایک مہدي کے ظہور ھی کی مقتضي و منتظر تھی نہ کہ ایک مضل

شریک نہیں ھوتا تو اپنی کمائی اسکو دیدیتے اور منت و زاری کے ساتھہ کہتے کہ جماعت میں شریک ھوکر نماز پڑھلو - وہ پڑھلیتا تو ایسے خوش ھوے گویا دنیا جہان کی بادشاھت اسنے دیدی ! روز بروز یہ حالت بڑھتی گئی - یہانتک کہ عشق خالق اور خدمت خلق کے سوا اور کسی بات سے واسطہ نہ رہا :

در عالم از ادر شعلۂ جمالش سوخت
بجز متاع محبت کہ در پناہ من ست

اسی زمانے میں اطراف بہار کے ایک عالی خاندان پیر زادے شیخ علائی تھے کہ علم و فضل ظاھری کے ساتھہ مشیخت و صوفیۃ کی شہرت و شوکت میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے ' اور یکتائی کے ھونے اور بے ھمتائی کے غرور میں ایسے مہیب تھے کہ علم و فضیلت کی بڑی بڑی سرکش گردنوں کو انکے سامنے بے اختیار جھک جانا پڑتا تھا - انہوں طرح طرح کی سخت ریاضتیں کی تھیں - عوام و خواص میں انکے مجاھدات کی دھوم تھی - با ایں ھمہ نفس پرستی کا یہ حال تھا کہ پیری کے سجادے پر فرعونیت کا تاج پہنکر بیٹھتے تھے اور جس عالم و صوفی کی طرف لوگوں کو ذرا بھی مائل پاتے تھے ' فوراً اپنے مریدوں کی فوج لیکر چڑھہ دوڑتے تھے - کبھی بحث و مناظرہ کے زور سے ' کبھی سوء اعتقاد کے الزام سے ' کبھی اور کوئی حیلۂ و بہانہ پیدا کرکے (اور اس گروہ کے پاس مکر و حیل کی کیا کمی ھے ؟) اسطرح ذلیل و رسوا کردیتے کہ غریب شہر چھوڑنے پر مجبور ھو جاتا - ایک دنیادار فاسق اور ایک دنیا پرست عالم میں یہی فرق ھے کہ پہلا اپنی ھوا پرستیوں کو اعتراف فسق کے ساتھہ انجام دیتا ھے اور دوسرا دینداری اور احتساب شرعی کی مکر فریبی سے :

تا بعنایت ما ھنر پنداشتیم
عاشقی ھم ننگ و عارے بودہ است

حضرۃ شیخ داؤد ملتی ھے ' اور اسکو پڑھکر قلب پر ایک عجیب عالم وجد و محویت طاری ھوجاتا ھے ' اور بے اختیار دل چاھتا ھے کہ ساری باتوں کو چھوڑکر صرف انھی پاکان حق کا ذکر کیجیے کہ اذا راؤا ذکر اللہ :

وحدثتني يا سعد عنها ' فزدتني
جنونا ' فزدني من حديثك يا سعد !

صدیاں گذرگئیں - عشاق حق کے ذکر میں آج نہ تاثیر ھے - نہیں معلوم انکی پاک صورتوں اور پاک صحبتوں کی گیرائیوں اور دارئیوں کا کیا حال ھوگا ؟

ھرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما !

شیخ عبد اللہ نیازی اُس زمانے کے ایک مشہور پیر طریقت اور شیخ سلیم چشتی کے سربرآوردہ خلفاء میں سے تھے ' لیکن بعد مہدوی ھوگئے ' اور مشیخت و زھد فروشی کا تمام کاروبار تاراج کر درویشی و نامرادی کی وضع اختیارکرلی :

در خرمن صد زاھد و عاقل زند آتش
این داغ کہ ما بر دل دیوانہ نہادیم

بیانہ میں شہر سے باھر ایک ویران داغ تھا - وھیں مٹی کا جھونپڑا بنالیا اور مقیم ھوگئے - اپنے ھاتھہ سے پانی بھرتے - مٹکے سر پر اٹھا کر لیجاتے - پیاسوں کو پلاتے اور نمازیوں کو وضو کرادیتے - بوڑھے آدمیوں کو دیکھتے کہ بھاری بوجھہ اُٹھائے جا رھے ھیں تو اُنسے چھین کر خود اُٹھا لیتے اور کوسوں دوڑتے ھوے ساتھہ چلے جاتے :

با سبک روحان کن آمیزش ' کہ ماندی چون ز راہ
بار غم بر دوش دل منزل بمنزل می برند !

نماز کا وقت آتا تو لکڑھاروں اور سقوں کو جمع کرتے اور جماعت کے ساتھہ نماز ادا کرتے - کسی پیشہ ورکو دیکھتے کہ عذر معاش سے نماز میں

ایک ایک کے پاس گئے اور ہاتھہ جوڑ جوڑ کر معافیاں مانگیں - رفتہ رفتہ سختي کشان عشق کي ایک بڑي جماعت شریک حال ہوگئي - لوگ گھربار لٹاتے اور انکے ساتھہ آ آکر شریک ہو جاتے - و ما احسن قول العرفي :

گرچہ ارباب تعلـــق وقف طوفانند ' لیک
رخت اگر کمتر بود کشتي بہ ساحل مي برند

یہ لوگ بیانہ سے باہر اسي ویران باغ میں رہتے تھے - زن و فرزند ' خویش و بیگانہ ' خانہ و وطن ' کسي چیز سے لگاؤ نہ تھا - کچھہ لوگ دن کو نکل جاتے - محنت مزدوري کرتے - جو کچھہ ملتا اسمیں سے دسواں حصہ راہ خدا میں خرچ کر دیتے - باقي لیکر شام کو آتے - ایک گھرانے کے بھائیوں کي طرح مل جلکر کھالیتے ' اور اپنے عشق میں مست رہتے - کچھہ لوگ صبح ہوتے ہي شہر کي راہ لیتے - بیماروں کي تیمار داري کرتے ' کمزوروں اور معذوروں کي روٹي پکا دیتے ' بیوہ عورتوں کا سودا سلف بازار سے لادیتے ' دو شخصوں کو آپسمیں لڑتے دیکھتے تو منتیں کر کے صلح صفائي کرادیتے ' نہ مانتے تو کہتے کہ ہمکو مار ڈالو مگر آپسمیں میل ملاپ کرلو - استغناء و قناعت کا یہ حال تھا کہ کئي کئي دن گذر جاتے اور کچھہ میسر نہ آتا ' لیکن دلوں کي بے فکري اور چہروں کي خوشحالي دیکھکر گمان ہوتا کہ ابھي شکم سیر ہوکر آتے ہیں - یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف - (۲ بقرہ : ۲۷۳) بھوکھہ کا بہت غلبہ ہوتا تو نماز شروع کردیتے ' اور سلام پھیر کر اٹھتے تو شہنشاہوں کي بے نیازي چہروں سے ٹپکتي - ساتھہ ہي امر بالمعروف و نہي عن المنکر کے جوش کا یہ حال تھا کہ معاصي و منکرات کے دیکھنے کي تاب نہیں رکھتے تھے - ہر فرد ہمیشہ مسلح رہتا ' اور جب کبھي کسي فعل منکر کو دیکھتا تو " فلیغیرہ بیدہ " پر عمل کرکے حکماً روکدیتا - ہم في اللیل رہبان و بالنہار فرسان ! اسپر صبر و ثبات کا حال یہ تھا کہ ملامتیں سنتے ' گالیاں کھاتے ' فاقے کرتے ' زخمي ہوتے ' مگر اپنے کام سے باز نہ آتے اور کہتے کہ گالیوں میں ہمیں وہ مزہ ملتا ہے جو تم کو دعاؤں میں نہیں ملتا :

نفس و شیطان کے خدع و فریب کے کاروبار بہت وسیع ہیں - لوگوں نے ہمیشہ اسکو مسجدوں هي میں ڈھونڈھا - مدرسوں اور خانقاهوں میں ڈھونڈھتے تو شاید جلد پته لگ جاتا :

دارب ز سیل حادثه طوفاں رسیـــده باد
بت خانهٔ که خانقهـــش نام کرده اند !

شیخ علائي کا خاندان بھی عرصه سے بیانه میں مقیم تھا - قضا ایک دن شیخ نیازي سے مڈبھیر هوگئي - انکا طور و طریق دیکھا اور هي عالم نظر آیا ' اور پہلي هي نظر میں گھائل هوگئے - اپنے مریدوں کہا که خدا پرستي کي اصلي راه یه هے - آجتـک جو کچھه هم کرتے رهے ' خدا پرستي کے نام سے نفس پروري اور بت پرستي تھي - میں تو ا فقیر بے نوا کا ساتھه دیتا هوں - جسکو الله کي طلب هو میرا ساتھه دے :

آن دل که رم نمـــودے از خوبرو جوانان
دیرینه سال پیرے بردش به یک نگاهے !

شیخ نیازي سے پوچھا که طالب حق کي راه کیا هے ؟ کہا که اپنا سب کچھه لٹادو ' اور متاع عجز و شکستگي اور سرمایهٔ نامرادي و خود فروشي کے سوا کچھه باقي نه چھوڑو - دع نفسک ثم تعال !

عشق بستـــان و خویشتن بفروش
که ازین خوبتـــر تجـــارت نیست

اسکے بعد سے شیخ کي حالت هي دوسري هوگئي - آبا ؤ اجداد کے سجادهٔ مشیخت و مسنـد علم کو مع انکے تمـام ساز و سامان غرور و پندار کے تاراج کرکے شیخ نیازي کے ساتھه هوگئے - سامان و اسباب دنیوي میں سے کوئي چیز باقي نه چھوڑي - یا تو خود پرستیوں کا یه حال تھا که اپنے سامنے کسي کو کوئي چیز نہیں سمجھتے تھے - یا اب خاکساري و بے نوائي کا یه حال هوا که مسلمانوں کي جوتیاں سیدھي کرنے میں بھی عار نه تھا - جن جن لوگوں سے لڑے جھگڑے تھے -

" معاني قرآن ز نکات و دقائق ز حقائق آن بآساني در و مکشوف گشت " اور یہ بالکل سچ ہے - ابتک قرآن جسقدر پڑھتے پڑھاتے رہے تھے ' بیضاوي و بغوي کي ورق گرداني تھي ' اور محض نقالي و ورق گرداني سے قرآن کي حقیقت کب کھل سکتي ہے ؟ اسکے لیے تو جبریل عشق کے فیضان اور دل دردمند کے الہام کي ضرورت ہے - شیخ نیازي کي صحبت نے اسي بند دروازے کو کھولدیا :

دل میں سماگئي ہیں قیامت کي شوخیاں
دو چار دن رہا تھا کسي کي نگاہ میں !

مختصر یہ کہ جن پاک ہستیوں کي نسبت خدا نے فرمایا ہے : اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین - یجاهدون في سبیل الله و لا یخافون لومة لائم اور اشداء علی الکفار ' رحماء بینهم ' تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله و رضوانا سیماهم في وجوههم من اثر السجود ' یہ گروہ انکے اخلاق و خصائل کي ہو بہو تصویر تھا !

تھوڑے ہي عرصے میں ہزاروں خاندان اس گروہ میں داخل ہوگئے - تمام گجرات و مالوہ و دکن میں ہر طرف اسي جماعت کا غلغلہ تھا ' دینداري و پرہیزگاري کا جوش اسطرح پھیلا کہ شہروں میں نماز کے وقت سناٹا چھا جاتا اور مسجدوں کے سوا کہیں آدمي نظر نہ پڑتا - ملا عبد القادر بدایوني نے بچپن میں شیخ علائي کو دیکھا تھا - وہ لکھتے ہیں کہ حج کے ارادہ سے نکلے تو سات سو خاندان ساتھہ تھے - میرے والد بساور گئے اور وہاں شیخ کي زیارت کي -

ایک ایسے گروہ کو بھلا علماء دنیا اور فقہاء سوء کب چین سے بیٹھنے دیسکتے تھے ؟ چوروں اور قاتلوں کو ان لوگوں سے امن ملسکتا ہے مگر مصلحین امت اور عشاق حق کیلیے امن و انصاف کہاں ؟

خوني نہ کردہ ایم و کسی را نہ کشتہ ایم
جرمم همیں کہ عاشق روے تو گشتہ ایم !

اجد الملامة في هواك لذيذة
حبا لذكرك فليلمني اللوم !

انكي جماعت کے ایک شخص کو سات مرتبه جلا وطن کیا گیا - هر مرتبه یهي کهتا رها که ایک بار اور کر دیکهو - جس ایمان کو جلا وطني کا خوف متزلزل کردے اس سے برهمن کي بت پرستي هزار درجه بهتر هے :

کس منه سے اپنے آپکو کهتا هے عشق باز ؟
اے رو سیاه تجهه سے تو یه بهي نه هوسکا !

صبح و شام سب ایک جگه جمع هوکر بیتهتے اور شیخ علائي قران حکیم کي تفسیر بیان کرتے - دل کے عشق اور باطن کے سوز و گداز نے انکے بیان میں کچهه ایسي تاثیر پیدا کردي تهي که زبان سے الفاظ تیر و نشتر بنکر نکلتے اور سننے والے دل تهام کر رهجاتے - کیساهي سیه باطن اور سنگدل شخص کیوں نهوتا لیکن انکي زبان سے ایک آیة قرانی کا وعظ سنکر ایسا خود رفته هو جاتا که وهیں کهڑے کهڑے اپنا تمام گهر بار لٹا دیتا - ملا بدایوني لکهتے هیں :

" شیخ علائي را نفس گیرائي موثر چنان بود که در وقت تفسیر قرآن از و هر کسے که مي شنید ' اکثرے خود دست از کار و بار دنیوي باز داشته آن صحبت اختیار مي کردند ' و ترک خانمان و عیال و اطفال نموده ' و بر سده فقر و فاقه صبر کرده ' دیگر بیرا مون کسب و کار خود نمي گشتند " (جلد اول صفحه ۳۹۷)

قریب قریب اسي کے طبقات اکبري میں هے :

" هر روز در وقت نماز تفسیر قرآن مجید بنوعی مي گفت که هرکس که در مجلس او حاضر مي بود اصلا بپي کار خود نمي رفت ' و ترک اهل و عیال کرده داخل دائرۀ مهدویه مي گشت ' یا از معاصي تائب شده مرید مي گردید - و اگر کشت و زراعت یا تجارت مي کرد ' یک ده صرف راه خدا مي نمود " (صفحه ۲۳۷)

ملا بدایوني ایک دوسرے موقعه پر لکهتے هیں که شیخ نیازي کي صحبت اختیار کرنے هي فهم و تدبر قرآن کي ایک نئي راه انپر کهل گئي تهي -

" این مبتدع دعوئ مہدویت می کند ، و مہدي خود بادشاہ روے زمین خواهد شد ، و چون سرخروج دارد واجب القتل ست "
(جلد اول - صفحه ۴۰۰)

فصل (۷)

صرف اسي ایک بات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مصلحین امة کو همیشه کیسے کیسے علماء مکر و حیل اور قضاۃ خون آشام سے سابقه پڑا ہے ؟ اور حکومت وقت کو مخالف کرنے کیلیے کیسے کیسے بے پناہ حیلوں اور وردیوں سے انکے خلاف کام لیا گیا ہے ؟ کسي خاص شخص کے مہدي ہونے نہونے کے اعتقاد کو اسلام کے عقائد سے کیا علاقه ؟ نه یه بناء فسق و تقوی ہے نه معیار ایمان و کفر - اگر ایک شخص نے کسي داعي شریعة و آمر بالمعروف و ناهي عن المنکر کو مہدي مان لیا تو اس سے اسکے اسلامي عقائد میں کونسا فتور آگیا ؟ زیادہ سے زیادہ یه که انطباق علائم و آثار میں اُس نے اجتہادي غلطي کي - اصل شے جو مطلوب شارع ہے وہ تو صرف ایمان بالله و بما جاء من عند الله ہے اور دیکھنا صرف یه ہے که وہ متقین میں سے ہے یا نہیں ؟ " متقین " کي تعریف قران نے اپني پہلي سورۃ هي میں بتلا دي : (الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوۃ و مما رزقناهم ینفقون - و الذین یومنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک و بالاخرۃ هم یوقنون) (۲:۲) - پس جو شخص ان جیزوں کا ایمان و عمل رکھتا ہے وہ (اولائک علی هدی من ربهم و اولائک هم المفلحون) (۲:۵) میں داخل ہے - خواہ کسي کو مہدي تسلیم کرے خواہ دجال - (ان اکرمکم عند الله اتقاکم) (۴۹ حجرات ۱۳) البته یه ضرور دیکھا جائیگا که جس شخص کو مہدي تسلیم کرتا ہے وہ متقي ہے یا مبتدع ؟ اگر اسکي بدعات و محدثات یا اعمال غیر صالحه ثابت ہونگے اور یه بھي انکا

سنہ ۹۵۶ میں جب سلیم شاہ آگرہ میں مسند نشین ہوا اور مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری کی شیخ الاسلامی کا دور دورہ ہوا تو ملا موصوف نے اس جماعت کے قتل و اذیت پر کمر باندھی - عوام کو یہ کہکر برانگیختہ کیا کہ یہ لوگ گمراہ اور بد عقیدہ ہیں ' اور سلیم شاہ کو یہ بات سوجھائی کہ جب سید محمد مہدی ہوے تو تمہاری حکومت کہاں باقی رہی ؟ روایتوں میں آیا ہے کہ مہدی موعود تمام دنیا پر حکومت کریگا - یہ لوگ مہدی کے پیرو ہیں توکم سے کم هندوستان پر تو ضرور قبضہ کرلینگے -

" مخدوم الملک این معنی را قبیح وجوہ خاطر نشان سلیم شاہ نمودہ کہ این مرد دعوئ مہدویت می کند ' و مہدی بادشاہ تمام روے زمین خواهد شد و تمام لشکر تو بایں گرویدہ است و احتمال خلل در ملک ست " (طبقات اکبری - صفحہ ۲۳۸)

حالانکہ شیخ علائی و نیازی خود مدعی مہدویۃ نہ تھے بلکہ سید محمد کو مہدی کہتے تھے ' اور ان تمام روایات کی تاویل کرتے تھے جن میں مہدی کی بادشاهت وغیرہ کا ذکر ہے - بنیاد انکے عقیدہ کی یہ تھی کہ مہدی اور اسکی جماعت اپنے علم و عمل سے احیاء شریعۃ کریگی - حکمرانی اسکے لیے ضرورری نہیں - اسمیں شک نہیں کہ یہ تاویل صحیح نہ تھی اور روایات مشہورہ کے الفاظ و تصریحات اسکے بالکل مخالف ہیں - لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس تاویل کے اعتقاد سے وہ جماعت خود ہی حکومت سے دست بردار ہوگئی تھی ' پھر اسکی نسبت یہ الزام کیسا صریح اتہام تھا ؟ لیکن چونکہ بغیر پولیٹکل خطرہ کے سلیم شاہ برانگیختہ نہیں ہو سکتا تھا اسلیے مخدوم الملک وغیرہ نے اسی سنۃ قدیمۂ علماء سؤ کو اختیار کیا ' اور سلیم شاہ کہ ایک سادہ لوح افغان تھا فوراً آمادۂ مخالفت ہوگیا -

منتخب التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم الملک نے شیخ کے واجب القتل ہونے کے مقدمات یوں ترتیب دیے تھے :

جز سخن کفری و ایمانی کجاست ؟
خود سخن در کفر و ایمـــاں میـرود !

اصل یہ ہے کہ اسلام نے باب عقائد میں صرف بنیاد کی چند صاف صاف
اور موٹی موٹی باتیں بتلا دی تھیں ' اور اسکے بعد سارا دار و مدار عمل صالح
پر رکھا تھا - بنی الاسلام علی خمس - الخ - اور من امن باللہ و الیوم الاخر
و عمل صالحاً فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون ' ہر طرح کی فضیلت و مرتبۃ کا ۵ مائدہ ۶۹
معیار صرف تقوی اور اسکے مراتب بعضھا علی بعض تھے اور بس کہ ان اکرمکم
عند اللہ اتقاکم - جو شخص شہادتین کا اقرار کرتا تھا ' بمجرد اقرار مسلمانوں ۴۹ الحجرات ۱۳
میں داخل ہو جاتا تھا ' اور پھر مسلمانوں میں سے جو شخص اللہ اور اسکے
رسول کی محبت میں سب سے زیادہ ایثار جان و مال کرتا تھا ' وہی
سب سے افضل و اعلی سمجھا جاتا تھا - صحابۂ کرام کا پورا عہد گذر گیا ' مگر
کسی شخص کو ایک لمحہ کیلیے اسکا وہم بھی نہیں گذرا کہ اسلام و ایمان
اور فضیلت و بزرگی کا معیار عمل صالح اور تقوی و طہارت کے سوا اور بھی
کوئی چیز ہوسکتی ہے - اس قسم کی روایتیں جو تم صحاح میں پڑھتے ہو
" و کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لا یرون شیئا من الاعمال
ترکہ کفر غیر الصلواۃ ' تو انکا بھی یہی مطلب ہے کہ بنیاد ساری باتوں کی
صرف عملی زندگی تھی - عقائد کے باب میں نہ تو کوئی اختلاف تھا اور
نہ فتنۂ تفرق و تمذہب کی بنیاد پڑی تھی :

لیلی و مجنـــوں بہـــم می بودہ اند
پیش ازیں خوش روزگاری بودہ است !

لیکن اسکے بعد فتن و فساد اور بدعات و محدثات کا آغاز ہوا ' اور اوائل بنوامیہ
ہی میں عجمی اقوام کے اختلاط اور عجمی علوم دھیۂ مہلکہ کے شیوع
سے عقائد میں فتنۂ کاوش و تعمق کی بنیاد پڑی جسکو اسلام نے نہایت
سختی سے روکدیا تھا کہ ھلک المتعمقون ' اور نئے نئے سوال پیدا ہونے لگے -
یہ حال دیکھکر مجبوراً اہل حق و سنۃ کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا ' اور باب

مصدق اور بدرو هوگا ' تو بلاشبہ آس پر وہ حکم دیا جائیگا جسکا وہ شرعاً مستحق هوگا - لیکن نہ بر بناء اعتقاد مہدویت بلکہ بسبب عقائد و اعمال مذکرہ - اور اگر ایسا نہیں ھے تو ایک جزئی مسئلہ میں اسکو غلطی پر سمجھہ سکتے هیں ' تخطیہ کرسکتے هیں ' لیکن نہ تو برا کہہ سکتے هیں اور نہ اسکے اسلام و ایمان میں شک کرسکتے هیں - اگر اسکا عمل اچھا ھے اور اللہ اور اسکے رسول کی محبت و اتباع اور ابذار فی اللہ و للہ میں تیز گام ھے ' تو یقیناً کل کو اللہ کے حضور وهي سب سے اونچا هوگا ' اور هم سب اسکے نیچے هونگے ' اگرچہ هم کتنے هي کامل و اکمل اشعري و ما تریدي هوں - وهاں صرف غرور اشعریۃ و ما تریدیۃ کام نہ دیگا :

و کل یـدعي وصلا بلیلي
و لیلي لا تقــرلهم بـذاکا

افسوس جزئیات مزعومۂ عقائد کے غرور باطل نے مسلمانوں کو جسقدر نقصان پہنچایا کسي چیز نے نہیں پہنچایا - عمل صالح کي اهمیت بالکل جاتي رهي اور سارا دار و مدار چند مزعومہ عقائد پر آکر رهگیا - ایک شخص صرف اس غرور میں کہ میں الف سے لیکر یے تک ٹھیک ٹھیک عقائد نسفي کا مجسمہ هوں ' تمام مسلمانوں کو حقیر و گمراہ کہتا ھے اور سمجھتا ھے کہ عمل صالح اور ابذار و محبت فی اللہ کوئي شے نہیں - ایک شخص تقوی و طہارۃ میں کتنا هي اصلح هو ' لیکن اگر کسي ایک جزئي و ضمني عقیدہ میں بھي مخالف هوا تو اسکي ساري عمر کي کمائي رائگاں گئي ' اور باوجود عمر بھر کے ایمان و عمل صالح کے کافر کا کافر هي رها ! جس کلمہ کے ایک بار اقرار کرلینے سے ابو سفیان اعدی عدوے اسلام اور وحشي قاتل حمزہ کا خون حرام هوگیا تھا اور اگر ابوجہل بھي اقرار کر لیتا تو اسکي ساري عمر کا کفر و طغیان محو هو جاتا ' آج ساري عمر اسکے ایمان و عمل میں بسر کردیجیے لیکن پھر بھي مومنوں کے گروہ میں شمار هونے کا حق حاصل نہیں کرسکتے ! افسوس تیرہ سو برس گذر گئے مگر کفر و ایمان کي گتھي آجتک نہ سلجھي :

فصل (۸)

بعد کے واقعات بہت طولانی ہیں - مختصر یہ کہ مخدوم الملک نے سلیم شاہ سے فرمان جاری کراکے شیخ علائی کو آگرہ میں طلب کرایا اور اکثر مشاہیر علماء عہد مثلاً سید رفیع الدین محدث اور شیخ ابو الفتح تھانیسری بھی بحث و مباحثہ کیلیے طلب کیے گئے - شیخ علائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ دربار میں پہنچے تو پھٹے پرانے کپڑوں اور فقیرانہ و نامرادانہ وضع و صورت میں درویشوں کی ایک شکستہ حال جماعت تھی لیکن کبر و علو حق کا یہ حال تھا کہ صرف سلام مسنون کر کے ایک گوشے میں بیٹھ گئے اور تمام دربار پر اس حقارت و بے پروائی سے نظر ڈالی گویا مغرور انسانوں کی جگہ پتھروں کا ڈھیر ہے ! یہ خود داری سلیم شاہ پر بہت گراں گذری - بحث شروع ہوئی تو سب سے پہلے شیخ علائی نے قرآن حکیم کی چند آیات تلاوت کیں اور انکی تفسیر کا وعظ شروع کردیا کہ :

جز نعمۂ محبت سازم نوا نہ دارد !

بدایونی لکھتے ہیں کہ وعظ کا مضمون زیادہ تر مذمت دنیا و حالات آخرۃ و اہانت علماء دنیا اور فرائض امراء و سلاطین پر مشتمل تھا ' اور کچھ ایسا پر تاثیر و درد انگیز طرز بیان تھا کہ ادھر شیخ کی زبان سے الفاظ نکل رہے تھے ' ادھر تمام مجمع کی سنگدلی موم کی طرح پگھل رہی تھی ! خود سلیم شاہ اور اسکے امراء کا یہ حال ہوا کہ با وجود کمال قسی القلبی و حق فراموشی کے ضبط نہ کرسکے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے :

سرشک گرم کی حدت کو پوچھو
مرے دامن سے اپنی آستیں سے !

یہ حال دیکھکر سلیم شاہ کا خیال پلٹ گیا اور بے اختیار ہوکر شیخ کی نہایت تعظیم و تکریم بجا لایا - پوچھا کہ باوجود ان کمالات و فضائل کے کیا سبب ہے کہ لوگ تمہارے مخالف ہیں ؟ بھلا شیخ علائی اسکا کیا جواب دیتے ؟

عقائد میں سب سے پہلے رد و کد اور بحث و نظر کا سلسلہ شروع ہوا ۔
یہانتک جو کچھ ہوا بالکل ٹھیک تھا اور ناگزیر، لیکن آگے چلکر یہ چیز
حد اعتدال سے متجاوز ہوگئی - عقائد کے رد و کد کا نتیجہ یہ نکلا کہ روز بروز
لوگوں کی توجہ اسی کے طرف بڑھنے لگی اور رفتہ رفتہ عمل کی طرف سے
طبیعتیں بے پروا ہوگئیں - حتی کہ آج یہ حال ہے کہ اسلام و ایمان کا سارا
دار مدار محض چند جزئیات اختلافیۂ عقائد کی محافظت پر آکر ٹھہر گیا ہے
اور صرف انہی کے غرور و پندار میں ہر شخص مست رہتا ہے - عمل کی
درستگی اور تقوی و طہارت کی اہمیت و تقدیم یکقلم فراموش کردی گئی ہے
اور قریب ہے کہ اسلام کے ارکان و شرائط سے عمل صالح کا رکن اسطرح معدوم
ہوجائے گویا وہ کوئی ضروری چیز تھا ہی نہیں - ساری جستجو اور کاوش
صرف اسکی ہوتی ہے کہ فلاں شخص کے عقائد کیسے ہیں ؟ یعنی چند مزعومہ
جزئیات غیر متعلقہ میں اسکے عقیدہ کا کیا حال ہے ؟ اسکو کوئی نہیں دیکھتا
کہ اسکا عمل کیسا ہے ؟ اللہ اور اسکے رسول کی محبت میں انفاق جان
و مال کا کیا حال ہے ؟ تقوی و طہارۃ نفس کے لحاظ سے کیسی زندگی بسر
کرتا ہے ؟ بندوں کے ساتھ اسکا سلوک کیسا ہے اور خدا کے خوف سے دل خالی
رکھتا ہے یا بھرپور ؟ معاملات میں کیا حال ہے ؟ لین دین میں سچائی اور
دیانت ہے یا نہیں ؟ ایک شفیق باپ، رفیق بھائی، وفادار شوہر، اور
رحیم و غمگسار ہمسایہ ہے، یا ایک بے رحم وجود، بے حس پتھر، اور موذی
و مہلک مخلوق ؟ ان ساری باتوں میں (جنکے الگ کردینے کے بعد اسلام
میں کوئی چیز باقی نہیں رہتی) اسکا حال خواہ کچھ ہی کیوں نہو، لیکن
اگر چند اختلافی جزئیات میں ہمارا ہمآہنگ ہے تو پھر ہمارے نزدیک
اس سے افضل ہستی روے زمین پر کوئی نہیں ! یہی گمراہی یہود کی
تھی کہ صرف اسرائیلیت کے غرور میں بدمست رہتے تھے وقالوا لن تمسنا النار
الا ایاماً معدودات (۸۰:۲) یہ غرور عقائد کا فتنہ بہت ہی بڑا فتنہ ہے، اور آج
مسلمانوں کی بڑھ کی ہڈی اسی سے گھلی جا رہی ہے ولکن اکثر الناس
لا یعلمون

(۱۲ یوسف ۲۱) و (۷ اعراف ۱۸۷)

هزار ها آدمي معتقد و مريد هوگئے - شيخ پر موقوف نهيں - هميشه داعيان حق کا سب سے بڑا جرم شاهان ظلم و جور اور علماء دجل و فساد کي نظروں ميں يهي رها هے که دنيا انکي طرف کيوں کهنچتي هے ؟ مگر افسوس که اس جرم سے وہ کسي طرح اپنے تئيں بري نهيں دکهلا سکتے - جس طرح بينائي رکهنے والا ديکهنے پر مجبور هے که خود ابدی آنکهيں پهوڑ نهيں سکتا - اسي طرح علماء حق اعلان و تذکير حق ميں ناچار هيں که خدا کي دي هوئي زبان کو کاٹ کر پهينک نهيں دبسکتے ' اور بيان حق کا قدرتي خاصه يه هے که دلوں ميں گهر کرے اور هر طرف سے انسانوں کو اپني جانب کهينچ لے - ايک داعي حق اور واصل بالله اگر دنيا سے کهه بهي دے که ميرے پيچهے نه آو ' جب بهي وہ اسي کے پيچهے دوڑيگي که جذب و انجذاب کا قانون الهي باطل نهيں هو سکتا - پهر اگر لوها مقناطيس کي جانب کهنچتا هے تو اس ميں مقناطيس کا کيا قصور ؟ يه جرم هے تو خدا نکرے که اس پاک جرم کے مجرموں سے کبهي اسکي زمين خالي هو - بسقی بهم الغيث و ينصر بهم علی الاعداء ! (١)

خدا گواه که گر جرم ما همين عشق ست

گناه گبر و مسلمان به جرم ما بخشند !

نظام شمسی کي طرح نظام انسانی کے بهي مرکز و محور هيں مگر تم کو انکا حال نهيں معلوم - تم کو اجرام سماويه کا مرکز معلوم کرنے ميں جب هزاروں برس لگ گئے تو نهيں معلوم عالم انسانية کے نظام و مراکز کے کشف کيليے کتنا زمانه درکار هوگا ؟ تاهم يه معلوم رهے که هر عهد و دور ميں خدا کے چند بندے ايسے بهي هوئے هيں جنکا وجود ستاروں کے مرکز شمسي کي طرح تمام انسانوں کا مرکز محبت اور کعبۂ انجذاب هوتا هے ' اور جس طرح نظام شمسي کا هر متحرک ستارہ صرف اسي ليے هے که کعبۂ شمس کا طواف کرے ' اسي طرح انسانوں کے گروه اور آباديوں کے هجوم بهي صرف اسي ليے

---

(١) رواه احمد و ذکره فی المشکواة - و ايضاً ماخوذ من قوله صلعم : هل تنصرون و ترزقون الا بضعفاء کم - رواه البخاري -

دل را که تو مقید زندان حسرت ست
بر عرض عشق هیچ گناهی دگر نبود !

حکم دیا کہ شیخ کیلیے طعام خاصہ سے کھانا بھیجا جاے لیکن شیخ نے نہیں کھایا ' اورکہا " طعام تو حق مسلمانان است کہ بخلاف شرع زیادہ از حق خود متصرف شدۂ " دوسرے دن مباحثہ ہوا - تمام علماء دربار ایک طرف اور یہ درویش بے نوا ایک طرف تھا ' لیکن جو شخص زبان کھولتا تھا چند منٹوں میں دلیل و رسوا ہوکر لا جواب ہوجاتا تھا - مخدوم الملک کو تو بات تک کرنے نہ دی - بار بار اسکو مخاطب کر کے کہتا " تو از علماء دنیائی ' و دزد دینی ' و مرتکب چندیں نامشروعاتی ' بمثابۂ کہ از دائرۂ عدالت خارج افتادۂ - ہنوز آواز سرود و ساز از خانۂ تو علانیہ می‌شنوند " (منتخب التواریخ - جلد اول - صفحہ - ۴۰۱)

مباحثہ کا رنگ دیکھکر سلیم شاہ کو یقین ہوگیا کہ تمام علماء بلا وجہ ایک درویش حق پرست کے پیچھے پڑگئے ہیں - تاہم مجبور تھا - رعایا انہی لوگوں کے ہاتھہ میں تھی اور معاملہ مذہبی تھا جس میں خود دخل دے نہیں سکتا تھا -

ہر روز شیخ علائی کا معاملہ پیش ہوتا اور یہ ٹال جاتا - بدایونی لکھتے ہیں کہ " مخدوم الملک ساعت بساعت سلیم شاہ را تحریص بر قتل او می نمود " ساتھہ ہی روز خبریں اوڑنے لگیں کہ آج فلاں سردار شیخ کا مرید ہوا اور کل فلاں امیر نے اسکا وعظ سنکر گھر بار لٹا دیا - آخر الامر سلیم شاہ نے صرف حکم جلا وطنی پر کفایت کی اور شیخ کو دکن چلے جانے کا حکم دیا - شیخ نے (ان ارض اللہ واسعہ) (۳۹ : ۱۰) پڑھا اور دکن کی راہ لی - لیکن صرف اتنی ہی سزا سے علماء دنیا کی خون آشام پیاس کب بجھنے والی تھی ؟ چند دنوں کے بعد موقعہ پا کر پھر سلیم شاہ کو ابھارا اور طرح طرح کے اشتعال انگیز قصے سنا کر شیخ علائی کے قتل پر آمادہ کرنا چاہا - بڑا جرم شیخ علائی کا یہ تھا کہ جہاں جاتا ہے ' ایک دنیا اسکے ساتھہ ہو جاتی ہے - دکن کی طرف جلا وطن کرکے بھیجا تو وہاں بھی بہار خاں حاکم ہنڈیہ اور اطراف دکن کے

لڑکوں نے سمجھایا که آجکل مخدوم الملک کي شیخ الاسلامي هے - اسکے خلاف راے دینا ٹھیک نہیں - اگر اس نے سلیم شاہ سے کہکر تم کو اس مسئلہ کي تحقیق کیلیے آگرہ طلب کرادیا تو اس بڑھاپے میں بیکار سفر کي زحمت اٹھاوگے - یہ بات شیخ بڈھه کے دلپر اثر کرگئي اور پہلي تحریر چاک کرکے دوسرا مراسلہ اس مضمون کا بھیجدیا " مخدوم الملک امروز از علماء محققین ست - سخن سخن او و فتوي فتوي او ست "

آسي کي سي کہنے لگے اهـل حشـر
کہیں پرسش داد خـواهـاں نہیں !

جو لوگ گزرچکے هیں انکي نسبت اب کیا کہا جاے که انکا معامله الله کے هاتهه هے : (علمها عند ربي في کتاب) اور هم کو بہر حال (اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان) کي دعا مانگني هے ' مگر غور کرو که هر زمانے میں علماء دنیا کي نفس پرستي اور حق فراموشي کس طرح دنیا کیلیے ایک لعنت رهي هے ' اور حیات چند روزۂ دنیوي کے عشق و تعبد نے اس طائفۂ عبید الدنیا سے کس کس طرح کتمان حق کرایا هے ؟ شیخ بڈھه اپنے نفس کیلیے اسکو بڑي هي اذیت سمجھتے هیں که آگرہ تک سفر کي زحمت گوارا کریں ' لیکن اگر حق مستور و مظلوم هوجاے اور اهل حق هلاک و مقتول هوں تو اسمیں کوئي مضائقه نہیں دیکھتے ! کیا نوع انساني کي کوئي بدتر سے بدتر اور گمراہ سے گمراہ قسم بھي اس سے زیادہ دنیا کو نقصان پہنچا سکتي هے ؟ اور کیا جنگل کا کوئي ڈاکو اور کمین گاهوں کا کوئي رهزن اس سے زیادہ جمعیۃ بشري کیلیے مخدوش و مہلک هوسکتا هے ؟ اگر علماء کے خصائل کا یہ حال هے تو اسکے بعد عامۂ ناس کیلیے فسق و عدوان کا کونسا درجہ باقي رهگیا ؟ یہي وہ کتمان حق یعني حق کو دانسته چھپانے کي ملعنت هے جو علماء یہود پر چھا گئي تھي ' اور منجملہ اسباب مغضوبیت یہود هوي (و ان فریقا منهم لیکتمون الحق و هم یعلمون) (۲ : ۱۴۶) اور افسوس که یہي حال شبر بشبر اور ذراع بذراع اس امۃ کے علماء سوء کا بھي هوا -

افریقا

هوتے هیں که اس مرکز انسانیــة اور کعبۂ هدایت کا طواف کریں - زمین والوں هي پر موقوف نهیں' آسمانوں میں بهي صرف اُنهي کے ناموں کي پکار هوتي هے - بخاري کي اس حدیث کو نهیں معلوم تم نے کیا سمجهــا حالانکه وه تو صرف اسي حقیقت کي طرف ایک اشاره هے که " اذا احب الله العبــد قال لجبریل اني احب فلانا فاحبه ' فیحبه جبریل ' ثم ینــادي جبریل في اهل السماء ان الله قد احب فلانا فاحبوه ' فیحبه اهل السماء ' ثم یضع له القبول في الارض " یعني جب الله تعالی کسي بندے سے محبت کرتا هے تو جبریل سے فرماتا هے که میں فلاں بندے کو دوست رکهتــا هوں تم بهي اسکو دوست رکهو - بس جبریل بهي اُس سے محبت کرنے لگتا هے - پهر جبریل آسمان والوں میں اسکي منادي کردیتا هے ' پس تمــام آسمان والے بهي اسکو چاهنے لگتے هیں اور اپنا محبوب بنالیتے هیں - پهر جب آسمان پر اسکي محبوبیت کا اعلان هوجاتا هے تو زمین والوں کے دل بهي اسکي محبت کیلیے کهل جاتے هیں اور هر طرف مقبولیت و محبوبیت اسکو حاصل هو جاتي هے ! و لله در ما قال :

کار زلف تست مشک افشــاني ' امــا عاشقــاں
مصلحت را تہمتے بر آهوے چین بسته انـــد !

بالاخر شیخ علائي کو دوباره آگره طلب کیا گیا - معلوم هوتا هے که سلیم شاه نے علماء دارالحکومة خصوصاً مخدوم الملک کی خود غرضیوں اور حسد و عناد کو اس بارے میں محسوس کرلیا تها اور سمجهه چکا تها که ان لوگوں کي راے بے لاگ نهیں هے - اسي لیے اس مرتبه شیخ کو شیخ بڈهه بهاري کے پاس بهجوادیا که مشاهیر علماء وقت سے تهے ' اور لکها که جو فیصله آپکا هو اسي پر عمل کیا جاے - بدایوني لکهتے هیں که شیخ بڈهه نے پہلے تو ایک حق پرستانه تحریر لکهي جسکا مضمون یه تها که مسئلۂ مهدویة موقوف علیه ایمان و اسلام نهیں هے - تعئین علامات مهدي میں مختلف روایتیں وارد اور سخت اختلاف واقع - صرف اتني سي بات پر ایک عالم حق کي تعزیر و تکفیر جائز نهیں - لیکن افسوس که بعد کو دنیا پرستي مانع آئي - انکے

اپنے آپ کو بری کرنے کیلئے بالقاء شیطانی طرح طرح کے حیل و
مکائد بنا رکھے ہیں، اور جب وقت آتا ہے تو انہی کی آڑ میں پناہ
لیتے ہیں - نتیجہ یہ نکلا کہ عملاً امر بالمعروف کا حکم ساقط و کالعدم
ہوگیا - کبھی کہتے ہیں کہ درجۂ عزیمۃ و عزائم امور بہت بلند ہے -
یونس ہمیں کہاں نصیب؟ رخصۃ یہ ہے کہ بخوف نقصان جان و مال باطل
(۱۰/۸۳) پرستی قبول کرلی جاے: علی خوف من فرعون و ملائهم ان یفتنهم!
کبھی کہتے ہیں کہ صداقت موسوی سے انکار نہیں لیکن ہیبت و سطوۃ
فرعونی کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے، پس خاموشی و ترک سعی
(۵/۲۴) کے سوا چارہ نہیں: فاذهب انت و ربک فقاتلا انا ههنا قاعدون - کبھی
کہتے ہیں کہ اگرچہ حق اسکے خلاف ہے، مگر مصلحۃ وقت کا مقتضی
یہی ہے - گویا مصلحت حقائق اشیاء کو متغیر کردیسکتی ہے! کبھی
کہتے ہیں کہ زبان کھولنے میں فتنہ ہے اور فقہاء کا ایک جزئیہ ہم کو
ملگیا ہے کہ فتنہ سے بچنا ضروری - گویا حق گوئی میں فتنہ ہے اور
مائدہ (۵/۱۰۵) سکوت عن الحق میں امن و سلامتی: و لو اتبع الحق اهوائهم لفسدت مومنون (۲۳/۷۱)
السماوات و الارض - کبھی کہتے ہیں کہ علیکم انفسکم اور لا تلقوا بایدیکم ۲:۱۹۵
الی التهلکه پر ہمارا عمل ہے: یحرفون الکلم عن مواضعه - کبھی کہتے ہیں
کہ فلاں فلاں باتیں یقیناً بدعات و منکرات میں داخل ہیں لیکن عوام
صدیوں سے کر رہے ہیں - اگر صاف صاف حق گوئی سے کام لینگے تو
بگڑ جائینگے اور ہم کو بزرگ و پیشوا نہیں سمجھینگے - اگر ایسا ہوا تو موجودہ
حالت سے بھی زیادہ نقصان ہوگا: و ان کثیرا من الاحبار و الرهبان لیاکلون
(توبہ ۹/۳۴) اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل الله - کبھی کہتے ہیں کہ اسمیں
خوف جان ہے اور جان کا بچانا فرض ہے - غرضکہ یعدهم و یمنیهم
نساء ۱۲۰ وما یعدهم الشیطان الا غرورا - یہ سب کچھ کہتے ہیں مگر اصلی بات نہیں کہتے
کہ ایمان باللہ مفقود ہوگیا، حیاۃ دنیوی کی محبت محبت الہی پر
غالب آگئی، متاع دنیا کی دلفریبیوں پر روح مفتون اور دل نثار ہوگیا،

و هم یهود هذه الامة - انکو بہر حال اپنی گنبد دستار کی تعمیر کیلیے اینٹیں چاهئیں اگرچه خانۂ شرع کی دیوارس توڑ کر بہم پہنچائی جائیں :

خانۂ شرع خرابست که ارباب صلاح
در عمارت گری گنبد دستار خود اند !

یه افسانه تو اُس عہد کا ہے جسکو موجوده عہد کے مقابلے میں عہد اقبال سمجھنا چاهیے - آج جو حالت هو رهی هے ' اسکو دیکھیے تو هوش گم اور عقل درمانده رهجاتی هے - آج امة کا ایک فاسق سے فاسق گروه بهی شاید کبهی سچائی کی خاطر کچهه نقصان جان و مال اٹهالے اور اسکو اپنے گناهونکا کفاره سمجهے ' لیکن مدعیان علم و مشیخت اور زهد فروشان سجادۂ طریقة سے اتنی بهی امید نہیں ! علماء وقت نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فرض کو عملاً شریعة کے احکام و واجبات سے خارج کردیا هے' اور یا تو اب یه لفظ قرآن کی سورتوں میں کبهی نظر آ جاتا هے' یا صحائف سنة کے ابواب و اوراق میں - حق کی بیکسی و مظلومی اس حد تک پہنچ چکی هے که جنگل میں بهیڑوں اور بکریوں کیلیے چرواها نظر آ جاتا هے لیکن حق کیلیے کوئی غمگسار و مددگار نہیں

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا
انیس ' ولم یسمر بمکة سامر ا

شاید تم کو اس جمله پر تعجب هو که علماء وقت نے امر بالمعروف کے فرض کو فرائض شریعة سے خارج کردیا هے ' لیکن جو حالت هو رهی هے اسکے لحاظ سے تو یه جمله بهی کافی نه تها - اگر ایک شخص اپنا عقیده یه ظاهر کرے که نماز فرض هے اور هر وقت شرح وقایه کی کتاب الصلواة اپنی بغل میں بهی رکهے ' لیکن عملاً نماز کبهی نه پڑهے اور ترک صلواة کیلیے طرح طرح کے ایسے حیلے اور عذرات پیش کردیا کرے جو کبهی اور کسی حال میں دور نہیں هوسکتے ' تو تم اسکی نسبت کیا کہوگے ؟ اسکے لیے نماز ایک حکم شرعی واجب العمل رها یا نہیں ؟ یہی حال آج علماء عہد کا بهی هو رها هے - اور امر بالمعروف اور قیام حق کے حکم سے

شیخ علائي اسوقت سخت بیمار تھے - گلے میں ایک بہت بڑا زخم تھا ' اور بہار تک سفر کرنے کي زحمت نے نیم جان کردیا تھا - مخدوم الملک نے حکم دیا کہ کوڑے لگائے جائیں - جلاد نے تیسري ھي ضرب لگائي تھي کہ اس شہید حق کي روح پرواز کرگئي (في مقعد صدق عند ملیک مقتدر !) ملا عبد القادر بدایوني نے " ذاکر الله " اور " سقاھم ربھم شرابا " سے تاریخ نکالي کہ ٩٥٧ سال ھجري ھے :

بجرم عشق اگر کشدي مرا ممنون احسانم

گناہ زاھد بے درد یا رب چیست حیرانم !

افسوس مرنے کے بعد بھي ظالموں کو تسکین نہ ھوئي اور اس فنا في الحق کي نعش کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جو بدر و احد کے مقتول کفار کے ساتھ بھي نہیں کیا گیا تھا - بدایوني لکھتے ھیں کہ ھاتھي کے پاؤں سے باندھکر نعش کو پھروایا گیا اور اسکے ٹکڑوں کي تمام لشکر میں تشہیر کي - پھر حکم دیا کہ دفن نہ کي جائے اور اس غرض سے پہرہ بٹھادیا گیا - سبحان الله کار و بار عالم کي بو العجبي ' اور جہان ھزار رنگ کي دو رنگیاں ! یہ ھے خدمت انساني کا وہ مزد و صلہ جو دنیا نے ھمیشہ اپنے غمگساروں کو دیا ھے ' اور یہ ھے عشق حق و شیفتگي صدق کا نتیجہ جو اس ظلم آباد ارضي میں ھمیشہ نبار مددان حق کو ملا ھے ! باطنہ فیہ الرحمۃ و ظاھرہ من قبلہ العذاب :

ومن شاء فلینظر الي ' فمنظري

نذیر الی من ظن ان الھوی سھل !

یہ سرگذشت تو شیخ علائي رحمۃ الله علیہ کي ھے - انکے پیر حضرۃ شیخ عبد الله نیازي کا واقعہ بھي اس سے کم درد انگیز اور عبرۃ ماجرا نہیں ھے - بدایوني لکھتے ھیں کہ جب شیخ علائي دکن کي جانب جلا وطن کردیے گئے تو اسکے کچھہ عرصے بعد سلیم شاہ سرحدي افغانوں کي شورش کا حال سنکر پنجاب کي جانب روانہ ھوا - جب بدانہ کے قریب شاھي لشکر پہنچا تو مخدوم الملک نے کہ پیوستہ و کمربستہ خاصان حق کي اذیت و ھلاکت کي فکر میں غلطاں و پیچاں رھتے تھے ' موقع کو غنیمت سمجھا اور سلیم شاہ

اور دنیا پرستي کی لعنت نے عزم و راستي کي روح کو مردہ کردیا :

استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ - اولٓئک حزب الشیطان - الا ٭ ان حزب الشیطان ھم الخاسرون ! (۵۸ : ۱۹) !

فصل (۹)

یہ واضح رھے کہ شیخ بڈھہ اس زمانے کے اکابر علماء میں تسلیم کیے جاتے تھے - بدایوني لکھتے ھیں کہ شیر شاہ انکي جوتیاں سیدھي کرتا تھا - اور ارشاد قاضي پر ایک عمدہ شرح بھي آپنے لکھي تھي - با ایں ھمہ حال یہ تھا کہ جب شیخ علائي شاھي حراست میں انکے مکان پر پہنچے تو " از اندرون خانہ آواز سرود و ساز شنیدند و بعضے مکارۂ طبعي و شرعي دیگر نیز کہ ذکر آن استہجانے صریح دارد ' در مجلس او دیدند ' و بے اختیار امر معروف و نہي منکر کردند " کاش شیخ بڈھہ علم نہ پڑھتے ' ارشاد قاضي کي شرح نہ لکھتے ' جنگل میں لکڑیاں کاٹتے اور سر پر اُٹھا کر بازاروں میں بیچتے ' مگر حق گوئي سے زبان نہ روکتے تو ھزار درجہ اس مولویۃ و مشیخت اور شرح نویسي کي زندگي سے زیادہ اللہ کے نزدیک مقرب و محبوب ھوتے - ارشاد قاضي کي شرح قیامت کے دن انکو نہیں بخشوا سکتي ' مگر حق گوئي کا ایک سچا لمحہ عمر بھر کے گناھوں کو محو کر دیسکتا ھے !

عشق تو " قائم " نہوا آپ سے
اور ھي کچھہ دیشہ کیا چاھیے !

سلیم شاہ کے دل پر شیخ علائي کي حق پرستي کا زخم لگ چکا تھا مگر خود عالم نہ تھا ' چاھتا تھا کہ اگر ایک عالم حق گو کا سہارا بھي ملجاے تو شیخ کو علماء سوء کے پنجوں سے چھڑالے ' لیکن افسوس کہ سب نفس و دنیا کے پجاري نکلے - جب شیخ بڈھہ نے بھي مخدوم الملک کي تائید کي تو بالکل مجبور ھوگیا اور شیخ کا معاملہ مخدوم الملک کے حوالے کر دیا -

جانیست ھرآئینہ بخواھد رفتن
اندرغم عشق تو رود ' ارای تر !

لیکن سبحان اللہ ! مکافات و مجازات عمل کا قانون الہي کس طرح اس دنیا ھي میں اپنا کام انجام دے رھا ھے اور آخرۃ کي منزل ابھي باقي ھے : لو کانوا یعلمون - بالآخر ایک زمانہ آیا کہ یہی مخدوم الملک تھے اور یہي ھندوستان ' مگر پیشوائي و شیخ الاسلامي ایک طرف رھي ' عزت و آبرو سے اپنا بڑھاپا بھي بسر نہ کرسکے ' اور عہد اکبري کے نئے نئے مفتیوں کے ھاتھوں وہ وہ ذلتیں اور خواریاں نصیب ھوئیں کہ بقول ملاے بدایونی یوم تبلی السرائر کا نقشہ آنکھوں میں بھرگیا - یا تو یہ حال تھا کہ انکے قلم شیخ الاسلامي کي ایک گردش اھل اللہ کي زندگیوں کا فیصلہ کردیتي تھي ' یا یہ یوم العذاب دیکھنا پڑا کہ حاجي ابراھیم سرھندي اور شیخ ابو الفضل جیسے نوخیز و احداث بھري مجلس میں انکے فسق و تقوی کا فیصلہ کرنے لگے اور عمر بھر کی بداعمالیوں کا ایک ایک کرکے حساب دینا پڑا - فنعوذ باللہ من الحور بعد الکور :

گرہ کیسي لگي تھي ؟ کھل گئے کس راہ میں فتنے ؟
نظر آتا ھے خالي آج گوشہ تیرے داماں کا !

فصل (۱۰)

ملا عبد القادر بدایوني لکھتے ھیں کہ مخدوم الملک کي دولت و تمول کا یہ حال تھا کہ صرف گھر کے صندوقوں ھي میں نہیں بلکہ خاندانی قبروں میں بھي چاندي سونے کي اینٹیں ھي مدفون تھیں - الذین یکنزون الذھب و الفضۃ اور یہ تمام مال زمانۂ شیخ الاسلامي کے غصب و تصرف و اکل اموال بالباطل کا اندوختہ تھا - طرح طرح کے نام نہاد شرعي حیلے بنا رکھے تھے اور انکي آڑ میں بندگان الہي کو لوٹتے کھسوٹتے تھے - جب عہد اکبري کا نیا دور شروع ھوا اور انکي ھوا اُکھڑي ' تو عجیب عجیب باتیں کھلیں - ازانجملہ یہ کہ با ایں ھمہ دولت و تمول عمر بھر کبھي زکواۃ ادا نہ کي -

سے کہا " از فتنۂ صغیر کہ عبارت از شیخ علائی باشد چندے خلاصی یافتیم اما فتنۂ عظیم هنوز برپاست " سلیم شاہ نے پوچھا وہ کون ؟ کہا : شیخ عبد اللہ نیازی کہ یہیں بیانہ میں مقیم ہے اور شیخ علائی کا پیر ہے - سلیم شاہ نے میاں بھوہ لوحانی حاکم بیانہ کو حکم بھیجا کہ فوراً شیخ کو حاضر لشکر کرو - میاں بھوہ شیخ کا مرید تھا - اس نے شیخ کو بہت سمجھایا کہ آپ یہاں سے راتوں رات نکل جائیں - میں کوئی بہانہ کردونگا - لیکن شیخ نے کہا " ارادۂ خداوندی در حال و استقبال و آن جا و این جا مساوی ست - تا هرچه مقدرست خواهد رسید " مجبوراً شیخ کو همراہ لیا اور لشکر شاهی میں پہنچے - سلیم شاہ سوار کوچ کیلیے طیار کھڑا تھا - شیخ عبد اللہ جب سامنے پہنچے تو بے باکانہ گردن اٹھائے جا کھڑے ہوے اور السلام علیک کہا - میاں بھوہ نے کہ کسی نہ کسی طرح سلیم شاہ کے غیظ و غضب سے انکو بچانا چاہتا تھا ، گردن پکڑ کے جھکا دی اور کہا : بادشاهوں کو یوں نہیں ، یوں سلام کرتے ہیں - اسپر شیخ نے گرج کر کہا " جو سلام کہ سنت ہے اور صحابہ اللہ کے رسول کے سامنے کہا کرتے تھے ، یہی ہے ، اسکے سوا میں اور کوئی سلام نہیں جانتا ! " سلیم شاہ نے غضب ناک هوکر اشارہ کیا اور لشکریوں نے لاٹھیوں ، کوڑوں ، مکوں ، اور لاتوں سے پیٹنا شروع کردیا - یہانتک کہ بے ہوش هوگئے - جب تک هوش رہا یہ آیۂ قرآنی ورد زبان تھی : (ربنا اغفر لنا ذنوبنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین) ! سلیم شاہ نے جب شیخ کو یہ پڑھتے ہوے دیکھا تو پوچھا : کیا کہتا ہے ؟ مخدوم الملک نے کہا " شما را و ما را کافر می گوید " اسپر اسکو اور زیادہ طیش آیا اور جب تک موت کا یقین نہیں هوگیا برابر زد و کوب کا حکم دیتا رہا - افسوس ! عشاق حق کے ساتھہ همیشہ یہی ہوا اور اعداء حق و اصلاح کے ہاتھوں کبھی انکو امن کی گھڑیاں نصیب نہ هوئیں - یہی هوتا رہا ہے اور شاید ایساهی هوتا رهیگا - دشمنان حق نے اگر انکی جانوں کو سب سے بڑی چیز سمجھکر لینا چاہا ، تو انہوں نے بھی اپنی جان کو دنیا کی ساری چیزوں میں سب سے زیادہ هیچ و ادنی سمجھا - و لنا فیهم اسوۃ حسنۃ [1]

---

[1] لقد کان لکم فیہ اسوۃ حسنۃ (۶۰ : ۴) [illegible]

ائمه اسلام کے منقول هیں اور جنکو شیخ الاسلام ابن تیمیه نے اپنے بعض فتاوی میں جمع کیا هے - حضرة عبد الله بن مبارک نے ایک حیله کا حال سنکر کہا : احدثوا الحیل فی الاسلام فمن کان امر بهذا فهو کافر - اسلام میں لوگوں نے حیلے پیدا کرنے کی بدعة رائج کی هے سو جو شخص انپر فتوی دے وہ کافر هے - شریک بن عبد الله قاضی کوفه سے کتاب الحیل کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا : من یخادع الله یخدعه - یعنی حیلے نکالکر احکام شرعیه کی تعمیل سے بچنا خدا کو دهوکا دینا هے - حفص بن غیاث نے کہا : کتاب الحیل پر لکهدو که کتاب الفجور هے - یزید بن هارون نے کہا : لقد افتی اصحاب الحیل بشیئ لو افتی به الیهود کان قبیحاً - حیله تراشوں نے یہودیوں کو بهی مات کردیا - ایوب سختیانی نے کہا : یخادعون الله کانما یخادعون الصبیان - یه لوگ خدا کو اسطرح دهوکا دینا چاهتے هیں جیسے بچوں کو فریب دیکر بہلاتے هیں - خدا نے حکم دیا که هر مالدار زکواة دے تو سال کے آخر میں تمام مال بیوی کے نام هبه کردیا که خدا دهوکے میں

بقره
٢ ع ٩ — آکر همکو مفلس و نادار سمجهه لیگا : و ما یخدعون الا انفسهم و ما یشعرون -

انهی سے یه بهی منقول هے : لو اتی الامر عیاناً کان اهون علی - اس سے تو یه بہتر تها که صاف صاف بغیر حیله کے معصیت کرتے - بہرحال خدا کی شریعة کے ساتهه تلعب و استهزا تو نه هوتا - اور یه بالکل حق هے - فسق و فجور ان حیلوں پر عمل کرنے سے هزار درجه افضل هے - حضرة امام احمد بن حنبل سے بهی طلاق و یمین کے بارے میں چند حیلوں کا ذکر کیا گیا تها - فرمایا که : ان من افتی بهذه الحیل فقد قلب الاسلام ظهر البطن، و نقض عری الاسلام عروة عروة !

ان اقوال سے معلوم هوا که اس زمانے میں حیله تراشیوں کی بنیاد پڑچکی تهی - یه کتاب و سنة سے بعد و هجر، اور ترک براهین و یقینیات شرعیه، و تشبث به ظن و تخمین بحت، و تخرص و تلعب به ظلمات اوهام و اهواء، و قیاس غیر صالح و غیر مؤید بالوحی کے شجرة الزقوم کے ابتدائی برگ و بار تهے، جو آگے چلکر اسقدر پهلے پهولے که علم و عمل

زکواۃ سے بچنے کیلیے یہ حیلہ گڑھلیا تھا کہ ہر سال کے آخر میں اپنا تمام خزانہ بیوی کے نام ہبہ کردیتے ، اور وہ ایک سال پورا ہونے سے پہلے انکے نام بخشدیتی - اس طرح حول کامل دونوں میں سے کسی پر نہ گذرتا کہ اداء زکواۃ کی شرط ہے " و غیر ازیں نیز حیلہ ہاے دیگر کہ حیل بنو اسرائیل پیش آن شرمندہ است - و ہمچنیں خست و رذالت ، و خباثت و جہالت ، و مکاری و ستم گاری او کہ بہ مشائخ و فقراء دیار خصوصاً بہ آئمۂ مساجد و اہل استحقاق پنجاب نمودہ بود ، یک یک بہ ظہور پیوست ، و سر یوم تبلی السرائر در ضمائر ظاہر گشت ، و حکایاتی کہ مشتمل بر انواع اہانت و استخفاف و مذمت او بود ، ہر روز در مجلس تقریر می کردند ، و قرار چنان یافت کہ جبراً و قہراً او را بمکہ بادیہ فرستاد - و چون ازو پرسیدند کہ حج بر تو فرض شدہ ؟ گفت کہ نے ! " (جلد دوم : ۲۰۳)

طارق ۹/(۸۶)

یہ جو ملا صاحب نے لکھا ہے کہ مخدوم الملک نے زکواۃ سے بچنے کیلیے ایک حیلہ نکال رکھا تھا ، تو اس حیلہ پر انکا عمل ضرور ہوگا لیکن اسکی ایجاد کی نسبت انکی جانب صحیح نہیں - ان لوگوں کو مکر و حیل میں بھی اجتہاد فکر کہاں نصیب ؟ اس میدان میں بھی دوسروں کے مقلد ہی ہوتے ہیں - مخدوم الملک نے اور بہت سی چیزوں کی طرح یہ حیلہ بھی اپنے پیشرو فقہاء دنیا اور علماء مکر و خدیعۃ سے حاصل کیا ہوگا - اگرچہ ٹھیک ٹھیک نہیں کہا جا سکتا کہ احبار یہود اور اصحاب السبت کے بعد امۃ اسلامیہ میں سب سے پہلے کن " یہود ہذہ الامۃ " نے ان حیلوں کی بنیاد ڈالی اور شریعۃ الہی کو نفس و شیطان کا بازیچۂ لہو و لعب بنایا ، مگر یہ معلوم ہے کہ دوسری صدی کے اوائل ہی میں بعض فقہاء دنیا و عبید السلاطین اور متفقہین بالظن و الرائے نے حیلہ تراشیاں شروع کردی تھیں ، اور تیسری صدی میں اس امۃ کے صدوقیوں اور فریسیوں نے کتاب الحیل کو بھی منجملہ ابواب فقہ کے قرار دیدیا تھا - اسکا پتہ ان اقوال سے چلتا ہے جو نام نہاد حیل و احتیال شرعیہ کی نسبت

قضاۃ کو قبول ھدایا سے بھي روکدیا کہ رشوۃ ستاني کا حیلہ بن سکتا ھے - مسند امام احمد میں ھے : ھدایا العمال غلول - اور ابو داؤد کي روایت بریدہ میں فرمایا : استعملناہ علی عمل و رزقناہ رزقا ' فما اخذہ بعد ذلک فہو غلول - ایک اور روایت ھے : اخذ الامیر الھدیۃ سحت - اسي طرح مقروض سے ھدیۃ و تحائف کا لینا ناجائز قرار دیا کہ سود کیلیے حیلہ بن جا سکتا ھے - حتی کہ ابن ماجہ کي روایت انس بن مالک میں فرمایا : اذا اقرض احدکم قرضاً فاھدی الیہ او حملہ علی الدابہ ' فلا یرکبہا و لا یقبلہ الا ان یکون جری بینہ و بینہ قبل ذلک - اور اسي بنا پر ھدیۂ مقترض کي نسبت اجلۂ صحابہ مثل عبداللہ و ابي ابن کعب و غیرھم نے فتوی دیا کہ ربا میں داخل ھے - اس سے بھي بڑھکر یہ کہ بیع خیار کي نسبت تصریح کر دي : حتی یتفرقا و لا یحل لہ ان یفارقہ خشیۃ ان یستقیلہ - اس سے بھي مقصود یہي تھا کہ حیلہ کا سد باب ھو ' اور اسي لیے امام احمد بن حنبل نے ابطال حیل پر اس روایت سے استدلال کیا ھے ' اگرچہ بعض کوتاہ بینوں نے اس امام اھل السنۃ کي دقۃ نظر اور فقاھۃ رباني کو نہ سمجھا اور اسپر اعتراض کیا - فلیس لھم بصیرۃ یعرفون بہا اھل العلم و اھل الجھل و یمیزون بہا بین منازلہم - بلا شبہ عہد صحابہ میں بعض لوگوں کے سوالات سے پتہ چلتا ھے کہ اپني بد عملیوں کے ھاتھوں ضیق و حرج میں مبتلا ھوکر ڈھونڈھنے لگے تھے کہ کوئي مخرج و حیلہ نکل آئے ' لیکن بالاتفاق تمام صحابہ و ارباب افتاء صدر اول نے انکو پیہم ناس سدانا ' اور کہا کہ کوئي حیلہ نہیں - حضرۃ علي علیہ السلام سے ایک شخص نے غالباً مسئلۂ یمین کي نسبت پوچھا تھا کہ ما الحیلہ ؟ آپ نے فرمایا : ترک الحیلہ - حضرۃ ابن عباس سے ایک شخص نے طلاق کے متعلق جب پوچھا کہ اب اس سے بچنے کیلیے مخرج و حیلہ کیا ھو سکتا ھے ؟ تو سخت غضب ناک ھوے اور فرمایا ﴿و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا﴾ (٦٥ : ٢) جب تونے حکم شریعۃ سے انحراف کیا تو اب مخرج کہاں ؟ ﴿و ما ظلمہم اللہ و لکن کانوا انفسہم یظلمون﴾ اور پھر یہ جو کچھہ بھي تھا ' صرف طلاق و یمین کے

سورہ آل عمران ١١٧

کا کوئی گوشہ انکے ثمرات ردئیہ و خسیسہ سے خالی نہ رہا ' اور وہ شریعۃ الٰہیہ جسکی نسبت کہا گیا تھا کہ " السمحۃ الحنیفیہ و المحجۃ البیضاء - لیلہا کنہارھا " طرح طرح کے ظنون فاسدہ ' و آراء متشتتہ ' و قیاسات متخالفہ ' و سبل متفرقہ ' و طرائق قددا ' و قواعد متناقضہ ' و تاویل الجـــاھلین ' و انتحال المبطـــلین ' و حیـــل المتحیلـــین ' و اقیسۃ القـــیاسیین ' و ظلمات بعضہا فوق بعض کا مجموعہ بنا دی گئی - و اللہ اکبر کبیرا ان یکون فی شریعتہ الحیل الباطلۃ التی تسقط فرائضہ ' و تحل محارمہ ' و تبطل حقوق عبادہ ' و یفتح للناس ابواب الاحتیال و انواع المکر و الخداع ' بل ھی شریعۃ موتلفۃ النظام ' متعادلۃ الاقسام ' لا امت فیہ و لا عوج ' و لا ضیق فیہا و لا حرج ' اوامرھا غذاء و دواء ' و نواھیہا حمیۃ و صیانہ ' شعـارھا الصدق ' و قوامہا الحق ' میزانہا العدل ' و حکمہا الفصل ' لا حاجۃ بہا البتۃ الی ان تکمل بسیاسۃ ملک ' او رای ذی رای ' او قیاس فقیہ ' او ذوق ذی ریاضۃ ' فہی صراطہ المستقیم ' و دینہ القویم ' و من احسن قولاً ممن دعا الی اللہ و عمل صالحا و قال اننی من المسلمین !

صحابۂ کرام کے زمانے میں نکاح تحلیل (یعنی فرضی طور پر بہ نیت استحلال حلالہ کرانے) کا خیال شاید بعض لوگوں کو ہوا تھا - اور " حتی تذوق عسیلتہ و یذوق عسیلتہا " اور " لعن اللہ المحلل و المحلل لہ " کی وعید ان تـک نہ پہنچی ہوگی ' جسپر حضرۃ عمر کو اپنے خطبوں میں اعلان کرنا پڑا : لا اوتی بمحلل و لا محلل لہ الا رجمتہا - یعنی جس شخص نے بطور حیلہ کے حلالہ کراکے مطلقہ سے رجعت کی میں اسکو زناء محصن کی حد جاری کیے بغیر نہ چھوڑونگا - لیکن یہ بات تو اسوقت کسی کے وہم و خیال میں بھی نہ گذری تھی کہ اللہ کی شریعۃ میں حیلوں کو بھی دخل ہو سکتا ہے' اور احکام شریعۃ نفاذ و عمل حقیقی کیلیے نہیں ہیں بلکہ محض دنیاوی ضابطوں اور قاعدوں کی طرح ظواہر و رسم پوری کردینے کیلیے - شارع علیہ السلام کو تو سد باب حیل کا یہاں تـک اہتمام تھا کہ عمال اور

ادنی حیلوں بہانوں سے حلال کرلو! مگر افسوس کہ وهي هوا جسکا اس صادق و مصدوق کو اندیشہ تھا ' اور اس امة میں بھي ایسے صدوقي اور فریسي پیدا هو گئے جنھوں نے بحکم حذو النعل بالنعل ٹھیک ٹھیک ویسي هي حیلہ بازیاں اور مکاریاں اسلام میں بھی پیدا کرلیں - ضلوا فاضلوا فویل لهم و لاتباعهم ! حتی کہ یہ فساد عظیم اس درجہ پھیلا کہ اصحاب حیل کے نزدیک حلال و حرام کي تمیز بکلي اٹھہ گئی ' محارم شرعیہ حلال هو گئے ' عقود فاسدہ کو جائز بنالیا گیا ' حدود شرعیہ ساقط کردیے گئے ' نور و ظلمہ سیاہ و سفید ' فسق و تقوی میں کوئي فرق باقي نہ رها - احکام و اوامر اور عبادات و معاملات کي کوئی شاخ بھی اس مصیبت عظمی سے نہ بچي - هر حکم سے بچنے کیلیے حیلے ' هر قید شرعي سے نکل بھاگنے کیلیے بہانے ' هر امر و نہی کے سقوط و تعطیل کیلیے مکر و فریب - شریعة الاهیہ کے کسی حکم کو بھی سچی تعمیل اور راستبازانہ و صالحانہ اطاعت کیلیے باقي نہ چھوڑا - اعمال انسانیہ کی وہ اصل عظیم جسکو شریعة نے " نیت " کے جامع و حاوي لفظ سے تعبیر کیا تھا اور تمام احکام و ثمرات کي بنیاد اسي پر رکھي تھي کہ " انما الاعمال بالنیات " اور " ولکل امرء ما نوي " اور اسي لیے فقیہ الامة حضرة امام بخاري نے اسي جامع الکلم کو اپني کتاب کا سرنامۂ و عنوان قرار دیا تھا ' اسطرح تاراج و هلاک کردي گئي گویا اسکا کوئي وجود هي نہ تھا ! خدا کے بندوں کو فریب دیتے دیتے اس طائفۂ بوالهوس کي جرأیتیں یہانتک بڑھ گئیں کہ عالم السرائر و الخفایاء کو بھي دھوکا دینے میں چست و چالاک ہوگئے : و ما یخدعون الا انفسهم و ما یشعرون ۹:۲ - یہ ضلالة اس درجہ سے بھي آگے بڑھي - یہانتک کہ مسائل حیل و احتیال فقہ سؤ و مزعومہ کا ایک با قاعدہ باب و مبحث بن گئے ' اور رفتہ رفتہ فقہاء دنیا کیلیے صرف ذہانت ' و نمایش فقاهۂ و اظہار علم و درایت ' و تسابق عقول ' و تنافس افکار ' و تقابل قوة افتاء و قضاء کا سب سے بڑا دلچسپ وجالب قلوب میدان یہي حیلہ بازي قرار پائي - کتاب و سنة کي تقدیم وحفظ کا بند تو پہلے هي ٹوٹ چکا تھا ' اور

بعض احکام کي نسبت ' نه که تمام احکام انفاق و زکواة و عقود و معاملات و تمليک اموال و غيرها -

ان تمام تصريحات سے بڑھکر یه هے که قرآن حکیم نے صاف صاف لفظوں میں بتلا دیا تھا که یہودیوں کي ضلالة و معضوبیة و ملعونیة کے اعمال خبیثه میں سے ایک بڑا فتنـه یه تھا که شریعة الهي کے احکام قطعیهٔ مصلحه سے بچنے کیلیے طرح طرح کے حیلے حوالے اور بہانے نکالتے تھے ' اور سمجھتے تھے که خدا کا معامله بھي فریب خوردہ انسان کا سا هے که اگر کسي حیلهٔ و مکر سے ظاهر و صورت کو بنالیا تو قصد و نیت کي اسکو خبر نهوگي - از انجمله ایک حیله وہ تھا جو یوم السبت میں صید نه کرنے کے حکم کي نسبت اصحاب " حیتان " نے نکالا تھا : و لقد علمتم الذین اعتدوا منکم في السبت - اور از انجمله وہ حیله تھا جو حرمت اکل شحم کي نسبت عمل میں لایا کرتے تھے ' اور جسکي نسبت آنحضرہ نے فرمایا : لعن الله الیهود حرمت علیهم الشحوم فجملوها و اکلوا ثمنها - الله تعالی نے ان حیله سازوں کی وجه سے ان پر لعنت بھیجي اور غضب الهي کے مورد هوے - انہوں نے الله کي شریعة کو مسخ کرنا چاها تھا - نتیجه یه نکلا که خود مسخ هوگئے - وجعل منهم القردة والخنازیر (٥ : ٦٠)

اور الله کا قانون مجازات یہي هے که ثمرهٔ عمل ٹھیک ٹھیک عمل کے مطابق اور ٹھیک ٹھیک اس سے اشبه و اوفق ظاهر هوتا هے - هر عمل نیک و بد کے صور و اشکال عالم مثال میں اسی طرح واقع هوے هیں ' اور یہي معنی هیں اس آیة کریمه کے : فحاق بهم ما کانوا به یستهزؤن - حیل و احتیال کے متعلق یه حال تو کتاب الله کا هے ' اور سنه کو دیکھا جاے تو اس سے زیادہ واضح و صریح هے - آنحضرة صلی الله علیه و سلم نے بار بار کھول کھول کر امت کو اسي ضلالة یہود اور خباثت اصحاب السبت و الحیتان سے روکا تھا : لعن الله الیهود حرمت علیهم الشحوم فجملوها و اکلوا ثمنها - الله کي پھٹکار یہود پر - چربي انپر حرام کردي گئی تو حیلے بہانے نکالکر اسکو حلال بنا لیا - اس سے بھي واضح فرمایا : لا ترتکبوا ما ارتکبت الیهود فتستحلوا محارم الله بادنی الحیل - وہ کام نه کرنا جو یہودیوں نے کیا که الله کي حرام کردہ چیزوں کو

هے ؟ مسلم و ترمذي کي حديث رافع بن خديج ميں هے : مهر البغي خبيث - اور بخاري کي روايت ميں هے : نهي رسول الله صلعم عن ثمن الكلب و مهر البغي - تو اسکے جواب ميں کہا جاتا هے که وه تو ايک خاص حالت تهي : " هو ان يواجر امته على الزنا و ما اخذه من المهر " ليکن " ان استاجرها ليزني بها ثم اعطاها مهرها اوما شرط لها فلا باس باخذه ' لانه في اجارة فاسدة فيطيب له و ان كان السبب حراماً " يعني اگر ايک عورت کو زنا کيليے اجاره پر رکها اور اسکے بعد عورت نے وه اجرت لي تو اسکے ليے ميں کوئي حرج نهيں - يهاں تک تو مسئله کي اصلي صورت تهي ' ليکن جب اسپر بهي لوگوں نے ماتم کيا که يه کيا شريعة کي تباهي اور انسانية کي هلاکت هے که محض عقد اجاره کي ايک اصل باطل کي بنا پر اجرت خبث و خباثت کو کهلے بندوں حلال و طيب بنايا جا رها هے ؟ تو پهر يه حيله سکهلايا جاتا هے : " ان يستاجرها لکنس بيته او لطي ثيابه او طبخ طعامه او لنقل متاع من كان الى مكان و بشرط بها الزنا ثم يزني " يعني صورت اسکي يه هے که مثلاً کسي شخص نے گهر کا کام کاج کرنے کيليے يا کهانا پکانے کيليے يا کسي آور فعل مباح کيليے ايک عورت سے عقد اجاره کيا که اتني مزدوري پر ميرا کام کرديا ' اور ساتهه هي يه شرط بهي ٹهرالي که تجهسے زنا بهي کرونگا ' تو چونکه يه مشروع باصله و غير مشروع بوصفه هے اسليے اجاره فاسد هوا ليکن اجرت حلال ٹهري - نتيجه يه نکلا که اگر کسي فقيه حيل نے ذرا چشم و ابرو ديکهکر کسي اچهي سي ماما کو کام کاج کيليے مزدوري پر رکهه ليا اور ساتهه هي يه شرط بهي ٹهرالي که گاه گاه کچهه آور مشغله بهي جاري رهيگا تو ايسي اجرت اس ماما کيليے جائز و حلال و طيب هے - لان اجر المثل طيب ! تعالى الله و شريعته عما يقولون و يفعلون علواً کبيرا ! لطف يه که " ان اخذه (المهر) بغير عقد بان زنى بامة ثم اعطاها شيئاً فهو حرام لانه اخذه بغير حق " بهي موجود هے - جس سے معلوم هوا که اگر کوئي شکل مهر بغي کی حرام هو بهي سکتي هے ' تو اسليے نهيں که وه زنا کي اجرت هے اور هر اجرت جو فعل خبيث کي هو خبيث

بنیاد فقاهۃ محض اشکل اور ظن و وہم پر قرار پاچکی تھی - پھر کیا تھا ؟ ہر ذہن نے تیزی دکھلائی ، اور ہر قیاس نے بلند پروازی - " بنیاد ظلم در جہان اندک بود - ہر کہ آمد بران مزید کرد " نتیجہ یہ نکلا کہ شریعۃ الٰہی جو عدل و صداقت کے قیام کیلیے آئی تھی ، اُسی کے نام سے مکر و فریب اور ظلم و غصب اور نہب و سلب کے تمام کار و بار جاری ہوگئے ، اور دنیا کی تباہی کیلیے اس سے بدتر وقت اور کوئی نہیں ہوسکتا کہ خدا کا پاک نام لیکر اسکی دنیا میں برائی پھیلائی جاے ! کتنی ہی زنا کاریاں ہیں جو حیلے نکالکر نکاح شرعی بنائی گئیں ! کتنے ہی غصب و ظلم اور اکل اموال بالباطل کے رذائل ہیں جنکو ایک شرعی معاملہ بنا کر جائز کیا گیا ! کتنے ہی عقود فاسدہ ہیں جنکو اسی شیطان حیل سے جائز کراکے بندگان الٰہی کے حقوق تلف کراے ! کتنے ہی حج ہیں جو ساقط ہوے ! کتنی ہی زکاتیں ہیں جو کبھی ادا نہیں کی گئیں ! کتنے ہی شارب الخمر اور زانی محصن ہیں جو حدود شرعیہ سے صاف بچا لیے گئے ! پھر یہی تخم حیل ہے جسکی شاخیں کسقدر دور دور تک پھیلیں ؟ متعدد تفریعات ہیں جو بظاہر اس سے الگ معلوم ہوتی ہیں مگر فی الحقیقت اسی عائلۂ فساد کے اخوان و اخوات میں داخل ہیں - ازانجملہ اجیرۂ زانیہ کے اجر مثل کا جزئیہ ہے جسکی ابتدا شاید ایک اصولی اور قانونی بحث سے ہوئی تھی - یعنی جس عقد کا معقود علیہ کوئی فعل مباح اور ساتھ ہی زنا بھی ہو ، تو اس صورت میں زنا معقود علیہ میں داخل ہوگا یا ایک شرط زائد اور سبب بعید ؟ اور اُسکا شمار عقد باطل میں ہوگا یا فاسد میں ؟ لیکن آگے چلکر یہ ایک سہج عملی ذریعہ حلت مہر بغی ، و وسیلۂ توسیع کار و بار زنا بنگیا جو تم نے بعض شروح میں پڑھا ہوگا . ما اخذتہ الزانیۃ ، ان کان بعقد الاجارۃ فحلال ، لان اجر المثل طیب ! زانیہ نے اگر عقد اجارہ کے بعد اپنی اُجرت لی تو وہ حلال ہے کیونکہ اجر مثل کے طیب ہونے میں کلام نہیں ! جب اسدر لوگوں نے اپنا سر پیٹ لیا کہ جس چیز کو اللہ کے رسول نے خبیث فرمایا اسکے طیب ہونے کی کونسی نئی وحی اُتر آئی

اسي طرح سقوط حد بصورت نکاح محرمات ابدیه کا مسئله هے - فی الحقیقت یه ایک دوسري اصل پر مبني تها - غالباً ترمذي کي حدیث براء بن عارب قدماء مخالفین حد تک نه پہنچي هوگي اگرچه بعد کے لوگوں تک پہنچي اور متشبث به حشیش تاربل و متمسک به طربق رد سنة بمجرد قیاس و رائے هوے ' اور پهر جن فقهاء نے حد کو بوجه شبه ساقط کہا انکو بهي تعزیر سے انکار نہیں " و الحد یدرء بالشبهات و التعزیر یجب مع الشبهات " انکا قاعدۂ مقررہ هے ' اور اگرچه حضرة امام ابو حنیفه رحمة الله علیه کے نزدیک تعزیر انتالیس کوڑے سے زیادہ نہیں (کما صرح به الهدایه) لیکن درمختار وغیرہ میں یه بهي تو هے که " و یکون التعزیر بالقتل " با اس همه یاران حیل نے اس مسئله سے بهي جو کام لیا اور جس طرح جند در چند تفریعات پیدا کي گئیں ' وہ بهي اس وادي حیل هي کے معاملات هیں - اور اسي طرح مسئلۂ نفاذ قضاء قاضي ظاهراً و باطناً اگرچه بظاهر اس سے بے تعلق نظر آتا هے مگر اسکے نتائج و ثمرات پر غور کیا جاے تو وہ بهي اسي میدان کا ایک گوشۂ بعید هے - کسي نه کسی طرح عدالت اور قاضي کے یہاں بات بنالي جاے پهر اسکے بعد کوئي کهٹکا نہیں - گویا شریعة کے امر و نہي کا سارا دار مدار اور مواخذۂ آخرۃ کي بنا صرف دنیا کے احکام و ظواهر هیں - حسن و قبح اشیاء و تفریق سیاہ و سفید و حق و باطل ' و تصحیح نیت و بطون ' و جلب محاسن و فضائل فی الاصل و عند الله کوئي چیز نہیں :

گفتي که چه شد قاعدۂ مہر و محبت ؟

رسم کہنی بود بعہد تو در افتاد !

اسیطرح یه که همارے زمانے کے بعض اصحاب درایة و عقول نے اس کي تائید میں یوں داد تحقیق و فقاهت دي هے که بحکم خلق لکم ما في الارض جمیعا (۲۹:۲) تمام بنات آدم محل نکاح هیں' اور نکاح نظیر و مثیل عقد بیع کے هے' مہر بمنزلۂ ثمن ' اور ایجاب و قبول اور خلوة تملیک و تصرف کیلیے ' اور جب قاضي نے جهوٹے گواهوں سے دهوکا کهاکر یا کسي اور وجه سے پرائي عورت کو کسي کي منکوحه قرار دیدیا اور وہ لیکر چلتا بنا ' تو اس سے بهي یه

ہے اور ہر عقد جسکا معقود علیہ حرام ہو وہ عقد باطل، بلکہ صرف اسلیے
کہ با ضابطہ طریق اجارہ کے مطابق عقد اجارہ نہیں ہوا جس سے شبہ پڑجاتا،
اور جو کچھہ اسکو دیا گیا، وہ اسکا حسب شرط حق نہیں تھا - پس گویا انکے
نزدیک اس معاملہ کي حلت و حرمت کا سارا دار و مدار صرف اس ایک
اصل معاملات پر ہے کہ عقد اجارہ ہوا یا نہیں ؟ اور اسکے شرائط صحیحۂ و متعینہ
ہیں یا نہیں ؟ اسکے سوا اور کچھہ نہیں ! یہي وہ قیاس غیر صالح ہے جسکو
شریعت نے رائے اور ہواء نفس سے تعبیر کیا، نہ کہ قیاس صالح و حکمۃ نبویہ
جو عین شریعۃ بلکہ منہا مرتبۂ علم حق و بصیرۃ ربانی ہے - اور جس قیاس
رائي کا نتیجہ ہے صرف ایک ہي اصل و علۃ کا استغراق و استہلاک و افناء، اور
دیگر اصول و علل و مقاصد سے تکلي اعراض، حالانکہ اکثر احکام شرعیہ معلل
بعلل شتی، اور اصل امر و نہي متعدد مقاصد و مصالح پر مبني - صرف تمثیل
و تقسیم اور حمل نظیر علی النظیر بلا مراعات مقاصد اُخری و مہمہ کیونکر
صحیح ہوسکتا ہے ؟ اس آفت سے بچنے کی صرف ایک ہی راہ تھی کہ
ہر موقعہ اور ہر جزئیہ و تفریع پر تقدیم کتاب و سنۃ اور یہ تعمیل رُدوہ
الی اللہ و الی الرسول، ہر اصل اور ہر فرع کیلیے اہتداء بہ مشکواۃ نبوت -
مگر ایسا نہیں کیا گیا اور صرف اپنے خود ساختہ برداختہ اصول اور کلیات پر
قناعت کرلي گئي - اس خود نے نہیں معلوم اس کارخانہ کے کتنے کیل
پرزے درھم برھم کردے ھیں، اور اسي حالت کي نسبت کہا گیا ہے :

حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء !

لطف یہ کہ " لا تصح الاجارۃ لاجل المعاصي مثل الغناء والنوح و الملاھي "
بھی کہتے ھیں - یعني گانے بجانے کیلیے اجارہ صحیح نہیں - فیا للہ و یا
للعقول ! غناء اور ملاھی کي اجرت کا مال تو طیب نہوا حالانکہ اسکی حرمت
محتاج دلیل، مگر زنا کی اجرت طیب ہوسکتي ہے : لان اجر المثل طیب
و ان کان السبب حراماً !

یکرہ ان یشرب من فضۃ
و یسرق الفضۃ ان نالھا !

میں سے کس کے حال پر زیادہ متعجب ہوں ؟ ہارون الرشید کے حال پر جو اپنے باپ کی حرمۃ سے باہر ہوا ؟ یا اُس لونڈی پر جس نے امیر المؤمنین سے روگردانی کی ؟ ار من ہذا فقیہ الارض و قاضیہا قال اہتک حرمۃ ابیک و اقض شہوتک ، و صیرہ فی رقبتی ؟ اور ازانجملہ وہ واقعہ ہے جو اسکے بعد ہی حافظ سیوطی نے اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن یوسف سے نقل کیا ہے کہ ہارون الرشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا : میں نے ایک لونڈی خریدی ہے - کوئی ایسا حیلہ بتلا سکتے ہو کہ استبراء کے انتظار سے بچ جاؤں اور فوراً اس سے متمتع ہوں ؟ انہوں نے کہا ہاں - ہبہا لبعض ولدک ثم یتزوجہا ! امیر رشید نے خوش ہوکر ایک لاکھ درہم انعام دینے کا حکم دیا ، لیکن رات کا وقت تھا - خزانے کے دروازے بند تھے - کسی نے کہا صبح کو لے لیجیے گا - امیر قاضی ابو یوسف بولے : قد کانت الابــواب معلقــة حیــن دعــانی ففتحت - یعنی آپکی حاجت براری کا دروازہ بھی تو اسوقت بند تھا جب آپنے مجھے بلایا تھا - میں نے حیلہ بتلا کر کھولدیا - اب میرے لیے خزانے کا بند دروازہ کیوں نہ کھولا جائے ؟

اس سے بھی بڑھکر مصیبت یہ ہے کہ یہی اسقاط زکواۃ کا مخدوم الملک والا حیلہ اُنکی جانب منسوب کیا گیا ہے - امام غزالی احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ قاضی ابو یوسف ہر سال اپنا تمام مال بیوی کے نام ہبہ کر دیتے اور وہ اختتام حول سے پہلے انکے نام پھیر دیتی - اسطرح زکواۃ ساقط سمجھہ لی جاتی - اور اسپر طرہ یہ کہ جب حضرۃ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ نقل کیا گیا تو انہوں نے بہت داد دی اور فرمایا : ہذا من فقہہ ! امام غزالی یہ واقعہ نقل کرکے لکھتے ہیں کہ اسمیں شک نہیں کہ جمع دنیا کیلیے تو یہ بہت اچھی فقاہۃ تھی ، مگر آخرۃ میں اس سے بڑھکر کوئی چیز نقصان پہنچانے والی نہیں ہوسکتی اور یہی وہ علم ہے جو نافع ہونے کی جگہ ضار و مہلک ہے -

اسمیں شک نہیں کہ بظاہر ان واقعات کو پڑھکر طبیعت کو سخت خلجان ہوتا ہے ، لیکن دقۃ نظر سے کام لیا جائے تو صاف واضح ہو جاتا ہے کہ یہ اور

ساري باتیں بدرجۂ اتم حاصل ہوگئیں - بس وہ عورت گو قضاء قاضي سے پہلے جھوٹے مدعي کیلیے حرام تھي لیکن اسکے بعد ضرور حلال ہوگئي - عند اللہ بھي کوئي مواخذہ نہیں ہونا چاہیے ! سبحان اللہ ! (خلق لکم ما في الارض جمیعا) کي کیا عمدہ تفسیر ہے ' اور تحلیل زن اجنبیہ اور جواز مکر و خدیعۃ کیلیے کیسي عاقلانہ و فلسفیانہ فقاہۃ ! (۲۹:۲)

وائے گر در پس امروز بود فردائے !

لطف یہ کہ ان بزرگوں کو اس عجیب المخلوقات استدلال پر بڑا ہي فخر و ناز ہے' اور اسکو منجملہ ثمرات حسنۂ "من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ في الدین" کے قرار دیتے ہیں - انا للہ و انا الیہ راجعون ! اگر یہي تفقہ في الدین ہے تو نہیں معلوم اسکے ضد و مقابل کو کس جگہ ڈھونڈھنا چاہیے ؟ اور اسکا وجود بھي اب دنیا میں باقي رہا یا علم حق کي طرح آسمانوں پر اٹھا لیا گیا ؟ (۱۵۶:۲)

فان کنت لا تدري فتلک مصیبۃ

و ان کنت تدري فالمصیبۃ اعظم !

یہاں یہ واضح کردینا بھي ضروري ہے کہ متعدد نظائر و حوادث حیل و مخادعۃ کے ہیں جنکو بعض ائمہ و اعلام کي نسبت سے بیان کیا گیا ہے اور انکو دیکھکر طبیعت کو سخت تشویش و حیراني ہوتي ہے - مثلاً حضرۃ قاضي ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کي نسبت اس قسم کے متعدد ناگوار واقعات منقول ہیں - ازانجملہ ہارون الرشید اور جاریۂ مہدي کا واقعہ ہے جسکو حافظ سیوطي نے تاریخ الخلفاء میں بحوالۂ سلفي بسندہ عن عبد اللہ بن مبارک نقل کیا ہے - ہارون الرشید نے قاضي ابو یوسف سے ایک بار کہا کہ ایک لونڈي پر میرا جي آ گیا ہے مگر وہ کہتي ہے کہ تیرے باپ مہدي کي مدخولہ ہوں - فہل عندک في ہذا شئ ؟ یعني اس بارے میں تمہارے پاس کوئي مفید مقصد فتوی ہے ؟ قاضي ابو یوسف نے کہا ہاں - یہ کیا ضروري ہے کہ مجرد ایک لونڈي کا بیان سچ سمجھہ لیا جاے ؟ آپ اسکے دعوے کي تصدیق ہي نہ کریں کہ کذب سے مامون نہیں ! حضرۃ عبد اللہ بن مبارک یہ واقعہ نقل کر کے کہتے ہیں : میں نہیں جانتا ان تینوں

بوجه غرابت و ثقلہ لکھہ گئے - خاص طور پر تحقیقات نہ کی - ہمارے لیے یہ بہت آسان ھے کہ سلفي کي قصص طيو ريات کي تضعيف کردیں - بمقابلۂ اسکے کہ امام ابو یوسف جیسے شخص کي نسبت ایسے منکرات و فظائع کو منسوب کریں کہ حفاظ حدیث میں معدود اور قاضي القضاۃ مسلمین تھے ' اور جنکے فرمان قضاء کے ماتحت ایک زمانے تک عہد عباسیہ کا وہ عالم اسلامي رہچکا ھے جسکے حدود موجودہ جغرافیۂ ارض میں ایک طرف ساحل بمبئي تک اور دوسري طرف صحراے افریقہ تک پہنچ جاتے ھیں !

امام ابو یوسف تو وہ شخص ھیں کہ تمام فقہاء عراق و اصحاب راے میں رعایت حدیث و حفظ آثار کے لحاظ سے ممتاز ترین فقیہ تسلیم کیے گئے - ابن معین نے انکي نسبت کہا تھا : لیس في اصحاب الراے اکثر حدیثا منہ - اور مزني نے کہا : اتبع القوم للحدیث - اور یہ بالکل حق ھے ' اور اصحاب نظر و خبرۃ سے مخفي نہیں کہ امام ابو یوسف و امام محمد ھي وہ دو شخص ھیں جنکي رعایت روایت و حدیث نے فقہ عراق کو اپني نشئۂ اولی کي جگہ موجودہ صورت تک پہنچایا ' اور یہ نسبت سابق کے معاملہ کي صورت دوسري ھوگئي - اگر یہ امامین جلیلین نہ ھوتے تو نہیں معلوم صورت حال کیا ھوتي ؟

پھر کیونکر عقل سلیم باور کرسکتي ھے کہ ایک ایسا شخص محض بادشاہ وقت کو خوش کرنے اور اسکي خواھش نفساني کو پورا کرنے کیلیے دین بازي و حیلہ سازي کي راہ اختیار کرے اور کبھي مدخولۂ اب کو حلال بنادے ' کبھي زکواۃ کے ساقط کرنے کیلیے حیلے تراشے ؟ بلاشبہ بعد کو ایساھي ھوا اور بندگان سلاطین و عبید الدنیا نے پادشاھونکي نفس پرستیوں اور اغراض بہیمیہ کي حاجت روائیوں کیلیے کوئي دقیقہ تحریف شریعۃ و نسخ احکام کا باقي نہ چھوڑا ' لیکن حاشا کہ ائمۂ و فقہاء سلف کے دامن صداقت و اتقا پر اسکي ایک چھینٹ بھي پڑي ھو - انکي نسبت ایک لمحہ کیلیے بھي ایسا گمان فاسد نہیں کیا جاسکتا - حافظ ذھبي نے

اس طرح كي تمام منسوبات قطعاً ناقابل اعتماد بلكه داخل اكاذيب و بہتان هيں - حضرة قاضي ابو يوسف اور امام ابو حنيفه رحمة الله عليهما كا مقام اس سے كہيں ارفع و اعلى هے كه ايسے منكرات و شنائع كا انكي نسبت وهم بهي كيا جاسكے - يه سارے حيلے بعد كے فقہاء حيل و علماء دجل و فساد كے تراشے هوے هيں اور يقيناً انهوں نے هي اپني بضاعة رديه كے رواج دينے كيليے انكو ائمۂ سلف و فقهاء امصار كے نام سے منسوب كرديا - ايسي مكذوب و مصنوع نسبتيں هميشه هوئي هيں اور هر علم و فن ميں اسكے بے حد و شمار نظائر موجود هيں - تصوف ميں جتني باتيں كہي جاتي هيں سب جنيد و شبلي رحمهما الله كے نام سے - فلسفۂ و طب ميں هر چيز شيخ سے منسوب - تفسير قرآن ميں كوئي بات ايسي نہيں هے جو حضرة ابن عباس اور عكرمۂ و مجاهد و غيرهم كي نسبت سے نه كہي گئي هو - حتى كه ايک پوري تفسير ترتيب ديدي گئي - عقائد و كلام كي بے شمار محدثات و مخترعات هيں اور سب كے سب اشعري و جويدي و امام الحرمين كي طرف منسوب ' حالانكه انكو ان باتوں كا وهم بهي نه گذرا هوگا - امام اشعري كي كتاب الابانه چهپ گئي هے - ديكهه ليا جاے كه علو و استواء اور باب صفات ميں وه كيا كہتے هيں ' اور متاخرين متكلمين باسم اشعرية كيا بتلا رهے هيں ؟ امام الحرمين كي مصنفات كے مختارات طبقات الشافعيه ميں ديكهو - كسب كے متعلق انكا بيان كيا هے اور ان كتابوں كا كيا هے جنكے پڑهنے پڑهانے ميں هماري عمريں برباد جا رهي هيں ؟ اور اصل حقيقت كا تو پوچهنا هي كيا - وه تو ان سب سے ما فوق و ماوراء هے اور يہاں بحث صرف منسوبات و ملحقات سے هے - تحقيق مسائل مطلوب نہيں - بس يہي حال فقه كا بهي هوا :

هر كه آمد عمارت نو ساخت !

اور پهر سب كچهه ابو حنيفۂ و شافعي رحمهما الله كے نام سے منسوب هوگيا - جن لوگوں نے ان حكايات حيل كو نقل كيا وه بهي قابل ملامت نہيں كه يه باتيں كثرت سے مشهور هوگئي تهيں - بطريق نقل و حكايات اور زياده تو

نسبت صاف دیکھه رهے هیں که صریح تصریحات کتب اصول (۱) وموطا وجامع وغیرہ کے خلاف لکھا جارھا ھے ' حتی که بعض کوته آستینان فقاهة کي دراز دستیاں یہاں تک بڑھیں که رفع الیدین عند الرکوع اور اشارہ في التشهد کو فعل کثیر کہتے هوے بھي نه شرماے ' تو پھر اور باتوں کیلیے انکا هاتھه پکڑنے والا کون تھا ؟

• دراز دستي ایسے کوته آستیان بیس !

اور یه تو فروعات کا حال ھے ' لیکن کاش معامله اس سے آگے نه بڑھتا - اس سے بھي بڑھکر یه که جوں جوں نصوص سنة کے معارضات بڑھتے گئے ' اور بحث و مناظرہ کا میدان وسیع هوتا گیا ' ساتھه ساتھه نئے نئے اصول و قواعد بھي بنتے گئے که اگر قاعدہ بن گیا تو ایک هي ڈھال ہر سارے وار روک لیے جائینگے - حالانکه حضرة امام ابو حنیفه و صاحبین رحمهم الله کو ان اختراعي اصول و قواعد کا وهم و خیال بھي نه گذرا هوگا - بلکه انکي تصریحات بینه انکے خلاف موجود - یه جو مسلمه قواعد ٹھہرا لیے گئے هیں که الخاص مبین فلا یلحقه البیان (۲) - الزیادة علی الکتاب نسخ فلا یکون الا بایة ناسخة او حدیث مشهور ناس - لا ترجیح بکثرة الرواة و انما هو بفقه الراوي - کل حدیث لم یرو الا من لیس فقیها فان انسد فیه باب الراے لا یجب قبوله - العام قطعي کالخاص - المرسل کالمسند - و غیر ذالك من القواعد المصنوعة التي یردون بها جمیع ما یحتج به علیهم من الاحادیث الصحیحة - تو ان میں سے کونسا قاعدہ ھے جو حضرة امام ابو حنیفه یا صاحبین کا ٹھہرایا هوا ھے ؟ لیکن اب یه سب کچھه انهي کي جانب منسوب ھے ' اور هزاروں مدعیان تفقه و علم و مشغولین درس و تدریس منار و هدایه هیں جنکو اسکي خبر بھي نہیں -

---

(۱) کتب اصول سے مقصود اصول فقه نہیں ھے ' بلکه ظاهر الروایة وغیرہ کتب امہات و اصل فقه حنفي -

(۲) ردًا بها فرضیة قرأة الفاتحه في الصلوة و فرضیة الاطمینان و غیر ذلك - قالوا لفظ اقرؤا و اسجدوا خاص مبین فلو لحقها البیان لکان الخاص یلحقه البیان -

امام ابو یوسف کا قول نقل کیا ھے کہ جو شخص کہے " ایماني کایمان جبریل " وہ صاحب بدعة ھے - اسي ایک بات سے اندازہ کرلو کہ وہ کس درجہ متبع سلف تھے ؟ انتقال کے وقت کہا : کل ما افتیت بہ فقد رجعت عنہ الا ما وافق الکتاب و السنة - یہي قول و عمل تمام ائمۂ و فقہاء حق کا رھا ھے اور سلف اھل سنة میں ایک امام و فقیہ بھي نہیں جس نے دانستہ نص رسول سے اعراض کرنا چاھا ھو - الا یہ کہ احادیث اُس تک نہ پہنچیں یا پہنچیں مگر انکي صحت و قوت پر مطلع نہوا - ایسا یقیناً ھوا اور اسمیں معذور' اور وہ لوگ جو پہلي بات کے مدعي ھوں ' اور وہ بھي جو آخري حقیقت سے انکار کریں ' دونوں عقل و فہم سے عاري اور نور بصیرة و حق سے محروم ' و داخل مجانین تعصب و جحود ' اور لائق خطاب نہیں -

یہ حال تو روایات و حکایات کا ھے - اسي طرح کتب فقہ و واقعات و فتاوی و حوادث کي بے شمار تفریعات و محدثات فقہیہ ھیں جن سے قدماء و ائمہ کو کوئي تعلق نہیں مگر بے تکان لکھدیا جاتا ھے کہ " کذا عند ابي حنیفہ وکذا عند فلان " اس سے انکا مقصود یہ ھوتا ھے کہ امام ابو حنیفہ کي کسي قرار دادہ اصل کي بنا پر یہ تفریع ھے اور فلاں اصل جو ھم نے انکي ٹھہرائي ھے اسکي بنا پر یہ جزیہ متفرع ھوتا ھے - حالانکہ تفریع خود انکي ساختہ و پرداختہ ھے اور امام کو اس سے کوئي تعلق نہیں - یہي تخریج در تخریج ' و تفریع در تفریع' و قیاس در قیاس' و استنباطات رائیہ چند درچند' و اقداع بر مجرد قواعد منطقیۂ جزئیات و کلیات و تمثیل و تقسیم ' و ابعد بعد و اھجر ھجر اصلین اساسین کتاب و سنة کي مصیبت عظمی و رزیۂ کبری ھے جسکي وجہ سے قرنا بعد قرن و نسلا بعد نسل سخت و شدید غلطیاں بلکہ گمراھیاں واقع ھوتي رھیں اور کارخانۂ شرع میں فساد عظیم رو نما ھوا - از انجملہ یہ کہ ناواقف " عند ابي حنیفہ " دیکھکر دھوکا کھا جاتا ھے اور سمجھتا ھے کہ یہ فرع امام ابو حنیفہ کا بعینہ مذھب ھے - جب مسئلۂ عشر في العشر ' اور تحریم اشارہ في التشہد' و کراھة رفع الیدین عند الرکوع ' و کراھة آمین بالجھر و اقتداء خلف مخالف ' و عدم وجوب طمانیة ' و وجوب لزوم و تعین و غیرھا کي

بہر حال سلسلۂ سخن بلا قصد بہت دراز ہوگیا - مقصود یہ تھا کہ بدعۃ حیل منجملہ مصائب عظیمۂ اسلام کے ہے جس نے مسلمانوں کی عملی زندگی کو بالکل بے روح کردیا اور مقاصد شریعۃ فوت ہوگئے - یہ جو تم دیکھتے ہو کہ عموماً علماء دنیا اور فقہاء دولۃ کا گروہ تزکیۂ نفس و اخلاق سے بالکل کورا ہوتا ہے ' اور اصلاح و تصفیۂ باطن کی روح انکی زندگی کی کسی شاخ میں نظر نہیں آتی - دنیا ساری و سخن پروری اور جدل و خلاف و مکر و ریاء کو شریعۃ کا علم و عمل سمجھتے ہیں اور اپنی خشکی دماغ و عبوسیۃ طبع و یبوست فکر میں ٹھیک ٹھیک ان صدوقیوں اور فریسیوں کا نمونہ ہوتے ہیں جنکا نقشہ حضرۃ مسیح علیہ السلام نے اپنے مواعظ میں کھینچا ہے اور جنکی نسبت وہ بار بار کہتے تھے کہ " خمیر مایۂ فریسیان کی روٹی نہ کھاؤ " - تو اسکا اصلی سبب کیا ہے ؟ یہی حیلہ سازی و بہانہ جوئی ' ظاہر آرائی و باطن خرابی ! اخلاق حسنہ اور سچی خدا پرستانہ زندگی کا سارا دار و مدار تصحیح نیت و باطن پر ہے - جب خود اعمال شریعۃ میں اسکی قید اٹھہ گئی اور سمجھہ لیا گیا کہ حیلوں بہانوں سے یہاں بھی کام نکل سکتا ہے تو اخلاق کہاں باقی رہا ؟ زکواۃ کا اصل مقصد شارع تو یہ بتلاے کہ یوخذ من اغنیائہم و یرد علی فقرائہم ' جس سے معلوم ہوا کہ محض کوئی ظاہری رسم اور بات پوری کردینا مطلوب نہیں ہے بلکہ اغنیاء سے فقراء کو مال دلانا اور انکی حاجت روائی کرانی تاکہ قوم کا کوئی طبقہ محتاج نہ رہے - مگر یہ دین باز اسکا یہ مطلب بتالیں کہ اگر صرف دکھلاوے کی بات پوری کردی تو حکم زکواۃ ساقط ہوگیا - پھر ایسی حالت میں سچی خدا پرستی اور راست بازی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے ؟ یہ لوگ بھی فی الحقیقت ملحد ہیں لیکن انکا الحاد ' الحاد اعتقادی نہیں ہے بلکہ عملی ' اور دنیا میں ہمیشہ الحاد فی العمل ہی زیادہ رہا ہے - اعتقادی ملحد تو ہمیشہ مثل شواذ خلقۃ و نوادر انسانیۃ کے رہے اور رہینگے کہ اصل فطرۃ انسانی تصدیق ہے نہ کہ انکار - بڑی مصیبت اس سے یہ پیدا ہوئی کہ عوام

حتی که بعض دانشمندوں نے تو ایک هي قاعده بنا کر سارے جھگڑے چکا دیے : اذا کان في المسئلة قول لابي حنیفه و صاحبیه و حدیث یحکمون بصحته ' وجب اتباع قولهم دون الحدیث ' لانا نظن بابي حنیفه و صاحبیه انهم عارضو الحدیث مع صحته و صحة الاستنباط منه - یعني اگر کسي مسئله میں حدیث صحیح ایک طرف هو اور دوسري طرف آسکے خلاف امام ابو حنیفه اور صاحبین کا قول ' تو واجب هے که حدیث کو چھوڑدیا جاے اور قول امام هي کي پیروي کي جاے کیونکه آخرکوئي بات تو هوگی جسکي وجه سے انهوں نے ایسا کیا ؟ توکیا یه قاعده بھي اس وجود گرامي کا قرار داده هوسکتا هے جس نے اپني ساري عمر مقدس اس صداے حق کے اعلان و تکرار میں بسرکردي که " اترکوا قولي لخبر الرسول " ؟ اور کیا اسطرح کے قواعد کا اُن لوگوں کوگمان بھي گذر سکتا تھا جنکا عقیده یه تھا که " اذا صح الحدیث فهو مذهبي " اور " فاضربوا بقولی الحائط " ؟

فایـــن الثـریا و ایـــن الثـــری ؟
و ایـــن معـــاویـــة مـــن علی ؟

یهي وجه هے که محققین اهل سنة و آئمهٔ سلفیه اسپر متفق هوے که تمام ائمهٔ سلف کا دامن علم و عمل بدعة حیل سے پاک هے اور جتني باتیں انکي نسبت سے کهي جاتي هیں یا تو انکي بنا یه هے که اُن ائمه کي کسي اصل کو لیکر اسپر خود غلط در غلط و ظلمات بعضها فوق بعض متاخرین نے تفریعات کي هیں ' اور یا بندگان الهي کو گمراه کرنے کیلیے از راه مکر و تلبیس اپني حیله تراشیوں کو انکي جانب منسوب کردیا هے - جب یه بندگان نفس خدا کو دهوکا دینے سے باز نهیں آتے که یهي حقیقت بدعة حیل کي هے تو ظاهر هے که انسانوں کو دهوکا دینے اور انپر افتراء کرنے میں انکو کیا باک هو سکتا هے ؟

علامهٔ ابن قیم نے اعلام میں شیخ الاسلام ابن تیمیه کا قوّل نقل کیا هے " و المتاخرون احدثوا حیلا لم یصح القول بها عن احد من الائمه و نسبوها الی الائمه هم مخطئون في نسبته الیهم و لهم مع الائمة موقف بین یدی الله - الخ "-

من الخديعة و الغش و الاحتيال ' هنالک يعلم المخادعون انهم لانفسهم كانوا يخدعون ' و بدينهم كانوا يلعبون ' وما يمكرون الا بانفسهم وما يشعرون !

فصل (۱۱)

بات مخدوم الملک کے حیلۂ زکواۃ سے چلي تهي - بدايوني لکهتے هيں که اگرچه ملا عبد النبي صدر اور مخدوم الملک دونوں ایک هي تنور کے سوخته تهے اور صلحاء امة و اهل الله کي اذيت و مخالفت ميں هم رنگ و آهنگ ' لیکن چونکه دنيا کے عشق نے دونوں ميں رقابت کا رشته قائم کردیا تها ' اسليے خود بهي هميشه لڑتے جهگڑتے رهتے اور آپس کي ٹکریں برابر چلتي رهتیں - نتیجه یه نکلا که ان آپس کي ٹکروں هي سے دونوں پاش پاش هوگئے - اذا تعارضا تساقطا - کسي دوسرے هاتهه کي ضرورت هي نه هوئي - يخربون بيوتهم بايديهم (۲:۵۹) کا منظر نظروں میں پهر گیا - اور یه اس گروه کا اولين اور لا ينفک خاصه هے - سانپ اور بچهو ایک سوراخ میں جمع هوجائینگے لیکن علماء دنیا پرست کبهي ایک جا اکٹهے نهیں هوسکتے - کتوں کا مجمع ویسے تو خاموش رهتا هے لیکن ادهر قصائي نے هڈي پهینکي اور ادهر انکے پنجے تیز اور دانت زهر آلود هوگئے - یهي حال ان سگان دنیا کا هے - ساري باتوں میں متفق هو جاسکتے هیں لیکن دنیا کي هڈي جهاں سڑ رهي هو ' وهاں پهنچکر اپنے پنجوں اور دانتوں پر قابو نهیں رکهه سکتے - انکا سرمایۂ ناز علم حق نهیں هے جو تفرقه مٹاتا اور اتباع سبل منفرقه کي جگهه ایک هي صراط مستقيم پر چلاتا هے ' بلکه یکسر علم جدل و خلاف هے - نفس پرستي اسکي کثافت کو خمیر دیتي ' اور دنیا طلبي کي آگ اسکي ناپاکي کے بخارات کو اور زیاده تیز کرتي رهتي هے - فساق و فجار خرابات میں بهائیوں کي طرح ایک دوسرے کي تندرستي کا جام صحت پیتے هیں ' اور چور اور ڈاکو مل جلکر رهزني کرتے هیں ' مگر یه گروه خدا کي مسجد اور زهد و عبادت کے صومعۂ و خانقاه میں بیٹهکر بهي متحد و یک دل نهیں هوسکتا

امت کا سارا معاملہ علماء کے ھاتھہ میں تھا ' جب خود انکے عمل کا یہ حال ھوا تو پھر عوام کا کیا بوجھنا ؟

اذا کان رب البیت بالطبل ضارباً

فلا تلم الاولاد فیه علی الرقص !

لکھتے لکھتے بات یاد آگئی - ھمارے زمانے کے بعض مشہور ملاؤں کی نسبت بھی خصوصیت کے ساتھہ معلوم ھوا کہ اسی حیلۂ زکواۃ پر عمل کرتے ھیں - ایک صاحب نے مجھسے ایک مولوی صاحب کی نسبت کہ مدرس بھی ھیں ' واعظ بھی ھیں ' اور جدل و مکابرات کے بعض رسائل کے مصنف بھی ' بیان کیا کہ وہ ھر سال اپنا اندوختہ بیوی کے نام ھبہ کردیتے ھیں اور پھر وہ نیک بخت اسی کا رد عمل کرتی ھے - انکے استاد جناب مولانا محمود الحسن صاحب دیو بندی نے یہ سنا تو ایسا کرنے سے روکا کہ تقوی کے خلاف ھے - میں نے یہ سنکر کہا کہ تقوی تو ایک مزید درجۂ عمل و فضیلت ھے - اسکا یہاں ذکر ھی کیا ؟ یوں کہنا چاھیے کہ سرے سے دین و شریعۃ کے ھی خلاف ھے ' اور ایک نہایت غلیظ قسم کا باطنی فسق اور کامل قسم کی یہودیۃ ' اور اصحاب السبت کے شجرۂ ضلالۃ سے پورا پورا استحقاق ! خیر ' دنیا کی زندگی ھے اور دنیا والوں کے احکام و انظار سے مقابلہ ' جو جی میں آئے کرلیں ' اور ابلیس خادع کی ھر کھولی ھوئی راہ کو صراط مستقیم سمجھہ لیں ' لیکن ایک دن آنے والا ھے جب نیتوں کے بھیدوں کا جاننے والا اور سرائر و خفایاے قلوب کا دیکھنے والا سامنے ھوگا اور اس وقت یہ ساری مکاریاں اور حیلہ بازیاں جو دنیا والوں کو دھوکا دیتی تھیں ' دھری کی دھری رھجائینگی - فان للہ یوماً تنسف فیہ الجبال ' و تترادف فیہ الاھوال ' و تشھد فیہ الجوارح و الاوصال ' و تبلی فیہ السرائر ' و تظھر فیہ الضمائر ' و یصیر الباطن فیہ ظاھراً ' و السر مکشوفا ' و المجھول معروفا ' و تجری فیہ احکام الرب علی القصود و النیات ' کما جرت احکامہ فی الدنیا علی ظواھر الاقوال و الحرکات ' یوم تبیض وجوہ بما فی قلوب اصحابہا من البر و الصدق و الاخلاص ' و تسود وجوہ بما فی قلوب اصحابہا

صاحب تذکرۃ الواصلین نے اشارہ کیا ھے ' اور یہ حال انکے مخالفین علی الخصوص مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوري کا ھے جن کا ظلم و تعصب اُس عہد کے علماء حق و اھل اللہ کے عزم و ثبات کیلیے بڑي ھي جانکاہ و صبر آزما ابتلاؤں کا باعث ھوا - حضرۃ شیخ جمال الدین اور انکے مرشد حضرۃ شیخ داؤد جہني وال نے انھي لوگوں کي (یعني اکابر مہدویہ کي) حمایت کي تھي ' اور اسي لیے مخدوم الملک ان دونوں بزرگوں کي اذیت و مخالفت میں بھي کمر بستہ و سرگرم رھتے تھے - میں نے قصداً اس جماعۃ کے حالات لکھنے میں کسي قدر تفصیل سے کام لیا - تذکرۃ الواصلین کي منقولہ عبارت میں یہ بات دیکھکر بہت سي بے خبر طبیعتوں کو تشویش و حیراني ھوتي کہ ان بزرگوں نے میر محمد جونپوري مدعي مہدیۃ کي ولایت و بزرگي کے اثبات میں کتاب لکھي اور شیخ عبد اللہ نیازي وغیرہ اکابر مہدویہ کے قتل و تکفیر پر مخدوم الملک کي کہ شیخ الاسلام وقت تھے ' علانیہ مخالفت کي ' اور اس طرح ایک بدعتي گروہ کا ساتھہ دیا - لیکن ان تمام حالات کے پڑھنے کے بعد ھر صاحب حق و انصاف اندازہ کرلے سکتا ھے کہ یہ گروہ کیسا تھا اور اسکے مخالفین علماء دنیا اور مشائخ سوء کا کیا حال تھا ؟ اور ایک ایسے پاک نفس و پاک عمل اور مصلح عہد گروہ کي حمایت موجب قدح و سوؤظن ھے ' یا ان دونوں بزرگوں کي زندگي کا سب سے بڑا خدا پرستانہ و حق شناسانہ کارنامہ ؟

کیا ان حالات کے ساتھہ مخدوم الملک کا ان دونوں بزرگوں سے برسر پرخاش و عناد ھونا ذرا بھي تعجب انگیز ھوسکتا ھے ؟

حقیقت یہ ھے کہ حضرۃ شیخ جمال الدین اور شیخ داؤد رحمہما اللہ کے علم و عمل اور بزرگيِ و تقدس کے جو شواھد تاریخ میں موجود ھیں ' اگر ان میں سے ایک بھي ھمارے سامنے نہ ھوتا ' اور صرف اتنا ھي معلوم ھوتا کہ انھوں نے مخدوم الملک کي مخالفت اور شیخ نیازي و علائي کي حمایت کي تھي اور میر محمد جونپوري کي توصیف و توثیق میں علانیہ ایک کتاب لکھي تھي ' تو انکي بڑي سے بڑي بزرگي اور اعلی سے اعلی

اور همیشـہ ایک دوسرے کو درندوں کي طرح چیرتا پھاڑتا اور پنجه مارتا رهتا هے - میکدوں میں محبت کے ترانے اور پیار اور الفت کي باتیں سننے میں آجاتي هیں مگر عین محراب مسجد کے نیچے پیشوائي و امامت کیلیے ان میں سے هر هاتهه دوسرے کي گردن پر بڑهتا اور خونخواري کي هر آنکهه دوسرے بهائي کے خون پر لگي هوتي هے - حضرة مسیح علیه السلام نے احبار یهود سے فرمایا تها " تم نے داؤد کے گهر کو ڈاکوؤں کا بهت بنادیا هے " ڈاکوؤں کے بهت کا حـال تو نهیں معلوم ' لیکن هم نے مسجدوں کي صحن میں بهیڑیوں کو ایک دوسرے پر غراتے اور خون آشام دانت مارتے دیکها هے - بدایواني لکهتے هیں که مخدوم الملک نے جب ملا عبد النبي کو بر سرِ عروج و صدارت دیکها تو انکے رد میں ایک پوري کتاب لکهه ماري اور ثابت کیا که انکے پیچهے نماز هي درست نهیں تا به صدارت و شیخ الاسلامي چه رسـد ؟ باپ نے عاق کردیا هے اور مزید براں یه که بواسیـر خوني کا عارضه هے ! خیر ' پهلي دلیل تو جیسي کچهــه هے ظاهر هے لیکن دوسري دلیل بڑي هي دلچسپ اور پر لطف رهي - یاران ظرافت پیشه اسکو لے اڑے اور خوب خوب ستم ظریفیاں کي گئیں - اسي طرح یه دونوں ایک دوسرے پر حملے کرتے رهتے ' اور اسی میں دونوں کي چوریاں کهلتیں اور پردے فاش هوتے گئے - حضرة امیر علیه السـلام نے جب یه آیة کریمه پڑهي : وقالت اليهود ليست النصارى على شئ وقالت النصارى ليست اليهود على شئ - (۲ : ۱۱۳) تو فرمایا : صدقتـا - هم دونوں کي تصـدیق کرتے هیں - دونوں اپنے اس قول میں سچے - یهي حال ان لوگوں کا هے - یلعن بعضهـم ببعض و یکفر بعضهم بعضا - هم دونوں کي تصدیق کرتے هیں اور کهتے هیں که صدقتما ! -

فصل (۱۲)

طائفۂ مهدویه اور شیخ عبد الله نیازي و شیخ علائي رحمها الله تعالی کي یه سرگذشت هے جسکي جانب یه ضمن حالات حضرة شیـخ جمال الدین

جلال تھانیسری کیسے جاہ و جلال علم و بزرگی کے لوگ تھے ' لیکن شیخ
نداری و علائی کے معاملہ میں باوجود حقیقت فہمی کے زبان نہ کھول سکے
بلکہ مناظرہ کی صحبت میں شریک مخالفین ہوے - شیخ بڈھہ کو سلیم
شاہ اپنا پیر مانتا تھا - اگر وہ مخدوم کی مخالفت کرتے تو انکے لیے کسی
طرح کا خوف نہ تھا - با ایں ہمہ معلوم ہے کہ جرأت نہ ہوئی اور انکی تائید
و توثیق ہی کرتے بنی - بڑی مصیبت یہ رہی ہے کہ علماء دربار و حکومت
جو کچھہ کرتے ہیں ' پادشاہ وقت کے نام سے - پس انکی مخالفت گویا
حکومت وقت کی بغاوت ہوتی ہے - ان تمام حالات کو سامنے لا کر غور کرو
کہ اُس عہد کی عالم آشوبی کا کیا حال تھا ؟ کس طرح ہر طرف سکوت
عن الحق کا سناٹا اور قبول باطل و اطاعت ظلم و طغیان کی مردنی چھائی
ہوئی تھی ؟ اور جابروں کی ہیبت اور ظالموں کے جبروت نے کلمۂ حق
کی گونج سے تمام فضاء ہند کو خالی کردیا تھا ؟ ایک ایسے عزم شکن اور
ایمان آزما وقت میں شیخ جمال الدین اور شیخ داؤد رحمہما اللہ تعالی
حکومت وقت کی طاقت سے بے نیاز اور جبابرۂ عہد کی خونخواریوں سے
بے پروا ہوکر آگے بڑھے' اور اپنے عہد کے تمام مجمع حق شناسان کار کو راہ
حق گوئی میں اپنے پیچھے چھوڑدیا - انہوں نے نہ صرف حکومت وقت اور
مخدوم الملک کی مخالفت میں صداے حق بلند کی' بلکہ ارباب حق کی
تائید میں علانیہ ایک کتاب بھی لکھی اور صاف صاف کہدیا کہ ان مظالم
کا نتیجہ حکومت کی تباہی ہے - اس واقعہ سے بڑھکر ان بزرگوں کی
عظمت جاودانی کیلیے اور کونسا واقعہ شاہد ثابت ہو سکتا ہے ؟ اور اسکے
بعد کونسی بات رہجاتی ہے جسکی جستجو ہو ؟ و قال صلعم : افضل الجہاد
کلمۃ حق عند سلطان جابر ! (رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ)

فصل (۱۳)

فی الحقیقت یہی وہ مقام منتہاء درجۂ عزیمۃ و سبقت بالخیرات باذن
اللہ ہے جسکو قرآن حکیم نے " عزم امور " سے تعبیر کیا ہے (و ان ذلک

عظمت حقاني و عزت جاوداني كيليے صرف بهي ايک واقعه بس كرتا تها - تم گذشته اوراق ميں پڑهه آے هو كه كيسا بر آشوب و پر امتحان وقت تها جو ان بزرگوں كے حصے ميں آيا ؟ هر طرف علماء سوء كي كثرت تهي' اور على الخصوص مخدوم الملک كے دنيوي جاه و جلال او ر سطوة و قهرمانية نے سب كي زبانوں كو گنگ او ر گردنوں كو نيچا كر ديا تها - بهت سے واقعات هيں جنكي تفصيل كا يه موقعه نهيں او ر جنسے معلوم هوتا هے كه اُس عهد ميں مخدوم الملک كے خلاف كسي چهوٹي سي چهوٹي بات كا بهي زبان سے نكالنا موت كي دعوة اور تباهى كا بلاوا تها - بدايوني لكهتے هيں كه نوجواني ميں ايک بار ابو الفضل كے ساتهه مخدوم الملک كے دربار مشيخت ميں گيا - روضة الاحباب كي تيسري جلد سامنے دهري تهي - فرمارهے تهے كه اسكے هر لفظ سے بوے رفض آتي هے - " قرارداده ام كه اين جلد را بحضور شيعه بسوزانم" مجهكو اسوقت تک انكے حالات كا پورا پورا علم نه تها - بے اختيار اتني بات زبان سے نكل گئي كه تيسرا دفتر مير جمال الدين كا نهيں هے - غالباً انكے بيٹے كا لكها هوا هے - نگاه غضب سے ميري جانب ديكها اور كها : " در دفتر اول و دوم نيز چيزها يافته ام كه دلالت بر رفض و فساد اعتقاد دارد و بران حواشي نوشته ام " ابو الفضل ميرے پاس بيٹهے تهے - بار بار كهنياں مارتے اور اشاره كرتے كه چپ رهو - باهر نكلے تو سب نے مباركباد دي كه تمهاري قسمت ياور تهي ' بچ نكلے - بگڑ بيٹهتے تو تمهيں كون بچا سكتا تها ؟ اسي ايک واقعه سے اندازه كيا جا سكتا هے كه مخدوم الملک كي هيبت و رعب كا كيا حال تها او ر كس طرح انهوں نے اپني مذهبي پيشوائي و رياست اور شيخ الاسلامي كے زور سے تمام ملک كو اپنے قبضه ميں كر ركها تها ؟ مخالفت تو بڑي چيز هے - بڑوں بڑوں كي زبان انكے آگے نهيں كهلتي تهي ' اور اگر كهلتي تهي تو تباهي و هلاكت سامنے كهڑي تهي - خود سليم شاه كا يه حال تها كه انكي طاقت سے لرزاں و ترساں رهتا اور هميشه كهتا كه بابر كے پانچ لڑكے تهے - چار چلے گئے - ايک باقي هے - يعنى مخدوم الملک ! دربار ميں وه جاتے تو اپنے برابر تخت پر بٹهاتا او ر دروازے تک پهنچانے جاتا - سيد رفيع الدين محدث اور شيخ

رکھتے ھیں : لا یستوي منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل ' اولائک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا ' و کلا وعد الله الحسنی (۵۷ : ۱۰) - اصل و بنیاد فرق مراتب و تقسیم مدارج کي ایک هي هے مگر اسنے عام و عمل کے مختلف میدانوں میں مختلف حیثیتوں سے مختلف ناموں اور صورتوں میں ظہور کیا هے - اور یه جو کچھه کہا گیا باب اشارات سے هے ' و از قبیل اخذ مطالب کثیرہ بکلمات یسیرۂ و قلیله ' ورنه تقسیم طبقات و مراتب امت و اصحاب اعمال و دراست کا موضوع منجمله معارف مہمۂ و غامضۂ کتاب و سنة کے هے ' اور :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

اسي فرق مراتب اور تفضیل اصحاب عزائم دعوۃ و مقومین حق علی اصحاب الرخص و ضعفاء الطریق کي طرف حدیث ابو سعید خدری (رض) عند مسلم میں اشارہ فرمایا ' اور اسکو بھي آیات کریمۂ متذکرۂ صدر کے ساتھه به یک نظر دیکھنا چاهیے که " من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ ' و ان لم یستطع فبلسانه ' و ان لم یستطع فبقلبه ' و ذلک اضعف الایمان " تم میں سے جب کبھي کوئي شخص برائي کو دیکھے تو چاهیے که اپنے هاتھه سے کام لیکر اسکو دور کردے ' اگر اسکي طاقت نه پائے تو زبان سے ' اگر اسکي بھي طاقت نه پائے تو دل سے ' اور یه آخري درجه ایمان کي بڑي هي کمزوري کا درجه هے - بس اس حدیث میں بھي تین درجے فرمائے ' اور جس طرح آخري درجه اضعف الایمان کا هوا ' اسي طرح پہلا درجه اقوی و امثل کمال مرتبۂ عزیمۃ دعوۃ کا هوا - اس سے بھي واضح تر حدیث ابن مسعود (رض) هے که " ما من نبي بعثه الله في امته قبلي ' الا کان له في أمته حواریون و اصحاب ' یاخذون بسنته ' و یقتدون بامرہ ' ثم انها تخلف من بعدهم خلوف ' یقولون ما لا یفعلون ' و یفعلون ما لا یؤمرون - فمن جاهدهم بیدہ فهو مؤمن ' و من جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ' و من جاهدهم بقلبه فهو مؤمن ' و لیس وراء ذلک من الایمان حبة خردل " ! (مسلم) یعني " سنة الهي یه هے که هر نبي اپنے ساتھیوں اور تربیت یافته یاروں کي ایک جماعة امت میں

لمن العزم الامور) اور یہي وہ طبقات ثلاثۂ اعمال انسانیہ کا آخري اور اعلی
طبقہ ھے جو صرف وصول الی الحق ھي پر قانع نہیں ہو جاتا ' بلکہ جادۂ حق
میں سب سے آگے نکلجانا اور بڑھجانا چاھتا ھے ' اور جسکا مرتبہ اصحاب
" اقتصاد " سے بھي مافوق و ارفع ھے : فمنهم ظالم لنفسه ' و منهم مقتصد '
و منهم سابق بالخيرات باذن الله) اور یہي مقام ھے جو ایک دوسري تقسیم میں
مرتبۂ " صالحین " سے مرتفع ھوکر مرتبۂ " شہداء " یعني شاھدین حق تک
پہنچتا اور پھر " صدیقیۃ " تک پہنچکر انسانیۃ کبری کے آخري نقطۂ
علو و ارتفاع ' و مرکز دائرۂ نوع ' و مبدء کمال و ارتقاء بشري یعني مقام نبوۃ
سے ملحق ھو جاتا ھے کہ کائنات ارضي اور نوع انساني میں جماعت " من
انعم الله عليهم " ان چار قسموں سے باھر نہیں : من النبيين و الصديقين
و الشهداء و الصالحين و حسن اولئک رفيقا) اور پھر یہي وہ مرتبۂ
اعلی اور درجۂ کبری منجملہ اقسام ثلاثہ " السابقون السابقون " کا ھے
جو " اصحاب الميمنه " سے بھي بلند تر ھے ' اور سبقت و اقدام اور اولیۃ
و ارفعیۃ صرف اُسي کے حصے میں آئي ھے : اولائك المقربون في جنات نعيم'
ثلة من الاولين و قليل من الآخرين) اور بہ لحاظ اصل و اساس تقسیم یہي
وہ فرق ھے جس نے ایک دوسرے میدان میں اصحاب عمل کو دو جماعتوں میں
منقسم کردیا ' اور دوسري نے پہلي سے ارفع و اعلی مرتبہ پایا کہ لا یستوي
القاعدون من المؤمنين غير اولي الضرر والمجاهدون في سبيل الله باموالهم
و انفسهم) اور اگرچہ دونوں جماعتیں مؤمنین صادقین کي ھیں : کلا
وعد الله الحسنى لیکن : فضل الله المجاهدين على القاعدين اجراً عظيما)
کے مفاضلۂ مدارج و تفاوت معارج کا قانون بھي قطعي و ناگزیر ھے - اور
سب سے آخر یہ کہ اسي عزمۃ و اولیۃ اقدام کے بنیادي فرق نے " منفقون
قبل الفتح " کو " الذين انفقوا من بعد " پر فضیلت بخشي کہ ساري
بڑائي سب سے پہلے قدم اٹھانے والے کیلیے ھے نہ کہ دوڑتے ھوؤں کو دیکھکر
دوڑنے والوں کیلیے ' اگرچہ چلنے والے قدم بہرحال بیٹھے ھوؤں پر فضیلت

یہ لوگ نبي کي سنۃ کو قائم رکھتے اور ٹھیک ٹھیک اسکي پیروي کرتے ھیں - یعني شریعۃ الٰھي کو جس حال اور جس شکل میں نبي

(بقیہ نوٹ صفحہ ۹۰)

کرسکتے اور کچھہ عرصے کي صفائي و تزکیہ کے محتاج ھوتے ھیں - پھر زنگ وکثافت کي بھي مختلف حالتیں اور مختلف مراتب ھیں - کوئي آئینہ جلد صاف ھو جاتا ھے ' کوئي بہت دیر میں ' اور کسي کا زنگ اسدرجہ تک پہنچ چکا ھوتا ھے کہ صاف ھونے کي کوئي امید باقي نہیں رھتي - حضرۃ ابوبکر صدیق ' حضرۃ علي ' خدیجۃ الکبری ' سلمان فارسي ' ابوذر رضی اللہ عنھم کے آئینۂ مجلی و مصفی نے کس طرح اول نظر ھي میں عکس قبول کرلیا تھا ؟ یہ صدیقیۃ تھي جو جمال نبوۃ دیکھتے ھي پکار اُٹھي " و اللہ ما ھذا بوجہ کذاب " ! مولانا نے اسي مقام کي طرف اشارہ کیا ھے :

در دل ھر امتی کز حق مزہ ست
روے و آواز پیمبر معجزہ ست !

لیکن بہتوں کا آئینہ مکدر تھا اور کچھہ عرصے تک صاف ھوتے رھنے کي ضرورۃ تھي :

خاطرت کی رقم فیض پذیرد ھیہات
مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کني !

کسي کو تھوڑا ' کسي کو زیادہ ' کسي کو بہت زیادہ وقت لگا ' اور پھر کسي کے آئینۂ استعداد کے زنگ و تکدر کا یہ حال تھا کہ چودہ برس کے متصل جلاء و صفائي سے بھي صاف نہوسکا اور آئینہ کي جگہ پتھر اور لوھے کے حکم میں داخل ھوگیا : فھي کالحجارۃ او اشد قسوۃ (۲:۷۴) - ابوجہل و مغیرہ آخر تک کہتے رھے : ما لھذا الرسول یاکل الطعام و یمشي فی الاسواق ؟ (۲۵:۷) اور ان یتبعون الا رجلا مسحورا (۲۵:۸) اسي آخري مقام شقاوت کي نسبت وہ تمام تصریحات قرآنیہ ھیں جن میں سد باب ھدایت و عدم امید قبول حق و منتہاء ظلمت وکوري کی خبر دي گئي ھے - اور اسي گروہ کا نام الاعمی اور شر الدواب اور الاموات اور الاضل ھے : ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون (۸:۲۲) اور صم بکم عمی فھم لا یرجعون (۲:۱۸) اور لھم قلوب لا یفقھون بھا الخ - اور اولائک کالانعام بل ھم اضل (۷:۱۷۹) اور و ما انت بمسمع من فی القبور (۳۵:۲۲) اور انک لا تسمع الصم الدعاء (۲۷:۸۰) اور

چھوڑ جاتا ھے - یہ جماعة حواري یا اصحاب کے لقب سے ملقب ھوتي ھے اور درسگاہ نبوة کي سب سے پہلی تعلیم یافتہ جماعة ھوتی ھے (۱)

---

(۱) یہي حق کو سب سے زیادہ اور سب سے پہلے پا لینے والي اور قبول و وصول حق کي سب سے زیادہ استعداد رکھنے والي جماعت ھے جس کو قران حکیم نے اپني اصطلاح میں " صدیقین " سے بھي ملقب کیا ھے ' اور جو جماعة انبیاء کے بعد اصحاب الجنة و اصحاب المیمنہ و اصحاب النعیم اور اھل التقوی اور خیر البریہ کي اولین قسم ھے - نبوة کی قوة فاعلہ کیلیے صدیقیة کو ایک کامل قسم کا انفعال سمجھنا چاھیے - اسي لیے ھر نبي کے ساتھہ سب سے پہلي جماعة صدیقین ھي کي ھوتي ھے ' اور اسي طرح ھر داعي حق اور ھر کشف و ظہور حقیقت کیلیے ھمیشہ ایک گروہ ایسے اصحاب استعداد و صلاحیة کا ھوتا ھے جو اول نظر میں حق کو پہچان لینے والا ' اور سب سے پہلے حقائق و غوامض حقیقت مستورہ کو پا لینے والا ھوتا ھے - اسکي فطرة جویا ؤ طالب کو حق و حقیقت سے وہ مناسبت ھوتي ھے' جو لوھے کو مقناطیس سے ھے کہ بمجرد تقابل و لقا بے اختیار اسکي طرف دوڑتا اور اس سے واصل ھو جانے کیلیے بالطبع و بالقوة ھر آن و ھر لمحہ مستعد و منتظر رھتا ھے :

آئینۂ ما روے ترا عکس پذیرست
گر تو نہ نمائي گنہ از جانب ما نیست !

صدیقیہ کي مثال اُس نہایت قوي بصارت کي سي ھے جو سب سے پہلے دور کی چیز دیکھہ لیتي اور باریک سے باریک ذرہ کو ڈھونڈھ نکال لیتی ھے ' حالانکہ دوسري کمزور آنکھیں اسوقت دیکھتي ھیں جب وہ چیز بالکل سامنے آ جاتي ھے یا آجالا بہت زیادہ ھو چکتا ھے - یا صدیقین کے قلب کو تزکیۂ فطرة و استعداد اثر پذیري کي وجہ سے ایک ایسا مصفا آئینہ تصور کرنا چاھیے جسمیں جمال نبوة و حسن حقیقت سب سے پہلے پرتو افگن ھو جاتا ھے کیونکہ کمال جلاء و صفاء کي وجہ سے کوئي چیز انعکاس میں مانع نہیں ھوتي - و ما احسن ما ینسب الی مجنون :

اتاني ھواھا قبل ان اعرف الھوی
فصادف قلباً خالیاً فتمکنا !

آئینے اور بھي ھزاروں ھوتے ھیں اور بوجہ آئینہ ھونے کے اصلاً انعکاس کیلیے مستعد ' لیکن کثافت و زنگ کي وجہ سے فوراً عکس قبول نہیں

اور نیت کے ثبات کو انکے خلاف کام میں لایا ' وہ بھي مومن ھے ' لیکن اس آخري درجه کے بعد ایمان کا کوئي درجه نہیں - حتی که رائي برابر بھي ایمان نہیں ھوسکتا " تو اس حدیث میں بھي وھي تین درجے ھیں - پہلا درجه اصحاب عزمة کا ' درسرا اصحاب رخص کا ' تیسرا ضعفاء طریق کا ' و ذلك اضعف الایمان ' اور اس آخري درجے پر ایمان کي سرحد ختم ھو جاتي ھے که : و لیس وراء ذلك من الایمان حبة خردل ! یہاں ذکر اگرچه صرف مبتدعین و محرفین شریعة کے خلاف جہاد ید و لسان کا ھے ' لیکن اصل تقسیم اسمیں محدود نہیں - مقصود نفس عزیمة و اسبقیة بالخیرات ھے - اور یه که ھر میدان علم و عمل میں ایک درجه عزیمة کا ' ایک رخصت کا ' اور ایک ضعف و انحطاط کا ھوتا ھے - البته اس تقسیم کا سب سے بڑا میدان عمل مقام دعوة و تبلیغ حق ھے ' اور قیام امر بالمعروف و نہی عن المنکر ' و مقاومة مبتدعین فی الدین و اعداء حق و اسلام ' و احیاء سنة و اخماد بدعة ' و کشف و ابراز علوم حقۂ نبویه و غوامض و سرائر حکمة شرعیه ' که اسي وادي فصل اور عقبۂ آزمایش میں اصحاب طریق کے ادبار و اقدام کا فیصله ھوتا ' اور مدارج ایمانیه و مراتب علمیۂ و عملیه کے جوھر کھلتے اور امتیاز پاتے ھیں : یرفع الله الذین امنوا منکم و اوتو العلم درجات (۵۸ : ۱۱)

در مدرسه کس را نه رسد دعوئی توحید
منزل گه مردان موحد سردار ست !

پس پہلا درجه ھر حال میں " السابقون السابقون " و " منفقون الاولون " و " اسبقون بالخیرات " و " مجاهدون بالعمل و الجوارح " کا ھے جو جماعت " مقتصد " پر بھي شرف و مزیة رکھتے ھیں ' اور ضعفاء طریق تو انکے جولان کمال کی گرد و غبار بھي نہیں پا سکتے ' اور پھر جسطرح ھر قسم و جماعت میں حسب حال و استعداد فرق مراتب و معارج ھوتا ھے ' اسي طرح سابقون بالخیرات کے بھي مختلف مراتب و مقامات ھیں اور کتاب و سنة نے انکے حالات و علائم بتلاے ھیں - ازانجمله سب سے اعلی و امثل طبقه ان اخص الخواص نفوس مزکي کا ھے جنکو قائد توفیق الھي و سائق فیضان رباني

چھوڑ گیا ھے ' اسکو بعینہٖ محفوظ رکھتے اور اسمیں ذرا بھي فرق آنے نہیں دیتے ھیں - لیکن انکے بعد بدعات و فتن کا دور آتا ھے اور ایسے لوگ پیدا ھونے لگتے ھیں جو اُسوۂ نبوۃ سے منحرف ھو جاتے ھیں - انکا فعل انکے دعوے کے خلاف ھوتا ھے ' اور انکے کام ایسے ھوتے ھیں جنکے لیے شریعۃ نے حکم نہیں دیا ' سو ایسے لوگوں کے خلاف جس کسي نے قیام حق و سنۃ کي راہ میں اپنے ھاتھہ سے کام لیا ' وہ مومن ھے ' جو ایسا نہ کرسکا مگر زبان سے کام لیا ' وہ بھي مومن ھے ' جس سے جہاد لساني بھي نہوسکا ' صرف دل کے اعتقاد

[بقیہ نوٹ صفحہ ۹۱]

اسي حالت کي نسبت اشارہ ھے کہ : وطبع علی قلوبہم فہم لایفقہون - یعني طبع اللہ بکفرھم اور کلا بل ' ران علی قلوبہم بما کانوا یکسبون -
اور یہي چیز ھے کہ : ان اللہ لا یہدی القوم الفاسقین ' " لا یہدی " اي لا یفلح و لا ینصر اور ' من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور ؟
اور اسي بنا پر فرمایا کہ : انک لاتہدي من احببت - ورنہ معلوم ھے کہ : انک لتہدي الی صراط مستقیم ' و امثال ھذا کثیر فی الکتاب و السنۃ -
اور یہ جو فرمایا کہ : انک لاتسمع الصم الدعاء ' اور من لم یجعل اللہ لہ نوراً تو اسکي تفسیر سورۂ انفال سے ملتي ھے کہ : و لو علم اللہ فیہم خیراً لاسمعہم و لو اسمعہم لتولوا و ھم معرضون ' اور یہ بھي واضح رھے کہ جس طرح دنیا میں ھمیشہ ھر داعي صادق اور ھر کاشف حقیقت منہاج نبوۃ پر قطع طریق کرتا اور گویا جزء من احزاء النبوۃ سے فیض یاب ھوتا ھے ' اُسي طرح ھر وہ گروہ جو دعوۃ حق پر سب سے پہلے لبیک کہتا اور ھر ظہور و کشف کا اولین شناسا و مصدق ھوتا ھے ' مرتبۂ صدیقیۃ کي استعداد سے حسب درجۂ و احوال حظ بردار و بہرہ ور ھوتا ھے - من حیث یدري و لا یدري - اصناف اربعۂ " من انعم اللہ علیہم " کے فیضان و برکات کا سلسلہ از اول نشئۃ انساني الی یوم القیامہ قائم و جاري ھے ' اور جماعت صدیقین و شہداء و صالحین سے کوئي عہد و دور خالي نہیں رھسکتا کیونکہ نوع بشري کي قسم سعید و مفلح انہی اصناف میں محدود و محصور ھے - یہ مبحث منجملہ مہمات مباحث قرانیہ کے ھے اور الحمد للہ کہ تفسیر سورۂ فاتحہ میں اسکے کمال وضوح و بیان پر یہ فقیر فضل الہي سے موافق ھوا -

یا واماندۂ ضعف و بیچارگي' اور یا مدھوش غفلت و ھوا پرستي' ان میں سے ایک حصۂ غالب تو علماء سوء اور دعاۃ فتن و منکرات کے زمرہ میں داخل ھوجاتا ھے علماً و عملاً - اور جو جماعۃ علماء حق کي باقي رھتي ھے' وہ بھي ضعف کدۂ رخصت سے قدم باھر نہیں نکالتي ' اور حق پرستي کي بڑي سے بڑي بات اور تقوی و طہارۃ نفس کي بڑي سے بڑي فضیلت یہ سمجھي جاتي ھے کہ اپنے قدم کو لغزش نہو' اور جبکہ ایک دنیا امواج ظلمت و فساد میں ڈوب رھي ھے تو ھم کنارۂ سلامتي پر قدم جماے باقي رھجائیں - گویا ایمان کا جو سب سے ادنی اور نچلا درجہ عامۂ ناس اور ضعفاء عمل کیلیے تھا ' وھي خواص امت اور ھداۃ و مرشدین ملت کیلیے بلندي و عروج کا سب سے اونچا مقام ھوجاتا ھے ' اور سب سے بڑا متقي انسان وہ سمجھا جاتا ھے جسکے قدم " جہاد بالقلب " کي پائیں بساط سے پیچھے نہ ھٹیں ' لیکن کوئي نہیں ھوتا جس کا عزم ایماني توقف و سکون کي جگہ طالب اقدام و سبقت ھو' جو اپنے نفس کي نجات کي جگہ جماعۃ و امت بلکہ نوع و ارض کي نجات کا عشق رکھتا ھو' جسکا حوصلۂ کار اور عزم راہ صرف اتنے ھي پر قانع نہ ھوجاے کہ خود نہیں ڈوبا کیونکہ یہ تو ضعف و بیچارگي کا سب سے آخري درجہ ھے - فضیلت و کرامت اسمیں کیا ھوئي ؟ بلکہ ھر وجود کا ڈوبنا اسکے لیے ماتم اور ھر قدم کي ٹھوکر اسکے لیے موت ھو- جبکہ دنیا اسکو سب سے بڑي برائي سمجھہ رھي ھو کہ خود کنارے پر بچ جائیں ' تو وہ بتلادے کہ خود بچنا نہیں بلکہ ڈوبتے ھوؤں کو بچانے کیلیے سمندر میں کود پڑنا بڑائي ھے ' اور جبکہ لوگ اپنے اپنے دروازوں کو بند کر رھے ھوں تاکہ راہ کے فتنۂ و فساد سے محفوظ ھوجائیں' تو وہ اپنا دروازہ کھولدے اور دکھلادے کہ بند کرکے چھپ رھنے میں فضیلت نہیں ھے بلکہ کھولکر باھر نکلنے میں ' اور اگر باھر امن نہیں ھے تو اسکے یہ معني ھیں کہ دروازہ کھولنے کا اصلي وقت بھي ھے نہ کہ بند کرنے کا - مقام عزیمۃ و رخصۃ کا یہي وہ فرق ھے جو ایک صاحبدل نے خانقاہ کے گوشۂ عزلت سے نکلکر شیخ شیراز کو بتلایا تھا :

(۹۳:۹۲)

عزائم امور کیلیے چن لیتا ہے کہ وان ذلک لمن العزم الامور اور جنکا نور علم و عمل مشکواۃ نبوۃ سے ماخوذ‘ اور جنکا قدم طریق منہاج نبوۃ پر واقع ہوتا ہے - انہي افراد خاصہ کو حدیث بخاري میں محدث (بالفتح) کے لفظ سے تعبیر فرمایا‘ اور یہي مورد و مصداق حدیث مجدد کے هیں جو مختلف طرق سے مروي اور اسلیے بلحاظ صحت متن اسکي صحت میں کلام نہیں - یہي لوگ هیں جنکا وجود في الحقیقت نظام حق و هدایت کا مقوم و منظم ہے‘ اور انبیاء کرام کي اصلي وراثت انہي میں منتقل ہوتي ہے - البتہ یہ مقام از بس ارفع و اعلی ہے‘ اور ہر عہد و دور میں صرف چند نفوس عالیہ هي ایسے ہوتے هیں جنکا قدم همت امتحان گاہ مصائب و مہالک سے آگے بڑھکر وهاں تک پہنچتا ہے اور اپنے عہد کے سب سے بڑے عمل حق کو انجام دیدیتا ہے - اسکے لیے نہ تو مجرد علم و تدریس کتب کام آتي ہے نہ رسوم و هئیات زهد و انقطاع‘ نہ مدارس و معاهد دیني کے علغلۂ و هنگامۂ فضیلت کو اسمیں دخل ہے اور نہ صومعۂ و خانقاہ کے گوشۂ انزوا کو - انکے عہد میں علماء و اصحاب مشیخت کي کمي نہیں ہوتي‘ اور کچھہ یہ بات بھي نہیں کہ مدرسے اُجڑ جاتے هوں اور خانقاهیں منہدم هوجاتي هوں‘ بلکہ بسا اوقات ایسا هوتا ہے کہ کثرت و شہرت کے لحاظ سے انکا زمانہ علماء و مشائخ امۃ کا سب سے بڑا مجمع و ماوی هوتا ہے اور آبادیوں کي آبادیاں اصحاب علم و پیشوائي سے بھري نظر آتي هیں‘ تاهم مقام عزیمۃ دعوۃ و قیام هدایت کي اُن میں سے کسی کو بھي توفیق نہیں ملتي - کوئي دامن رخصت میں پناہ لیتا ہے‘ کوئي گوشۂ انزوا و انقطاع میں صرف اپني عافیۃ و حفاظت ڈهونڈهتا ہے‘ کوئي راہ میں فتنۂ و فساد کا شور سنکر صرف اسیکو کافي سمجھہ لیتا ہے کہ اپنا دروازہ بند کرلے‘ کسي پر اضعف الایمان کا درجۂ تنزل و تسفل اس طرح طاري هوجاتا ہے کہ زبان کو یکسر گنگ اور دست عمل کو یکقلم شل پاتا ہے‘ اور کسي کو نفس خادع اور خاطر فاسد ضلالۃ حیل و نفاق میں مبتلا کر کے سرگرم دنیا پرستي و دین فروشي کر دیتا ہے - غرضکہ سب کے سب یا ناچار مقام رخصت ہوتے هیں

و طنین تسبیح و تہلیل مساجد و معابد میں بظاہر کسی طرح کی کمی نہیں نظر آتی ' خانقاھوں میں مجاھدات و ریاضات کے حلقے قائم اور صحن مساجد میں تلاوت قرآن و وظائف و اوراد کی صدائیں سرگرم ہوتی ہیں ' اور :

اما الخیــــام فانہـــا کخیـــــامہـــم

کا پورا پورا عالم نظر آتا ہے ' لیکن ساتھہ ھی دوسری طرف :

و اری نساء الحي غیــر نســـــائہـــا

کا یہ حال ھوتا ہے کہ ظلم و طغیان کا طوفان ھر چہار جانب سے محیط ' شر و فساد کا ایک عالم رستخیز برپا ' ظلمت بطلان و فتن ھر طرف چھائی ھوئی ' نور حق و صداقت مستور و محجوب ' بدعات و محدثات کی گرم بازاری ' منکرات و سیئات کی مقبولیت و طلب کا دور دورہ ' اھل حق و صدق مظلوم و مقہور ' خدا کی زمین پر اُسکے کلمۂ حق و عدل کا کہنا بمنزلۂ جرم اور ظلم و عدوان کیلیے اجر و بخشش ' اعمال و طاعات کی حقیقت بکلی مضمحل اور پژمردہ اور روح صلاح و خیر سے تمام اجسام و قوالب خالی ! یہ سب کچھہ علانیہ سورج کی روشنی میں ھوتا ہے ' اور مدرسوں میں شور مچانے والے اندھے نہیں ھو جاتے اور نہ خانقاھوں میں چھپنے والے بہرے ھوتے ھیں - سب کی سر کی آنکھیں روشن ھوتی ھیں اور اوپر کے کان کھلے ' لیکن بحکم فانہا لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور دل کی بصیرۃ اسطرح اندھی اور عبرۃ کے کان اسطرح بہرے ھو جاتے ھیں کہ سب کچھہ دیکھتے اور سنتے ھیں مگر انکے لیے دیکھا ھوا آن دیکھا اور سنا ھوا آن سنا ھو جاتا ہے - دیکھنے پر بھی کسی کی زبان نہیں کھلتی اور سننے پر بھی کسی کا قدم نہیں اُٹھتا - نفس کا عشق اور زخارف تمتعات دنیوی کی شیفتگی اسطرح انکے جسموں میں حلول کر جاتی ہے کہ ھمت کی روح اور عزم کی قوت کیلیے کوئی گنجایش باقی نہیں رھتی - راہ عمل کا ھر تنکا انکے لیے پہاڑ ھو جاتا اور جادۂ ابتلاء کا ھر کانٹا تیر و خنجر بنکر انکو ڈراتا اور سہماتا ہے - وہ آنکھیں جن میں غم نفس اور ماتم دنیا کیلیے آنسوؤں کے دریا بند ھوتے ھیں ' حق کی غمگینی اور

گفت آن گلیم خویش بدر میبرد ز موج
وین سعي مي کند که بر آرد غریق را

تو اسوقت ایسا هوتا هے که سنة الهي اپني عادت جاریه کے مطابق قیام حق و دفع باطل کیلیے سرگرم انبعاث و ظهور هوتي هے' اور توفیق الهي اپنے کسي اصلح و امثل بندے کے قلب کا عزیمة دعوة کیلیے انشراح کردیتي هے اور اسکے قدم طریق کو منهاج نبوة پر ثابت و مستقیم فرمادیتي هے - وه اپنے عهد کے تمام اصحاب علم و فضیلت اور ارباب صوامع و مدارس کو تنگناے رخصة و ضعف میں پیچهے چهوڑکر منزلوں آگے نکل جاتا هے - فضاء علوء و رفعت اسکو اپني طرف کهینچتي اور سماء کمال و کرامت اپني ساري بلندیوں کے ساتهه اسکے استقبال کیلیے دوڑتا هے' گویا آسمان اسکے لیے اتر آتا هے اور زمین اسکو خود بخود اچهالنے لگتي هے - اسکي همت رفعت طلب اور اسکا حوصلۂ متصاعد و متعارج کسي بلندي پر بهي نهیں رکتا' اور اونچي سے اونچي بلندي کو بهي حضیض تسفل و تنزل سمجهتا هے - مقام عزیمة دعوة کي جس بلندي تک بڑے بڑے کار فرمایان عهد کي نظریں بهي نهیں اٹهه سکتي تهیں اور ضعفاء زمان و بیچارگان رخصة کے وهم و گمان کو بهي اس تک بار نه تها' اسکا شهباز همت اور سیمرغ عزم اسکي چوٹیوں پر بهي جا کر دم نهیں لیتا اور پیوسته سرگرم بال افشاني و همواره صفیر زنان بلند پروازي رهتا هے - و لسان حاله ینشد بهذ البیت :

بال بکشا و صفیر از شجر طوبی زن
حیف باشد چو تو مرغی که اسیر قفسي !

فصل

یه جوتم هر عهد ظهور اصلاح و دعوة میں دیکهتے هو که ایک طرف تو هزاروں علماء ملت اور ارباب زهد و طاعت موجود هوتے هیں' درس و تعلیم علوم' هنگامۂ مجالس و مواعظ' غلغلۂ اذکار و اشغال صوامع و زوایا' اور زمزمۂ

بعد و هجر طاري هو جاتا هے که کسي کے وهم و گمان میں بهي احیاء شریعة و تجدید ملت کا خطرہ نہیں گذرتا ' اور کوئي نہیں سونچتا که یه سارے کارخانے اور هنگامے تو اسلیے تھے که لتکون کلمة الله هي العلیا (۹: ۴۰) سو جب وهي سرنگوں هوگیا تو پهر ان اجساد بے روح و قشور بے مغز کي پرستش کیا سودمند علم و عمل هوسکتي هے ؟ اور جب روح امت مضمحل هوگئي اور حق کي جگه باطل کي اور سنة کي جگه بدعة کي حکومت چها گئي تو پهر یه تمام باتیں کب مثمر و منتج هو سکتي هیں ؟ بلکه انکا شمار تو اب موانع و مهالک راہ میں سے هو گیا :

من لم یکن للوصال اهلا

فکـــل طاعـــاته ذنـــوب !

غرضکه اگرچه دنیا بظاهر علم و فضیلت سے لبریز هوتي هے اور بڑے بڑے اصحاب طنطنۂ و شہرت و ارباب فخفخۂ و عظمت موجود هوتے هیں مگر کسي کو اسکي توفیق نہیں ملتي که اپنے عہد و دور کي طلب دعوۃ اور سوال قیام هدایت پر مردانه وار لبیک کہے ' اور ظلمت کدۂ ضعف و واماندگي سے نکلکر راہ عزیمة دعوۃ میں قدم رکھے ' اور اگرچه دروازۂ سعادت الهي باز اور خزائن رحمت و نصرۃ رباني همیشه درصدد بخشش و یغما هوتے هیں مگر سینکڑوں هزاروں علماء عہد اور اصحاب خوانق و صوامع میں سے کسي کو بهي اس عہد کے احیاء و تجدید اور طائفۂ منصورۂ " من یجدد لها دینها " میں داخل هونے اور جماعۃ یحبهم و یحبونه (۵: ۵۴) میں معدود و محشور هونے کي توفیق نہیں ملتي - تا آنکه پردۂ ظلمت چاک هوتا اور یکایک صبح هدایت و سعادت مشرق تجدید و انبعاث سے عالم افروز و جهانتلب هوتي هے - تو اسوقت تم دیکهتے هو که جس راہ میں قدم رکهنے سے ایک عالم درماندۂ و ناچار تها ' اچانک ایک مرد همت اٹهتا هے اور نه صرف قدم رکهتا هے بلکه دوڑتا هوا چلا جاتا هے - راہ کي وہ مشکلیں اور صعوبتیں جو ضعفاء عہد کیلیے مصیبتوں کا پہاڑ اور هیبتوں اور دهشتوں کي گهاٹیاں تهیں ' اور جنکے وهم و تصور سے بیچارگان وقت کي ارواح پر ایسي دهشت و

امت کے ماتم کیلیے ایک قطرۂ اشک بھي نہیں رکھتیں ' اور جن دلوں میں عشق ذات اور محبت اهل و عیال کیلیے ایک عالم شورش اور طوفان اضطراب مخفي هوتا هے ' اسمیں الله اور اسکے کلمۂ حق کے عشق کیلیے درد کي ایک ٹیس اور غم کي ایک چبھن بھي پیدا نہیں هوتي - عین اسوقت جبکه زاهدان شب زنده دار راتوں کو اٹھه اٹھه کر تسبیح هزار دانه کو گردش دیتے هیں ' تو لاکھوں بندگان الهي مظلومیت کي گرد و خاک پر لوٹتے اور تڑپتے هیں ' اور کلمۂ حق کي بیکسي و بیچارگي سے الغیاث ! الغیاث ! اعینوني یا عباد الله ! اعینوني یا عباد الله ! کے ناله و بکا کي صدائیں اٹھتي هیں - اور جبکه حلقۂ مدارس و مجامع تعلیم میں کتب فقه کے ابواب قضاء و ولایة کے نکات و دقائق حل هوتے اور صحائف حدیث کے ابواب اعتصام بالسنة اور امر بالمعروف و نہي عن المنکر کي شرح و تفسیر میں مدعیان فضل و کمال اپنا اپنا جوهر علم و تبحر دکھاتے اور معارک مباحث و مطالب کو سر کرتے هیں ' اور مجالس و محافل وعظ میں غلغلۂ اعملوا و تذکروا ! و قال الله و قال الرسول پیهم بلند هوتا اور سامعین کے سروں کو جنبش میں اور دلوں کو شورش میں لاتا هے ' تو عین اسي وقت کفر و ضلالة اور بدعات و منکرات کے غلبۂ و قهر سے ارض الهي کا ایک ایک کونا چیختا اور چلاتا هے ' پرستاران حق کي غربت هر طرف سر پیٹتي اور ماتم کرتي هے ' خدا کي زمین کے گوشے گوشے سے وا شریعتا ! وا دینا ! وا مصیبتا ! وا وبلا ! کي فریادیں اٹھه اٹھکر آسمان تک جاتي هیں ' اور فضاء کائنات کا ایک ایک ذره داعي حق کیلیے روتا اور قائم هدایت کو کھوجتا هے اور پکارتا هے :

یا ناعي الاسلام ! قم و انعه
قد زال عرف و بدا منکر !

لیکن نه تو عباد و زهاد وقت کو تسبیح هزار دانه کي گردش مهلت سماعت دیتي هے اور نه هنگامه سازان مدارس و مجامع کو اساطیر جدل و خلاف و دساتیر قیل و قال کا شور و غوغا فرصت بصارت ' اصل حقیقت سے اسدرجه

نہیں ہوتا ' کیونکہ بحکم " لا یزال طائفة من أمتي ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خذلهم حتی یأتي امر الله و هم غالبون " (او کما قال) سخت سے سخت عہد شر و فساد اور ظلمت و ضلالة میں بھي ایک جماعت اهل حق و ظاهرین علی الحق کي ضرور باقي رهتي هے ' اور یه اس عزیز العلیم کي تقدیر اور فطرة کائنات کے داعیة و مقتضی کے خلاف هے که کوئي زمانه اور کوئي گوشه اهل حق سے بالکل خالي هوجاے - کیا نہیں دیکھتے که انبیاء کرام کے ظہور کے وقت بھي با وجود ظهر الفساد في البر و البحر بما کسبت ایدي الناس کے ایک جماعت اهل حق کي ضرور باقي رهتي تھي اگرچه انکا ظہور کرۂ ارضي کے کمال بغي و فساد اور منتہا مرتبۂ یاس و قنوط کي حالت میں هوا کرتا تھا ؟ خود قرآن حکیم نے جا بجا اسکا اعتراف کیا هے : فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة ینهون عن الفساد فی الارض ' الا قلیلاً ممن انجینا منهم (اور سورۂ مائدہ میں هے که باوجود علماء یہود کي سخت و همه گیر ضلالة و مغضوبیة کے ایک قلیل جماعة ان میں بھي داعیان حق و آمرین بالمعروف کي برابر موجود رهي : لولا ینهاهم الربانیون و الاحبار عن قولهم الاثم و اکلهم السحت اور آل عمران میں هے : لیسوا سواء ' من اهل الکتاب امة قائمة یتلون آیات الله اناء اللیل و هم یسجدون - یومنون بالله و الیوم الاخر و یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر و یسارعون في الخیرات و اولائک من الصالحین - اور اسي طرح غالباً سورہ مائدہ میں ایک جگه خاص طور پر علماء یہود کے شر و فساد کا ذکر کرکے فرمایا : منهم امة مقتصدة و کثیر منهم ساء ما یعملون - ان آیات سے معلوم هوا که اقوام و ملل کے سخت سے سخت دور ظلمت و فساد میں بھي ایک جماعة داعیان حق کي ضرور باقي رهتي هے ' اور گو علماء اهل کتاب کي گمراهي کمال مرتبۂ بغی و عدوان تک پہنچ چکي تھي ' تاهم ان میں بھي ایک جماعة قلیله ایسي موجود تھي جو امر بالمعروف و نہي عن المنکر میں کوشاں ' تلاوت کتاب الله میں سرگرم ' اور خیرات و طاعات میں تیز گام تھي اور قرآن حکیم انکو صالحین

(ہود ۱۱۶)

هیبت طاری ہوجاتی تھی کانّما یساقون الی الموت و هم ینظرون تو وہ سب اسکے جولانِ قدم کیلیے ایک مشت غبار اور ایک تودۂ خس و خاشاک سے زیادہ حکم نہیں رکھتیں - سب دیکھنے کے دیکھتے ہی رہجاتے ہیں اور وہ بڑھکر عزیمۃ دعوۃ و ہدایت عامہ کا باب مسدود کھول دیتا ہے ' اور اسکی زبان ہمت و مقال فتوۃ اس ترانۂ رجز سے زمزمہ ساز و بزم عالم ہوتی ہے :

تاب یک جلوہ نیارد نہ موسی و نہ طور
این دلم ہست کہ زینگونہ ہزاراں دیدہ ست !

اگرچہ اُس عہد میں ہزاروں مدعیان کار موجود ہوں مگر اس فضیلت مخصوص میں اسکا کوئی سہیم و شریک نہیں ہوتا - صرف اُسی کو اُس عہد کی اقلیم ہدایت کی سلطانی و فرمانروائی پہنچتی ہے ' اور صرف وہی اپنے زمانے کا کلید بردار خزائن برکات و فیضان سماویہ ہوتا ہے - تمام اصحاب طریق ناچار ہوتے ہیں کہ اپنے اپنے چراغ اُسی مصباح ہدایت سے روشن کریں ' اور تمام رہروان جادۂ مقصد مجبور ہوتے ہیں کہ اُسی کے کاروان فضل و قافلۂ کرامت کی آواز درا پر اپنے اپنے قدم اُٹھائیں - و ہذہ منزلۃ جلیلۃ و رتبۃ عظیمۃ لا تساویہا مزیۃ و لا تعادلہا منزلۃ و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم : (۶۲ : ۴) (یہ آیت دو جگہ ہے)

یہ رتبۂ بلند ملا جسکو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں ؟

فصل

اور یہ جو کہا کہ ہر عہد میں اللہ تعالی کسی ایک بندے یا چند بندوں ہی کو مقام عزیمۃ دعوۃ کے فتح باب کی توفیق دیتا ہے اور وہ اپنے دور کے خزائن فیضان و برکات کا صاحب مفاتیح ہوتا ہے ' تو اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ اس عہد میں بجز ایک زبان کے کلمۂ حق کسی دوسری زبان پر جاری نہیں ہوتا ' یا اُس عہد میں اور کوئی دعوۃ و تبلیغ حق کیلیے ساعی و جاہد

پس جب انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوۃ کے ظہور کے زمانوں میں
بھی داعیان حق و آمرین بالمعروف و سارعون فی الخیرات سے قوم و ملک
بالکل خالی نہیں ہو جاتا ' اور کچھہ بقایا ارباب حق کا موجود رہتا ہے ' تو
ظاہر ہے کہ اُنکے اتباع و ذریات اور ورثاء و نقباء کیلیے کہ اصحاب عزیمۃ
دعوۃ و مجددین امت اُنھی سے عبارت ہیں ' ایسا ہونا کیوں ضروری
ہو؟ اس اصل الاصول کو کسی حال میں بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے
کہ دعوۃ و قیام حق اور اصلاح و تربیت امم کا اصل سرچشمۂ و مرکز
مقام نبوۃ ہے ' اور ہر عہد و دور میں اُس کا جسقدر بھی ظہور
ہوتا ہے ' وہ سب اسی مقام سے ملحق و متصل ' اور سب کی روشنی
اسی شمس نظام و قوام عالم سے مکتسب و مستنیر ' اور تمام انہار فیضان و
سعادت کیلیے یہی سلسبیل نبوۃ مخرج و منبع کا حکم رکھتی ہے :
عیناً یشرب بہا عباد اللہ یفجرونہا تفجیرا (۷۶ : ۶) اور کوئی قائم حق و داعی اصلاح
و کاشف حقائق فوز و نصرۃ نہیں پاسکتا جب تک اسکا قدم منہاج نبوۃ پر
واقع نہوا ہو اور اسکے تمام اعمال متأسی باسوۂ حسنۂ نبوۃ و متبع بہ سنۃ
و حکمۃ رسالۃ نہوں ' اور اس راہ تأسی و تشبہ بالانبیاء میں جس
داعی حق کا قدم جس حد تک پہنچتا ہے ' اُسی حد و مقام کے مطابق
کم و بیش ثمرات و برکاتِ ظاہر و باطن حاصل ہوتے ہیں - اور جس طرح

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۲]

و معروف مسئلۂ شریعۃ کے اس آیۃ سے ولایت و موالات نصاری پر استدلال کر رہے
ہیں اور لا تتخذو الیہود و النصاری اولیاء (۵ : ۵۱) اور و من یتولہم منکم فانہ منہم (۵ : ۵۱) اور
لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین (۳ : ۲۸) و امثالہا کو فراموش
کردیتے ہیں - ایسا کرنا قطعاً و صریحاً تحریف ہے اور یحرفون الکلم عن
مواضعہ (۴ : ۴۶ و ۵ : ۱۳) میں داخل - اگرچہ آجکل کے علماء سوء و دجاجلۂ شر و فساد و احبار
و رہبان امۃ نے مثل اور بہت سی تحریفات کے اس تحریف پر بھی
گویا اجماع کر لیا ہے : لیشتروا بہ ثمناً قلیلا ' فویل لہم مما کتبت ایدیہم و ویل
لہم مما یکسبون (۲ : ۷۹)

میں سے شمار کرتا ہے - اور اسي طرح بخاري کي روایت میں ہے : " فمقتهم عربهم و عجمهم الا بقايا من اهل الكتاب " یعني اسلام کے ظہور کے وقت تمام عرب و عجم اپنے کفر و ضلالۃ کیوجہ سے مستحق غضب و عقوبۃ الہي ہورہا تھا مگر ایک چھوٹي سي جماعت جو اہل کتاب کے اہل حق کا بقا یا تھي ' اور مختلف گوشوں میں مٹتي مٹاتي اور بچتي بچاتي باقي رہگئي تھي (۱) اس سے واضح ہوا کہ خاتم الادیان کے ظہور کے وقت بھي کہ کرۂ ارضی کي ضلالۃ عامہ کا سب سے بڑا تاریک عہد تھا ' یہ بات نہ تھي کہ داعیان حق بکلي معدوم ہوگئے ہوں - ایسا ہونا سنۃ الہي کے خلاف ہے اور اسکي مزید تشریح کا یہ موقعہ نہیں -

---

(۱) یہي ارباب حق کا بقایا اور اہل کتاب کی باقیۃ الصالحہ جماعت تھي جس نے موحدین عرب کي طرح ظہور اسلام پر سب سے پہلے لبیک کہا تھا ' اور جسکی استعداد قبول حق کا یہ حال تھا کہ : و اذا سمعوا ما انزل الى الرسول ترى اعينهم تفيض من الدمع مما عرفوا من الحق ' يقولون ربنا امنا فاكتبنا مع الشاهدين (اور حق و صدق کا یہ بقایا بمقابلہ یہود کے نصاری میں زیادہ تھا ' اسي لیے اس آیۃ کریمہ سے پہلے فرمایا : لتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا ' اليهود و الذين اشركوا - و لتجدن اقربهم مودة للذين امنوا ' الذين قالوا انا نصارى ' ذلك بان منهم قسيسين و رهبانا و انهم لا يستكبرون ' و اذا سمعوا ما انزل الى الرسول الخ - پس یہاں نصاری کے اقرب فی المودۃ ہونے سے مقصود صرف یہ ہے کہ انکے رہبان و قسسین میں قبولیت اسلام کي استعداد بمقابلۂ یہود زیادہ تھي ' اور اسلیے جب کلام حق سنتے تھے تو حاتم بن عدي جیسے اصحاب استعداد چشم پر آب ہوکر پکار اٹھتے تھے : ربنا امنا فاكتبنا مع الشاهدين ' اور اسمیں کچھہ شک نہیں کہ بمقابلۂ تصلب و قساوت و استکبار و غرور یہود ' یہ استعداد اُس عہد کے بعد بھي نصاری میں عام طور پر زیادہ پائي گئي اور آج بھي موجود ہے - لیکن وہ مقصود نہیں ہے جو موجودہ عہد کے بعض دعاۃ فتن و مجددین تحریف شریعۃ نے بہ سبیل ابتغاء مرضات النصاری پہلے پہل اپنے بعض کتب و رسائل میں لکھا ' اور اسکے بعد سے عام طور پر تمام اہل تحریر و تقریر بطور ایک مسلم

انبعاث نبوة کے نہ ہے کہ دعوۃ انبیاء کے ظہور کے لیے حق و ذکر حق کا بالکل مفقود و معدوم ہو جانا ضروری نہیں ' بلکہ اسقدر بس کرتا ہے کہ سخت درجہ اضمحلال اور پژمردگی کی حالت اُسپر طاری ہو جاے ' اور داعیان حق کی جماعت نہایت قلیل و مغلوب ہو - بعدبکہ چند منتشر و نادر افراد کے سوا اُنکی کوئی ہستی اور جمعیۃ باقی نہ رہے ' برخلاف اِسکے داعیان فساد و ضلالۃ کا ہر طرف دور دورہ ہو ' اور وہ جو ایک چیز ہے ' یعنی صرف حق کا وجود ہی نہیں بلکہ حق کا قیام و ظہور و نفوذ ' اور مجرد امر و دعوۃ ہی نہیں بلکہ دعوۃ کا نظام و قوام ' اور محض دعوۃ افراد و جماعات ہی نہیں بلکہ دعوۃ امۃ و ملۃ ' تو اُسکا کارخانہ بالکل درہم برہم ہو جاے بلکہ نام و نشان تک باقی نہ رہے - کانہ لم یکن شیئاً مذکورا (١ : ٧٦) یہی غربت و اقلیۃ حق ہے جو بسبب کمال ضعف و بیچارگی و عدم حصول نتائج مطلوبۃ کار معدوم کا حکم رکھتی ہے ' اور جب غایت درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو ظہر الفساد فی البر و البحر سے تعبیر کی جاتی ہے - پس جب انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوۃ اصلیۃ و اساسیہ کا یہ حال ہوا ' اور ہنگام ظہور ایک جماعت قلیلۃ دعاۃ حق کی موجودگی انکے مقام دعوۃ و تبلیغ کی اساسیۃ و اولیۃ کے منافی نہ ہوئی ' تو ظاہر ہے کہ مجددین امت و نقبا ؤ ورثاء نبوت کے مرتبۂ تجدید کیلیے یہ امر کیوں منافی ہو؟ اس عالم کے معاملات بھی تبعاً و فرعاً ویسے ہی واقع ہوتے ہیں - یہ نہیں ہوتا کہ اُس عہد میں حق کی دعوۃ و تبلیغ کرنے والے بالکل نہ ہوں ' یا نفس دعوۃ میں اُنکا اور کوئی سہیم و شریک نہو - ہوتے ہیں ' لیکن یا تو اُنکی جماعت بہت ہی قلیل و درماندہ اور بحال خود مبتلا ؤ گم ہوتی ہے ' یا دعوۃ حق کے اعمال بغایت محدود و محصور ہو جاتے ہیں ' یعنی ارباب دعوۃ کی پستی ہمت ' بلندی و وسعت میدان عمل سے گھبراتی اور اسکے لیے اپنے کو درماندہ پاتی ہے ' اور محض ایک محدود دائرۂ دعوۃ پر قناعت کرلیتی ہے - حالانکہ ہر چیز کی طرح اسکے بھی مراتب و مدارج ' اور گو ہر مرتبہ اسمیں داخل لیکن ہر مرتبہ کا حکم دوسرے سے مختلف - اپنے پڑوسی کو برائی کرتے

وهاں اختلاف مدارج و مراتب بلحاظ حالات و مقتضیات وقت ' اور فضلنا بعضهم علی بعض کا معامله واقع هوا ' اُسي طرح متبعین و ورثاء انبیاء میں بهي فضلنا بعضهم علی بعض اور اختلاف مراتب و ثمرات و مفاضلۂ حالات و برکات ظهور میں آیا - بهي حقیقت شیخ اکبر کي اصطلاح میں " فصوص " اور بعض اصحاب اشارات کي اصطلاح میں " نسبت " کے لقب سے ظاهر کي گئي هے که کسي واصل بالله کا قدم تأسي و اتباع حسب استعداد و داعیات وقت کسي ایک نبي کی منهاج پر واقع هوتا هے اور کسي کا کسي دوسرے نبي کي منهاج پر ' اور اُسکو بوجه غلبۂ ما به الاختصاص اُس نبي سے ایک خاص طرح کي نسبت حاصل هو جاتي هے ۔

و للناس في ما یعشقون مذاهب !

اور پهر یه بهي هے که کسي کا قدم جامعیة فص محمدي کا تعاقب کرتا اور مقام جامعیة کبری اور :

انچه خوباں همه دارند تو تنها داري !

کے اکتساب فیضان سے ایک کیفیت بوقلموں اور جلوۂ و حسن صد رنگ و گونا گوں پیدا کرتا هے - ساري نزاع مصطلحات و الفاظ کي هے - حقیقت بحکم :

عباراتنا شتی و حسنک واحد !

ایک هے ' اور کوئي نهیں که پردہ بر انداز ظواهر و الفاظ و رسوم هو ' اور نزاع صورت پرستان معنی نا آشنا کو ختم کردے :

بر افگن پرده تا معلوم گردد

که یاراں دیگرے را مي پرستند !

جب دعوة و اصلاح امت کا سر چشمۂ و اصل مقام نبوة ٹهرا ' اور تمام عوازم امور دعوة اسي سے ماخوذ اور اسي کے اُسوہ سے متأسي ' تو ضرور هے که عالم تجدید و احیاء شریعة کے بهي تمام کاروبار اُسي اسلوب و نهج پر واقع هوں ' بلکه یوں کهنا چاهیے که اصول و اساسات سے لیکر جزئیات و فرعیات اعمال تک ٹهیک ٹهیک اُسي مقام کے حالات و منازل سے متشبه و متخلق بل کالظل و العکس ظهور میں آئیں - اور من جمله سنن و نوامیس

غلبۂ و احاطہ حاصل نہیں ہوتا- یا کتاب و سنۃ کی دعوۃ خالص و بے آمیزش کی حقیقت سے خالی ہوتی ہیں' پس اگرچہ اس لحاظ سے کہ اصلاً طلب حسنات و اصلاح اور قیام شریعۃ پر مبنی ہیں' وہ دعوۃ الی الحق و امر بالمعروف کے حکم میں داخل ہوجاتی ہیں' مگر ساتھہ ہی اس اعتبار سے کہ طرح طرح کی غلطیوں اور لغزشوں' یا آمیزش ظلمت راے و قیاس غیر صالح' یا کوری بدعات و محدثات سے پاک و صاف نہیں ہیں' اپنا حکم و اثر کھو دیتی ہیں اور برکات نصرۃ و فوز حاصل نہیں کر سکتیں - مثلاً اصل کی جگہ کسی ایک ایسی فرع کی حفاظت کو عزیمۃ دعوۃ سمجھہ لیا جو بوجہ فقدان و ضیاع اصل بالفعل نا قابل اعتنا تھی' یا سلسلۂ سفر صحت تعیین منازل و تقرر بدایۃ و نہایۃ کے ساتھہ شروع نہیں کیا- مثلاً جس منزل سے سفر کا آغاز ہونا چاہیے' اسکو درمیانی سمجھہ لیا یا آخری منزل' کہ ان حقائق کار کا علم بلا مقام تشبہ بالانبیا و تخلق باخلاق الاصفیاء کے حاصل نہیں ہوسکتا' اور بہی وہ غوامض اعمال نبوۃ ہیں جنکی طرف بعض صحابہ و تابعین اشارہ کرکے کہدیا کرتے تہے کہ " و ذلک من عمل النبوۃ " یا اس سے بہی بڑھکر مصیبت یہ کہ گو دعوۃ الی الحق کیلیے قدم اٹھا مگر سنۃ کی روشنی کی جگہ بدعۃ کی اندھیاری چھا گئی' یا اصلاً طریق کار بدعۃ کی آمیزش سے محفوظ نہ رہا' اور اگر اللہ تعالی نے فہم واسع و سلیم عطا فرمایا ہے تو سمجھہ لوگے کہ یہ آخری سبب بڑوں بڑوں کیلیے مزلۃ اقدام ہوتا آیا ہے اور ایک علۃ قویہ ضیاع قواے عمل و کار و بار دعوۃ و تبلیغ کی صدیوں سے یہی چیز رہی ہے - یا دعوۃ و تبلیغ کے بلند مقامات کی طرف ایسے نو آموزان راہ اور خام مغزان کار نے قدم اٹھا یا جو گو اپنے ولولوں اور نیتوں کے لحاظ سے مستحق تحسین ہیں لیکن اس مقام کیلیے جس قوۃ علمی و عملی کی ضرورت ہے اور جس ثبات قلب و رسوخ عزم کی' وہ ابھی اُن سے منزلوں دور ہے' نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یا تو اول قدم ہی میں ٹھوکر لگتی ہے' یا پہلے تیر ہی پر میدان کارزار کو پیٹھہ دکھلا دیتے ہیں' حالانکہ یہ وہ راہ ہے کہ یہاں کی ایک ادنی

ديكهكر ٹوكدينا بهي نهي عن المنكر هے ' تمام شهر كو برائي سے باز ركهنے
كيليے كهڑے هو جانا بهي نهي عن المنكر هے ' اور پهر عالم تقئيد و تحديد سے
آزاد هوكر اپنے تمام عهد و دور كے شر و فساد كو دور كرنے كيليے بلا امتياز قرب
و بعد و يمين و يسار و مشرق و مغرب غلغلۂ عمل بلند كرنا بهي نهي
عن المنكر هے - اسي طرح مسلمانوں كے راستہ سے پتهر هٹا دينا بهي ايمان
كي شاخ اور عملِ حق ' مگر تمام امت كي راہ سے سنگ بطلان و فساد كو
دور كردينا بهي عمل ايمان و اقدام حق هے ' پهر كيا ان تمام مراتب كا ايك
هي حكم هوسكتا هے ؟ كہاں وہ مقام ارفع و اعلیٰ جهاں ايك عالم و امت كي
اصلاح كيليے قدم اٹهائے جائيں ؟ اور كہاں وہ تنگنائے ضعف جهاں صرف اپنے
پڑوسي كي اصلاح هي پر قناعت كرلي جائے ؟ اگرچه و كلا وعد الله الحسنى ؕ ٩٥:٤
اصلاح دونوں هيں ' اور دونوں كيليے اجر ' ليكن پہلا منصب نبوة كي شاخ '
اور دوسرا افراد امت ميں سے ايك فرد مومن صالح كا مرتبه اور بس - پس
يا تو دعوة حق كا سلسله موجود هوتا هے مگر ايك محدود دائرہ سے باهر قدم
نهيں نكالتا - يا ايسا هوتا هے كه دعوة كي صدائيں بڑي هي دهيمي اور
پست هوتي هيں اور انميں وہ گرج اور كڑك نهيں پائي جاتي جس كے بغبر
سرشاران غفلت چونك نهيں سكتے ' اسليے گو اٹهتي رهتي هيں ليكن اپنے
عهد كو چونكا دينے كا شرف حاصل نهيں كرسكتيں - يا ايسا هوتا هے كه نفوذ
دعوة و سريان امر كيليے ضروري هے كه دعوة حق ميں ايك ايسي همه گير
جاذبية و جالبية هو جو ايك عالم كے دلوں كو لبهالے اور ايك دنيا كو اپنا
فريفته و دل دادہ بنادے ' حتی كه سامع و شاهد كي طاقت سے باهر هو كه
اسكي كشش سے اپنے آپكو بچاسكے - بغير اس خاصه كے دعوة كبرىٰ قائم
و نافذ نهيں هوسكتي ' ليكن ايسا هوتا هے كه دعوة حق كي صدائيں تو اٹهتي
هيں مگر اس جاذبية معنويه سے محروم هوتي هيں اور اسليے مجذوب القلوب
عالم نهيں هوسكتيں - يا پهر ايسا هوتا هے كه بمصداق خلطوا عملاً صالحاً و آخر
سيئاً داعيان حق كا جو گروہ موجود هوتا هے ' انكي دعوة ٹهيك ٹهيك نهج (١٠٢:٩)
قويم و مستقيم پر نهيں هوتي يعنی منهاج نبوة كے علوم و اعمال كو انميں

الملة وہ شخص یا وہ چند نفوس خاصہ ہوتے ہیں جو مجرد دعوۃ نہیں بلکہ عزائم امور دعوۃ کی راہ میں قدم اٹھاتے ہیں ، اور قیام حق کا صور اس زور سے پھونکتے ہیں کہ یکایک فضاء ملت جنبش میں آ جاتی ہے ، اور تمام اموات غفلت اپنی اپنی قبروں کے اندر چونک اٹھتے اور اٹھکر دوڑنے لگتے ہیں ، گویا یخرجون من الاجداث کانہم جراد منتشر مہطعین الی الداع اور ذلک یوم الخروج (۴۲-۵۰ ق) کا عالم طاری ہو جاتا ہے - یہی وہ مقام مخصوص ہے جو ہر عہد میں صرف ایک یا چند افراد عالیہ ہی کے حصے میں آتا ہے ، اور گو کاروبار دعوۃ سے معاملات رکھنے والے بہت سے موجود ہوں مگر اس عہد کے فتح باب اور سلطان و امر دعوۃ کی فضیلت انکو نصیب نہیں ہوتی - سب ناچار ہوتے ہیں کہ اس فاتح عہد اور عازم وقت ہی کے حلقۂ اتباع و ذریات میں داخل ہوں - بہت ممکن ہے کہ ان میں بعض افراد کسی خاص شاخ علم و عمل میں درجۂ بلند رکھتے ہوں ، مگر اس معاملہ کیلیے وہ کچھہ سودمند نہیں ہوتا اور فاتح دور کے آگے انکو اطفال مکاتب کی طرح رانوے ادب و استفادہ تہہ کرنا ہی پڑتا ہے - اس عہد کے خزائن فیضان و برکات کی کنجی اسی کے قبضہ میں دیدی جاتی ہے ، پس طالبین فیضان اسکے حلقۂ ارادت سے الگ رہکر کچھہ نہیں پا سکتے - اگر کسی نے بطریق استراق سمع کوئی کلمۂ حقیقت حاصل بھی کرلیا تو اول تو وہ مثمر برکات نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو چونکہ عہد کی سلطانی فاتح و عازم دعوۃ ہی کو پہنچتی ہے ، اسلیے وہ بھی بالواسطہ اسی کے فیضان و بخشش میں سے شمار کیا جاتا ہے - و قد احسن من قال :

گر گفتۂ زعشق کہے حرف آشنا
آنہم حکایتیست کہ از من شنیدۂ

قرآن حکیم نے ہدایت کو حیات ارض سے تعبیر کیا ہے اور ضلالت کو زمین کی موت سے ، اور ہدایت خود زندگی ہے : استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم لمایحییکم (۲۴:۸) اور ضلالت موت ہے : و ما انت بمسمع من فی القبور (۲۲:۳۵) اور اموات

لغزش بسا اوقات ہزاروں انسانوں کي مجموعي معصيت و ذنوب سے بھي بڑھکر مضرۃ رکھتي ھے ' اور اکثر ایسا ھوتا ھے کہ مسافرکو تلوؤنسے کانٹا نکالنے کي بھي مہلت نہيں دي جاتي ' کيونکہ ممکن ھے کہ اتني ھي دير ميں قافلۂ اميد قرنوں بلکہ صديوں کي مسافت آگے نکل جاے اور ایک لمحہ کي غفلت برسوں کيليے ياس و ماتم کا سامان کردے - ملک قمي اسي حقيقت کو شايد نا دانستہ کہہ گيا ھے ' فيضي نے اسکے تمام کلام ميں سے اسي ایک شعرکو منتخب کيا اور سبحان اللہ کہ اپنے حسن انتخاب اور ذوق سليم کا کيسا مرقص ثبوت دے گيا !

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظـــر
یک لمحہ غافل بودم و صد سالہ راھم دور شد !

و از الہامات شعريۂ عرفي چہ مليح ست اين فرد درين مقام :

ھاں رہ عشق ست ' کہ گشتن نـہ دارد بازگشت
جرم را اين جا عقوبت ھست و استغفار نيست !

غرضکہ ایک چيز دعوۃ ھے ' ایک عزيمۃ دعوۃ ' اور ایک عزيمۃ دعوۃ کا درجۂ تجديد و مقام قيام دعوۃ عامہ - اور ایک مقام اصلاح افراد کا ھے ' ایک عائلۂ و جماعت کا ' اور ایک امت و نوع کا ' سو اگرچہ دعوۃ موجود ھوتي ھے ' مگر عزيمۃ دعوۃ مفقود ھو جاتي ھے ' اور اگرچہ اصلاح افراد کا سامان ھوتا ھے مگر اصلاح امت کا کوئي سامان نہيں ھوتا - اگر چند اصحاب عزائم ھوتے بھي ھيں تو اسباب و موانع مذکورہ سے درجۂ تجديد و کمال عزيمۃ دعوۃ تک انکي رسائي نہيں ھوتي - کار و بار دعوۃ کے کالبد و اشکال تو موجود ھوتے ھيں مگر روح فتح و نصرۃ مفقود ھوجاتي ھے' اور اسيليے معاملۂ تجديد و احياء امۃ اپنے کشود کارکيليے کسي مرد غيب کا منتظر ھوتا ھے :

عشق اگر مردست ' مردے تاب ديدار آورد
ورنہ چون موسي بسے آورد و بسيـار آورد

يہي وجہ ھے کہ جا بجا " عزيمۃ دعوۃ " کا لفظ بولا گيا نہ کہ مجرد دعوۃ کا - دونوں ميں فرق و امتياز ملحوظ خاطر رھے - پس اپنے عہد کا مجدد و محي

پہنچاے ‘ ورنہ و الفجر اور و الضحیٰ کے مراتب اولیۂ تنویر تو اُنکے لیے و اللیل اذا یغشیٰ (۹۲ : ۱) کے حکم میں داخل ہیں !

فصل

اگر تاریخ اسلام کے مختلف دوروں اور سلسلۂ دعوۃ و تجدید امۃ مرحومہ کی پچھلی کڑیوں پر نظر ڈالو تو یہ جو کچھہ کہا گیا ‘ اسکی تصدیق ہر دور کے واقعات پیش کرینگے - افسوس کہ یہ موقعۂ تفصیل کا نہیں - ہر دور میں تم پاؤگے کہ اگرچہ عامۂ علماء و صلحاء امۃ کی ایک بہت بڑی جماعت موجود تھی ‘ اور اُنکا فضل و کمال اور ورع و تقوی بھی ہر طرح مسلم و ثابت ہے ‘ بلکہ بعض اُن میں ایسے تھے کہ علم و عمل کی متعدد شاخوں میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتے تھے ‘ با اں ہمہ اُس عہد کی عزیمۃ دعوۃ اور تجدید ملت کے مرتبۂ مخصوص میں اُنکا کوئی حصہ نہ ہوا ‘ اور صرف چند خاص افراد عزائم ہی کی قسمت میں آیا - یا تو اُنکے قدم ہمت نے علم و عمل کی دوسری شاخوں پر قناعت کرلی ‘ یا اس راہ میں قدم بڑھانے کی جرأت ہی نہ کرسکے - عہد اوائل بنو امیہ میں کہ ابھی ہجرۃ کی پہلی صدی بھی ختم نہیں ہوئی تھی ‘ کتنی بڑی جماعت اجلۂ صحابۂ کرام اور ارکان بیت نبوۃ و بقیۂ صالحۂ خیر القرون کی موجود تھی ؟ اور کون ہے جو اُنکی عظمت و شرف میں ایک لمحہ کیلیے بھی شک کرسکے ؟ لیکن بدعات و محدثات بنو امیہ کے مقابلے میں سر فروشانہ اقدام عزیمۃ و فتح باب مقاومۃ و ثبات فی الحق و العدل کا جو ایک مخصوص مقام تھا ‘ وہ تو بجز حضرۃ امام حسین (علیہ و علی ابائہ و اجدادہ الصلوۃ و السلام) کے اور کسی کے حصے میں نہ آیا ؟ عبد الملک بن مروان کا زمانہ اجلۂ تابعین و حفاظ سنۃ و حملۂ علوم نبویہ سے مملوء تھا ‘ لیکن اتباع سنۃ و قیام حق کی راہ میں سو دروں کی ضرب مردانہ وار برداشت کرلینے اور مبغوض مبتدعین آل مروان اور محبوب قلوب مومنین ہونے کا جو شرف

غیر احیاء[۵۱] بہار کا جب موسم آتا ہے تو گو زمین کے ہر گوشہ کو روئیدگی
و سرسبزی سے مالا مال کردینا چاہتا ہے مگر سب سے پہلے اُسکی آمد کی
برکتیں باغ و چمن ہی میں ظاہر ہوتی ہیں - اور صبح کا طلوع اگرچہ دنیا
کے گوشے گوشے کیلیے پیام نور ہوتا ہے مگر سورج کی پہلی کرنیں اونچی
دیواروں اور بلند مناروں ہی پر چمکتی ہیں، گو بعد کو نچلے سے نچلے تہہ
شعر خانے بھی روشن ہوجائینگے - یہی حال عہد ہدایت اور دور فیوض و برکات
مرقص سماویہ کا بھی ہے - اس عالم میں بھی خزان و بہار کے موسم آتے ہیں اور لیل
نہار کا اختلاف موجود ہے - (وما یعقلها الا العالمون) [۲۹: عنکبوت] سو اگرچہ بہار سعادت
کا موسم سارے جہان اور ساری زمین کیلیے موسم حیات و کامرانی
ہے لیکن اُسکی سب سے پہلی برکت اصحاب عزائم و نفوس ذکیۂ امت
کے روحین قلوب و بساتین ارواح ہی سے بروز و ظہور کرتی ہے، اور
اگرچہ آفتاب فیضان الہی کی تجلی تمام بر و بحر کو ظلمت غفلت
و بطالت سے نجات دلانا چاہتی ہے، مگر اُسکی سب سے پہلی کرنوں
سے درخشندۂ و جہانتاب ہونے کا حق صرف اُنہی طبائع مستعدہ و قلوب
صافیہ کو حاصل ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی استعداد سربلندی و رفعت سے
اکتساب اسفار ہدایت کیلیے اسبقیت و اولیت کا درجہ حاصل کرلیا
ہے - اور یہ معلوم ہے کہ موسم بہار ہر پھول کو لالی اور ہر پتے کو سبزی
بخشیگا، اور صبح کی تجلی ہر ذرہ کو چمکیلا اور ہر آنکھہ کو بینا بنادیگی،
مگر اس سے کیا ہوتا ہے؟ دیکھنا صرف یہ ہے کہ جسوقت باغ و چمن میں
پھول کھلکھلا رہے تھے اور شاخیں ہنس ہنس کر جھوم رہی تھیں تو اسوقت
اموات صحرا و گلخن کا کیا حال تھا؟ اور جس وقت دیواروں کی اونچی
مدیروں اور مناروں کی چوٹیوں اور کلسوں کو صبح تجلی زیور طلائی
پہنا رہی تھی تو اسوقت صحن مکان کے گوشوں اور ابواب و محرابوں کے
نیچے سونے والوں کا بھی اس فیضان اول میں حصہ تھا یا نہیں؟ تہہ خانوں
اور سردابوں کے بسنے والوں کا تو یہاں ذکر ہی نہیں کرنا چاہیے - اُنکے لیے
تو شاید (والنہار اذا تجلی) [۹۲: ۲] کا وقت ہی روشنی کی پہلی کرن بھم

[۵۱]: سورۂ ۳۵ فاطر میں یہ الفاظ ہیں: وما یستوی الاحیاء و لا الاموات (آیت ۲۲)

فصل

تیسري صدي کے اوائل میں جب فتنۂ اعتزال و تعمق فی الدین اور بدعۃ مضلۂ تکلم بالفلسفہ و انحراف از اعتصام بالسنہ نے سر اٹھایا ' اور صرف ایک هي نہیں بلکہ لگاتار تین عظیم الشان فرمانرواؤں یعني مامون' معتصم ' اور واثق باللہ کي شمشیر استبداد و قہر حکومت نے اس فتنہ کا ساتھہ دیا ' حتي کہ بقول علي بن المدیني کے فتنۂ ارتداد و منع زکواۃ (بعہد حضرۃ ابوبکر) کے بعد یہ دوسرا فتنۂ عظیم تھا جو اسلام کو پیش آیا ' تو کیا اُسوقت علماء امت اور ائمۂ شریعت سے عالم اسلامي خالي ہوگیا تھا ؟ غور تو کرو ' کیسے کیسے اساطین علم و فن اور اکابر فضل و کمال اُس عہد میں موجود تھے ؟ خود بغداد علماء اهل سنۃ و حدیث کا مرکز تھا - مگر سب دیکھتے کے دیکھتے هي رهگئے اور عزیمۃ دعوۃ' و کمال مرتبۂ وراثت نبوۃ' و قیام حق و هدایت في الارض و الامۃ کا وہ جو ایک مخصوص مقام تھا ' صرف ایک هي قائم لامر اللہ کے حصہ میں آیا - یعني سید المجددین ' و امام المصلحین ' حضرۃ امام احمد بن حنبل رضي اللہ تعالی عنہ - اپنے اپنے رنگ میں سب صاحب مراتب و مقامات تھے لیکن اس مرتبہ میں تو اور کسي کا ساجھا نہ تھا - یہ وہ وقت تھا کہ قیام سنۃ و دین خالص کا قیامت تک کیلیے فیصلہ هونے والا تھا ' اور مامون و معتصم کے جبر و قہر اور بشر مریسي اور قاضي ابن ابي داود جیسے جبابرہ معتزلہ کے تسلط و حکومت نے علماء حق کیلیے صرف دو هي راستے باز رکھے تھے - یا اصحاب بدعۃ کے آگے سر جھکا دیں اور مسئلۂ خلق قران پر ایمان لاکر همیشہ کیلیے اسکي نظیر قائم کردیں کہ شریعۃ میں صرف اُتنا هي نہیں ھے جو رسول بتلا گیا بلکہ اُسکے علاوہ بھي بہت کچھہ کہا اور کیا جاسکتا ھے' اور هر ظن کو اُسمیں دخل ھے' هر راے اُسپر قاضي و آمر ھے ' هر فلسفہ اُسکا مالک و حاکم ھے - یفعل ما یشاء و یختار - اور یا پھر قید خانے میں رهنا ' هر روز کوڑوں سے پیٹا جانا ' اور ایسے تہہ خانوں میں

مخصوص سید التابعین و اعلم بقضاء رسول الله و خلفائه یعني حضرة سعید بن المسیب کے حصه میں آیا ' اسمیں تو آنکا کوئي سهیم و شریک نه تها ؟ منصور عباسي کے زمانے میں کون کهه سکتا هے که اصحاب علم و عمل کا کال تها ؟ لیکن معلوم هے که شاهان جور کے مقابلے میں ثبات حق و اعتقاد کا جو مقام عزیمة امام دار الهجرة حضرة مالک بن انس رحمة الله علیهما کو به ضمن مسئلۂ یمین و طلاق مکره ملا ' وہ تو صرف انهي کیلیے تها ؟ یه کیا چیز تهي که عین آسوقت جبکه مشکیں اس زور سے کسدي گئي تهیں که هاتهه بازو سے اکهڑ گیا تها اور ستر کوڑوں کي ضربیں آنکے جسم اقدس پر پڑ رهي تهیں ' تو آسي اونٹ کي پیٹهه پر کهڑے هوگئے جس پر تذلیل و تشهیر کیلیے سوار کرایا گیا تها ' اور پکار کر کہا : " من عرفني فقد عرفني و من لم یعرفني فانا مالک بن انس اقول ان الطلاق المکره لیس بشيء " ! یعني جو مجهکو جانتا هے سو جانتا هے ' اور جو نهیں جانتا تو جان لے که میں هوں مالک انس کا بیٹا ' اور آسي مسئله کا اعلان کرتا هوں جس کے اعلان سے مجهکو جبراً روکا جا رها هے که طلاق مکره کوئي چیز نهیں ! سبحان الله ! یه رهي مقام عزیمة کبری کي شاهي و فرمانروائي تهي جس کے آگے دنیا کي پادشاهتیں بال مگس کے برابر بهي وقعت نهیں رکهتیں ' اور یهي وہ هیبت رباني اور جلالة روحاني تهي جسکو دیکهکر حضرة سفیان ثوري بے اختیار پکار اٹهے تهے :

فهـــو المهـــاب و لیس ذا سلطـــان !

کیا خوب فرمایا حافظ ابن جوزي نے امام موصوف کے حالات میں که " و کانما کانت تلک السیاط حلیا حلی به " ! یعني انکو کوڑوں سے پیٹا گیا اور مشکیں کسي گئیں لیکن ان باتوں سے انکي عزت و عظمت گهٹنے کي جگه اور بڑهگئي - گویا یه ضرب تازیانه انکے جمال عظمت و اجلال کا زیور تها که جب پہنا دیا گیا تو اسکي رعنائي و خوبروئي دو چند هوگئي !

ناله از بهر رهائي نـه کنـد مرغ اسیر
خورد افسوس زمانے که گرفتـــار نبود !

تھا ' اور دین الخالص کا بقاء و قیام ایک عظیم الشان قربانی کا طلبگار تھا ' تو غور کرو کہ صرف امام موصوف هي تھے جنکو فاتح و سلطان عہد ہونے کا شرف

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۴]

مطلب نہیں ھے کہ بجز اپنے نفس کی اصلاح کے اور کسی کی ہدایت و اصلاح سے مطلب هي نہ رکھو اور لوگوں کو گمراهي میں مبتلا ہونے دو' کیونکہ اگر ایسا ہو تو کتاب و سنۃ کے دو ثلث احکام و وصایاء بالکل بیکار ہوجائیں ' بلکہ مطلب یہ ھے کہ جب فتنہ و فساد کا دور آے اور غالب جماعت مبتلاے منکرات و معاصي ہو ' اور ہر شخص اپنی راے پر مغرور اور دین کی طرف سے بالکل بے پروا ہو جاے تو اُسوقت سب کو گڑھوں میں گرتے دیکھکر خود بھي نہ کود پڑنا ' بلکہ گرنے والوں کو گرنے دو - خود اپنی راہ حق پر قائم و ثابت قدم رهو - اُنکا معاملہ اُنکے لیے اور تمھارا معاملہ تمھارے لیے - ولا تزر وازرۃ وزر اخرى (١٦٤:٦) ثانیاً ' اگر " دع عنک امر العوام " کا یہ مطلب مان بھي لیا جاے کہ لوگوں کو اُنکے حال پر چھوڑ دو ' جب بھي یہ وهي عامۂ ناس کیلیے رخصت کا پہلو ہوگا اور عزیمۃ امر بالمعروف و نہی عن المنکر هي میں ہوگي ' چنانچہ اسي روایت میں اسکے بعد فرمایا : " فان من ورائکم ایاماً ' الصبر فیھن کالقبض علی الجمر ' العامل فیھن مثل اجر خمسین رجلا یعلمون مثل عملکم " یعني یہ جو کہا کہ اُسوقت اپنے وجود کو بچانا اور عوام کو اُنکے حال پر چھوڑ دینا ' تو اسلیے کہا کہ ظلم و مصائب کے بڑے سخت دن آنے والے ہیں - اُسوقت حق کی راہ میں صبر کرنا ایسا سخت ہوگا جیسے انگاروں کو ہاتھہ میں لینا ' سو جو شخص ایسے دنوں میں بھي عمل حق سے باز نہ آیا ' اُسکے لیے تم جیسے پچاس آدمیوں کے اعمال کا ثواب ہوگا " اس سے واضح ہوگیا کہ چونکہ شر و فتن میں اُن لوگوں کیلیے بڑے هي سخت مصائب و محن ہونگے جو حق کے اعلان و دعوۃ کی راہ میں قدم رکھینگے ' اور اُنکو برداشت کرنا ہر شخص کا کام نہیں ' اسلیے عامۂ ناس کیلیے یہ حکم دیا کہ کم سے کم اپنا دامن تو بچا لیجاؤ - دوسروں کے پیچھے نہ پڑو کہ اسمیں بڑي هي آزمائشیں اور سختیاں ہیں - پھر اگر کوئي مرد همت ان آزمایشوں میں پورا اُترے تو فرمایا کہ اُسکے اجر و ثواب کا کیا پوچھنا ؟ اُسکا ایک عمل و صبر پچاس اصحاب عمل کے مقابلے میں رکھا جائیگا کہ کام جتنا سخت ہو اُسي کے مطابق مزدوري بھي ملني چاهیے -

بند هو جانا که " لا یرون فیه الشمس ابدا " کو قبول کرلیں - بہتوں کے قدم تو ابتدا هي میں لڑکھڑا گئے - بعضوں نے ابتدا میں استقامت دکھلائي لیکن پھر ضعف و رخصت کے گوشے میں پناہ گیر هوگئے - عبد الله بن عمر القواریري اور حسن بن حماد امام موصوف کے ساتھہ هي قید کیے گئے تھے ' مگر شدائد و محن کي تاب نہ لا سکے اور اقرار کر کے چھوٹ گئے - بعضوں نے روپوشي اور گوشہ نشیني اختیار کرلي کہ کم سے کم اپنا دامن تو بچا لیجائیں - کوئي اسوقت کہتا تھا " لیس هذا زمان حدیث ' انما هذا زمان بکاء و تضرع و دعاء کدعاء الغریق " یعني یہ زمانہ درس و اشاعت علوم و سنة کا نہیں هے - یہ تو وہ زمانہ هے کہ بس الله کے آگے تضرع و زاري کرو اور ایسي دعائیں مانگو جیسي سمندر میں ڈوبتا هوا شخص دعا مانگے ! کوئی کہتا تھا " احفظوا لسانکم ' و عالجوا قلبکم ' و خذوا ما تعرفوا ' و دعوا ما تنکروا " اپني زبانوں کي نگہباني کرو ' اپنے دل کے علاج میں لگ جاؤ ' جو کچھہ جانتے هو اسپر عمل کیے جاؤ ' اور جو برا هو اسکو چھوڑ دو ! کوئي کہتا " هذا زمان السکوت و ملازمة البیوت " یہ زمانہ خاموشي کا زمانہ هے اور اپنے اپنے دروازوں کو بند کرکے بیٹھہ رهنے کا (۱) جبکہ تمام اصحاب کار و طریق کا یہ حال هورها

---

(۱) یہ باتیں بھي اپنے مقام و رنگ میں ٹھیک تھیں اور هرگز هرگز موجب قدح نہیں - ارباب رخصة کیلیے اسي میں امن و سلامتي هے - یہ مقام بھي اُن لوگوں پر بدرجہا مزیة و فضیلت رکھتا هے جو خود اپنے اعتقاد و عمل کي بھي محافظت نہ کرسکے ' اور هر حال میں اصلاح نفس مقدم ' لیکن ارباب عزیمة کا مقام دوسرا هے - اصحاب رخصت کي نہایة اُنکے لیے بدایة کا حکم رکھتي هے ' اور حسنات الابرار سیئات المقربین کے معاملات سب کیلیے نہیں هو سکتے - و کلا وعد الله الحسنی اور و لکل وجهة هو مولیها فاستبقوا الخیرات - اور یہ جو ترمذي (یا ابو داؤد) میں هے کہ ابو امیہ شعباني نے ابو ثعلبہ سے یا ایها الذین امنوا علیکم انفسکم کي نسبت پوچھا تو انھوں نے آنحضرة سے روایت کي " ایتمروا بالمعروف و انتهوا عن المنکر ' حتی اذا رایتم شحاً مطاعاً و هوی متبعاً و دنیاً موثرة و اعجاب کل ذي راي برایه ' فعلیک بنفسک و دع عنک امر العوام " تو اول تو " علیک بنفسک " کا یہ

دعاؤں اور مناجاتوں پر قناعت کرلی ' بلکہ دین خالص کے قیام کي راہ میں اپنے نفس و وجود کو قربان کردینے اور تمام خلف امۃ کیلیے ثبات و استقامت علی السنۃ کي راہ کھول دینے کیلیے بحکم (فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل) اٹھہ کھڑے ہوے - انکو قید کیا گیا ' قید خانے میں چلے گئے - چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالي گئیں ' پہن لیں - اِسي عالم میں بغداد سے طرطرس لے چلے اور حکم دیا گیا کہ بلا کسي کي مدد کے خود ھي اونٹ پر سوار ھوں اور خود ھي اونٹ سے اتریں ' اِسکو بھي قبول کرلیا - بوجھل بیڑیوں کي وجہ سے ھل نہیں سکتے تھ ' اٹھتے تھے اور گر پڑتے تھے - عین رمضان المبارک کے عشرۂ اخیر میں جسکي طاعت اللہ کو تمام دنوں کي طاعات سے زیادہ محبوب ھے ' بھوکے پیاسے جلتي دھوپ میں بٹھاے گئے ' اور اُس پیٹھہ پر جو علوم و معارف نبوۃ کي حامل تھي ' لگاتار کوڑے اس طرح مارے گئے کہ ھر جلاد دو ضربیں پوري قوۃ سے لگاکر پیچھے ھٹ جاتا اور پھر نیا تازہ دم جلاد اُسکي جگہ لیتا - اِسکو بھي خوشي خوشي برداشت کرلیا ' مگر اللہ کے عشق سے منھہ نہ موڑا اور راہ سنۃ سے منحرف نہ ھوے - تازیانے کي ھر ضرب پر بھي جو صدا زبان سے نکلتي تھي ' وہ نہ تو جزع و فزع

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۴]

العاص لوگوں کو سنا رھے تھے " من بایع اماماً فاعطاہ صفقۃ یدہ فلیطعہ ما استطاع " عبد الرحمن بن عبد الرب کہتے ھیں کہ میں نے اسپر سوال کیا " ان ابن عمک معاویہ یامرنا ان نا کل اموالنا بیننا بالباطل و نقتل انفسنا و اللہ یقول لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل یعني یہ جو تم آنحضرۃ سے روایت کرتے ھو کہ " جس امام کو بیعت کا ھاتھہ دیا پس چاھیے کہ اسکي اطاعت کي جاے " تو تمھارا چچیرا بھائي معاویہ ھم کو حکم دیتا ھے کہ ھم ایک دوسرے کا مال ناحق کھائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں حالانکہ خدا کا حکم یہ ھے کہ ایسا نہ کرو - اب بتلاؤ ھم کیا کریں ؟ امیر کي اطاعت کریں یا خدا کي ؟ عبد اللہ کچھہ دیر چپ رھے - پھر کہا " اطعہ في طاعۃ اللہ و اعصہ في معصیۃ اللہ " نیک بات میں اُسکے حکم کي اطاعت کر اور خدا کي نافرماني میں اُسکا حکم نہ مان - غالباً یہ مسلم میں ھے -

حاصل ہوا - اُنہوں نے نہ تو دعاۃ فتن و بدعۃ کے آگے سر جھکایا ' نہ روپوشي و خاموشي و کنارہ کشي اختیار کي ' اور نہ صرف بند حجروں کے اندر کي

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۴]

پس آجکل کے علماء حیل و بندگان نفس نے جو ترک امر بالمعروف و نہي عن المنکر کیلیے اس حدیث کو اور علیکم انفسکم کو حیلہ بنا رکھا ھے' اور جب کبھي اُنکو علماء کے فرائض یاد دلاے جاتے ھیں تو فوراً کہدیتے ھیں علیکم انفسکم اور " علیك بنفسك و دع عنك امر العوام " تو یہ صریح قرآن و سنۃ کي تحریف ھے - اگر علیکم انفسکم کا یہي مطلب ھو تو اُس تفسیر کي نسبت کیا کہوگے جسکو حضرۃ ابوبکر صدیق نے اپنے خطبہ میں بیان کیا تھا ؟ یہاں ایک اور دقیق نکتہ بھي ملحوظ رھے - اس حدیث اور اس قسم کي اکثر احادیث میں ایسے فتنوں کي خبر دي گئی ھے جنمیں سب سے بڑا فتنہ خلافۃ راشدہ کا انقراض اور امراء ظلم و جور کا قیام ھے جو حق و عدل کو پامال کرد یںگے اور سچائي کے اعلان کو جبراً و قہراً روکینگے - تو ایسے وقتوں کیلیے اگر عامۂ ناس کو یہ حکم دیا جاتا کہ ھر شخص امر بالمعروف کیلیے اُٹھہ کھڑا ھو تو اسکا یہ نتیجہ نکلتا کہ پہلي حالت سے بھي بدتر حالت پیدا ھو جاتي - ھر طرف طوائف الملوکي اور انارکی پھیل جاتی ' حکومتیں قائم نہ رھتیں ' بلاد اسلامیہ کا کوئي محافظ نہ ھوتا ' جمعۂ و جماعت کا کوئي انتظام نہ کرتا - پس ایسے وقتوں کیلیے عامۂ ناس کو بھي وصیۃ کي گئي کہ بروں کي برائي کو اُنکے لیے چھوڑدو اور اپنا دامن بچاے رھو - اگر تمھارے مسلمان حاکم ظالم و جابر بھي ھوں ' جب بھي اُن سے سرکشي و بغاوت نہ کرو - تا آنکہ کوئي داعي حق کھڑا ھو اور دعوۃ عامہ کا باب مسدود کھل جاے - اس وقت عوام کا بھي فرض ھوگا کہ اُسکا ساتھہ دیں اور نظام حق و عدل کو قائم کردیں - یہي وجہ ھے کہ اوائل بنوامیہ ھي میں تمام صحابۂ کرام اسپر متفق ھوگئے کہ عامۂ امت کو سلاطین امویہ کي اطاعت کرني چاھیے ' زکواۃ اُنھی کو دیني چاھیے' جمعہ اُنھی کے پیچھے پڑھنا چاھیے ' حفظ ملت و بلاد کي راہ میں نکلیں تو اُنکے علم کے نیچے جمع ھوجانا چاھیے - تا آنکہ کوئي قائم حق کھڑا ھو -

حامیان بنو امیہ اطاعت امیر کي احادیث کثرت کے ساتھہ بیان کرتے تے تاکہ لوگ اُنکے قبضہ سے نکل نہ جائیں - ایک مرتبہ عبد اللہ بن عمرو

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس !

امام موصوف کو جب قید کرکے طرطوس روانہ کیا گیا تو ابو بکر الاحول نے پوچھا " ان عرضت علیک السیف تجیب ؟ " اگر تلوار کے نیچے کھڑے کردیے گئے تو کیا اُسوقت مان لوگے ؟ کہا نہیں - ابراھیم بن مصعب کوتوال کہتا ھے کہ میں نے کسي انسان کو پادشاھوں کے آگے احمد بن حنبل سے بڑھکر بے رعب نہ پایا " یومئذ ما نحن في عینیه الا کامثال الذباب " ھم عمال حکومت اُنکي نظروں میں مکھیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے ! اور یہ بالکل حق ھے - جن لوگوں کي نظروں میں جلال الٰہي سمایا ھو ' وہ مٹي کي اُن پتلیوں کو جنھوں نے لوھا تیز کرکے کاندھے پر ڈال رکھا ھے یا بہت سا چاندي سونا اپنے جسم پر لیپ لیا ھے ' کیا چیز سمجھتے ھیں ؟ اُنکو تو خود اقلیم عشق الٰہي کي سروري و شاھي اور شہرستان صدق و صفا کا تاج و تخت حاصل ھے !

مبین حقیر گدایان عشق را ' کین قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند !

ابو العباس الرقي سے حافظ ابن جوزي روایت کرتے ھیں کہ جب رقہ میں امام موصوف قید تھے تو علماء کي ایک جماعت گئي اور اس قسم کي روایات و نقول سنانے لگي جن سے بخوف جان تقیہ کرلینے کي رخصت نکلتي ھے - امام موصوف نے سب سنکر جواب دیا : کیف تصنعون بحدیث خباب ؟ ان من کان قبلکم کان ینشر احدھم بالمنشار ثم لا یصدہ ذلک عن دینہ - قالوا فئیسنا منه " -یعني یہ تو سب کچھہ ھوا مگر بھلا اُس حدیث کي نسبت کیا کہتے ھو کہ جب صحابہ نے آنحضرة صلی اللہ علیه و سلم سے مظالم و شدائد کي شکایت کي تو فرمایا - تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ھیں جنکے سروں پر آرہ چلایا جاتا تھا اور جسم لکڑي کي طرح چیر ڈالے جاتے تھے ' مگر یہ آزمائشیں بھي اُنکو حق سے نہیں پھرا سکتي

کي تهي اور نه شور و فغاں کي ٬ بلکه وهي تهي جسکے لیے یه سب کچهه هو رها تها - یعنی " القران کلام الله غیر مخلوق " ! الله الله ! یه کیسي مقام دعوة کبریٰ کي خسروي و سلطاني تهي ٬ اور وراثة و نیابة نبوة کي هیبت و سطوة که خود المعتصم بالله جسکي هیبت و رعب سے قیصر روم لرزاں و ترساں رهتا تها ٬ سر پر کهڑا تها ٬ جلادوں کا مجمع چاروں طرف سے گهیرے هوے تها ٬ اور وه بار بار کهه رها تها " یا احمد ! و الله اني علیک لشفیق ٬ و اني لاشفق علیک کشفقتي علی هارون ابني ٬ و والله لئن اجابني لاطلقن عنک بیدي - ما تقول ؟ " یعنی و الله میں تم پر اس سے بهي زیاده شفقت رکهتا هوں جسقدر اپنے بیٹے کیلیے شفیق هوں - اگر تم خلق قران کا اقرار کرلو تو قسم خدا کي ابهي اپنے هاتهوں سے تمهاري بیڑیاں کهولدوں - لیکن اُس پیکر حق ٬ اُس مجسمۂ سنة ٬ اُس موید بالروح القدس ٬ اُس صابر اعظم کما صبر اولو العزم من الرسل کي زبان صدق سے صرف یهي جواب نکلتا تها : " اعطوني شیئا من کتاب الله او سنة رسوله حتی اقول به " الله کي کتاب میں سے کچهه دکهلادو یا اُسکے رسول کا کوئي قول پیش کردو تو میں اقرار کرلوں ٬ اِسکے سوا میں اور کچهه نهیں جانتا !

چو غـــلام آفتـــابم همه ز آفتـــاب گـــویم
نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم

اگر اس چراغ تجدید و مصباح عزیمة دعوة کي روشني مشکواة نبوة سے مستنیر نه تهي ٬ تو پهر یه کیا تها که جب معتصم هر طرح عاجز آ کر قاضي ابن ابي داود وغیره علماء بدعت و اعتزال سے کهتا " ناظروه و کلموه " اور وه کتاب و سنة کے میدان میں عاجز آ کر اپنے اوهام و ظنون باطله کو باسم عقل و راے پیش کرتے که سر تا سر یونانیات ملعونه سے ماخوذ تهے ٬ تو وه اُسکے جواب میں بے ساخته بول اٹهتے " ما ادري ما هذا ؟ " میں نهیں جانتا یه کیا بلا هے ؟ " اعطوني شیئاً من کتاب الله او من سنة رسوله حتی اقول " اس تمام کائنات هستي میں میرے سر کو جهکانے والي صرف دو هي چیزیں هیں - الله کي کتاب اور اُسکے رسول کي سنة - اسکے سوا نه میرے لیے کوئي دلیل هے نه علم :

بار بار کہہ رہا ہوں کہ عزیمۃ دعوۃ ' عزیمۃ دعوۃ ' تو یہ ہے عزیمۃ دعوۃ اور یہ ہے وراثت و نیابت مقام فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل کی ' اور یہ ہے خاصہ مرتبۂ عظیمۂ " من یجدد لہا دینہا " کا ' اور یہ ہے آن ایام فتن کا صبر اعظم و اکبر جنکی نسبت ترمذي کي روایت میں فرمایا " الصبر فیہن کالقبض علی الجمر " تو یہي وہ لوگ ھیں جو اگر چاھیں تو گوشۂ رخصت و بیچارگي میں امن و عافیت کے پھول چن سکتے ھیں ' لیکن وہ پھولوں کو چھوڑ کر دھکتے ھوے انگارے پکڑ لیتے ھیں ' اور اسي لیے آنکا اجر و ثواب بھي " مثل اجر خمسین رجلاً یعملون مثل عملکم " کا حکم رکھتا ہے - مانا کہ ضعیفوں اور درماندوں کیلیے رخصت و گلو خلاصي کي راھیں بھي باز رکھي گئي ھوں لیکن اصحاب عزائم کا عالم دوسرا ہے - آنکي ھمت عالي بھلا میدان عزیمۃ و اسبقیۃ بالخیرات کو چھوڑ کر تنگناے رخصت و ضعف میں پناہ لینا کب گوارا کرسکتي ہے ؟ جوانان ھمت اور مردان کارزار اس ننگ کو کیوں قبول کرنے لگے کہ کمزوروں اور درماندوں کي لکڑي کا سہارا پکڑیں ؟ جنکے لیے اِس میں سلامتي ہے ' ھوا کرے ' مگر آنکے لیے تو ایسا کرنا ھمت کي موت ہے ' ایمان کي پامالي ہے ' اور عشق کي جبین عزت کیلیے داغ ننگ و عار سے کم نہیں - حسنات الابرار سئیات المقربین ! رخصۃ و عزیمۃ کي تفریق اور اعلی و ادنی کا امتیاز اصحاب عمل کیلیے ہے نہ کہ اصحاب عشق کیلیے - عشق کي راہ ایک ھي ہے ' اور اُسمیں جو کچھہ ہے عزیمۃ ھي عزیمۃ ہے - ضعف و بیچارگي کا تو ذکر ھي کیا ؟ وھاں رخصت کا نام لینا بھي کم از معصیت نہیں - کما قال بعض المحبین العارفین : (۴۶ : ۳۵)

ملت عشق از ھمہ دین ھا جداست

عاشقان را مذھب و ملت خداست !

حافظ ابن جوزي لکھتے ھیں کہ جب معتصم باللہ نے جلادوں کو ضرب تازیانہ کیلیے حکم دیا تو وہ علماء اھل سنۃ بھي دربار میں موجود تھے جو شدۃ محن و مصائب کي تاب نہ لاسکے اور اقرار کرکے چھوٹ گئے - ان میں سے بعض نے کہا " من صنع من اصحابک في ھذا الامر ما تصنع " خود تمہارے

تهیں! (۱) ابو العباس کہتے هیں کہ جب هم نے یہ بات سني تو مایوس هوکر چلے آئے کہ انکو سمجھانا بیکار هے - یہ اپني بات سے پھرنے والے نہیں" یہ جو میں

(۱) اصل حدیث کے الفاظ صحیح بخاري میں یہ هیں ' یا قریب قریب اسکے " شکونا الی رسول الله صلعم و هو متوسد بردة له في ظل الکعبه ' قلنا الا تدعو الله لنا ؟ قال : کان الرجل في من قبلکم یحفرله في الارض فیجعل فیه فیجاء بالمنشار فیوضع علی راسه فیشق ' و ما یصده ذلک عن دینه - و یمشط بامشاط الحدید ما دون لحمه من عظم و عصب ' و ما یصده ذلک عن دینه - و الله لیتمن هذ الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت لا یخاف الا الله و لکنکم تستعجلون " یہ هجرة سے پیشتر کا واقعہ هے - بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اعداء حق کے ظلم و جور کي حد هوگئي - آپ همارے لیے دعا نہیں کرتے ؟ فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے هیں کہ ظالموں نے انکو گڑھوں میں کھڑا کر کے آرہ سے چیر دیا مگر اس پر بھي انہوں نے حق سے منہہ نہ موڑا ' اور ایسا هوا کہ حق پرستوں کي کھالوں پر لوهے کي کنگھیاں پھرائي گئیں جو گوشت کو هڈي اور پٹھے سے جدا کردیتي تھیں ' لیکن اِسکو بھي انھوں نے سہہ لیا اور حق سے منہ نہ موڑا - خدا کي قسم! دعوۃ حق کا جو کام شروع هوا هے وہ پورا هوکر رهیگا ' یہانتک کہ وہ وقت قریب هے جب یمن سے حضرموت تک ایک سوار چلا جائیگا اور بجز الله کے اور کسي کا خوف اسکے دل میں نہوگا (یعني راہ میں هر جگہ صرف مسلمان هي هونگے - کوئي غیر نہوگا جو حملہ کرے یا لوٹے) یہ هونے والا هے مگر تم جلد بازي کرتے هو " امام بخاري باب علامات النبوۃ میں ایک دوسري حدیث عدي بن حاتم کي بھي لاے هیں کہ " لترین الظعنیة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبه " اور " لتفتحن کنوز کسری " یعني آپنے فرمایا : عدي ' اگر تم جیتے رهے تو اپني آنکھوں سے دیکھہ لوگے کہ حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت تن تنہا سفر کر کے آئیگي اور کعبہ کا طواف کریگي اور اس تمام سفر میں الله کے سوا کوئي چیز اسکے لیے موجب خوف نہوگي - اور قریب هے کہ مسلمانوں کیلیے کسری کے خزانے کھولدیے جائیں - عدي کہتے هیں کہ میں زندہ رها اور دونوں باتیں میں نے اپني آنکھوں سے دیکھہ لیں - و کنت في من افتتح کنوز کسری !

وہ زمانہ کیا هوا جب مرے گریہ میں اثر تھا
یهي چشم خونفشاں تھي ' یهي دل یهي جگر تھا !

علیهم و لم یغسلهم " (۱) بلکه اُنکے خون میں رنگے هوے کپڑوں کو بهي اُنسے الگ نه کیجیے " یدفنوا في ثیابهم و دمائهم " (۲) اور اِسي لباس گلگوں و خلعت رنگیں میں وهاں جانے دیجیے جهاں اُنکا انتظار کیا جارها هے ' اور جهاں خون عشق کے سرخ دهبوں سے بڑهکر شاید آور کوئي نقش و نگار عمل مقبول و محبوب نہیں: عند ربهم یرزقون - فرحین بما اتاهم الله ! (۳ : ۱۶۹-۱۷۰)

خون شهیدان را ز آب اولی ترست
این گناه از صد ثواب اولی ترست !

الله الله ! یهاں طهارت جسم و لباس کا کیا سوال هے ؟ امام احمد بن حنبل نے اپني تمام عمر میں اگر کوئي پاک سے پاک - اور سچي سے سچي نماز پڑهي تهي ' تو یقیناً وه وهي ظهر کي نماز تهي - اُنکي تمام عمر کي وه نمازیں ایک طرف جو دجله کے پاني سے پاک کي گئي تهیں ' اور وه چند گهڑیوں کي عبادت ایک طرف جسکو راه ثبات حق میں بهنے والے خون نے مقدس و مطهر کردیا تها ! سبحان الله ! جس کے عشق میں چار چار بوجهل بیڑیاں پانوں میں پهن لي تهیں ' جسکي خاطر سارا جسم زخموں سے چور اور خون سے رنگین هو رها تها ' اُسي کے آگے جبین نیاز جهکي هوئي ! اُسي کے ذکر میں قلب و لسان لذت یاب تسبیح و تحمید ! اُسي کے جلوۂ جمال میں چشم شوق وقف نظارۂ دید ! اور اُسي کي یاد میں روح مضطر محو و سرشار عشق و خود فراموشي !

یوں عبادت هو تو زاهد هیں عبادت کے مزے !

اور یه جو امام موصوف نے افطار سے انکار کردیا ' اور نماز کا وقت آ یا تو به اول وقت و به جماعة ادا کرنے سے باز نه آے حالانکه جسم زخموں سے چور

---

(۱) بخاري و ترمذي میں شهداء اُحد کي نسبت. غالباً حضرة جابر کي روایت هے - یه اُسکے الفاظ هیں - (اوکما قال)

(۲) ابو داؤد نے حضرة ابن عباس سے روایت کي هے " امر بقتلی اُحدان ینزع عنهم الحدید و ان یدفنوا في ثیابهم و دمائهم " (یه ' یا قریب قریب اسکے الفاظ هیں)

ساتھیوں میں سے کس نے ایسی ھٹ کی جیسی تم کر رہے ھو؟ امام احمد نے کہا یہ تو کوئی دلیل نہ ھوئی " اعطوني شيئا من كتاب الله او سنة رسوله حتى اقول به " عین حالت صوم میں کہ صرف پانی کے چند گھونٹ پی کر روزہ رکھہ لیا تھا ' نو تازہ دم جلادوں نے پوری قوۃ سے کوڑے مارے یہانتک کہ تمام پیٹھہ زخموں سے چور ھوگئی اور تمام جسم خون سے رنگین ھوگیا - خود کہتے ھیں کہ جب ھوش آیا تو چند آدمی پانی لاے اور کہا پی لو مگر میں نے انکار کردیا کہ روزہ نہیں توڑ سکتا - وھاں سے مجکو اسحاق بن ابراھیم کے مکان میں لیگئے - ظہر کی نماز کا وقت آگیا تھا - ابن سماعہ نے امامت کی اور میں نے نماز پڑھی - نماز کے بعد ابن سماعہ نے کہا : تم نے نماز پڑھی حالانکہ خون تمہارے کپڑوں میں بہہ رہا ھے؟ یعنے دم جاری و کثیر کے بعد طہارت کہاں رھی؟ میں نے جواب دیا " قد صلى عمرو جرحه يثعب دماً " ھاں مگر میں نے وھی کیا جو حضرۃ عمر نے کیا تھا - صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اور قاتل نے زخمی کیا مگر اسی حالت میں اُنہوں نے نماز پوری کی !

ابن سماعہ کے جواب میں حضرۃ امام نے حضرۃ عمر کی جو نظیر پیش کی تو یہ اُنکی تشفی کیلیے بس کرتی تھی ' مگر میں کہتا ھوں کہ جو خون اُسوقت امام احمد بن حنبل کے زخموں سے بہہ رھا تھا ' اگر وہ خون ناپاک تھا اور اُسکے ساتھہ نماز نہیں ھوسکتی تو پھر دنیا میں اور کونسی چیز ایسی ھے جو انسان کو پاک کرسکتی ھے ' اور کونسا پانی ھے جو طاھر و مطہر ھوسکتا ھے؟ اگر یہ ناپاک ھے تو دنیا کی تمام پاکیاں اِس ناپاکی پر قربان ! اور دنیا کی ساری طہارتیں اِسپر سے نچھاور ! یہ کیا بات ھے کہ پاک سے پاک اور مقدس سے مقدس انسان کی میت کیلیے بھی غسل ضروری ٹھہرا کہ " اغسلوه بماء وسدر وكفنوه في ثوبين " (۱) مگر شہیدان حق کیلیے یہ بات ھوئی کہ اُنکی پاکی شرمندۂ آب غسل نہیں " لم يصل

(۱) اخرجه البخاري عن ابن عباس رضي الله عنه -

گھلتی - لائمات مصر نے تو صرف هاتهه هي کاٹ ليے تهے : اکبرنه ' و قطعن
ايديهن و قلن حاش لله ! ما هذا بشرا ' ان هذا الا ملک کريم (۱) ليکن (۳۱:۱۲)
عجب نهيں که تمهارے هاتهوں کي چهرياں خود تمهارے هي گردنوں پر
چل جاتيں اور اُسوقت دل باختگان عشق يوسفي کهتے : فذالکن الذي لمتنني
فيه ! و لقد احسن القائل : (۳۲:۱۲)

لو يسمعون کما سمعت کلامها * خروا لعزة سجداً و رکوعا !

---

(۱) عام طور پر يه واقعه يوں سمجها جاتا هے که وه عورتيں حضرت يوسف کا جمال صورت ديکهکر ايسي بيخود هوئيں که پهلوں کي جگه اپنے هاتهه کاٹ ڈالے ' مگر قران حکيم سے ايسا ثابت نهيں هوتا - حضرة يوسف نے اِس واقعه کے بعد هي دعا مانگي : و الا تصرف عني کيدهن اصب اليهن (۳۳:۱۲) خدايا ! اگر ان عورتوں کے مکر و فريب سے تو نے نه بچايا تو ممکن هے که ميں انپر جهک پڑوں - يهاں اُن عورتوں کے معامله کو " کيد " کها ليکن اگر وه تاب نظارۀ جمال نه لاکر بيخود هوگئی تهيں تو اسميں " کيد " کي کونسي بات تهي ؟ پهر خدا فرماتا هے : فصرف عنه کيدهن (۳۴:۱۲) هم نے اُن عورتوں کے کيد کو اُسکي طرف سے هٹا ديا - پهر قيد خانے ميں پادشاه کے پيامبر سے کها : ما بال النسوة التي قطعن ايديهن ' ان ربي بکيدهن عليم (۵۰:۱۲) يعني پلے اس معامله کو صاف کرلو که وه جو عورتوں نے اپنے هاتهه کاٹ ڈالے تهے تو اسکي حقيقت کيا تهي ؟ ميرا پروردگار اُنکے مکر کو خوب جانتا هے - ان دونوں مقامات ميں بهي اس معامله کو کيد سے تعبير کيا اور آخري آية ميں تو صاف صاف قطع يد کو حضرة يوسف " کيد " کهه رهے هيں - اس سے بهي بڑهکر يه که جب حسب تحريک حضرة يوسف پادشاه نے اُن عورتوں سے معامله کي تحقيق چاهي تو ان لفظوں ميں پوچها : ما خطبکن اذ راودتن يوسف عن نفسه ؟ (۵۱:۱۲) بتلاؤ کيا حال تها جب تم لوگوں نے يوسف کو پهسلانا چاها تها ؟ يهاں بهي " راودتن عن نفسه " کا لفظ هے جو اُن عورتوں نے امرأة العزيز کي نسبت کها تها : تراود فتاها عن نفسه (۳۰:۱۲) اور راودته التي هو في بيتها عن نفسه (۲۳:۱۲) اور و لقد راودته عن نفسه فاستعصم (۳۲:۱۲) پس اگر وه عورتيں صورت هي ديکهکر مسحور و بيخود هوگئي تهيں تو اسميں پهسلانے اور بهلانے کا مکر کيا هوا ؟ اگر کها جاے که هاتهه کاٹنے کے بعد اُنهوں نے پهسلانا چاها تها ' تو يه

اور پیٹھ کا خون پانؤں تک بہہ رہا تھا ' تو اب بتلاؤ کہ وہ تمہارا رخصت والا معاملہ کیا ہوا ؟ کیا ایسی حالت میں رخصت نہ تھی کہ روزہ کھولدیتے اور نماز کیلیے اسقدر توقف کر جاتے کہ زخموں پر مرہم تو لگا دیا جاتا ؟ اور اگر تم اس عالم میں ہو کہ امن و فراغت اور طاقت و فرصت کی حالت میں بھی مصائب و خطرات سے بچنے کیلیے دعوة الی الحق کو ترک و ملتوی اور عزم و ثبات حق سے انحراف کیا جاسکتا ہے ' اور تمہارے نزدیک مصلحت و رخصت اِسی میں ہے کہ بطلان و ضلالة کے آگے سر جھکا دیا جاے ' تو خدا را بتلاؤ کہ یہ عالم کونسا تھا ؟ کبھی اِس عالم کی بھی کوئی خبر تم تک پہنچی ہے ؟

یاران خبر دهید که این جلوه گاه کیست ؟

افسوس ' حیلہ جوئی و بہانہ سازی کا نام تمہاری بولی میں رخصت ہے اور ہمت کی موت اور ایمان کی جانکنی کو تمہاری بستی میں مصلحت بینی اور دانشمندی کے لقب سے پکارا جاتا ہے - تم کو اِس عالم کی کیا خبر؟ اقلیم عزائم اور ہمت آباد عشق کے معاملات تمہارے وہم و گمان سے بھی بالا تر ہیں - تمہارے لیے یہی بہت ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے ایمان کی بچی بچائی اور نچی کھچی پونجی بچا لیجاؤ - اگرچہ اسکی بھی امید نہیں :

تو اے گرد توهم ! شوکت دریا چه میدانی ؟

اسیر عذر لنگی ' وسعت صحرا چه میدانی ؟

تم کہتے ہو کہ دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالدینا کونسی عقلمندی اور کہاں کی حق پرستی ہے ؟ بلکہ ایک طرح کی ضلالة و جنون : حتی تکون حرضاً او تکون من الهالکین ! تو تمہاری مثال ٹھیک ٹھیک لائمات مصر کی سی ہے جو جمال عصمت یوسفی سے بیخبر امرأة العزیز کو ملامت کیا کرتی تھیں : تراود فتاها عن نفسه قد شغفها حبا - انا لنراها فی ضلال مبین ! لیکن کاش ایسا ہوتا کہ پردہ اٹھایا جا سکتا اور یہ کہا جاسکتا کہ اخرج علیهن ! تو اُسوقت ملامت گران بے درد پر اپنی ملامتوں کی حقیقت

کرے خدا ابو الہیثم کو بخش دے ! میں نے ایک دن پوچھا - ابو الہیثم کون ہے ؟ کہا جس دن مجھکو سباھي دربار میں لیگئے اور کوڑے مارے گئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲۵)

و لقد راودنہ عن نفسہ فاستعصم (۱۲ : ۳۲) ہاں بیشک ، میں نے اُسکو بہت پھسلانا چاہا تھا ، مگر وہ بے قابو نہ ہوا - یعنی ایسے پاک شخص کے مقابلے میں اپنی ناکامی کا اقرار باعث عار نہیں - اگر یہ معاملہ صرف محویت حسن صورت ھی کا تھا تو اس موقعہ پر یہ کہنے کا کون موقع تھا ؟ اُن عورتوں نے کہا تھا :

۳۱:۱۲) الا ملک کریم - اگر وہ صرف حسن صورت ھي دیکھکر بیخود ہوگئي تھیں تو ملک کریم کیوں کہا ؟ فرشتوں کي خوبصورتي کا تو شہرہ نہیں ہے - پاکي اور عصمت کا ہے - فلما سمعت بمکرھن (۱۲ : ۳۱) اگر صرف اُن عورتوں نے حضرۃ یوسف کي تحقیر ھي کي تھي ، اور بنیاد ملامت صرف یہي تھي کہ ایک غلام پر کیوں جان دینے لگي اور خود اُنکے دل میں کھوٹ نہ تھا ، تو اِسمیں مکر کی کونسی بات ہوئي ؟ مکر کے معني عربی میں یہ ہیں " ایصال الشي الی الغیر بطریق خفی " وکذالک الکید ~~والمخادعہ~~ - جب ان عورتوں کے خیال کو مکر کہا تو اُسمیں کوئی مخفي بات بھي اندر کي ہوني چاھیے - ایک مرتبہ مجھکو خیال ہوا کہ یہ مشہور تفسیر تو خود ایک حدیث کے خلاف ہے - حضرۃ عائشہ کی مشہور روایت میں ہے کہ مرض الموت میں آپنے بلال سے کہا - حضرۃ ابوبکر کو نماز پڑھانے کیلیے کہدو - اسپر حضرۃ عائشہ نے اور پھر انکي تحریک سے حضرۃ حفصہ نے کہا " رجل اسیف " حضرۃ ابوبکر بڑے ھي رقیق القلب آدمي ہیں - اُنسے نہ ہوسکے گا کہ آپکي جگہ کھڑے ہوکر نماز پڑھائیں حضرۃ عمر کیلیے فرمادیجیے - اسپر آپنے فرمایا " انکن صواحب یوسف " - اگر وھي مشہور تفسیر مانلي جاے تو آپکي [یعنی دل میں تو تمھارے بھی ہے کہ ابوبکر پڑھائیں، مگر بظاہر اس سے انکار کر رہی ہو -] یہ تمثیل کسي طرح بھي درست نہیں ہوتي -

ہم اُن تاویلوں سے بیخبر نہیں ہیں جو مفسرین نے لائمات کا مکر و کید ثابت کرنے کیلیے کی ہیں ، مگر اس صاف صاف تفسیر کے بعد ان تکلفات کي ضرورت باقي نہیں رہتي - حضرۃ یوسف کے جمال صورت سے بھي ہمیں انکار نہیں ، اور حضرۃ یوسف پرکیا موقوف ہے ؟ دنیا میں کوئي نبي بھي بد صورت نہیں آیا - انبیاء کرام فطرۃ و مزاج انساني کا کامل ترین ظہور ہوتے ہیں - کمال فطرۃ بغیر اعتدال و قوام خلقت و کمال نشوء جسم و ہیکل ممکن نہیں - " و کان رسول اللہ صلي اللہ علیہ و سلم یشب شبابا لا یشبہ الغلمان " اور

امام موصوف کے لڑکے عبد اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد ہمیشہ کہا کرتے " رحم اللہ ابا الہیثم ' غفر اللہ لابی الہیثم " خدا ابو الہیثم پر رحم

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲۵]

قرآن میں کہیں نہیں ہے - وہاں تو صرف اس اعتراف پر معاملہ ختم ہوجاتا ہے کہ ان ھذا الا ملک کریم (۳۱:۱۲) اور بلاغۃ قرآنی کے خلاف ہے کہ ایک غیر متذکرۃ و مجہول واقعہ کی طرف جابجا اشارہ کیا جاے - پس اس آیت کی یہ تفسیر کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتی - صاف بات یہ ہے کہ ملامت کرنے والی عورتوں کے دلوں میں دراصل پہلے سے کھوٹ تھا - وہ خود حضرۃ یوسف پر ریجھی ہوئی تھیں ' مگر بظاہر امرأۃ العزیز کو طعنہ دیا کرتی تھیں کہ ایک نوخیز غلام پر مرنے لگی اور اسکو بھی قابو میں نہ لا سکی؟ یعنی ہم ہوتے تو ایک ہی چلتر میں پاکبازی کی ساری دھوم ختم کردیتے - فلما سمعت بمکرھن (۳۱:۱۲) جب امرأۃ العزیز نے انکی اِس مکاری کا حال سنا تو حضرۃ یوسف سے مقابلہ کرادیا کہ اچھا ' میں تو اُسکو قابو میں نہ لا سکی - اگر اُسکی پاکبازی ایسی ہی پھسل پڑنے والی ہے تو تم بھی اپنے سارے داؤ آزما دیکھو - جب حضرۃ یوسف سامنے آے تو اکبرنہ (۳۱:۱۲) اُنکی عصمت و پاکی کی عظمت نے اُنکو قائل کردیا - و قطعن ایدیھن (۳۱:۱۲) جب اظہار عشق و فریفتگی کے سارے چلتر ناکام رہے تو پھر یہ کیا کہ اپنا کمال عشق جتانے کیلیے اپنے ہات کاٹ لیے - یعنی زخم لگا کر خون بہادیا - یہ بھی ایک چلتر تھا کہ نہ مانوگے تو بھی جھری ہوگی اور ہماری جان - لیکن جب وہ کوہ عصمت اِسپر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا تو بے اختیار پکار اُٹھیں : ما ھذا بشرا ' ان ھذا الا ملک کریم ! (۳۱:۱۲) ہم نے تو وہ ناز و عشوہ دکھلاے اور وہ چلتر کیے کہ کوئی کیسا ہی انسان ہوتا مگر اپنے کو قابو میں نہیں رکھہ سکتا تھا - لیکن یہ تو پاکی و قدوسیت کا فرشتہ ہے جسکو گناہ کا کوئی دام بھی پھنسا نہیں سکتا ! اِسپر امرأۃ العزیز بولی فذلکن الذی لمتننی فیہ - (۳۲:۱۲) دیکھا ! یہ ہے وہ پیکر عصمت اور مجسمۂ ملکوتیۃ جسکے لیے مجکو ملامت کیا کرتی تھیں ! :

هزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آے کرے شکار مجھے !

خود امرأۃ العزیز کا یہ قول ہی تفسیر مشہور کی تغلیط کیلیے کافی ہے :

کس منہ سے اپنے آپکــو کہتا ہے عشق باز

اے رو سیاہ تجھہ سے تو یہ بھي نہوســکا !

حافظ ابن جوزي نے محمد بن اسماعیل کا قول نقل کیا ہے " ضربت احمد بن حنبل ثمانین سوطاً لو ضربتها فیلاً لهرته !" احمد بن حنبل کو اسي کوڑے ایسے سخت مارے گئے کہ اگر ہاتھي کے بھي مارے جاتے تو چیخ اٹھتا ' مگر اس کوہ عزم و ہمت نے اُف تک نہ کي - جب تک ہوش رہا ' ہر ضرب پر یا تو وهي جملہ زبان سے نکلتا رہا جسکے لیے یہ سب کچھہ ہو رہا تھا " القرآن کلام اللہ غیر مخلوق" اور یا یہ آیۃ کریمہ : لن یصیبنــا الا ما کتب اللــہ لنا ! (٩:٥١)

روے کشــادہ بایــد و پیشاني فــراخ

آنجا کــہ لــطمہ هاے یــد اللہ میزننــد !

یہ ہے مقام ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کا ' اور یہ ہے وراثت و نیابت حقیقي و کامل فاستقم کما امرت اور فانک باعیننا اور فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا کي ' اور یہ هیں مجسم و ممثل معني کریمۂ اولائک کتب في قلوبهم الایمان و ایدهم بروح منہ اور رضي اللہ عنہ و رضوا عنہ ' اولائک حزب اللہ ' الا ان حزب اللہ هم المفلحون ! کے ' اور (٢٢:٥٨)

یہ ہے وہ معاملہ کہ ان عبادي لیس لک علیهم سلطان ! جب بندگان حق کو شیاطین و ابالیس کا وہ مکر و خدع بھي اپني جگہ سے نہیں ہلاسکتا کہ لتزول منہ الجبال تو ظاہر ہے کہ چمڑے کے کوڑے اور لوہے کي دهار اُنکی استقامت پر کب غالب آنے والي ہے ؟ یہ تو اُسکے مقابلے میں محض ایک ابتدائي اور آزمایشي منزل ہے :

کریگی کوهکن کے جــذب دل کا امتحــاں آخــر

ابھي اُس خستہ کے نیروے تن کي آزمائش ہے !

في الحقیقت حضرۃ امام موصوف کي نسبت محمدي اور کمال مرتبۂ تأسي باسوۂ نبوۃ کي یہي وہ شان و جلالۃ ہے جس نے اُنکو تمام آئمۂ و مجددین امت کي صفوف مراتب و کمال سے بلند کرکے ایک دوسرے

تو جب هم راه سے گذر رهے تهے ' ایک آدمي مجهسے ملا اور کها مجکو پہچانتے هو؟ میں مشهور چور اور عیار ابو الهیثم حداد هوں - میرا نام شاهي دفتر میں ثبت هے - بارها چوري کرتے پکڑا گیا اور بڑي بڑي سزائیں جهیلیں - صرف کوڑوں هي کي مار اگر گنوں تو سب ملاکر اٹهاره هزار ضربیں تو میري پیٹهه پر ضرور پڑي هونگي - با ایں همه میري استقامت کا یه حال هے که ابتک چوري سے باز نه آیا - جب کوڑے کها کر جیل خانے سے نکلا ' سیدها چوري کي تاک میں چلا گیا - میري استقامت کا یه حال شیطان کي طاعت میں رها هے - دنیا کي خاطر - افسوس تم پر اگر الله کي محبت کي راه میں اتني استقامت بهي نه دکهلا سکو اور دین حق کي خاطر چند کوڑوں کي ضرب برداشت نه کرو! میں نے جب یه سنا تو اپنے جي میں کها - اگر حق کي خاطر اتنا بهي نه کرسکے جتنا دنیا کي خاطر ایک چور اور ڈاکو کر رها هے تو هماري بندگي پر هزار حیف اور هماري خدا پرستي سے بت پرستي لاکهه درجه بهتر!

[بقیه نوٹ صفحه ۱۲۵]

اعتدال و قوام خلقت میں، اعتدال ظاهر و باطن ' دونوں داخل هیں - پس انبیاء کرام کے ظاهر و باطن ' دونوں میں بجز جمال و حسن و خوبروئي کے اور کچهه نهیں هوتا اور نه هوسکتا هے - مگر مجرد جمال صورت کوئي ایسي چیز نهیں جو انبیاء کیلیے موجب فخر و مباهات یا معجزه هو اور قرآن حکیم اسکا خاص طور پر ذکر کرے - حضرة یوسف کا اصلي جمال ' جمال عصمت و باطن تها ' جسکا جلوه قال معاذ الله ! ان ربي احسن مثواي (۱۲:۲۳) کے مقام پر بهي نمایاں هوا ' ما هذا بشرا (۱۲:۳۱) کے معامله میں بهي ' السجن احب الي مما یدعونني الیه (۱۲:۳۳) کے اعلان میں بهي ' یا صاحبي السجن الخ (۱۲:۳۹) کے وعظ و اعلان حق میں بهي ' اور اني حفیظ علیم (۱۲:۵۵) کے تخت جلال و عظمت پر بهي ! کیا وه جمال انکے حسن مقدس کي جهان آرائي کیلیے بس نهیں کرتا ؟ لقد کان في قصصهم عبرة لاولي الالباب ! (۱۲:۱۱۱)

~~سورۂ یوسف کي چهه مشهور و عام غلطیوں میں سے ایک غلطي یه تهي - سورۂ مذکوره کي تفسیر میں یه مبحث بالتفصیل لکها جا چکا هے -~~

(قلمزده مولانا)

که اُنکا طریقه تو تاویل و راے کي عقلمندي سے خالي اور محض ظاهر پرستي اور بے دانشي و بے علمي کا مجموعه هے - حتی که الرحمن علی العرش استوی (۲۰ : ۵) اور ید و علؤ و نزول کے دقیق و فلسفیانه معانی بهي اُنکو معلوم نه تهے اور تجسم و جهت کے اعتقاد میں مبتلا ! بر خلاف اسکے عصابهٔ صالحهٔ کتاب و سنة و طائفهٔ حقهٔ ما انا علیه و اصحابي که جمیع طرق و مذاهب بدعیه سے یکسو و دامن کشان هیں اگرچه " ان تعض باصل شجرة " کي نوبت آجاے (۱) اور مبتدعین و ارباب هواء کے تمام شیوه هاے تیره و روش هاے نا فرجام سے بکلي پناه ڈهونڈهتے هیں اگر چه اسکي وجه سے لاکهوں کروروں انسانوں کے نزدیک مبغوض و مردود هوجائیں ' تو اُنکا حال یه هے که اس امام اهل السنة کي محبت و پیروي کو اپنے ایمان کي زینت اور اپنے عقائد کي خوبروئي و زیبائي سمجهتے هیں اور اُنکے مسلک سنة و حکمت (۲) اور طریق محمدیة خالص بے مزج بدعة قیاس و راے کے

---

(۱) یه وصیت کي تهي رسول الله صلی الله علیه وسلم نے حضرة حذیفه اعلم الصحابه بالفتن کو که فاعتزل تلک الفرق کلها و لو ان تعض باصل شجرة حتی یدرکک الموت " یعني جب مسلمانوں کي ایک جماعت اور ایک سبیل نه رهے اور بهت سے مذهبوں اور طریقوں میں بٹ جائیں تو طالب حق کو چاهیے که ان سارے بفارقتي مذهبوں اور جماعتوں سے الگ هوجاے' اور صرف مسلم و مومن رهے - اگر ایسا کرنے میں غربت و بیکسي کي وجه سے درختوں کي جڑ چبا کر جینا پڑے ' تو اسکو بهي گوارا کرلے مگر الگ الگ مذهب بنانے والوں کا ساتهه نه دے ! - پوري روایت صحیحین میں هے -

ان السلامــة عن سلمی و حادیهــا * ان لا تمر علی حال بوادیهــا !
من حام حول الحمي یوشك ان یقع فیــه

(۲) یهاں " حکمت " کا لفظ دیکهکر آجکل کے عقلاء ملت و مجتهدین علم کلام جدید چونکینگے که ظاهر پرستان حدیث و سنة کے مسلک کو حکمت سے کیا علاقه ؟ ان لوگونکے نزدیک ظنون و شکوک کا نام حکمت هے جبکه " فلسفه " کے لفظ سے تعبیر کي جاے ' اور وهم پرستي و الحاد خفي کا نام طریق حکیمانه هے جبکه تطبیق عقل و نقل کے لقب سے اُسکي نمایش کي جاے - یه موقعه اسکي تفصیل کا نهیں هے - اگر تفسیر البیــان

هي مقام پر پهنچا دیا هے - حتی که تمام آئمۂ اسلام میں یه فضل مخصوص صرف اُنهي کے حصے میں آیا که آنکي محبت و پیروي اهل حق و سنة هونے کي دلیل ٹهري اور آنسے انحراف بدعتي هونے کي سب سے بڑي پهچان ! الله تعالی نے آنکو فنا في السنة هونے کا وہ مرتبه عطا فرمایا که کمال استغراق و تفاني کي وجه سے خود آنکي ذات گرامي هي یکسر سنة و اتباع سنة کا پیکر و مجسمه بنگئي - بحدیکه :

نتوان ترا و جان را بهم امتیاز کردن !

جو اس امام کے قدم بقدم چلا اُس نے سنة کو پایا ' اور جس نے اُسکي راہ چهوڑي اُس نے سنة رسول و منهج اصحاب رسول سے انحراف کیا - یه کیا تها که بڑے بڑے آئمۂ عصر کو اعتراف کرنا پڑا " اذا رائیت الرجل یحب احمد بن حنبل ' فاعلم انه صاحب سنة ! اگر کسي کو دیکهو که امام احمد سے محبت رکهتا هے تو بس جان لوکه صاحب سنة هے ! خطیب نے تاریخ میں همداني کا قول نقل کیا هے " یعرف به المسلم من الزندیق " اسي کسوٹي پر مسلم کو زندیق سے پرکها جایگا - دورقي نے کہا " من سمعتموہ یذکر احمد بن حنبل بسؤ فاتهموہ علی الاسلام " !

انا من اهوی ' و من اهوی ' انا * نحن روحان حللنا بدنا
فاذا ابصرتني ' ابصرته * و اذا ' ابصرته ' ابصرتنا !

و یقرب من هذا ما قیل بالفارسیة :

جذبۂ وصل بحدیست میان من و تو
که رقیب آمد و پرسید نشان من و تو

امام موصوف کے متعلق اسي حقیقت کو مزاحم الخاقاني نے ایک قطعه میں نظم کیا تها :

لقد صار في الافاق احمد محنة * و امر الوری فیها فلیس بمشکل
تری ذا الهوی جهلا لاحمد مبغضاً * و تعرف ذا التقوی یحب ابن حنبل !

اور یه بالکل حق هے - آج بهي دیکهه لو - ارباب بدعة کو کبهي امام موصوف کا مسلک خوش نه آئیگا - انکي محبت سے آنکا دل بالکل کورا هوگا - بلکه کهینگے

امام موصوف کا یہي وہ مقام ھے جسکي طرف بشر حافي نے اشارہ کیا تھا " قام احمد مقام الانبیاء " اور کہا کہ امام احمد کي استقامت و ثبات کي آزمائشیں لگاتار چار پادشاھوں نے کي " بعضهم بالضراء و بعضهم بالسراء " مامون ' معتصم ' اور واثق نے ضرب و حبس سے آزمایش کي ' اور متوکل نے تعظیم و تکریم اور عطاء و بخشش دنیا سے ' لیکن " فکان فیها معتصما بالله عزوجل " انکي استقامت و عشق حق پر نہ تو خوف دنیا غالب آیا اور نہ طمع دنیا ' دونوں کسوٹیوں پر اُنکا سونا یکساں طور پر کھرا نکلا ! و البلاء للولاء کالذار للذهب :

بندگان تو کہ در عشق خداوندانند
دو جہان را بہ تمناے تو بفروختہ اند !

مامون و معتصم اور الواثق نے جو کچھہ کیا وہ معلوم ھے - جعفر المتوکل کا یہ حال ھے کہ اُسکي خلافت بدعة و ارباب بدعة کے زوال و خسران اور سنة و اصحاب حدیث کے امن و عروج کا اعلان عام تھي - حافظ ابن جوزي لکھتے ھیں کہ متوکل بالله ھمیشہ اس فکر میں رھتا کہ کسي طرح پچھلے مظالم کي تلافي کرے - ایک بار اس نے بیس ہزار سکے بھیجے اور دربار میں بلایا - ایک بار ایک لاکھہ درھم بھیجا اور سخت اصرار کیا کہ اسکو قبول کرلیجیے - لیکن ھر مرتبہ امام موصوف نے قبول کرنے سے انکار کردیا اور کہا

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۱]

بڑھا تھا ' مگر اب ترک حکمت و سنة کا جو حال ھو رہا ھے وہ اس سے بھي اشد و اعم ھے - و الله ناصر دینه و رافع اعلام سنة رسوله و حسبنا الله و نعم الوکیل - اور یہ جو کہا کہ معتزلۂ جدید اور اُنکے چھوٹے بھائي ' تو ان لوگوں کا کچھہ عجیب حال ھے - انکو دیکھکر بے اختیار زبان سے نکل جاتا ھے کہ الله نباش اول پر رحم کرے ! معتزلۂ قدیم علم و عمل دونوں اعتبار سے بدرجہا انسے بہتر تھے ' اور پھر اپني ایک راہ رکھتے تھے :

گر نہ پڑھیے نماز کیجیے نیاز * آدمي چاھیے کرے کچھہ تو ؟

یہ عجائب المخلوقات تو کسی مرض کي دوا نہیں اور عملي زندگي سے یک قلم کورے - ولهم اعمال من دون ذالک هم لها عاملون ! (۲۳ : ٦٣)

عشق و شغف سے اپنے قلب و روح کو ھمیشہ معمور و آباد رکھتے ھیں۔
و رحمۃ اللہ علی القائل و ھو ابن اعین (کما نقل الخطیب فی التاریخ)
اذ یقول :

اضحی ابن حنبل محنۃ مامونۃ * و بحب احمد یعرف المتنسک
و اذا رأیت لاحمد متنقصاً * فاعلم بان ستورہ ستھتک !

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۱]

کی اشاعت کی نوبت آئی تو اسمیں تفصیل ملیگی - یہاں صرف اسقدر اشارہ بس کرتا ھے کہ قران حکیم کی اصطلاح میں لفظ "حکمت" سے مقصود سنۃ و اسوۂ اعمال انبیاء کرام ھے - لا غیر - یہی معنی اللہ کے رسول نے "حکمت" مستعملۂ قرآن کے بتلائے ھیں - وہ معنی نہیں ھیں جو معتزلۂ قدیم اور انکے خوشہ چینوں نے (مثلاً امام رازی رحمۃ اللہ علیہ) یا انکے چھوٹے بھائیوں نے (یعنی اکثر اشاعرہ رحمہم اللہ نے) سمجھے' اور نہ وہ معنی جسکو آجکل کے معتزلۂ جدید باسم دین الفطرۃ' اور انکے چھوٹے بھائی باسم مسلک حکماء اسلام و حکمت کلامی بیان کرتے ھیں - بل قالوا مثل ما قال الاولون - یہی وجہ ھے کہ ہر نبی کو ایک ساتھ دو چیزیں دی گئیں- "کتاب" اور "حکمت" - وآتیناھم الکتاب و الحکمۃ - کتاب وحی متلو ھے اور حکمت اس نبی کی منہاج عمل و سنۃ - و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ - یہی حکمت وہ خیر کثیر ھے کہ من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور یہی وہ چیز ھے جسکی نسبت مقدام کی روایت میں زور دیکر تین بار فرمایا "الا' انی اوتیت الکتاب و مثلہ" تو یہ "مثلہ" ھے - یعنی کتاب اللہ اور مثل اسکے سنۃ و اسوۂ حسنۂ رسول اللہ :

این دو شمع اند کہ از یک دگر افروختہ اند !

او ر یہی وجہ ھے کہ جس طرح کتاب اللہ کی اشاعت و تبلیغ ضروری ہوئی' اسی طرح اسکی بھی کہ "فلیبلغ الشاھد الغائب" تاکہ ایسا نہو کہ "یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذ القران فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ' و ما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ" لیکن افسوس کہ ایسا ھی ھوا - کہا گیا کہ الزیادۃ علی الکتاب نسخ' اور نسخ ھو نہیں سکتا جبتک خبر متواتر نہو' اور خبر متواتر بشروطہ کالمعدوم - پس ما وجدتم فیہ کے سوا اور کچھ نہیں - یہ پچھلے وقتونکی بات ھے جبکہ معاملہ اس سے آگے نہیں

گئے ' مگر دوسري راه سامنے آئي تو اول قدم هي ميں ٹھوکر لگي' حالانکه مرد کامل وه هے جس پر يدعون ربهم خوفاً و طمعاً کا مقام ايسا طاري هو جاے که دنيا کا خوف اور دنيا کي طمع ' دونوں قسم کے حربے اسکے ليے بالکل بيکار هو جائيں - فهم القوم الذين لا يشقي جليسهم ' و لا يستوحش انيسهم ' قد نالوا مطالبهم برفع اکفهم الى خالقهم ' لا يحتاجون في حوائجهم الا اليه ' و لا يعولون في مقاصدهم الا عليه ! و لله در ما قال :

و نبئت ليلى ارسلت بشفاعة * الى ' فهلا نفس ليلى شفيعها
ا اکرم من ليلى على ' فتبتغي * به الوصل' ام کنت امرء لا اطيعها

فصل

يه تو اوائل کا حال تها - عهد متاخرين ميں بهي ديکهو تو ظهور عزيمة دعوة و تجديد امت کي بو العجبيوں کا هميشه ايسا هي حال رها - آٹهوں صدي هجري کے اوائل ميں جب دعوة عامة امت ' و تجديد شريعت ' و احياء السنة بعد موتها ' و اخماد البدعة بعد شيوعها و ارتفاعها کي روح القدس نے آية من آيات الله ' و حجة قائمة من حجج الله ' شيخ المصلحين و ملاذ المجددين' سند الکاملين' و امام العارفين' وارث الانبياء ' و قدوة الاولياء ' حضرة شيخ الاسلام تقي الدين ابن تيميه رضي الله تعالى عنه کے وجود مبارک ميں ظهور کيا ' اور عهد اواخر کے تمام مسالک دعوة و تجديد کي رياست و فاتحية اور قطبيت و مرکزية کا مقام اس مجدد اعظم کے سپرد کيا گيا ' تو کيا اس زمانے ميں بجز شيخ الاسلام ممدوح کے اور کوئي عالم حق نه تها ؟ تاريخ اسلام ميں اس عهد کي جسقدر تفصيلات ملتي هيں ' کسي عهد کي نهيں ملتيں - اگرچه عربي خلافة کے بکلي اختتام' اور فتنة عظيمة ياجوج و ماجوج (تاتار) کے (من کل حدب ينسلون) اور تفرق مذاهب ' و تشتت جماعت ' و شيوع بدعات ' و احاطة تقليد ' و سد باب نظر و اجتهاد کے مفاسد و مصائب اس زمانے ميں پوري طرح ظهور کرچکے تهے ' اور مسلمانوں کے علمي

میں اپنے مکان میں اپنے ہاتھ سے اسقدر کشتکاری کرلیتا ہوں جو میری ضروریات کیلیے کافی ہے (۱) اس بوجھ کو اٹھاکر کیا کرونگا ؟ کہا گیا کہ اپنے لڑکے کو حکم دیجیے وہ قبول کرلیں - فرمایا وہ اپنی مرضی کا مختار ہے - لیکن جب عبد اللہ سے کہا گیا تو انہوں نے بھی واپس کردیا - آخر مجبور ہوکر لانے والوں نے کہا کہ خود نہیں رکھنا چاھتے تو امیر المؤمنین کا حکم ہے - قبول کرلیجیے اور فقرا ؤ مساکین کو بانٹ دیجیے - فرمایا میرے دروازے سے زیادہ امیر المومنین کے محل کے نیچے فقیروں کا مجمع رہتا ہے - فقیروں ھی کو دینا ہے تو وھیں دیدیا جاے - اس ھنگامہ کی یہاں کیا ضرورت ہے ؟ ایک مرتبہ اسحاق بن ابراھیم کے سخت اصرار سے دس ھزار درھم لے لیے تو اسی وقت مہاجرین و انصار کی اولاد میں تقسیم کردیے :

عدیل همت سافي ست فطرة عرفي
که حاتم دگران و گداے خویشتن ست !

آنکے لڑکے راوی ھیں کہ جب خلیفۂ متوکل آنکی تعظیم و تکریم میں حد درجہ غلو کرنے لگا تو انہوں نے کہا " ھذا امر اشد علي من ذاک - ذاک فتنة الدین و ھذا فتنة الدنیا " یہ معاملہ تو گذشتہ معاملہ سے بھی کہیں زیادہ میرے لیے سخت ہے - وہ دین کے بارے میں فتنہ تھا اور یہ فتنۂ دنیا ہے ! یعنی مصائب و محن کی آزمایش کہیں زیادہ پر امن ہے ' بمقابلۂ آزمایش نعیم دنیا و دعوة طمع و ترغیب کے ' اور یہ بالکل حق ہے - کتنے ھی شہسواران ثبات و استقامت ھیں جو پہلے میدان آزمایش سے تو صحیح و سلامت نکل

---

(۱) حافظ ابن جوزی اور خطیب نے لکھا ہے کہ امام موصوف کا ذریعۂ معاش یہ تھا کہ اپنے مکان کی زمین میں تھوڑی سی کشتکاری کر لیتے اور اسی کے حاصل پر قانع رہتے - زراعت کی زکواة سال بسال ادا کرتے اور اس بارے میں آنکا عمل حضرة عمر کے فرمان خلافة پر تھا جو انہوں نے ارض سواد (عراق) کی نسبت نافذ فرمایا تھا " علی کل جریب درھماً و قفیزا " - غور کرو ' یہ حال علماء سلف کا تھا ' اور جو حال آج علماء دنیا کی دنیا پرستیوں کا ھو رھا ہے وہ معلوم ہے - لیا کلون اموال الناس بالباطل - الخ

~~۱۵۹-۱~~ (۱۳۴:۹)

اسدرجه احسان نهیں هے جسقدر حافظ ذهبي کا - اور اگر کوئي دوسرا اس وصف میں آنکا شریک هے تو وه صرف آنسے متاخر حافظ ابن حجر عسقلاني هیں - و لیس لهما ثالث - یهي وه دو حافظ و ناقد علوم حدیث هیں جنهوں نے نه صرف سلف کے ذخائر و خزائن خلف کیلیے محفوظ کردیے ' بلکه تمام مشکلات و معضلات کار کو صاف کرکے اور ضبط و اتقان' و تهذیب و ترتیب ' و تلخیص و تشریح ' و نقد رجال و اسناد سے آراسته و پیراسته کرکے تمام آنے والي امت کیلیے اتباع سنة کي راه بالکل سهل و آسان کردي - علوم اسلامیه پر پهلا دور تدوین کا گذرا هے اور دوسرا انضباط و تنقیح اور تهذیب و تنظیم کا ' سو علم حدیث کے دور دوم میں ان دو بزرگوں کي خدمات سب پر فائق اور سب سے انفع واقع هوی هیں - یه آنهي کي خدمات حسنه کا نتیجه هے که آج یه علم مقدس اسقدر صاف و سهل هوگیا هے که طالبین عمل بالسنة کیلیے کسي طرح کي عذر داري و بهانه جوئي کي گنجائش باقي نه رهي - امت کا کوئي فرد اب یه نهیں کهه سکتا که حدیث پر عمل کرنا بمقابلهٔ کتب جدل و خلاف و قال اقول وکذا عند زید وکذا عند فلاں کے زیاده مشکل هے - بلکه جس طالب صادق کا جي چاهے' آنکهیں بند کرلے اور اس صراط مستقیم پر بے غل و غش و بے خوف و خطر دوڑتا چلا جاے - فهو طریقا مستقیماً ' سهلاً ' مسلوکا' واسعاً ' موصلاً الی المقصود و المطلوب ! و رضي الله عن الذهبي حیث یقول :

الفقه قـــال اللـــه قال رسـوله * ان صح ' و الاجماع فاجهد فیه
و حذار من نصب الخلاف جهالة * بین النبي و بین رأی فقیه

پس غور کرو که ایسے اصحاب کمال و ائمهٔ علم تھے جو آس عهد میں موجود تھے ' با ایں همه یه حقیقت سورج کي طرح چمک رهي هے اور هر صاحب بصارة پر روشن که مقام عزیمة دعوة کا جو ایک مقام خاص هے ' وه ان میں سے کسي کے حصے میں بهي نه آیا - وه صرف شیخ الاسلام ابن تیمیه هي کیلیے تها - سب اپنے دوسرے دوسرے کاموں میں رهگئے' لیکن انهوں نے وه سب کام بهي آنسے بهتر کیے جو وه سب کر رهے تھے ' اور پهر ان سے بڑهکر یه که

و عملي تنزل کا بیج اچھي طرح بار آور هوچکا تھا ' با ایں همه ائمهٔ دین اور کاملین علوم کي ایک جماعة کثیرہ هر حصهٔ ملک میں موجود تھي ' اور علی الخصوص دیار مصر و شام تو علماء و کاملین امت سے مملوء و مشحون تھے - حتی که قاضي ابو البرکات مخزومي اپنے بائیه میں صرف دیار شام کي نسبت کہتے هیں :

و کان في عصـــرہ بالشــــام یومئـــذ
سبعون مجتهداً من کــل منتخب !

پھر یه بھي نہیں که صرف ایسے هي لوگ هوں جنکا شمار عامهٔ علماء و مشائخ میں کیا جاے ' بلکه بڑے بڑے حفاظ و نقاد علوم اور خواص و اعاظم نظر و اجتہاد موجود تھے جنکے بعد اُس درجه کے لوگ تمام عالم اسلامي میں پیدا نہیں هوے - ابو الفتح ابن سید الناس اشبیلي' شمس الدین مقدسي' ابو العلاء انصاري السبکي ' قاضي ابن الزملکاني ' سید ابو المحاسن دمشقي ' ابو عبد الله حریری ' ابو العباس ابن عمر الواسطي ' حافظ ابو الفداء عماد الدین ' حافظ احمد بن قدامه مقدسي ' ابو اسحاق السعدي ' امام برهان الدین الفزاري ' حافظ صلاح الدین بعلبکي ' شیخ صفي الدین بغدادي ' حافظ ابن شامه دمشقي ' قاضي تقی الدین دقوقي ' شیخ عمر بن الوردي' امام ابو العباس بن حجي ' حافظ جمال الدین عقیلي ' حافظ برزالي الا شبیلی ' تقي الدین السبکي ' حافظ جمال الدین المزي ' امام تقي الدین ابن دقیق العید ' ابو حیان صاحب تفسیر' حافظ ابو عبد الله الذهبي ' اور انکے علاوہ بے شمار ائمهٔ و اعلام عهد جنکے حالات حافظ ذهبي اور ابن قدامه و عسقلاني کي مصنفات میں موجود هیں - تو تم ان لوگوں کي نسبت کیا سمجھتے هو؟ کون هے جو ان بزرگوں کے فضل و کمال اور ورع و تقوی اور اتباع حق و سداد سے انکار کرسکتا هے ؟ علی الخصوص حافظ مزي' برزالي' ابن دقیق العید ' اور حافظ ذهبي تو اس پایه کے بزرگ تھے ' که ان میں سے هر شخص علوم سنة کا خزانه اور حفظ و نقد کا امیر المومنین تھا - علماء حدیث متاخرین میں سے کسي مصنف کا بھي هم اخلاف امت و بیچارگان دورۂ آخر پر

حافظ ابو الحجاج مزي صاحب تہذيب جس مرتبہ کے امام الحديث تھے ' اُسکا حال امام ذہبي کي مصنفات خصوصاً تذکرہ و معاجم اور طبقات کبری سبکي سے معلوم ہوسکتا ہے - اُنکے تمام معاصرين اسپر متفق ہيں کہ وہ نہ صرف جرح و تعديل رجال کے امام تھے بلکہ اس فن کے اماموں کے امام - ہزاروں انسانوں کي ثقاہت و عدم ثقاہت - کا فيصلہ اُنکے قبضۂ علم ميں تھا - با ايں ہمہ يہ مقامات آور ہيں ' اور نسبت نبوۃ ' و نيابۃ کاملۂ منصب رسالۃ ' و عزيمۃ دعوۃ کبری ' و تشبہ و تخلق بالانبياء کا مقام دوسرا ہے - وہ تو اُس عہد ميں صرف ابن تيميہ ہي کيليے تھا - چنانچہ خود اُنکو بھي وہي کہنا پڑا جو اُس عہد کے تمام اصحاب حق نے کہا تھا " ما رأيت مثلہ ولا رای ہو مثل نفسہ ' و ما رأيت احداً اعلم بکتاب اللہ و سنۃ رسولہ و لا اتبع لہما منہ " ! نہ ميں نے اُنکا مثل ديکھا ' اور نہ خود انہوں نے کسي کو اپنا ہمتا پايا - اور نہ ميں نے کسي شخص کو اُنسے زيادہ کتاب و سنۃ کا علم رکھنے والا اور کتاب و سنۃ کا اتباع کرنے والا ديکھا ! حافظ موصوف نے ايک اور موقعہ پر کہا " لم ير مثلہ منذ اربع ماتہ سنۃ " چار سو برس سے ايسا باکمال پيدا نہيں ہوا :

قمـريان پاس غلـط کردۂ خـود مي دارنـد
ورنہ يک سرو دريں باغ بہ اندام تو نيست

يہاں ايک بات قابل غور ہے - " ما رايت مثلہ و لا رائي ہو مثل نفسہ " يہ جملہ اُنکے اکثر معاصرين کي زبان پر بعينہ جاري ہوا ہے - ذہبي اور مزي کي زباني سن چکے - حافظ برزالي اور ابن حجي سے ايسا ہي منقول ہے - شيخ عماد الدين واسطي ' ابن سيد الناس ' ابن نصر مقدسي ' ابن دقيق العيد و غيرہم نے بھي يہي کہا - الرد الوافر اور قول الجلي کے ديکھنے سے معلوم ہوگا کہ تقريباً سبھوں نے بعينہ اسي جملے کو دہرايا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ يا توکسي عارف و جوہر شناس نے اُنکے وصف ميں سب سے پہلے يہ جملہ کہا تھا ' ليکن کچھہ ايسا صحيح و موزوں واقع ہوا کہ تمام با کمالان عہد کي زبانوں پر خود بخود چڑھگيا :

جامۂ بود کہ بر قامت او دوختہ بود !

سب کو راہ عزیمۃ دعوۃ ' و تجدید و احیاء ملت ' و رفع اعلام سنۃ ' و اخماد شر و بدعۃ ' وکشف و ابراز معارف مستورۂ کتاب و سنۃ ' و غوامض و سرائر معارف و حکمۃ نبوۃ ' و انفجار ینابیع الحکمۃ من اللسان و الجنان ' و جہاد في سبیل اللہ بالسیف و القلم و اللسان میں منزلوں اپنے پیچھے چھوڑ دیا ' اور علوم و اعمال وھبیۂ و سماویہ کي اُن بلندیوں پر تن تنہا جا کھڑے ھوے جہاں اُنکے اقران و معاصرین کے وھم و تصور کو بھي بار نہیں - حتی کہ خود اُنکے معاصرین کو یک زبان و یک قلم ھو کر اعتراف کرنا پڑا " ما رأینا مثلہ و انہ ما رای مثل نفسہ " نہ تو ھماري آنکھوں نے اُسکا مثل دیکھا اور نہ خود اُسکو اپنا سا کوئي نظر آیا :

اے تو مجموعۂ خوبي ' بچہ نامت خوانم ؟

خود حافظ ذھبي اپنے معجم شیوخ میں جب اس نادرۃ الارض و اعجوبۃ الدھر کے اوصاف و مدائح لکھتے لکھتے تھک گئے اور وہ ختم نہ ھوے ' تو بالاخر یہ کہکر خاموش ھو جانا پڑا " وھو اکبر من ان ینبہ علی سیرتہ مثلي - و واللہ لو حلفت بین الرکن و المقام اني ما رأیت بعیني مثلہ و انہ ما رای مثل نفسہ ' لما حنثت ! " اُنکا مقام اس سے کہیں ارفع و اعلی ھے کہ مجھہ جیسا شخص انکي سیرۃ و فضیلت بیان کرے - قسم خدا کي ' اگر میں خانۂ کعبہ میں عین رکن و مقام کے درمیان کھڑے ھوکر قسم کھاؤں کہ نہ تو میري آنکھوں نے اُنکا مثل دیکھا اور نہ خود اُنھوں نے اپنا ھمتا ' تو میري قسم سچي ھوگي اور میرے لیے کفارۂ یمین نہیں " ! وکفاک بالذھبي شاھداً (۱) :

تقي الدین اضحی بحر علم ... یجیب السائلین بلا قنوط
احاط بکل علم فیہ نفع ... فقل ما شئت في البحر المحیط !

---

(۱) یہ امام ذھبي کا قول ھے ' اور خود امام موصوف کے تبحر و جامعیۃ علم کا جو حال تھا ' اُسکے لیے انکے شاگرد علامۂ تاج سبکي کا یہ قول کفایت کرتا ھے " و ھو رحل الرجال في کل سبیل کانما جمعت الامۃ في صعید واحد فنظرھا ! " قال في طبقاتہ الکبری -

تو وہ جو ایک چیز ہے کہ " آنے دارد " اُسکے لیے کسي کا صرف خوبصورت ہونا ہي کافي نہیں - خوبصورت تو ہزاروں ہوتے ہیں مگر " آن " رکھنے والے چشم و ابرو لاکھوں خوبان روزگار میں بھي ڈھونڈھے نہیں ملتے - اور اگر ملجائیں تو سمجھنا چاہیے کہ فطرة کي بڑي ہي فیاضي بلکہ غیر متوقع اِسراف ہے - شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے عہد میں حسینوں اور خوبرویوں کي کمي نہ تھي - معاجم ذہبي اور درر کامنہ عسقلاني سے اگر اُس عہد کے صرف ایسے علماء کبار کي ایک فہرست طیار کي جاے جو اپنے تبحر اور کمال علم و عمل کي بنا پر آئمۂ عصر و اساطین علوم تسلیم کیے گئے تو اُنکي تعداد سو سے بھي بقیناً متجاوز ہوگي - صاحب الرد الوافر نے صرف اُن علماء کا ذکر کیا ہے جنہوں نے شیخ الاسلام کے مرتبۂ اجتہاد مطلق و امامۃ في الدین اور تجدید و احیاء شریعت کا اعتراف کیا - اُن میں سے صرف معاصرین کو چھانٹ لیا جاے تو ساٹھہ ستر سے کم نہونگے - وہ سب یقیناً حسین تھے - اور بعض کي حسن و رعنائي پر تو ایک زمانہ فریفتہ و شیدا ہوا اور کتنے ہي حسینان روزگار نے اُنسے دلربائي و دلاویزي کے بھید اور نکتے سیکھے - تاہم اسکو کیا کیجیے کہ وہ جو ایک چیز حسن و خوبروئي سے بھي بلند تر ہے، یعني عزیمۂ دعوۃ و تشبہ بالانبیاء کي شان و آن، تو اُسکے لیے صرف حسن طلعت و بلندي قامت ہي کافي نہیں - ان باتوں کے علاوہ بھي کچھہ اور ہونا چاہیے - اور وہ اُس عہد میں صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ ہي کے حصے میں آیا تھا :

ہـــزار نکتـــہ درس کاروبار دلـــداري ست
کہ نام آن نہ لب لعل و خط زنگاري ست !

حافظ برزالي، ابو الحجاج مزي، ابن سید الناس، ابن دقیق العید، ذہبي، ابن نصر مقدسي، ابو حیان صاحب تفسیر، ان خوبان عہد کے حسن و جمال پر کون نام دھر سکتا ہے ؟ لیکن وہ سب یک زبان ہوکر کہتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ کا سا جمال ہماري آنکھوں نے بھي نہیں دیکھا اور انکا مقام اس سے کہیں بلند ہے کہ ہم جیسے انکي تعریف و توصیف کریں - تو

یا اُس نادرۃ الدھر کي بے ھمتائیوں کا یہ حال تھا کہ جو نظر پڑتي تھي بے ساختہ یہي کہہ اُٹھتي تھي - سورج کو کروروں آنکھیں دیکھتي ھیں ' لیکن ھر آنکھہ کو یہي نظر آتا ھے کہ روشن ھے - یہ تو کوئي نہیں کہتا کہ روشن نہیں ؟ پریوں کے وجود میں لوگوں کو اختلاف ھے لیکن خوبصورت انسانوں کے بارے میں سب کي رائیں متفق ھیں - ایک حسین چہرے کو جو دیکھیگا ' وھي کہیگا جو سب کي زبانوں سے نکل رھا ھے :

این نگاھیست کہ شائستۂ دیدارے ھست !

مشہودات و محسوسات میں ھمیشہ تمام ارباب انظار و احساس یک حکم و یک زبان ھوتے ھیں - یہاں اختلاف کي گنجائش نہیں - الا یہ کہ کوئي اندھا یا فاتر الحس ھو - سو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے عہد میں بھي ایسے لوگ تھے جنکي نظروں پر تعصب و نفسانیت یا جہل و تقلید کا حجاب پڑ گیا تھا ' پس اُنکو وھي نظر آیا جو بند آنکھوں کو نظر آ سکتا ھے :

و ما ضر نور الشمس ان کان ناظراً * الیھا عیون لم تزل دھرھا غمضا

لیکن اُنکا یہاں ذکر نہیں - اصحاب بصارت جتنے تھے ' ان سب نے بالاجماع یہي کہا " ما رأینا مثلہ و لا رای ھو مثل نفسہ " اور یہي وہ خصائص بینۂ و باھرہ مقام تجدید و نیابۃ نبوۃ کے ھیں جنکي نسبت بار بار کہہ رھا ھوں کہ بڑے سے بڑے سر کو بھي وھاں جھکے بغیر چارہ نہیں :

فانک شمس و الملوک کواکب   اذا طلعت لم یبد منھن کوکب !

تم جانتے ھو کہ ایک چیز خوبصورتي ھے ' اور ایک چیز اُس سے بھي بڑھکر ھے جسکے لیے زبان کچھہ نہیں کہہ سکتي لیکن آنکھہ سمجھتي اور ذوق پہچان لیتا ھے - خواجہ حافظ نے اسکو " آن " کے لفظ سے تعبیر کیا ھے :

شاھد آن نیست کہ موے و میانے دارد
بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد

اور پھر جب بالکل مجبور ھوگئے تو اشارہ کرکے چھوڑ دیا :

این کہ مي گویند " آن بہتر ز حسن "
یار ما " این " دارد و " آن " نیز ھم !

و قد علم الرحمن أن زماننا * تشعب فيه الرای ای تشعب
فجاء بحبر عالم من سراتہم * لسبع مئین بعد ھجرۃ یثرب
یقیم قناۃ الدین بعد اعوجاجہا * و ینقذھا من قبضۃ المتعصب
و جاھد فی ذات الالہ بنفسہ * و بالمال و الاھلین و الام و الاب
و من رام حبراً دونہ الیوم فی الوری * فذاک الذی قدرام عنقاء مغرب
علیم بادواء النفوس یسوسہا * بحکمتہ فعل الطبیب المجرب

آخري شعر محض شاعرانہ مداحي نہیں ھے - ایک نہایت ھي دقیق نکتہ کی طرف اشارہ ھے - " علیم با دواء النفوس " اور " بحکمتہ فعل الطبیب المجرب " یعني مقام ندوۃ کي وراثت و نداہۃ کاملہ - یہ بات کہ جس طرح ایک طبیب حاذق ھر طرح کي بیماریوں اور اُنکے اسباب و آثار و نتائج کو جانتا ' اور ھر عمر و مزاج کے بیماروں کا علاج کرتا ' اور کمال حذاقت و فراسۃ طبعہ کی وجہ سے صرف چہرہ دیکھکر یا نبض پر اُنگلیاں رکھکر سب

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۲]

نہیں - - " و لو فتحنا ھذا الباب و اخذنا بقول المعاصرین بعضھم فی بعض لما سلم لنا احد من الائمہ بل اجل الصحابۃ و التابعین " - اور یہ بالکل حق ھے - امام ابن عبد السلام کا قول اگر حافظ ابن الصلاح کی نسبت ہم قبول کرلیں اور حافظ ابن صلاح کا ابن عبد السلام کي نسبت ' یا حافظ سیوطي کي رائے حافظ سخاوی کي نسبت مان لي جاے اور حافظ سخاوی کی سیوطي کی نسبت ' تو اسکا نتیجہ صرف یہي نکلے گا کہ ھم دونوں سے بدظن ھو جائینگے ' حالانکہ دونوں کمال حسن ظن و اعتقاد کے مستحق ھیں - بڑے بڑے اعاظم علم و عمل کو اس بارے میں لغزش ھوئي ' اور ھم کو یقین ھے کہ اُنکي خدمات کثیرۂ و عظیمۂ علم و عمل کے مقابلے میں یہ لغزش ضرور بخشدي جائیگي - ھم بے مایگان علم و تہی دستان عمل کو زیب نہیں دیتا کہ ان میں سے کسي کي نسبت بھي حرف سوء نکالیں یا انکے ادب و تعظیم میں مضائقہ کریں - جنہوں نے اسرفیاں کمائي تھیں انہوں نے ایک مٹھي مٹی کی بھی بھرلی - لیکن ھمارے دامن میں بجز گرد و خاک کے اور کیا ھے ؟

ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان ! و لا تجعل في قلوبنا غلا للذین آمنوا ! (۵۹ : ۱۰)

غور کرنا چاهیے که آخر وه کیا چیز تهي جسکو یه سب بهي نه پاسکے ؟ اسکو خود شیخ ابو حیان نے امام ابن تیمیه کي ایک مجلس دیکهتے هي کهدیا تها (۱)

قام ابن تیمیة في نصر شرعتنا * مقام سید تیم اذ مضت مضر
فاظهر الحـق إذ آثاره درست * و أخمد الشر اذ طارت له شرر
كنا نحدث عن حبر يجئي ' فها * انت الامام الذي قد كان ينتظر

تو نه جو کہا که " مقام سید تیم " اور " انت الامام الذي قد كان ينتظر سو یهي وه چیز هے که آوروں کو سب کچهه ملا تها مگر یه چیز نهیں ملي تهي ' اور یهي هے که همیشه سیکڑوں هزاروں اصحاب طریق میں سے کسي ایک رجل الرجال هي کے حصے میں آتي هے - شیخ نجم الدین اسحاق نے اپنے مشهور بائیه میں بهي اسی چیز کي طرف اشاره کیا تها :

---

(۱) یه وهي ابو حیان امام النحو و الادب هیں جنکي تفسیر بحر المحیط اور اسکا مختصر نهر مصر میں چهپ گیا هے - حافظ عسقلاني نے درر میں ذهبي سے نقل کیا هے که جب امام ابن تیمیه مصر گئے تو شیخ ابوحیان سے ملاقات هوي - پهلي هي مجلس میں اسدرجه معترف هوے که في البدیهه اشعار مذکورۂ متن انکي مدح میں کهکر سنائے ' اور کہا " و الله ما رأت عیناي مثل هذ الرجل " لیکن بعد کو صحبت سازگار نه هوي - نحو کے کسی مسئله کي نسبت ابو حیان نے سیبویه کا حواله دیا - ابن تیمیه نے کها - یه سیبویه کي اُن اسی غلطیوں میں سے ایک غلطي هے جو اُس نے قران کے متعلق کي هیں - و ما كان سيبويه نبي النحو و لا معصوماً - اسپر ابو حیان نهایت بر افروخته هوے اور پهر آخر تک مخالف رهے - حافظ عسقلاني لکهتے هیں " و صير ذلك ذنبا لا يغفر " یهي وجه هے که تفسیر میں ایک موقعه پر امام ابن تیمیه کا ذکر اسطرح کیا هے جس سے نهایت نفرت و مخالفت ٹپکتي هے - کیا خوب فرمایا حبر الامة حضرة ابن عباس نے " استمعوا علم العلماء و لا تصدقوا بعضهم على بعض ' فو الذي نفسي بيده ' لهم اشد تغايرا من التيوس في زروبها " و قال بعض الائمه - " يوخذ بقول العلماء في كل شي الا قول بعضهم في بعض " حافظ ابن عبد البر نے کتاب العلم میں یه اقوال نقل کیے هیں ' اور حافظ ذهبي نے قول العلماء بعضهم في بعض پر ایک رساله لکها اور کها که معاصرة سے بڑهکر علماء کیلیے کوئي ابتلاء

ذهبي نے اُنکے حالات میں اشارہ کیا کہ " و لقد نصر السنة المحضة و الطريقة السلفية ' و احتج لها ببراهين و مقدمات و امور لم يسبق اليها و اطلق عبارات احجم عنها الاولون و الاخرون " يعني ابن تيميه نے سنة محضه اور طريقة خالصۂ سلف و اوائل كي حمايت كي' اور اسكے ليے ايسي دليلوں اور مقدموں سے احتجاج كيا جو انسے پہلے كسي سے بهي بن نه آے - تو يه جو كها كه " نصر السنة المحضه " تو ايک عجيب نكته كهديا اورگويا ابن تيميه كي پوری سوانح عمري بيان كردي - يهي وہ فضل مخصوص هے جو ذهبي و برزالي و مزي و ابن دقيق العيد جيسے شيوخ عهد كے سروں كو بهي ابن تيميه كے سامنے اطفال مكاتب كي طرح جهكا رها هے - صدر اول كے بعد سے هدي سنة كا معامله بهت نازک هوگيا ' اور ايک راه " اتباع سنة " كي هوگئي اور ايک اتباع " سنة خالص و محض " كي' و القصة بطولها - تو اُس عهد ميں علم و عمل سنة والے ضرور تهے مگر " سنة محضه و خالصه " كا مقام صرف ابن تيميه هي كو ملا تها ' اور اسي كمال تشبه و تخلق بصفات نبوة اور بے ميل و بے داغ اتباع و تفاني سنة نے انكو اعمال نبوة كي وراثت كامله و نيابة حقه كے منصب ارفع و اعلى پر پہنچا ديا تها :

اے گل به تو خورسندم ' تو بوے كسے داري !

يهي حافظ ذهبي ايک دوسرے موقعه پر لكهتے هيں " و هو عجيب في استحضار السنة و استخراج الحجج منها بحيث يصدق عليه ان يقال كل حديث لا يعرفه ابن تيميه فليس بحديث و لكن الاحاطة لله تعالى " (۱) يعني

---

(۱) حافظ ذهبي نے امام ابن تيميه كا ترجمه سات سے زيادہ موقعوں پر لكها هے - هر مقام پر پوري تفصيل سے حالات لكهتے هيں اور معلوم هوتا هے كه لكهتے هوے جوش ارادت و اضطراب عقيدة سے بيخود هو هو جاتے هيں - سب سے زيادہ تفصيل تينوں معاجم ميں كي هے - يعني معجم كبير ' اوسط ' صغير - اور چونكه به لحاظ اخذ سند و اجازت مسند امام احمد ' و سماعة روايات ' و قرأة مصنفات ' امام ابن تيميه كے شاگردوں ميں داخل هيں اسليے اپنے معجم شيوخ ميں بهي حالات لكهے هيں - ان كتابوں كے

کچھہ سمجھہ لیتا اور پرکھہ لیتا ھے ' اُسي طرح جماعت و ملت کے تمام
امراض جدیدۂ و مزمنہ اور ظاھرۂ و مخفیہ کا نباض ھونا ' اور انسان کي
ذھني و نفسي اور روحاني و معنوي بیماریوں کو بہ یک نظر تفرس پہچان
لینا ' اور ٹھیک ٹھیک اُنکي حالت و استعداد اور مقتضیات کے مطابق
درجہ بدرجہ علاج کرنا ' اور ھر مریض کو اُسکي حالت کے مطابق نسخہ دینا '
اعمال مہمۂ و مختصۂ نبوۃ میں سے ھے ' اور یتلو علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم
الکتاب و الحکمۃ میں " یزکیھم " اُسي جانب اشارہ ' پس انبیاء کرام کے بعد
یہ مقام صرف اُنھي نفوس خاصہ کو حاصل ھو سکتا ھے جو اُسوۂ حسنۂ نبوۃ
اور اخلاق و صفات ندویہ کے کامل تأسي اور سنۃ سنیۂ خالصۂ و محصنہ کے
کمال اتباع و تفاني سے وراثت و نیابت انبیاء و رسل کے مرتبہ پر پہنچ جاتے
ھیں ' اور معالجۂ نفوس ' و نداوي ارواح و قلوب ' و طبابۃ اقوام و ملل کے
تمام اسرار و خفایاء اُنپر اس طرح کھل جاتے ھیں کہ بقول صاحب تفھیمات
" گویا ھمہ را میان ھردو چشم خود متمثل و متشبح مي بینند ' و نہ از
چشم بصیرۃ بلکہ از چشم سر مشاھدہ مي کنند " کا مقام کشف و رفع حجب
حاصل ھو جاتا ھے - حضرۃ شیخ جیلاني رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین
میں اسي کي طرف اشارہ کیا ھے " ھم حراس القلوب ' جو اسیس الارواح '
الامناء علی السرائر و الخفیات ' المطلعون علی ما اضمرت بواطن العباد '
و انطوت علیہ النیات " وہ دلوں کے نگران و نگہبان ' روحوں کي جاسوسي
کرنے والے ' رازوں اور بھیدوں کے خزانچي ' اور سینوں کے اندر کي چھپي
ھوئي باتوں اور دلوں کي تہہ کي نیتوں کي خبر رکھنے والے لوگ ھیں !
تو اگرچہ اُس عہد میں بڑے بڑے اصحاب علم و عمل موجود تھے ' مگر
" علیم بادواء النفوس " اور " الطبیب المجرب " ھونے میں اُنکا کوئي
حصہ نہ تھا ' اور کچھہ تھا تو مرتبۂ قوۃ نظري سے قوۃ عملي تک نہیں پہنچا
تھا - و ذلک من عمل النبوۃ - یہ بات صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ ھي کے
حصے میں آئي تھي ' اور ھر عہد میں صرف ورثاء و نقباء نبوۃ و اصحاب
عزائم و تجدید ھي کے حصے میں آتي ھے - یہي چیز ھے جسکي طرف حافظ

حدیث کو ابن تیمیہ نہیں جانتے وہ حدیث ہي نہیں ! اور معجم شیوخ میں لکھتے ہیں ”نصر السنة المحفوظة حتی اعلی الله تعالی منارہ و جمع قلوب اهل التقوی علی محبته “ نو ” سنة محفوظه “ کا علم و عمل ہي وہ نعمت عظمی ہے جو اعمال نبوۃ کا دروازہ کھولدیتي ہے - حافظ برزالي کا قول شاید اوپر گزرچکا ہے ” ما رأینا احداً اعلم بکتاب الله و سنة رسوله و لا انبع لهما منه “ هم نے ابن تیمیہ سے بڑھکر نہ توکسي کو کتاب و سنة کا عالم دیکھا اور نہ عامل - سبحان الله کیسے جامع و مانع لفظوں میں تعریف کي ہے کہ اس آدھي سطر کے اندر وہ سب کچھہ آ گیا جو ابن تیمیہ کي نسبت کہا جاسکتا تھا - ایسے ممدوح کیلیے ایسے ہي مداحوں کے قلم و زبان کي ضرورت تھي - پس یہ چیزکہ کمال علم کتاب و سنة کے ساتھہ کمال عمل کتاب و سنة بھي جمع ہو جاے ' وہ فضل مخصوص ہے جسکے بغیر نبوۃ کا پورا پورا علمي و عملي ورثہ نہیں ملسکتا گو بقدر استعداد و استحقاق ہر سالک طریق کے حصے میں کچھہ نہ کچھہ ضرور آتا ہے - معاصرین ابن تیمیہ کي نسبت کون کہہ سکتا ہے کہ اس وراثت میں حصہ نہیں رکھتے تھے ؟ لیکن ورثہ کا پانا دوسري چیز ہے اور وہ کامل اور پوري پوري وراثت دوسري چیز ہے جسپر خلافت و نیابت اور جانشیني و قائم مقامي کا لقب صادق آ جاے - و لنعم ما قیل ؛

توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے
آنکھوں میں ہے وہ قطرہ جو گوہر نہوا تھا !

اور یہ جو کہا ' تو صرف جوش عقیدة کي مداحي نہیں ہے ' بلکہ اُنکے معاصرین میں جو لوگ صاحب نظر و نقد تھے ' خود اُنکي زبانوں سے بعینہ یہي حقیقت نکل چکي ہے - حافظ ابو العباس عماد الدین واسطي الحزامي

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۵]

کي راے اس تقریظ پر موقوف نہیں - انکي شیفتگي و ارادت کا جو حال ہے وہ درر کا منہ سے ظاہر ہوتا ہے جسمیں نہایت شرح و بسط سے ترجمہ لکھا ہے ' اور معاصرین کي شہادتیں انکے فضل و کمال مخصوص پر جمع کي ہیں -

علوم سنة کے استحضار اور اُنسے دلائل و براهین کے استنباط میں اُنکا رسوخ و احاطه عجیب و غریب هے - یہانتک که انپر یه بات صادق آني هے که جس

[بقیه نوت صفحه ۱۴۵]

علاوه تذکرة الحفاظ میں بالاختصار اور تاریخ الاسلام کبیر میں بالتفصیل تذکره کیا هے اور خصوصیت کے ساتھه اُنکے ابتلاؤ محن اور وقعات مصریه و شامیه کے حالات لکھے هیں - امام موصوف کي ایک مشهور کتاب منهاج السنه هے - اُسکو اُنهوں نے مختصر کیا تها - اُسکے دیباچه میں بهي مفصل ترجمه درج کیا هے - علاوه بریں ابن تیمیه کي اکثر مصنفات اپنے قلم سے لکھي هیں ' اور اُنکے آخر میں یه ظاهر کرتے هوے که " میں نے خود مصنف سے به شرائط قراة و سماعة انکي اجازت لي" مختصراً تذکرۀ حالات و مناقب بهي کر جاتے هیں - من احب شیأ اکثر ذکره - قول مندرجۀ متن معجم کبیر میں هے - حافظ ابن ناصر الدین شافعي نے الردالوافر میں اور حافظ عسقلاني و سیوطي نے درر کامنه اور طبقات الحفاظ میں یه تمام اقوال یکجا کردیے هیں - نیز حافظ ابن قدامه و حافظ عماد الدین واسطي اور ابو حفص بزار وغیرهم نے سیرة ابن تیمیه میں - اور واضح رهے که صرف حافظ ذهبي هي کا یه حال نهیں هے - الرد الوافر میں تقریباً ایک سو اکابر و مشاهیر عهد و قریب العهد کے اقوال نقل کیے هیں جنهوں نے بالاتفاق اُنکے مجتهد مطلق' امام العصر' نادرة الدهر' نابغة الاسلام ' اوحد الزمان' مجدد کتاب و سنة ' محي الملة ' انموذج الخلفاء الراشدین ' آخر الائمة المجتهدین ' مفتي الفرق ' الامام في کل علم و فن ' اعجوب علماء القرون الوسطی' هونے کا ایسے لفظوں میں اعتراف کیا هے جن سے زیاده توصیف و تمجید کے الفاظ نهیں هوسکتے :

نه من بران گل عارض غزل سرایم و بس
که عندلیب تو از هر طرف هزار انند !

یه حال تو معاصرین اور قریب العهد علماء کا هے - بعد کے مورخین کا یه حال هے که الرد الوافر پر مصر و شام کے مشاهیر علماء و ائمۀ عصر نے تقریظیں لکھي هیں - اُن میں حافظ ابن حجر عسقلاني اور قاضي عیني حنفي شارح بخاري بهي هیں - قاضي عیني لکھتے هیں که جو شخص ابن تیمیه کے مراتب عالیۀ علم و عمل و اجتهاد و امامة سے انکار کرتا هے وه یا تو مجنون لایعقل هے' یا کمال سفیه و بلید ' یا سخت شریر و مفسد - حافظ عسقلاني

کرماً و حلماً ' و قیاماً في حق الله تعالی عند انتهاک حرماته " قریب قریب ایسے هي الفاظ هیں - اسکے بعد پهر ایک موقعه پر لکهتے هیں " و والله

[بقیه نوٹ صفحه ۱۴۸]

مرویات کو بطور تصنیف کے مرتب کرنے لگے - اسطرح که حلقۂ درس میں مطالب و مسائل املاء کرتے اور ساتهه ساتهه لکهتے بهي جاتے - یا پہلے مجموعه مرتب کرلیتے اور پهر اُسي کو املاء کرتے - ابو علي قالي نے قرطبه میں اپني مشهور کتاب الامالي مرتب کي اور جامع زهراء میں اسکے مطالب کا املاء کیا - اس دور کے اصحاب تصنیف جب کبهي بولتے هیں " أمللت هذا الکتاب " یا " أمللت بحفظي " یا ابن خلکان وغیره میں اکثروں کي نسبت دیکهوگے " أ ملي کتاب فلاں " یا " أ ملي کتابه " تو اس سے یہي مقصود هے - آجکل کے بعض ارباب جرائد و رسائل نے اسکا مطلب نہیں سمجها اور اس قسم کي تصریحات سے بالکل غلط استدلال کر بیٹهے - در اصل " ملل " اور " املاء " کے معني پڑهنے اور بیان کرنے کے هیں - بعض اصحاب لغة نے " ملة " کو بهي " أمللت الکتاب " سے ماخوذ بتلایا هے - سوره بقره میں هے : ولیملل الذي علیه الحق اور فان کان الذي علیه الحق سفیها او ضعیفا اولا یستطیع ان یمل هو ' فلیملل ولیه با لعدل اور سورۂ فرقان کے اوائل میں قران کے نزول و تلاوت کي نسبت کفار کا قول نقل کیا و قالوا اساطیر الاولین اکتتبها فهي تملی علیه بکرة و اصیلا - بهرحال ادب و حدیث میں طریق جمع املاء اور تمام علوم سے زیاده رائج و مقبول تها - البته محدثین کے یہاں " املاء " ایک مخصوص اصطلاح هوگئي - انهوں نے " سماع من لفظ الشیخ " کي دو مختلف قسمیں " املاء " اور مجرد " تحدیث " کو قرار دیا هے - اور به منجمله اقسام ثمانیۂ تحمل حدیث عند المتاخرین (مثلاً قرأة و اجازة و مناولة و وجاده وغیرها) ایک خاص اور اعلی قسم هے - کما صرح به الحافظ ابن الصلاح فی النوع الرابع و العشرین - دوسري قسم " تعلیم کتب " هے - اس سے مقصود یه تها که جب مبتدي و اوائل علوم کي تعلیم سے فارغ هو جاتے تهے ' تو پهر آئمۂ علوم کي معتبر و معتمد کتابوں کو تصحیح الفاظ و معاني و ضبط و اتقان غرائب و مشکلات و تشریح مطالب و غوامض کے ساتهه ایسے شیوخ و اساتذه کے سامنے پڑهتے اور سنتے تهے جنهوں نے اِنهي شرائط کے ساتهه اُن کتابوں کو به سلسلۂ اسناد و

صاحب البلغه في الفقه باعتبار علم کے شیخ العصر اور باعتبار عمل و زهد و ورع کے بڑے بڑے اهل الله اور اصحاب طریقت کے ممدوح و مقصود تھے - حافظ ذهبي نے أنكو اپنے شیوخ کتب (۱) میں سے شمار کیا ھے - کتاب المشتبه میں أنکا ذکر ان لفظوں مدں کرتے ھیں " قال شیخنا القدوه عماد الدین الحزامي " یهي حافظ عماد الدین ایک رساله میں جو اصحاب و تلامذۂ ابن تیمیه کے نام لکھا تھا ' لکھتے ھیں " و الله ثم و الله' لم بر تحت ادیم السماء مثل شیخکم ابن تیمیه علماً و عملاً ' و حالاً و خلقاً و اتباعاً ' و

(۱) " شیوخ کتب " کا صحیح مطلب سمجھه لینا چاهیے - اوائل میں تعلیم صرف درس و املاء ' روایت و تحدیث ' اور صحبت و حضور مجالس میں محدود تھي - أسکے بعد تدوین علوم و ترتیب کتب کا دور شروع هوا - اسلیے تعلیم و تحصیل کي بھي مختلف صورتیں اور قسمیں پیدا هوگئیں - ازآنجمله تین صورتیں ھیں جنکے لیے گو خاص الفاظ وضع نهیں کیے گئے مگر انضباط و امتیاز کیلیے اگر أنکو تعلیم علوم ' تعلیم کتب ' اور تعلیم روایات سے تعبیر کیا جاے تو بهتر ھے - " تعلیم علوم " سے مقصود وهي طریق اصلي و قدیم که بذریعۂ درس و املاء (لکچرز) شیوخ سے علوم کي تحصیل کرنا - تمام فنون آلیه اور مهات علوم عربیة و قرآن و سنة کي تعلیم پہلے اس طریق سے حاصل کر لي جاتي تھي - آئمۂ علوم کي کتب امالي ایسے هي مجامع درس و املاء کے نوٹس یا لکچرز ھیں - منتهیوں کیلیے اسمیں کسي مخصوص علم کي قید اور خصوصیت بھي نه تھي - اکثر اوقات اساتذۂ علوم حسب وقت و حضور افکار مختلف علم و فن کي ملي جلي صحبتیں جاري رکھتے تھے - قاضي ابو یوسف کي امالي مخصوص به فقه ھے ' لیکن زجاجي ' ابو علی القالي ' سید مرتضي ' قاضي عبدالجبار ' ابن فارس و غیرهم کے جو دوا وین املاء اب نکل آئے ھیں ' أنمیں تفسیر ' لغة ' ادب ' تاریخ و وقائع ' مغازي و ملاحم وغیرها مختلف مباحث و مطالب پائے جاتے ھیں - البته ابو علي قالي اور زجاجي وغیرہ کے یہاں غالب صحبت لغة و عربیة کي ھے - ابتدا میں ان مجامیع کي بنیاد یوں پڑي که تلامذه اپنے حفظ و یاد داشت کیلیے اساتذه کے تمام امالي یا أنکا خلاصه لکھه لیا کرتے تھے - لیکن آگے چلکر یه چیز اسقدر مقبول هوئي که اقسام تصنیف میں سے ایک خاص قسم بنگئي ' اور خود اساتذۂ و علماء فن اپني

حقیقة !" یعنی قسم خدا کی ، پھرکہتا ہوں کہ قسم خدا کی ، آسمان کے نیچے آج تمہارے شیخ ابن تیمیہ کا نظیر و مثیل کوئی دکھائی نہیں دیتا -

---

[بقدہ نوٹ صفحہ ۱۴۸]

جستجو میں تمام دیار مصر و شام و جزیرہ اور نجد و حساء کی خاک چھانی - طلب سماع روایت و تلقی و تحمل علوم و احادیث میں سلف کا جو حال رہا ہے ' اسکے سامنے یہ باتیں بھی ہیچ ہیں اور وہ اپنے مواقع پر درج ہیں - فربری کا قول مشہور ہے کہ امام بخاری سے اُنکی زندگی میں نوے ہزار آدمیوں نے جامع صحیح کی سند حاصل کی ' اور اسمیں ذرا بھی مبالغہ نہیں - جس دن امام علی رضا نیشاپور میں داخل ہوے ' بیس ہزار آدمی اُنکی خدمت میں حاضر ہوے تاکہ صرف ایک حدیث اُنکے آبائی سلسلہ سے سن لیں اور اہل بیت کرام کے سلسۂ علیہ[له] اسناد سے مشرف و مفتخر ہوں - ان بیس ہزار آدمیوں میں حافظ ابو زرعہ اور امام مسلم بھی تھے - حاکم نے تاریخ میں لکھا ہے کہ اُس دن نیشا پور کا عجیب حال تھا - بہ یک وقت ہزاروں آدمیوں کے ہجوم و مرور سے تمام شہر گرد و غبار میں چھپ گیا - راستوں میں راہگیر ایک دوسرے کو سوجھائی نہیں دیتے تھے

رشک آیدم بہ روشنی دیدہ ہاے خلق
دانستہ ام کہ از اثر گرد راہ کیست !

امام ابن تیمیہ حافظ ذہبی کے شیوخ کُتب میں سے ہیں - حافظ موصوف نے معجم شیوخ میں لکھا ہے کہ مسند امام احمد بن حنبل اور مصنفات قاضی ابو یعلی و ابن بطہ و ابن مندہ وغیرہم اکابر حنابلہ ' اور بعض دیگر صحائف سنة کی اجازت قرآة و سماع کے ساتھہ میں نے ابن تیمیہ سے لی ہے - اسکے علاوہ خود امام موصوف کی تمام مصنفات کی اجازت و اسناد بھی حاصل کی ہیں - الفیہ میں سب سے پہلے امام ابن تیمیہ کی اجازة جمیع مصنفات کیلیے درج کی ہے - انکا ایک مشہور رسالہ رفع الملام عن ائمة الاسلام ہے - اسکو اپنے قلم سے لکھا ہے - اُس کے خاتمہ میں لکھتے ہیں " سمعت ہذا الکتاب علی مولفہ شیخنا الامام العلامة الاوحد شیخ الاسلام ' و مفتی الفرق ' قدوة الامة ' اعجوبة الزمان ' تقی الدین ' سید العباد ' ابی العباس احمد بن تیمیہ رضی اللہ تعالی عنہ " - حافظ عماد الدین الواسطی بھی (جنکا ذکر متن کتاب میں آیا ہے) حافظ ذہبی کے شیوخ کتب میں سے

له علیا - علیہ غلطی ہے - "علیا" ہونا چاہئے - ایسی صفت اردو ترکیب میں ...

ما رأينا في عصرنا هذا من تستجلى النبوة المحمدية و سنتها من اقواله و افعاله الا هذا الرجل - يشهد القلب الصحيح ان هذا هو الاتباع

[بقيه نوٹ صفحه ۱۴۸]

اجازة و مناولة تا مصنفين حاصل كيا هو - يا خود معاصرين و شيوخ ميں جو لوگ صاحب مصنفات معتبره هوتے تهے ' انكي مصنفات كو خود انكے سامنے جزءً يا كلاً پڑهتے اور سنتے تهے ' اور فوائد و تشريحات متعلقه كے اخذ و سمع كے بعد به شرائط املاء و اجازة و مناولة انكي سند حاصل كرتے تهے - يه معلوم هے كه كسي مصنف كي كتاب كا بطور خود مطالعه كر لينا اور هے ' اور خود مصنف سے اسكو سنداً اور اسكے غوامض و مباني و تشريحات كا حاصل كرنا اور هے - " تعليم روايت " سے مقصود يه تها كه قران حكيم اور احاديث و آثار و وقائع كو حسب طريق محدثين به سلسلۂ اسناد تا به صاحب قران و حديث صلى الله عليه و سلم ' يا تا به حاضر و سامع حاصل كرنا ' اور ايسے شيوخ حديث سے شرائط مقررۂ محدثين كے مطابق روايت كا سنداً اور تحمل جنهوں نے لقاؤ سماع و تصافح وغيره مختلف طريق اسناد سے روايات صحاح و مسانيد و معاجم و كتب مشهوره كو اخذ كيا هو - اس طريق تعليم كي اهميت كا اندازه اس سے كيا جا سكتا هے كه بڑے بڑے اكابر و اعاظم علوم آخر عمر تك سند اقرب و جيد كي جستجو ميں رهتے تهے اور اسكي طلب ميں سفر و غربة كي بڑي بڑي محنتيں اور قربانياں گوارا كرتے تهے - " اقرب " يه كه سند كتاب و روايت ميں از اصل مبدء تا به شيخ كم سے كم واسطے هوں - " جيد " يه كه سلسلۂ اسناد كے اشخاص علم و معرفة اور حفظ و اتقان اور كثرت تلامذه و شيوخ و شهرت و اعتماد كے اعتبار سے ممتاز هوں - بسا اوقات ايسا هوتا تها كه ايك اهل علم كو كسي كتاب يا حديث كي متعدد اسناد حاصل هيں ليكن معلوم هوا كه فلاں معاصر كے پاس انهي چيزوں كي سند ايسے سلسلوں سے هے جن ميں ايك واسطه كم هے' يا واسطة العقد كوئي مشهور و ممتاز شخص هے' تو صرف اتني سي بات كيليے ممالك بعيده كا سفر اختيار كرتے يا مراسلة كي راه نكالتے تهے ' اور اس سند كو حاصل كركے چهوڑتے تهے - حافظ سخاوي نے مسند امام احمد كي ايك ايسي سند كيليے جسميں انكي حاصل كرده سند سے ايك واسطه كم تها ' مصر سے عراق تك سفر كيا - اور علامۂ فلاني خود لكهتے هيں كه صحاح كي اقرب ترين اسناد كي

حقیقي اتباع اِسکو کہتے ھیں‘ اور ایسا ھوتا ھے ! - انتہی - یہ حافظ موصوف کي شہادت ھے - میں کہتا ھوں کہ اُسوۂ محمدي کے کامل تأسي اور علوم و معارف نبوۃ کے کامل استفاضہ کا یہي وہ مقام ھے ‘ جسکو اصحاب اشارات نے ” نسبت محمدي “ سے تعبیر کیا ھے‘ تو یہ ” نسبت محمدي “ ھے - اور ” فص محمدي “ کا وہ استفاضۂ تامہ جسکي نسبت صاحب فتوحات نے کہا کہ امۃ مرحومہ کیلیے قطبیۃ و فاتحیۃ اور ولایۃ کبری کا منتہی مرتبہ یہي ھے - اور پھر یہي وہ حقیقت ھے ‘ جسکو بعض اصحاب اصطلاح نے ” اتحاد “ کے مقام سے تعبیر کیا - یعني اتباع اور تعشق و تشبہ با لانبیاء کے کمال تفانی و استہلاک سے بحکم ” المرء مع من احبہ “

عن المرء لا تسئل ‘ وسل عن قرینہ !

مطیع و محب کا مطاع و محبوب کے تمام صفات و خصائص سے متمثل و متخلق ھوجانا ‘ اور بحکم ” من کان اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما “ اور ” حتی یکون ھواہ تابعا لما جئت بہ “ اسدرجہ اعتقاداً و عملاً استغراق محبت رسول و ترک ما سواہ کہ بحکم ومن یطع اللہ و رسولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم الخ - کامل مرتبۂ معیۃ و یگانگت سے بہرہ اندوز و فائز المرام ھونا ‘ اور

فاذا ابصـــرتہ ‘ ابصـــرتني

کے معاملہ کا پیش آجانا - نہ وہ ” اتحاد “ جو ملاحدۂ حلولیہ کا اتحاد ھے ‘ اور جو في الحقیقت انسان کے تمام مخترعہ اقسام شرک میں سے اکبر و اغلظ قسم شرک کي ھے - اعاذنا اللہ منہ - کیونکہ في الاصل ” اتحاد “ مصطلحۂ اصحاب حق و توحید کے معني اس سے زیادہ نہیں کہ ” تخلقوا باخلاق اللہ “

رشتـــۂ درگـــردنم افگنــــدہ دوست

مي برد ھرجا کہ خاطرخواہ اوست !

حافظ ابن کثیر (صاحب تفسیر) نے اپني تاریخ کبیر ” البـــدایۃ و النہایۃ “ میں اِنھي شیخ عماد الدین واسطی کي نسبت لکھا ھے کہ ابتدا

نہ علم میں نہ عمل میں، نہ حال میں نہ اخلاق میں، نہ اتباع حق اور نہ شیوۂ کرم وکمال حلم میں، اور نہ الله اور اسکے شعائر کے حفظ و قیام کي راہ میں - اور قسم خدا کي، ہمنے اپنے زمانے میں کسي کو نہ دیکھا جسکے اقوال و افعال سے نبوۂ محمدي کے انوار اور اُنکي سنۃ کی روشنیاں چھن چھنکر نکلتي ہوں - اِلا ابن تیمیہ کو- اُنکو دیکھکر دل بے اختیار بول اُٹھتا ہے کہ محمد الرسول الله صلی الله علیہ و سلم کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۸)

ہیں - خود انکي بعض مصنفات کي اجازۃ اُنسے لي تھي، یا کسي کتاب کي سند اقرب و حید انکے پاس ہوگي، اسکي اسناد حاصل کي اور اپنے شیوخ میں شمار کیا - اس بارے میں علماء سلف خصوصاً محدثین کرام کے ذوق علم کا کچھہ عجیب حال رہا ہے - خود معاصرین باہمدگر ایک دوسرے سے اجازۃ و اسناد حاصل کرلیتے، اور کمـــال حق پژوہي و بے نفسي سے ایک دوسرے کو بلا تکلف اپنے شیوخ میں شمـــار کرتے! - حتی کہ اگر اُنکے شاگردوں کے پاس بھي کسي کتاب کي سند ہوتي، یا کوئي عمدہ اور اقرب سلسلۂ اسناد ہوتا، تو بلا تامل اُنکے سامنے شاگردانہ بیٹھہ جاتے اور سند حاصل کرلیتے - یہ معـــاملہ بڑے بڑے اکابر محدثین کي نسبت منقول ہے - ابن أبی شیبہ نے وکیع کا قول نقل کیا ہے " لا یکون الرجل عالماً حتی یحدث عمن ہو فوقہ، وعمن ہو مثلہ، وعمن ہو دونہ " خود امام بخاري کا قول و عمل یہ تھا : " لا یکون المحدث کاملا حتی یکتب عمن ہو فوقہ و مثلہ و دونہ " نقلہ الحافظ بن حجر في ہدی الساری- دنیا کي کسي قوم کي علمي تاریخ علم پرستي کي ایسي سچي اور پاک مثالیں نہیں پیش کرسکتي -

(مصنف نے یہاں اس فٹ نوٹ کو بہت طول دیا تھا - مسودہ کے اُنیس صفحوں تـک برابر چلا گیا تھا - جناب مصنف اپنے جوش تحریر میں اسکي پروا نہیں کرتے، لیکن کئي کئي صفحوں کے فٹ نوٹس کا ہونا میرے خیال میں سخت قابل اعتراض ہے، اور اصل کتاب کے مطالعہ میں اس سے بے لطفي ہو جاتي ہے - میں نے اسقدر تـکڑہ یہاں کیلیے ضروري پایا تو رہنے دیا - باقي باب پنجم میں داخل کردیا - وہاں مولانا نے اپنے والد مرحوم کے حالات تعلیم و اسناد کتب کا مفصل حال لکھا ہے اور بعینہ یہي مبحث وہاں بھي چھڑ گیا ہے - پس ایک ہي چیز کو دو جگھوں میں بیان کرنے سے کیا فائدہ ؟ چنانچہ اس حاشیہ کا بقیہ بھي اسي مبحث میں ملا دیا گیا - اسطرح ایک مستقل فصل اس مبحث پر مرتب ہوگئي - پبلیشر)

لوگوں نے اپني محرومي و محجوبيت اور کوری و مجہوليت پر خود يه کچهه شہادتيں دي هيں ' بهلا انکي پيروی سے کب باب معرفت تک رسائي هو سکتي هے ؟ قلت و ما احسن القول الشاعر العارف :

آن لعل گراں بہا ز کان دگرست — واں در يگانه را نشانے دگرست

انديشۂ اين واں خيال من وتست — افسانۂ عشق را بيانے دگرست

پس حقيقت وهي هے جسکو وحي الہي اور حاملين منصب نبوۃ علی الخصوص آخرهم و اعظمهم محمد الرسول الله صلی الله عليه وسلم اور انکے اصحاب و اتباع نے دنيا کے آگے پيش کيا ' اور شک و ظن کي ظلمت و محجوبيت کي جگه علوم سماويه و نبويه کي يقينيات و براهين کا دروازہ نوع انساني پر کهولديا ' اور جسکے علم و عمل کا نمونه سلف صالح و اوائل امۃ مرحومه من السابقين الاولين من المهاجرين و الانصار ' و الذين اتبعوهم باحسان من ورثۃ الانبياء و خلفاء الرسل و ائمۃ الهدی ' رضي الله عنهم و رضوا عنه نے اخلاف و آخر امت کو هميشه کيليے دکهلا ديا : اولائک علی هدی من ربهم و اولائک هم المفلحون - شيخ موصوف کہتے هيں که اس ايک هي صحبت ميں سارے پردے شکوک و اضطراب کے اٹهه گئے ' اور ميرے دل نے حلاوۃ ايقان و طمانيۃ کي لذت پالي - ميرا دل بے اختيار پکار اٹها که جس نور حقيقت کي جستجو ميں سرگرداں وحيراں هوں ' اسکي شعاعيں امام ابن تيميه کے ناصيۂ امامت پر چمک رهي هيں - جب وہ ميرے حالات سے مطلع هوے تو وصيۃ کي که ساري چيزيں چهوڑ کر صرف سيرۃ نبويه کے مطالعه اور تدبر و تفکر کو اپنے اوپر لازم ٹهرا لو - يقين اور ايمان کي تمام بيماريوں کيليے يهي ايک نسخه کافي هے - چنانچه ميں نے اس وصيت کو حرز جان بنايا ' اور جو کچهه پايا اسي کے وسيله سے پايا - اور هلاکت دنيا و آخرۃ سے نهيں بچا مگر اسي کے طفيل - انتہیٰ -

شيخ موصوف نے صرف سيرۃ طيبه کے مطالعه هي پر اکتفا نهيں کيا ' بلکه کمال شغف و ربط قلب سے اس باب ميں بعض مفيد تاليفات بهي کيں - ازانجمله سيرۃ ابن اسحاق کا خلاصه هے جسکي حافظ ذهبي نے بهت تعريف

میں انکا مسلک دوسرا تھا ' لیکن پھر دوسرا هي رنگ چڑھگیا - اس تبدیلي کا باعث صرف امام ابن تیمیه کي ایک صحبت هوئي - انکي نشوؤ نماء فقہاؤ متکلمین کي جماعت میں هوئي تھي ' اسلیے جدل و خلاف اور کلام و راے کا اثر غالب تھا - مصر سے بغداد گئے تو وھاں خیالات میں توسیع هوئي اور اپني حالت کا محاسبه کیا تو یقین و طمانیة سے قلب کو خالي پایا نتیجه یه نکلا که فقہاء و متکلمین کے طریق سے دل برداشته هوگئے اور تصوف کي طرف توجه هوئي ' لیکن عامۂ متصوفین کي صحبتوں کا جو رنگ ڈھنگ نظر آیا ' اس سے طبیعت اور زیادہ مکدر هوگئي - بالاخر دمشق آے اور امام ابن تیمیه کي صحبت میں داخل هوے - وہ خود بیان کرتے هیں که جب پہلی مرتبه اُنکي صحبت درس میں حاضر هوا تو عجیب اتفاق هے که علم کلام هي کي نسبت صحبت تھي - امام موصوف فرما رهے تھے " دنیا میں متکلمین و فلاسفه سے بڑھکر مضطرب و محروم اور اطمینان قلب و سرور روح کي لذت سے یکقلم نا آشناء اور کوئي گروہ نہیں " پھر مشاهیر فلاسفۂ قدماء و ارباب مقالات کے چند اقوال سناے جن میں اُنہوں نے خود اپنے وجود پر مجہولیة و نامرادي اور بد حالي و بے بصیرتي کي شہادت دي هے - اسي سلسلے میں امام رازي کے اشعار بڑھے که انکي مدة العمر کي کاوش و تعمق اور طلب و جستجو کا ما حصل نه تھا .

لعمري لقد طفت المعاهد کلها ‏ و سیرت طرفي بین تلک المعالم

فلم أر إلا واضعا کف حائر ‏ علی دقن ' او قارعا سن نادم

اور کہا که بعضوں نے اپني مدة العمر کے قیل و قال اور کیف و لم‌اذا کا حاصل یه بتلایا هے (دراصل اشعار بالا شہرستاني کے اور آتیه امام رازي کے هیں)

نهایة ارباب العقول عقال ‏ و اکثر سعي العالمین ضلال

ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا ‏ سوي ان جمعنا فیه قیل و قالوا

آخر میں ایک ایسے قاطع و ارقع طریق سے جو سارے شکوں کو متا دینے والا اور ساري بے چینیوں سے نجات دلا دینے والا تھا ' ثابت کیا که جن

یوتیه من یشاء اور اسیلیے گو اُنکا ظہور دور متاخرین میں ہوا' لیکن به لحاظ مرتبۂ و معنویۃ کے داخل صفوف اوائل و اسلاف اُمۃ و مصداق صحیح و اخرون منهم لما یلحقوا بهم ہے اور پھر اسي لیے سلسلۂ اصلاح و تجدید اُمۃ میں انکي دعوۃ خلف کیلیے واسطۃ العقد کا برزخ واقع ہوئي جو خلف کو سلف سے جوڑتي اور اواخر پر اوائل کے فیضان و برکات کا دروازہ کھولتي ہے - اور یہي بات ہے کہ عہد آخر کے تمام معاملات و کاروبار تجدید و دعوۃ کي فاتحیۃ و قطبیۃ اُنہي کے سدرد ہوئي - و ما احسن ما قال الشیخ بدر الدین بن عز المغیثي في رثائه - رحمۃ الله علیهما :

فلئـن تاخـر فی القـرون لثـامن
فلقـد تقـدم فی العلـوم امام !

بہر حال اصحـاب تاویل و راے اور متکلمین و اتباع فلاسفه کي بے حاصلي و نامرادي' اور سلف اُمۃ و اصحاب تفویض کے مذهب حق و طریق حکمت اور عقلیات صادقۂ و فاضله کے اثبات و نصرۃ میں امام ابن تیمیه کے مباحث و مقالات اور براهین و قواطع کا عالم هي دوسرا ہے' اور افسوس اُمت کي محرومي و واماندگي پرکه صدیوں سے یه خزائن معارف و کنوز حقائق موجود هیں' مگر کوئي انکا شناسا و عارف پیدا نهوا - بلکه همیشه غفلت و جهل اور تعصب و جمـود کي تاریکیوں میں مدفون و مجهول رکھا گیا - و هذا لبئس اول قارورۃ کسرت فی الاسلام - و کم من نوبۃ قد رمو الحق و العلم عن قوس واحدہ ! علی الخصوص آجکل مسلمانوں میں جس فتنۂ عقائد نے سر اُٹھایا ہے' اور بحکم بل قالوا مثل ما قال الاولون وہ تمام فتنے اکٹھے هوکر پلٹ آے هیں جو عقائد اسلامیه کے مختلف دوروں میں فرداً فرداً ظاهر هوے تھے' اسکے لحاظ سے تو آج معـارف ابن تیمیه سے بڑھکر اور کوئي چیز مطلـوب و مقصود وقت نہیں - البته ضرورت بہت کچھه اضافۂ مطالب' و تفصیل اجمال و توضیح اشارات' و ضبط و تالیف اشتات و انتشـار کي ہے - اور اسکا بهترین محل و موقعه امام ابن تیمیه اور انکے اصحاب و تلامذہ کي سیرۃ و سوانحات عمریه میں ملسکتا ہے - اس چیز کا خیال عرصه سے تھا ؛ لیکن ان سطور کو لکھتے

کي ہے اور لکھا ہے کہ گو ماخذ اسکا تہذیب ابن ہشام ہے لیکن حسن تبویب و اضافۂ فوائد کے لحاظ سے مستحق ترجیح ہے -

فصل

شیخ عماد الدین واسطي (رح) نے امام موصوف کي جس صحبت کا ذکر کیا ہے تو یہ مبحث منجملہ آن اہم ترین مباحث شریعة اور دقیق ترین مقامات معارف کتاب و سنة کے ہے ' جنکي کشف و تحقیق اور بحث و تنقیب امام ابن تیمیہ کے مخصوص معارف میں سے ہے - بلکہ انکے منصب تجدید و امامة في الدین کا اصلي جوہر اور انکے تمام علوم و مقالات کا روح الروح اور صفوة المقال یہي مقام ہے - حقیقت اگرچہ سلف کے یہاں حالاً وعملاً بحد کمال موجود تھي ' لیکن قولاً وعلماً اسکو منتہا درجۂ بحث و تحقیق و وضوح تک پہنچا دینا اور بطریق جوامع و کلیات و قواعد ومقالید اسکا اثبات کرنا اور اسدرجہ منقح و صاف کردینا کہ لو کشف الغطاء لما ازددت یقیناً کا جملہ اسپر صادق آے ' تو یہ فضـــل مخصوص صرف امام موصوف اور آنکے اصحـــاب و تلامذہ ھي کے حصہ میں آیا - اسي لیے امام ذہبي نے کہا " و لقد نصر السنة المحضة و الطریقة السلفیہ و احتج لہا ببراہین و مقدمات و امور لم یسبق الیہا ' و اطلق عبارات احجم عنہا الاولون و الاخرون " اور اسي لیے انکا مرتبۂ تجدید اور فاتحیة تمام مجددین و فاتحین اعصار اواخر میں سب سے بالا تر و ارفع واقع ہوا - کیونکہ اکثر مجددین آمة کي تجدید و دعوة متعلق اعمال وفروع کے ہے ' لیکن امام موصوف کي تجدید براہ راست علوم و عقائد و اصول و اساسات شریعة سے متعلق ہوئي - پس جو نسبت اصل اور فرع میں ہے ' وہي نسبت آنکے مرتبۂ تجدید اور دیگر مجددین آمة کے مراتب میں سمجھني چاہیے - اور پھر بسبب اکتساب فیضان نسبت جامعیة محمدي ' علم و عمل کي اور تمام شاخوں اور راہوں کا بھي آنکے مقام دعوة و تجدید نے احاطہ کیا ' اور اسطرح " آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داري " کا معاملہ بھي واقع ہوا - ذلك فضل اللہ

بقاء ذکر عظیم الشان بابل کے آباد کرنے والوں اور مصر کے سر بفلک مناروں کے بنانے والوں کو بھي نصیب نہ ہوا (حالانکہ شاید اسي غرض سے جبل مقطم کي چٹانیں کاٹ کر چار سو ساٹھہ گز کي بلندي تک پہنچادیں) وہ اصحاب کہف کے ایک بے زبان کتے کو اُس غیر فاني کتاب کي لوح محفوظ میں حاصل ہے، جسکي دائمي حفاظت کي تصدیق میں خود اللہ نے اپني ذمہ داري پیش کي ہے: وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید! وللہ درما قال: (۱۸ : ۱۸)

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق

ثبت ست بر جریدهٔ عالم دوام ما!

شیخ واسطي نے امام موصوف کے جو اشارات متکلمین و ارباب تاویل کے باب میں نقل کیے ہیں، انکو زیادہ تفصیل کے ساتھہ انہوں نے اپنے مشہور مقالہ عقیدۃ الحمویہ میں لکھا ہے - یہ وھي تحریر ہے، جسکي بنا پر سب سے پہلے امام موصوف کے خلاف علماء سوء نے فتنہ اٹھایا، اور ربیع الاول سنہ ۶۹۸ میں مبتلاے محن و آلام ہوے - یہ رسالہ مصر میں دو بار چھپ چکا ہے - علامۂ سفاریني نے کہ گیارہویں صدي کے کبار اصحاب اثر و اعاظم حماۃ طریق سلف میں سے ہیں، ایک ضخیم مجلد میں اسکي شرح بھي لکھي ہے، اور اُن طالبان حق و جویان حقیقت کیلیے جنکے امراض قلب و اعتقاد کو علامۂ نسفي و تفتازاني و دواني (رحمہم اللہ) کے شفاخانوں نے اور زیادہ مزمن و شدید کر کے چھوڑ دیا ہو، اکسیر اعظم و تریاق مجرب و شفاء لما في الصدور کا حکم رکھتي ہے - ففیہ ماتشتہیہ الانفس و تلذ الاعین: ۴۳/ زخرف ۷۱

سر خدا که عارف و زاهد کسے نه گفت

در حیرتم که باده فروش از کجا شنید؟

فصل

بہر حال اس واقعہ میں قابل غور وہ عشق و شغف ہے، جو امام موصوف کو خصوصیت کے ساتھہ سیرۃ نبویہ سے تھا - ایک سرسري نظر رکھنے والا تو

ہوے بے اختیار اس کام کي طرف دل مائل ہو رہا ہے۔ اگر تفسیر کے سلسلے سے ذرا بھي مہلت نکلي اور حضرۃ شاہ ولي اللہ کي سیرۃ کي تکمیل سے فراغت ہوئي تو انشاء اللہ سیرۃ ابن تیمیہ و اصحابہ کي ترتیب پر متوجہ ہونگا - باقي رہا اصل مبحث تو الحمد للہ تفسیر البیان میں بہ تحت سورۂ بقرہ نہایت شرح و بسط سے لکھا جاچکا ہے، اور جستہ جستہ دیگر مقامات تفسیر میں بھي اسکي تحقیق و توضیح ہوچکي ہے، اور چونکہ مسئلہ کی اہمیت طالب انفراد بحث و استقلال نظر تھي، اسلیے گذشتہ سال ایک مستقل رسالہ " اتحاف الخلف بطریقۃ السلف " کے نام سے بھي انجام کو پہنچا - انشاء اللہ اس باب میں کافي و شافي ہوگا - اس موضوع پر بعض دیگر تالیفات بھي پیش نظر ہیں - لیکن ابھي یہي کس کو معلوم ہے کہ یہ تمام اوراق پریشان جن کو بلا فکر مال و مستقبل لکھتا جاتا ہوں، اور (بقول ابن رشد) اس شخص کیطرح جو اپنے آتش زدہ مکان کا سامان جلد جلد کھڑکي سے باہر پھینک رہا ہو، باوجود ہجوم نوازل، و انبوہ رلازل، و احاطۂ حوادث، و تشتت بال، و بے سر و ساماني حال، جسقدر بھي فراغ خاطر ساتھہ دیتا ہے، صحبت قرطاس و قلم و تسوید واردات و افکار میں کمي نہیں کرتا، کبھي جمعیت و ترتیب اور صورت انطباع و اشاعت بھي نصیب ہوگي یا نہیں ؟ البتہ مزدور کا کام محنت ہے، اور چاکر کا چاکري - بعد کي فکر نہ ہمکو کرني چاہیے، اور نہ کرنے سے کچھہ حاصل :

کہ خواجہ خود روش بندہ پروري داند !

و اللہ لا یضیع عمل عامل من ذکر و انثي[۱] و علیہ فلیتوکل المتوکلون ۱۲:۶۷

نہ سب کچھہ جو ہو رہا ہے، اگر ایک ذرۂ اخلاص و صداقت بھي رکھتا ہے، تو پھر نہ خوف زیاں ہے اور نہ خدشۂ ضیاع، اور انشاء اللہ فلا خوف علیہم و لا ہم یحزنون (۳۸:۲) کا معاملہ ارباب عمل کیلیے ہر وادي اور ہر گوشۂ کار میں کار فرما - شاہان عالم کے بنائے ہوے محل مٹ گئے اور قوموں کے آباد کیے ہوے شہر ویران ہوگئے - کان لم یغنوا فیہا (۹۲:۷) لیکن اصحاب اخلاص کا ایک کلمۂ حق اور ایک نقش صدق بھي لوح عالم سے محو نہ ہو سکا - حتی کہ جو

---

[۱] یہ عبارت سورۂ آل عمران ۱۹۵ سے بنائی گئی ہے (انی لا اضیع عمل عامل... انثی) اس کے آگے سورہ یوسف ۶۷ ہے۔

تفرقۂ و امتیاز ھوا ' مگر بحکم " علیکم بسنتي و سنۃ خلفاء الراشدین " اور وآخرین منهم لما یلحقوا بهم اور فاولئک مع الذین انعم الله علیهم الخ اور " ما انا علیه و اصحابي " معناً و حکماً جزء و کل ' اصل و فرع ' مصدر و مشتق ' یا شمس و کواکب کا سا معاملہ واقع ھوا ھے - روشني صرف ایک ھي ھے اور ایک ھي کي ھے - اگرچہ چاند سے بھي ملجائے اور چمکیلے ستاروں سے بھي :

بحر یست منحد کہ باشکال مختلف
باران و قطرۂ و صدف وگوھر آمدہ
مشتق چونبک درنگري عین مصدرست
کین در صفات ظاھر خود مضمر آمدہ

و یقرب من ھذا ما قیل دالعربیه :

وما البحر الا الموج لا شي غیرہ
وان فرقته کثرۃ المتعدد !

اور اگر یہ دونوں صورتیں بھي نہیں ' تو پھر جو کچھہ ھے ' نہ تو علم ھے اور نہ شفا ' بلکہ خود جہل ھے اور مرض - اگرچہ افسوس کہ اس دنیا میں زیادہ حصہ انھي مریضوں کا بسنا ھے جنھوں نے ھمیشہ طلب مرض کو طلب شفا سمجھا ھے ' اور سم قاتل سے امید حیات رکھي ھے ! اور پھر یاد رھے کہ یہي معني ھیں سلف کے اس قول کے کہ علم نہیں ھے مگر وہ جس میں حدثنا اور اخبرنا ھو - اسکے سوا جو کچھہ ھے وساوس و ضلالۃ سے زیادہ نہیں - کما قال الشافعي رضي الله عنه :

کل العلوم سوي القران مشغلة   الا الحدیث و الاالفقه في الدین
العلم ما کان فیه قول حدثنا   وما سوا ذاک وسواس الشیاطین

اور یہي معني ھیں اس قول نبوي صلعم کے کہ علم صرف تین ھیں - ماسوا انکے جو کچھہ ھے فضل ھے - آیة محکمه ' سنة قائمه ' فریضۂ عادله - اور یہہ منجملہ جوامع الکلم نبویہ کے ھے کہ اس دنیا میں علم کي حقیقت اور اسکے حدود و مقاصد و مراتب و انواع کي نسبت جو کچھہ

اس واقعہ کو معمولی سی بات سمجھکر معرضانہ آگے بڑھجائیگا - لیکن صاحب نظر و بصیرۃ اسی ایک بات سے امام موصوف کے تمام علوم و اعمال کا محور و مرکز معلوم کرلے سکتا ھے -

انہوں نے ایک ایسے صاحب علم مگر مریض شک و اضطراب کو جو مدعیان علم و حکمت کی دانش فروشیوں کے ھاتھوں اپنا یقین و اطمینان ضائع کرچکا تھا ' یہ وصیت کی کہ ساری چیزیں چھوڑ کر صرف حیات طیبۂ نبوت کے مطالعۂ و تفکر میں لگ جاؤ - اور گویا اسطرح بتلا دیا کہ علم و بصیرۃ کا اصلی سر چشمہ صرف حیات نبوت اور منہاج مقام رسالت ھے' جسکو قرآن حکیم نے " الحکمۃ " کے لفظ سے تعبیر کیا ھے : و من یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً ! کیونکہ دنیا میں " حکمت صادقہ" کا اس " حکمت" سے الگ کوئی وجود ھی نہیں - "حکمت" یا تو خود منہاج و سنۃ نبوۃ ھے' یا علم و عمل کی ھر وہ بات جو اُس سے ماخوذ اور صرف اُسی پر مبنی ھو - یہی " خیر کثیر" مبدء جمیع خیرات و برکات ارض و نوع ھے' اور صرف اِسی نسخۂ شفا سے دل اور روح کی ساری بیماریاں دور ھوسکتی ھیں - خواہ شکوک و ارتیاب کی بیماری ھو' خواہ اوھام و انکار کی - خواہ ادعاء ادریۃ کا ھیجان ھو' خواہ حیرانی و سرگردانی لا ادریۃ کا خمار :

زھر مرض کہ بنالد کسے ' شراب دھید !

کوئی بیماری ھو' دوا صرف ایک ھی ھے :

یکے دواست بدار الشفاء میکدہ ھا !

باقی یا تو اسماء مختلفہ ھیں اور مسمی وھی ایک ھے - مثلاً " سنۃ و سیرۃ " کی جگہ " قرآن و کتاب " کا لفظ بولدیا جاے کہ نام دو ھوگئے مگر حکایت شہد و عسل سے زیادہ نہیں - یعنی بات وھی ایک رھی - دلالۃ و تسمیہ میں تعدد ھوا - مدلول و مسمی میں نہیں :

عباراتنا شتی و حسنک واحد !

یا پھر اُسی نسخہ کے اجزاء و توابع جیسے آثار و سیرۃ صحابۂ و سلف اُمت ' اور معارف و بصائر ماخوذۂ و مکتسبۂ کتاب و سنۃ کہ گو اشکال و اسماء میں

(۲۶۹ : ۲)

مرض بلحاظ علت و ظہور ہر حال میں صرف یہی ہوا کہ شک و ظلمت ۔ اور اس عالم میں وحی الہی اور حکمۃ نبوۃ اور انسے ماخوذ و مکتسب کے

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۲]

ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون) اور اسکا بعد مسخ و انقلاب پہنچ جانا ' حتی کہ احساس و تمیز تک کا باقی نہ رہنا - یہ حالت ہوجاے کہ روشنی اور تاریکی' سنکھیا اور دودہ ' دونوں کو ایک سمجھنے لگے - نہ اچھائی پر خوشی ہو نہ برائی پر غم - سو قران حکیم نے اسکو " نفس امارہ " سے تعبیر کیا ہے - ان النفس لامارة بالسوء) - اوریا پھر اس ظلمت کدہ سے قدم باہر نکلتا ہے - نور فطرۃ کی بجھتی ہوئی روشنی ٹمٹمانے لگتی ہے - حتی کہ احساس و امتیاز خفتہ جاگ اٹھتا ہے ' اور روشنی کی تمنا اور تاریکی سے بیزاری محسوس ہونے لگتی ہے - برائی سے بچنے اور کانٹوں میں نہ الجھنے کی طاقت تو نہیں ہوتی' لیکن فطرۃ اصلیہ کا سروش غیبی اپنا کام شروع کردیتا ہے - اسکی صدائیں برابر سنائی دینے لگتی ہیں- اچھائی اور نیکی سے وہ خوش ہوتا ہے اور تحسین کرتا ہے ' اور بدی و بے راہی پر غمگیں ہونا اور ملامت کرنے لگتا ہے - یہ " نفس لوامہ " کی تندرستی و حصول کا مرتبہ ہے - اور اسی لیے قران حکیم نے اپنے طرز مخصوص میں اسکی اندرونی شہادت پر انسان کو توجہ دلائی ہے جو قانون مجازات و مکافات کی تصدیق کرتی اور نتائج و ثمرات عمل و تفریق عمل حسن و سؤ کا یقین دلاتی ہے - کیونکہ اگر ایسا نہیں ہے تو ایک کام پر خوشی و سرور کا احساس کیوں ہو' اور دوسرے کام پر ملامت و احساس ندامت و خوف کیوں ؟ لا اقسم بیوم القیامہ و لا اقسم بالنفس اللوامہ -) یہی وہ حقیقت ہے جسکی طرف حدیث ابن معبد عند احمد والدارمی میں اشارہ فرمایا' اور جو حقیقت خیر و شر و فطرۃ انسانیۂ اصلیہ کے باب میں چند لفظوں کے اندر ایک صحیفۂ علم اور ایک دیوان درس حقیقت ہے' اور اسی لیے طالب انفراد بحث و استقلال نظر' کہ " البر ما اطمأنت علیه النفس ' و اطمان الیه القلب ' و الاثم ما حاک فی النفس و تردد فی الصدر' و ان افتاک الناس و افتوں " یعنی فرمایا - کیا نیکی اور اچھائی کی حقیقت اور پہچان پوچھتے ہو؟ سو پہچان اسکی یہ ہے کہ " استفت قلبک " اپنے ضمیر سے فتوی طلب کرو - نیکی وہ کام ہے جس پر نفس کو اطمینان اور خوشحالی ہوئی اور دل کے لیے اسپر قرار اور اتکاؤ

بهي كها جاسكتا هے ' وہ سب كچهه ان تين لفظوں ميں جمع كرديا گيا اور بتلاديا گيا - و لكن ما لا يعقلها الا العالمون (قدس الله روح القائل و هو حجة الاسلام ابن قيم اذ يقول في النونية الكبرى :

العلـم قال الله قال رسوله   قال الصحـابة هم اولوالعرفان

ماالعلم نصبك للخلاف سفاهة   بين الرسول وبين رايي فلان

كلا و لا عزل النصـوص وانها   ليست تفيد حقائق الايمـان

اذ لا تفـيدكم يقينـاً لا ' ولا   علماً ' فقد عزلت عن الايقان

والعلم عندكـم ينـال بغيرها   بزبالـة الا فـكار و الاذهـان

سميتمـوه قواطعـاً عقليـة   نفي الظـواهر حا ملات معان

كـلا ' ولا احصاء اراء الرجـا   ل وضبطـها بالحصر و الحسبان

كلا و لاالتاويل و التـبديل والــتحـريف للوحيين بالبهتان

كلا ولا الا شكال والتشكيك والــوقف الذي ما فيه مـن عرفان

هذي علومكم التي مـن أجلها   عاديتمـونا يا اولي العرفان !

و قال شيخ الاكبر ' من جملة ابيات افتتح بها الباب الثا من و ثلاث مائة من الفتوحات :

كل علم يشهـد الشـرع له   فهو علـم نبـه فلتعتصـم

فاذا خالفـه العقـل فقل   طورك الزم ما لكـم فيه قدم

اور سبب اسكا ظاهر هے - قلب و روح كي جتني بيمارياں بهي هيں ' اصل مبدء انكا دو قسموں سے باهر نهيں - ايک قسم مرض كا نام الحاد و انكار هے - دوسري كا توهم و سوفسطائية - باقي تمام بيمارياں اسي كے اتبـاع و عوارض و فـروع هيں - اور دونوں قسموں ميں ظهور مرض كے علائم و آثار و عواقب مشترک هيں - يعني دونوں كا نتيجه شک و جهل و اضطراب ' اور فطرة كي طمانية اور سرور و راحت قلبي كا ازاله - يعني باصطلاح قرآن حكيـم " نفس مطمئنه " (۱) كا فقدان - پس

---

(۱) انسان كي نفسي و قلبي حالت بلحاظ سعادت و شقـاوت تين قسموں سے باهر نهيں - يا تو نور فطرة كي محجوبية و مظلمية بمصداق كلا بل '

بالریب ہے - مالہم بذلک من علم انہم الا یظنون اور بل ہم فی شک یلعبون

اور و من الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ہدی ولا کتاب منیر

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۲]

" الیقین الایمان کلہ " و قال ابن عمر " لایبلغ العبد حقیقۃ التقوی حتی یدع ما حاک فی الصدر " اور حضرۃ ابن عمر نے یہ جو فرمایا کہ " یدع ما حاک فی الصدر " تو یہ وہی بڑا ایمان کی ضد ہے جسکی نسبت قول نبوی صلعم اوپر گذرچکا کہ " ما حاک فی النفس و تردد فی الصدر " فی الجملہ نفس مطمئنہ کے اس مقام پر پہونچکر انسان کے لیے دنیا و آخرۃ دونوں میں بجز جنت و نعائم جنت اور روح و ریحان و ~~جنۃ النعیم~~ کے عیش و سرور کے ' غم کی ایک خلش اور اضطراب کی ایک چبھن بھی نہیں ہوسکتی - تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا و لا تحزنوا و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون - نحن اولیائکم فی الحیاۃ الدنیا و فی الاخرۃ ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم و لکم فیہا ما تدعون وہی دنیا کی زندگی جو ہزاروں لاکھوں دلوں کیلیے جہنمی شورشوں اور دوزخی بے چینیوں اور درد و کرب دائمی کے شعلوں سے بھری ہوئی ہے ' صاحب نفس مطمئنہ کیلیے باغ و بہار بہشت اور نعمت و سرور دارالمقام و سلام بن جاتی ہے : ولمن خاف مقام ربہ و نہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی اور و لمن خاف مقام ربہ جنتان جو اللہ سے ڈرا اور اپنے نفس کو بد راہیوں اور بد خیالیوں سے روکا تو اسکا مقام دارالحیات جنت ہے ' اور جنت کا نعیم و سرور و قرۃ اعین ' اور اسکے لیے ایک نہیں دو دو جنتیں ہیں - اور سبحان اللہ امام ابن تیمیہ کی حقیقت فرمائی اور رمز شناسی کہ ہمیشہ کہا کرتے - کما نقل عنہ الحافظ ابن قیم " ان فی الدنیا جنۃ ' من لم یدخلہا ' لم یدخل الجنۃ الاخرۃ " دنیا میں بھی ایک جنت ہے - سو جو اس دنیا کی جنت میں داخل نہوا ' وہ آخرت کی جنت میں بھی کبھی داخل نہوگا - ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرۃ اعمی شک و ظلمت اور یقین و طمانیت کی محرومی ہی سب سے بڑی جہنمی زندگی ہے - اور حیات بہشتی یقین و بصیرۃ ہی کا دوسرا نام ہے - فالقرآن یدعو الی الجنۃ و یدعو الی دار السلام !

غرضکہ قرآن حکیم نے نفس انسانی کی اصولاً تین ہی قسمیں کی ہیں : نفس امارہ ' لوامہ ' مطمئنہ لوامہ کا آخر گو بوجہ قرب و اتصال مطمئنہ '

علاوہ جو کچھہ ھے " یقین ' برھان ' بصیرۃ " اور " فرقان " نہیں ھے - شک و ظن ھے - عدم علم و بصیرۃ ھے - یا تخمین و رائے اور تلعب و تخرص

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۲)

ھوا - اور گناہ وہ ھے کہ اطمینان کي جگہہ تمھارے اندر چبھن اور خلش پیدا کرے ' اور دلکو اسپر جماؤ اور قرار نہو - اگر سیکڑوں آدمی فتوی دیدیں کہ فلاں بات اچھي ھے لیکن خود تمھارے اندر اسپر اطمینان اور جمعیۃ خاطر نہو تو سمجھہ جاؤ کہ اسمیں کوئي کھوٹ ضرور ھے - انتھی - البتہ یہ یاد رھے کہ اس حدیث میں " قلب " کا جو لفظ آیا ھے ' تو اس سے مقصود " قلب سلیم " ھے - نہ کہ سقیم و مریض - کیونکہ ذائقہ کے باب میں تندرست آدمي کا ذائقہ معتبر ھوگا - نہ کہ بیمار کا - رات بھر کے تپ صفراوي نے جسکي زبانکے ذوق اصلي پر قبضہ کرلیا ھے ' وہ تو شھد کو بھی چکھہ کر منہہ بنا لیگا کہ کڑوا ھے - اسکا ذوق ' معیار حلاوت و تلخي نہیں ھوسکتا - اور پھر یہی معنی ھیں بعض عرفاء کے اس قول کے کہ طالب کي کامیابي کي پہچان یہ نہیں ھے کہ غفلت سے بالکل محفوظ ھو جاے - بلکہ یہ کہ غفلت پر احساس حسرت و غم اور ذکر و عمل پر وفور مسرت و شادماني کا معاملہ مضبوط ھو جاے - تیسري قسم سعادت قلبي اور ارتقاء معنوي کا آخري مرتبہ ھے - اور اسکو قرآن حکیم نے " نفس مطمئنہ " سے تعبیر فرمایا ھے : یا ایتھا النفس المطمئنۃ ! ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعني علم و یقین (و باصطلاح قرآن ایمان) کي وہ حالت جب فطرۃ اصلیہ ساري پیدا کي ھوئي بیماریوں اور مکتسبۂ و خارجیہ علتوں سے نجات پا جاے ' اور قلب کا آئینۂ فطرۃ ھر طرح کے رنگوں اور کدورتوں سے پاک و صاف ھوکر اپني اصلي چمک اور درخشندگي حاصل کرلے - غرضکہ قلب " سلیم " ھو جاے کہ نجات کامل اور سعادت دارین کا مستحق بجز اسکے اور کوئي نہیں - مطلوب و مقصود اصلي صرف وھي ھے : یوم لا ینفع مال و لا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم - یہ حالت اطمینان و سکون کامل اور یقین و راحت نامہ کي وہ بے میل اور بے داغ حالت ھے جس میں شک کا ایک ذرا سا دھبہ اور اضطراب و تذبذب کا ایک رائي برابر بھي داغ نہیں ھوتا - اسي لیے آنحضرۃ صلعم نے خطبۂ غزوۂ تبوک میں فرمایا " و خیر ما وقر في القلوب الیقین و الارتیاب من الکفر " - اور قول حضرۃ ابن مسعود کہ

(محمد) اور ما لهم به من علم ان يتبعون الا الظن و ان الظن لا يغني من الحق شيئاً (النجم) اور قل هذه سبيلي ادعوا الى الله ' على بصيرة انا و من اتبعني (آخر يوسف) اور بل كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه و لما يأتهم تاويله (يونس) ما تعبدون من دونه الا اسماء سميتموها انتم و آباؤكم ما انزل الله بها من سلطان ان الحكم الا لله (يوسف) و غير ذلک من الايات

[بقیه نوٹ صفحه ۱۶۲]

اذا سلم سلم ثلاثا و اذا تكلم بكلمة اعادها ثلاثا " (بخاري) اور اسي ليے شريعت نے بهي اپنے تمام اعمال ميں مرتبهٔ ثالث تک بلوغ عمل و اراده کو ضروري اور بمعنی تکمیل قرار دیا هے اور هر طرح کی تقسیم و تکرار عمل وغیره میں تین تک هو جانا کمال ٹهرا - اور اسي ليے تمام عقائد و اعمال و افعال کي تکمیل و حصول کے تین هی عنصر هوے - نیت - قول - عمل بالجوارح - ایمان بهی معلوم هے که اعتقاد ' قول ' عمل کا نام هے' اور عبادت بهی انهي تین عناصر سے مرکب هوئي - نیت و خشوع و خضوع - تلاوة و قرأة - قیام و رکوع و سجود - معلوم هوتا هے که یه جو دنیا کي اکثر بت پرست اقوام قدیمه میں تثلیث کے عقیده نے نشوء نما پایا - مثلاً هندوستان ' یونان ' اور مصر و غیره میں - اور افلاطون نے بهي ایک طرح اقانیم ثلاثه کا اقرار کیا ' اور اسی سے عیسائیوں کے یہاں تثلیث کی ضلالت پهیلی ' تو غالباً اسکی ابتداء اول اول یوں هوئي هوگی که کارخانهٔ حیات میں هر جگه تین قسموں اور تین مرتبوں کے ظهور کو دیکهکر تثلیث إله کے دهوکے میں پڑ گئے ' اور اصل قانون خلقت و حیات و انواع اور جمیع کاروبار هستی کے ایک اور یکساں هونے کی حقیقت ' اور اس سے قانون توحید خلقت و خالق تک پهنچنے ' اور ساري کتاب قدرت کے ایک هی خط میں مکتوب هونے کی وجه سے قلم و کاتب کے بهی ایک هونے تک انکی رسائی نه هوئی - اگر هوتي تو پکار اٹهتے : (ما ترى في خلق الرحمن من تفاوت ' فارجع البصر ' هل ترى من فطور ؟ ثم ارجع البصر كرتين ينقلب اليک البصر خاسئا و هو حسير) (ملک) قال ابن عباس (رض) " تفاوت " ای الاختلاف - (اخرجه البخاري في التفسير)

ثاني عطفه ليضـــل عن سبيل الله (حج) اور هل عند كم من علم فتخرجوه لنا ؟ اور افمن كان على بينه من ربه كمن زين له سوء عمله و اتبعوا اهوائهم ؟ (محمد)

[بقيه نوٹ صفحه ۱۶۲]

صحت و تندرستي نفس کا مقـــام هے ' مگر اس میں شبهه نهیں که اسکا ابتدائي مقام بوجه قرب اسفل ' بیماري کي حالت میں داخل هے اگرچه بهر حال هلاکت سے محفوظ - یه حال هر درمیاني درجه کا هوا کرتا هے - اسکا ایک سرا اگر مافوق سے منصل هوتا هے تو دوسرا ماتحت سے - اور اسي بنا پر قرآن نے بلحاظ سعادت و شقاوت عمل بهي تین هی قسمیں کي هیں - ایمان - کفر - نفاق - کیونکه حالتیں بهي صرف تین هي هیں - چوتهي کوئی نهیں - زندگي - بیماري - موت - اور اسي لیے مقام بهي تین هوے - دار المقام جنت - اعراف - سعیر و جهنم - اور یه معلوم رهے که یهاں نفاق سے مراد صرف نفاق اعتقادي هي نهیں هے بلکه عملي بهي ' کیونکه جسطرح ایمان و اسلام اعتقاداً و عملاً دونو طرح هے - الایمان بضع و ستون شعبة الخ وکذالک الکفر ' و لهذا قالوا کفر دون کفر - اسي طرح نفاق کي بهي دو قسمیں هیں - اعتقادي اور عملی - مدینه کے منافق جو قریش و یهود سے سازباز رکهتے تهے ' فنا هوگئے ' مگر نفاق اور منافقین کا وجود بدستور باقي هے جسطرح کفر اور ایمان کا - اور باقي رهیگا - " اربع من کن فیه کان منافقا خالصاً و من کانت فیه خصلة منهن ' کانت فیه خصلة من النفاق " (بخاري) " ولو صلي و صام و زعم انه مسلم " یه ساري باتیں جو اس منهیه میں لکهي گئیں ' محض از قبیل اشارات هیں - ورنه

گر نو یسم شرح آن بیحد شود * مثنوي هفتاد من کاغذ شود

تفسیر البیان ان تمام مباحث کا مجمع هے - اور حقیقت ایمان و کفر و نفاق پر ایک مستقل رساله اتمام کو پہنچ چکا هے - اور یه جو کها که قسمیں تین هیں ' تو تمام تقسیمات قرآنیه اسي پر مبني هیں ' اور جس پهلو سے اور جس گوشے میں دیکهوگے ' معلوم هوگا که تین قسموں اور درجوں سے کوئی معامله اور سلسله خالي نهیں - اگر نظر دقت و تفکر سے کائنات هستي کا مطالعه کروگے تو معلوم هوگا که قانون الهي عالم هستي میں کچهه ایسا هي واقع هوا هے - هر نوع اور هر حالت کے لیے تین کا عدد جامع افراد اور مکمل و متمم کار هے - یهي وجه هے که انبیاء کرام کے اکثر اعمال بلا قصد خود بخود تین مرتبه ضرور انجـــام پاتے تهے - " وکان اذا یدعو یدعو ثلاثا - و کان

"انی اعلم" اور "انی علی بینة من ربی" اور "انی اشهد" بلکه
"رأیت و سمعت" کا دعوا اور اعلان کررها هو، اور تمام نوع بشر کو یه
کهکر بلا رها هو: هذه سبیلی ادعوا الی الله ا علی بصیرة انا و من
اتبعنی! (۱۲ : ۱۰۸) اور تمام منکرین و جاحدین سے بار بار مطالبه کرتا هو: هل عند کم
من علم فتخرجوه لنا؟ (۶ : ۱۴۸) یعنی وه علم و یقین اور خروج من الظلمات الجهل
الی نور المعرفة و الحقیقة کی راه هے جس پر میں تم کو دعوة دے رها هوں -
پهر تمهارے پاس بهی کوئی "یقین" اور "علم و بصیرة" هے جسکو دنیا کے
آگے پیش کرسکتے هو؟ [قل] هل یستوی الاعمی و البصیر؟ (۶ : ۵۰) اور [قل] هل یستوی
الذین یعلمون و الذین لا یعلمون؟ (۳۹ : ۹) ایک کهتا هے میرے پاس شک هے،
اگر تم میری طرف آؤ تو تمکو شک سے معمور کردونگا - دوسرا کهتا هے که
میرے پاس جو کچهه هے بجز یقین اور برهان کے اور کچهه نهیں -
لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه - تنزیل من حکیم حمید (۴۱ : ۴۲)
(حم سجده) اور بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتو العلم (۲۹ : ۴۹)
(عنکبوت) میں بصیرة هوں - دعوة علم هوں - پیام حجة و برهان هوں -
حقیقت جو ایک سے زیاده نهیں هوسکتی، اسکی ایک هی راه هوں -
اقوم الطرق، اوضح السبل، صراط السوی: ان هذا صراطی مستقیما
فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله (۶ : ۱۵۳) - پهر بتلاؤ، دنیا کو جو
طمانیة و قرار قلب کی بهوکی پیاسی اور شک و اضطراب نفس کے زخموں
سے جاں بلب هے، کس کا ساتهه دینا چاهیے؟ اسکا جو خود شک و ریب
کی تاریکیوں میں ٹهوکریں کها رها هے - ایک تاریکی سے نکلنے کے لیے
دوسری تاریکی میں ڈوبتا هے، اور تاریکیوں کا یه حال هے که خود اپنا
هاتهه بهی سوجهائی نهیں دیتا - ایک گتهی سلجهانا چاهتا هے تو دس
نئے الجهاؤ رشتۂ ادراک میں پڑجاتے هیں: کظلمات فی بحر لجی یغشاه
موج، من فوقه موج، من فوقه سحاب - ظلمات بعضها فوق بعض! اذا اخرج
یده لم یکد یراها - و من لم یجعل الله له نوراً فماله من نور؟ (۲۴ : ۴۰) (نور) اور

و القواطع - اور اسي ليے دعوۃ خاتم الاديان و مكمل الشرائع كي نسبت اكثر خطبات نبوبه ميں يه اعلان عام پاتے هو كه اُسكا ظهور كرۂ ارضي كے كمال جهل و فقدان علم كے وقتوں ميں هوا - يعني اسليے هوا تاكه علم و نور سے دنيا كو بهرپور كردے ' اور علم و نور نهيں هے مگر يقين اور زوال شك و ريب - علي الخصوص اولين خطبۂ جمعه بالمدينه ميں فرمايا :
" ارسله بالهدي و النور و الموعظة ' علي فترة من الرسل ' وقلة من العلم ' و ضلالة من الناس " الخ اخرجه الحاكم علي شرط الصحيحين و الطبري في تاريخه - پس ظاهر هے كه جن نام نهاد علوم كا ما حصل خود ظلمت ظن و شك اور كوري وهم و راے سے زيادہ نهيں ' وہ مريضان يقين و اعتقاد كيليے كيونكر نسخۂ شفا هوسكتے هيں ؟ اور جو خود سرگشتۂ راہ اور واماندۂ كار هے ' وہ دوسرے گم كردہ راهوں كي كيا رهنمائي كر سكتا هے ؟

جوهر طينت آدم زخميرِ دگرست
تو توقع زگل كوزه گران مي داري

بل هم في شك منها ' بل هم منها عمون (۲۷ : ۶۶) مرض كا ازاله دوا سے هو سكتا هے نه كه خود توليد مرض سے - اگر دنيا كا اصلی مرض " يقين " اور " بصيرة " سے محرومي هے اور شك و گمان كي هلاكت ' تو اُسكا علاج وہ كيونكر كرسكتے هيں ' جنكا خود اعلان يه هے كه همارا منتهاء فكر و ادراك اس سے زيادہ نهيں كه " لا ادري و لا اعلم " هم نهيں جانتے اور نهيں كهه سكتے كه كيا هے اور كس ليے هے ؟ يعني بحكم وشهدوا على انفسهم (۶ : ۱۳۰) وہ خود اپنے منتهاء معرفة كو جهل سے زيادہ نهيں بتلاتے : ان نظن الا ظناً و ما نحن بمستيقنين (۴۵ : ۳۲)

معلومم شد كه هيچ معلوم نه شد !

اسكا علاج اور نسخۂ شفاء لما في الصدور (۱۰ : ۵۷) تو صرف اُسي اعلم الخلائق و اعرف العباد كے دارالشفاء وحي ميں مل سكتا هے جو شك كي جگه يقين كا ' ظلمت كي جگه نور كا ' عدم علم كي جگه علم و بصيرة كا ' ظن و قياس و گمان كي جگه بينۂ و حجة كا ' برهان و فرقان كا ' اور تبياناً لكل شي (۱۶ : ۸۹) اور عروۃ الوثقي كا ' غرضكه " لا ادري " اور " لا اعلم " كي جگه

حقیقت بس آنکھ کیلیے زیغ ھے ' نہ منزل شناس قدم کیلیے ٹھوکر: (٥٣: ١٧، ١٨)
ما زاغ البصر و ما طغی - لقد رای من ایات ربه الکبری - اور حدیث
انس کہ " و الذی نفسي بیده ' لقد عرضت علی الجنة و النار انفاً فی
عرض هذا الحائط و انا اصلی " (بخاري) اور حدیث اسماء بنت ابي بکر
اور خطبۂ صلوۃ کسوف کہ " ما من شيئ لم أره الا و قد رأیته في مقامي هذا
حتی الجنة و النار ' و اوحی الی انکم تفتنون فی القبور " الخ رواه البخاري
اور " ابیت عند ربي یطعمني و یسقیني " رواه الاربعه - اور ان سب سے
بھي بڑھکر یہ کہ " اتانی ربي في احسن صورة (و في روایة اتاني اللیلة
ربی) فقال فیم یختصم الملاء الاعلی فقلت لا ادري - فوضع کفه بین کتفي
حتی وجدت برد انامله بین ثد یي و تجلي لي علم کل شي " اخرجه
جماعة منهم احمد و الترمذي و صححوه - بلکہ جس حقیقت ہزار حجاب کا
ایک سچا یا کم از کم سچائي سے قریب تصور بھي تم سے بن نہ آیا ' میں نہ
صرف اسکا سراغ ھي رکھتا ھوں ' بلکہ وہ تو میري دیکھي بھالي اور میرے
سامنے کي مشہود و منظور ھے " حتی وجدت برد انامله بین ثدیي " !
اُسکي انگلیوں سے چھونے کي ٹھنڈک اپنے سینہ پر محسوس کر رھا ھوں -
اسکے بعد اور کیا باقي رھگیا ؟ - ثم دنی فتدلی ' فکان قاب قوسین او ادنی (٥٣: ٥، ٩)

جمالک في عیني و حبک في قلبي
و ذکرک في فمي ' فاین تغیب ؟

تم نے اپني درماندگیوں سے عاجز آکر اسکا نام ھي ما فوق ادراک اور غیب رکھدیا ھے - حالانکہ یہاں تو اسکي مشہودیة کا یہ حال ھے کہ اسکا ذکر ھي " شهادة " کے لفظ سے کیا جاتا ھے جسکے معني حضور و رویت کے ھیں : شهد الله انه لا اله الا هو و الملائکه ' و اولو العلم قائما بالقسط (آل عمران ٣: ١٨) تم اسکي طلب و جستجو کو گمان و خیال اور قیاس و ظن سے تعبیر کرتے ھو کہ اس سے آگے تمھارا قدم نہیں بڑھتا :
ذلک ظن الذین کفروا (ص: ٢٧) حالانکہ یہاں ظن و گمان کا کیا ذکر - ظن کو تو یہاں

جسکي اُن ساري کوششوں اور طلب و جستجو کا جو حقیقت تک پہنچنے اور عقدۂ هستي کو حل کرنے کیلیے کرتا هے ' یه حال هے که هر نیا مرحله ایک نئي گمرهي کا پیام اور هر منزل ایک نئے بعد وگم گشتگي کي مایوسي هوتي هے - جس نظریه پر رکتا اور جس تهیوري کو فاتح کار سمجهکر بوجتا هے ' جب اُس تک پهنچتا هے تو یقین کي جگه وه خود ایک نئے شک کي دعوة نکلتي هے ' اور جواب کي جگه وه خود ایک نیا سوال هوتي هے ' اوراسطرح اسکي ساري امیدیں اور ساري خوشیاں اُس پیاسے کي امید سے زیاده نهیں ثابت هوتیں جو ریگستان افریقه کو دجلۂ و فرات سمجهکر بے تحاشا دوڑ رها هو : کسراب بقیعة یحسبه الظمان ماء ' حتی اذا جاءه لم یجده شیئا (نور) پس کیا کهوے هوؤں کو طلب دلیل وهدایت میں اپنے هی جیسے کهوے هوؤں کا دامن پکڑنا چاهیے ؟ ضعف الطالب و المطلوب (حج) اور لبئس المولی و لبئس العشیر (حج) یا پهر اسکا ساتهه دینا اور بلا چون وچرا سمع و الطاعة کا سر جهکا دینا چاهیے جسکي ساري پکار اور سارے پیاموں کی بنیاد هي یه هے که میں ظلمت نهیں بلکه سر تا سر نور هوں - میں تاریکی میں اِدهر اُدهر بهٹکنے والا قدم اور خود اپنے هاتهه کو بهي نه دیکهه سکنے والی آنکهه نهیں هوں ' بلکه معرفت و شهادة کا اُجالا هوں ' نورانیت میں بے خوف لغزش و بے خطرۂ گمرهی دوڑنے والا قدم هوں ' اور دُور پهرکی جمکیلي روشنی میں ایک ایک ذره تک کو دیکهه لینے اور پا لینے والی بینائي هوں " السمحة الحنیفیة والحجة البیضاء - لیلها کنهارها " یہاں ظلمات بعضها فوق بعض کا معامله نهیں هے ' بلکه یمین و یسار ' بالا و پست ' اور بین یدیه و من خلفه بجز نور اور نور علی نور کے اور کچهه نهیں هے - وکان من دعائه صلعم باللیل " اللهم اجعل فی قلبي نورا ' وفي لساني نوراً ' واجعل في سمعي نوراً ' واجعل في بصري نوراً ' واجعل من خلفي نوراً ' ومن امامي نوراً ' واجعل لی من فوقي نوراً ' ومن تحتی نوراً ' اللهم اعطني نوراً " (مسلم) نه میري

یہي معني هیں ان آیات کریمه کے که او من کان میتا فاحییناه و جعلنا له نوراً یمشي به فی الناس ' کمن مثله فی الظلمات لیس بخارج منها ؟ (۶ انعام ۱۲۲) اور افمن یمشي مکبا علی وجهه اهدی ' امن یمشي سویا علی صراط مستقیم ؟ (۶۷ ملک ۲۲) اور افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه - فویل للقاسیة قلوبهم من ذکر الله (۳۹ زمر ۲۲) و غیر ذلک من الایات فی هذ الباب - اور فی الحقیقت یہي وہ نور حقیقت اور مشکواۃ معرفت هے جسکو ایک عجیب و غریب اور جامع و مانع تمثیل مرکب میں واضح فرمایا که مثل نوره کمشکواة فیها مصباح - المصباح فی زجاجة - الزجاجة کانها کوکب دري یوقد من شجرة مبارکة زیتونة ' لا شرقیة و لا غربیة - یکاد زیتها یضی و لو لم تمسسه نار - نور علی نور - یهدی الله لنوره من یشاء و یضرب الله الامثال للناس - و الله بکل شي علیم (۲۴ نور ۳۵) اور یه مقام منجمله روح الروح معارف کتاب و سنت ' و حقیقة الحقائق قران و شریعت کے هے جسکي طرف بہت کم توجه کي گئي هے - مگر اسکي تفصیل کا یه موقعه نہیں - تفسیر البیان میں اکثر سے زیادہ مواقع پر اسکي تشریح و توضیح ملیگي ' اور اس سے بھي زیادہ مقدمۂ تفسیر موسوم به " البصائر " میں به عنوان حقیقت ایمان و کفر - با این همه ابتک طبیعت اس طرف سے سیر نہیں هوئي هے - روز بروز به مقام اپنی مزید وضاحت اور وسیع تر اطراف و مباحث کے ساتهه نمایاں هو رها هے - شاید دامن بیان اس سے بھي کہیں زیادہ پھیلے ' جسقدر البیان میں سمیٹا جا چکا هے - معهذا ارباب ذوق و صلاح کیلیے ایک اشارۂ حقیقت کافي هے - و اما الذین فی قلوبهم مرض (۹ توبه ۱۲۵) تو انکے لیے حقائق و معارف کے قناطیر مقنطرہ بھي بیکار هیں - وہ تو همیشه یہي کہینگے ماذا اراد الله بهذا مثلا ؟ (۲ : ۲۶) و ما احسن و اصدق ما قال العرفي الشیرازي :

هــزار معجزہ بنمود عشـــق و عقل جهول

هنوز امست اندیشه هاے خوبشتن ست !

زندگی (ہدایت) کے دائرے ہی سے خارج اور موت (کفر) کا ہم نشیں سمجھا
جاتا ہے - یہاں تو اسکی نسبت جو کچھ کہا اور سمجھا جاتا ہے ' اسکا
نام ہی "ایمان" اور "ایقان" ہے - یعنی عدم شک اور یقین صرف و بحت :
یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاہدین وما لنا لا نؤمن باللہ وما جاءنا من الحق
ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین (۵: ۸۳-۸۴ مائدہ) امن ہو قانت آناء اللیل
ساجداً و قائماً ' یحذر الآخرۃ و یرجو رحمۃ ربہ ' قل ہل یستوی الذین یعلمون
والذین لا یعلمون (۱) ؟ انما یتذکر اولوا الالباب (زمر ۳۹: ۹) غرضکہ جس کا حال
یہ ہو کہ وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی (نجم ۵۳: ۳) ان کا سا نہو کہ یجادلون
فی آیات اللہ بغیر سلطان (مومن ۳۵) اور بغیر علم ولا ہدی ولا کتاب
منیر (حج ۸) تو کیا صرف وہی اکیلا نہیں ہے جسکی راہ دنیا کیلیے امن و
سلامتی کی راہ ہے اور جسکے ساتھیوں کیلیے نہ تو کبھی شک کی بے چینی
ہے اور نہ جہل و ظلمت کا ہراس : لا یمسنا فیہا نصب و لا یمسنا فیہا لغوب ۳۵:۳۵

---

(۱) "امن ہو قانت آناء اللیل ساجداً و راکعاً" کے بعد فرمایا :
ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟ تو اس سے معلوم ہوا کہ
معرفت و ایمان باری اور عبادۃ و تبتل الی اللہ کی بنیاد علم اور دانستن
ہے ' کیونکہ اس سے بڑھکر جاننا اور پہچاننا کیا ہوگا کہ جب ساری
خلقت رات کے بستر عافیت پر سو رہی ہو' تو ایک عارف حق کو کسی جانے
پہچانے ہوے کا عشق بستر راحت سے اٹھاتا اور اپنے سامنے جھکاتا ہے ؟ وہ اسکی
نظر رحمت کیلیے روتا ہے - اسکی ہیبت و جبروت سے کانپتا اور تھراتا ہے -
اسکے بخشش کے ترہے اور کھلے ہوے ہاتھوں (بل یداہ مبسوطتان) (مائدہ ۵:)
کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھکر بے اختیار طلب و سوال کا ہاتھ بڑھاتا اور
بیقراریوں کی آوازوں میں پکارتا اور مانگتا ہے ؟ اسی لیے دوسری جگہ
فرمایا : انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء' کہ خوف الہی معرفت صفات کے بعد (۳۵:۲۸)
ہو سکتا ہے ' اور معرفت علم ہے - پس جو صاحبان علم ہیں ' وہی اس
سے ڈرینگے بھی - غرضکہ قرآن حکیم کے نزدیک عبادت ' علم و تعقل و ادراک
ہے ' اور عصیان و غفلت جہل و سفاہت و کوری - اور یہ موقعہ مزید
تشریح کا نہیں -

کوئي چھوٹا سے چھوٹا تکرہ بھي پیش نظر رکھتا ھو اور پھر شک و اضطراب نفس کا افسون ھلاکت اسپر کارگر ھوسکے - یہي وجہ ھے کہ قرآن حکیم نے جا بجا انبیاء کرام علیھم السلام کي نفس زندگي و وجود کو بطور ایک حجۃ و برھان کے پیش کیا ھے - نہ کہ محض بطور قصص ' و اظھار علم ما سبق ' و انباء بالغیب کے جیسا کہ عموماً سمجھا گیا ھے -

قران حکیم کا کھلا کھلا دعوا یہ ھے کہ ھر نبي کي زندگي. جس طرح شروع ھوئي اور جسطرح ختم ھوئي' اور جو کچھہ اسپر گذرا ' اور قولاً و فعلاً جو کچھہ اس سے تعلق رکھتا ھے ' ان میں سے ھر بات بجاے خود ایک دلیل اور برھان حق ھے - اس سے بڑھکر اس حقیقت کے اثبات کیلیے اور کوئي دلیل یقیني و قطعي نہیں ھوسکتي کہ خدا ھے' اور ساري اچھي اور حسین صفتوں سے متصف ھے' اور اس نے جسطرح عالم ھستي اور ما فیھا کو بنایا ' اسي طرح اسکے لیے قوانین و نوامیس عمل و نتائج بھي بناے اور وہ ھر حال میں اٹل ھیں - دنیا میں انسان زیادہ سے زیادہ اور قطعي سے قطعي یقین جن چیزوں پر رکھتا ھے اور جن وسائل سے انکے یقیني ھونے کو مانتا ھے ' قران کي یہ دلیل ان سب سے زیادہ قطعي اور سب سے زیادہ روشن و محکم ھے - اور اگر یقین کیلیے یہ دلیل کافي نہیں تو پھر اس دنیا میں یقین کا وجود ھي نہیں - حتی کہ دوپہر کے وقت چمکتے ھوے سورج کا بھي نہیں' اور جسم کے ایک ایک مسام سے چھوتي اور لگ کر چلنے والي ھوا کا بھي نہیں ! اگر تم کہتے ھو کہ دنیا میں صرف انھیں باتوں کو ماننا چاھیے جو " یقیني " ھوں اور " ثابت " شدہ - یعني تم اعتقاد کیلیے صرف " امکان " کو کافي نہیں سمجھتے - " اثبات " کے طلبگار ھو' تو جب بھي دنیا میں الکلم الطیب اور العمل الصالح سے بڑھکر اور کون سي ثابت و واقع حقیقت ھو سکتي ھے ؟ خود تمھارا وجود اور اثبات " انا " بھي اس سے زیادہ ثابت و مشھود نہیں - یہي وجہہ ھے کہ قران حکیم نے جا بجا دعوۃ الي الوحي کو " قول الثابت " اور " دین القیم " اور " الواقع " اور " الثابتہ " و غیرھا سے تعبیر کیا ھے گو لوگ دوسري طرف چلے گئے - بہر حال

فصل

غرضکه امام ابن تیمیه نے ایک ایسی حقیقت جو طبیعت کو جو ارباب ظن و رائے کی صحبتوں سے وادی شک و اضطراب میں حیران و سرگرداں ہوگئی تھی ' اُن ساری باتوں میں سے ایک بات بھی نہیں کہی جو اور لوگ کہہ سکتے تھے ' بلکہ صرف یہ وصیت کی که سیرۂ طیبۂ نبویه کا مطالعه کرو یہی نسخۂ شفا شک و ریب کے سارے دکھوں کا ایک ہی علاج ہے' اور پھر قولاً بھی اپنی تمام مصنفات میں اسی چیز کو بنیاد و منبع ہر گونه علم و ایقان بتلاتے ہیں ' تو یه بات بھی منجمله اُنہی خصائص مقام وراثۂ نبوۂ کے ہے که :

علیہــــم بادراء النفوس یسوسہـــا
بحکمته فعل الطبیب المجــرب !

اور حقیقت یه ہے که نه صرف اُس عہد میں بلکه جب تـــک دنیا باقی ہے ' صاحب قرآن کی سیرۂ و حیات مقدس کے مطالعه سے بڑھکر نوع انسانی کے تمام امراض قلوب و علل ارواح کا اور کوئی علاج نہیں - اسلام کا دائمی معجزه اور ہمیشگی کی حجة الله البالغه قرآن کے بعد اگر کوئی چیز ہے تو وه صاحب قرآن کی سیرۂ ہے' اور در اصل قرآن اور حیات نبوۂ معناً ایک ہی ہیں - قرآن متن ہے اور سیرۂ اسکی شرح - قرآن علم ہے اور سیرۂ اسکا عمل ' قرآن صفحات و قراطیس ما بین الدفتین اور فی صدور الذین اوتوا العلم میں ہے ' اور یه ایک مجسم و ممثل قرآن تھا جو یثرب کی سرزمین پر چلتا پھرتا نظر آتا تھا - کما قالت الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنہا " و کان خلقه القرآن "

مــا در جـــانے آمــده در یـک بـــدن
من کیم ؟ لیلی ' و لیلیٰ کیست ؟ من !

انبیاء کرام کی زندگی سے بڑھکر " یقین " اور " ایمان " کی پکار اور کیا ہوسکتی ہے ؟ محال قطعی ہے که ایک صاحب استعداد سیرۂ نبویه کا

خوش دلکش ست قصۂ خوبان روزگار
تو یوسفي و قصۂ تو احسن القصص !

اور اگر اس بات کو باب اشارات سے باہر بھي دیکھا جاے ' جب بھي اسکي صداقت میں کلام نہیں - جب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا وجود اصلاً ایک ھي اصل و حقیقت پر مبني اور اپنے تمام مقاصد و اعمال و وقائع میں جزء و کلاً ایک ھي سلسلۂ بعثت کي مختلف کڑیاں اور ھم رنگ و ھم معني اشکال و صور ھیں' اور اسلیے با ھمدگر یکقلم اشباہ و نظائر کا حکم رکھتے ھیں ' بحدیکہ بوجہ کمال اشتراک صورت و معني اگر ایک کڑي ھٹادي جاے تو دوسري ٹھیک ٹھیک اُسکي جگہہ جڑ جاے ' اور معلوم ھے کہ اس سلسلہ کي آخري کڑي یعني وجود مقدس حضرۃ خاتم الادیان و مکمل الشرائع و متمم النعم ساري پچھلي کڑیوں کا جامع ' اور اسي لیے بحکم " انا سید ولد آدم " اور " لوکان موسی حیاً ما وسعہ الا اتباعی " اور نص قراني کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي الخ (۱) اور فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھا ولاء شھیدا (نساء) منتہاء مرتبۂ سیادت و قیادت عالم' و مرکزیۂ رسل و شرائع' و افضلیت کلي نوع سے فائز و ممتاز ھے :

بہ طرازندگي قامت موزوں نازم
یک قبا نیست کہ شائستۂ اندام تو نیست !

---

(۱) ان آیات کریمہ سے فضیلت و سیادۃ حضرۃ ختم المرسلین کا دوں اثبات ھوا کہ امۃ مسلمہ کو ساري امتوں سے بہتر فرمایا ' اور شریعۃ محمدیہ کو تکمیل ادیان اور اتمام نعمت قرار دیا ' اور ظاھر ھے کہ مطیع کي افضلیت مستلزم افضلیت مطاع ' اور نعمت کا تمام نعم سابقہ سے اعلی و اتم ھونا حامل و مبلغ نعمت کے اعلی و افضل ھونے پر دال ھے - اگر آخري شریعۃ تمام پچھلي شریعتوں کي جامع اور اسلیے اُن سب سے افضل ھے' اگر آخري امت ساري پچھلي امتوں کے برکات و نعم سے مالا مال اور اسلیے ان سب سے امثل و اصلح ھے ' اور اگر اسي طرح شریعۃ آخري کے ظہور و زمان و مکان

حضرة نوح کا وجود بجاے خود ایک دلیل و اثبات ھے - حضرة ابراھیم اپنی ذات کے اندر خود ایک حجة قائمه و آیة کامله ھیں - حضرة موسیٰ کي پوري زندگي صرف اس ایک لفظ میں بتلادي جاسکتي ھے - برھان محکم ودلیل ثابت - اور اسي طرح تمام انبیاء و مرسلین اور بوجه انکي تبعیة و معیة کے تمام نفوس صادقۂ بشر من الصدیقین و الشھداء و الصالحین علیھم الصلوٰة و السلام کي زندگیاں اور زندگي کے تمام وقائع و اعمال بجاے خود ایک مستقل دلیل و برھان حق ھیں - اور اسطرح ھر نبي کا تنہا وجود سینکڑوں دلیلوں اور ھزاروں شہادتوں کا مجموعه ھے - اسی لیے قران حکیم ان کا استشہاداً و استدلالاً ذکر کرتا ، اور انکو " آیة " اور " بینه " سے تعبیر کرتا ، اور اسطرح گویا ھر ایک تذکرۂ و حکایة حیاة نبوة و ما جائه بالحق میں دنیا کے سامنے صدھا دلیلیں اور روشنیاں جمکا دیتا ھے - علی الخصوص یہي وجه ھے که قران حکیم نے جابجا حضرة ختم المرسلین و صاحب اسوۂ حسنۂ عالم صلی الله علیه و سلم کي حیاة طیبه کو بطور ایک مستقل دلیل و شاهد ثابت کے پیش کیا ھے اور نہایت کثرت کے ساتھه آنکي سیرة و سوانح اور وقائع و ایام پر مختلف پیرایوں اور مختلف لواحق و سوابق اور روابط کے ساتھه بار بار توجه دلائي ھے - اور بسا مقامات میں ایسا بھي ھے که :

گفته آید در حدیث دیگراں

کا معامله ایک کیفیت خاص اور لذت اشارات ارباب راز و نیاز کے ساتھه اصحاب نظر و ذوق کیلیے قرة عیون اور سرور انفس و قلوب کا حکم رکھتا ھے - حتیٰ که بعض عرفاء و اصحاب اشارات نے کہا - باے بسم الله سے سین و الناس تک جو کچھه ھے، گو حکایت موسیٰ کلیم کي ھو اور یوسف صدیق کي (صلوات الله علیھما) لیکن آن سب سے مقصود ایک ھي ھے، اور گو نام دوسروں کے ھوں مگر روے سخن آسیطرف ھے :

چشم سوے فلک و روے سخن سوے تو بود !

اور اردو میں کسي نے خوب کہا ھے :

نام آنکا آسماں تہرا لیا تحریر میں !

و الکنایة ابلغ و الذ من التصریح :

نہ نہروں کا ذکر کیا ھو نہ انکی نضارۃ و روانی کا ' لیکن خود بخود اُن سب کا ذکر آگیا ' اور اس ایک نام کے ساتھہ وہ سارے نام لئے لیے گئے - اور جب تم نے کہا تختۂ گل ' ھواے عطر بیز ' نظارۂ انہار و اشجار ' بنفشۂ و سنبل و یاسمن ' تو اب تم باغ و چمن کا نام لو یا نہ لو ' مگر اُسکا نام تو تم نے اُن ناموں میں سے ھر نام کے ساتھہ لے ھی لیا ' اور گو بظاھر ذکر بنفشۂ و سنبل اور اشجار و انہار کا تھا مگر فی الحقیقت ذکر اُن سب کا نہیں بلکہ صرف ایک ھی حقیقۃ جامعہ کا تھا - یعنے باغ و چمن کا - مولانا کے اشارات اس مقام کی نسبت از بس لطیف و پر ذوق واقع ھوے ھیں - ازانجملہ کیا خوب فرمایا :

نام احمد نام جملہ انبیاست

چونکہ صد آمد نود ھم پیش ما ست

جب " سو " کہدیا تو اب ایک سے ننانوے تک جو کچھہ ھے سب آ گیا - اور جب کہا ایک - دو - دس - پچاس - تو فی الحقیقت ذکر " سو " ھی کا ھوا - قران حکیم میں یا احکام ھیں ' یا مواعظ و حکم ھیں ' یا شرح قوانین ھدایت و ضلالۃ ' اور یا پھر قصص الاولین - تو معلوم ھے کہ اگر احکام ھیں تو اُسی شریعۃ کے جسکا حامل سیــد المــرسلین ھے - مواعظ و حکم ھیں تو وھی ھیں جن کی عملی تصویر و اُسوۂ کاملہ وجود سیــد المرسلین ھے - قصص ھیں تو انھی فضائل و مراتب کے جو سب کے سب مرتبۂ جامعیۃ محمدی میں بوجہ اتم و اکمل جمع ھوگئے - پس اگر حضرات صوفیاء کرام نے تمام قران کو اسی ایک حسن اکمل و جمال بے ھمتا کی حکایت شمائل و شرح سراپا کہا ' تو قطع نظر فسحت میدان اشارات کے ' ویسے بھی نہ کیوں مُوجب قدح و شک ھو ؟ حق یہ ھے کہ " قران " اور " صاحب سنۃ " کی باھمی یگانگت و اتحاد کے باب میں جو کچھہ بھی اور جسقدر بھی کہا جاے ' اس سے بہت کم ھے جسقدر کہنا چاھیے - و للہ در ما قال :

ما شئت قــل فيــه ، فانت مصـدق

فالحب يقضي و المحــاسن تشهـــد !

بلکہ اس مقام پر حق تو وہ ھے جو شیخ ابن الفارض نے کہا - طاب اللہ مضجعہ :

تو لامحالہ باب فضائل و مقامات اور قصص و حکایۃ مناقب و برکات میں جو کچھہ قرآن حکیم نے بیان کیا ہے ' یا جو کچھہ صدق لسان و تحقیق بیان کے ساتھہ اس بارے میں کہا جایگا ' وہ گو بلا واسط دوسروں کی حکایت ہو ' مگر بالواسطہ متعلق اسی وجود اجمع و اکمل سے ہوگی - اور جب کبھی خاص اس وجود جامعیۃ کی نسبت کچھہ کہا جایگا ' تو گو اسمیں دوسروں کا ذکر لفظاً نہ آے ' لیکن حال یہ ہوگا کہ گویا تمام انبیاء و مرسلین بلکہ نوع انسانی کے تمام افراد فضیلت اور جماعۃ من انعم اللہ علیہم کے تمام اشخاص مراتب و کمال میں سے ایک ایک فرد کا ذکر کردیا گیا ' اور وہ سب کچھہ آگیا اور سمیت لیا جو اُنکے بارے میں کہا جاسکتا تھا - جب باغ و چمن کا نام لیا تو گو تم نے نہ پھولوں کا نام لیا ہو ' نہ انکی رنگت و بو کا '

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۷]

و قوام و اعمال کی ساری باتیں پچھلی امتوں کی اِن ساری باتوں پر فوقیت و فضیلت رکھتی ہیں ' تو یہ بغیر اسکے ممکن نہیں کہ امت آخری کا رسول و مقوم بھی سارے پچھلے رسولوں کے مراتب و مقامات کا جامع اور اسلیے اُن سب سے افضل و ما فوق ' اور " انچہ خوباں ہمہ دارند ' تو تنہا داری " کا مصداق ہو - کتاب و سنۃ کی نصوص و تصریحات اس بارے میں بے شمار ہیں - تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض کی تفسیر میں اس مطلب کو کمال شرح و بسط اور شاید ایک طرز تازہ و استدلال جدید کے ساتھہ لکھا جاچکا ہے ' اور حقیقت جامعیۃ رسالۃ محمدی ' و جامعیۃ شریعۃ اسلامیہ ' و جامعیۃ امۃ مسلمہ ' اور جامعیۃ جمیع ما یتعلق بہا پر ایک خاص اسلوب نظر سے بحث کی گئی ہے - باقی رہا لا نفرق بین احد منھم تو وہ معاملہ دوسرا ہے - تفریق بین الرسل کو مسئلۂ تفضیل سے کوئی تعلق نہیں - اسی طرح " لا تفضلونی علی یونس بن متی " و غیر ذلک ' تو اس نہی کا مورد و محمل بھی دوسرا ہے ' اور منہی عنہ معاملۂ تفضل میں وہ تکلم بالراے ہے جو منجر بہ تفریق بین الرسل ہو جس نے تمام امم سابقہ کو گمراہ کیا - نہ کہ نفس تفضیل - کیونکہ " انا سید ولد ادم و لا فخر " اور " ادم و ما دونہ تحت لوائی " کے بعد آزر کیا باقی رہگیا ؟ اور پھر قطع نظر قران حکیم کے ' خود نصوص سنۃ اس بارے میں بے شمار و معلوم -

میں اپنے غیر کا محتاج نہیں، اسي طرح اپنے حامل و مبلغ کے رجود و حیات کے بیان میں بھي خارج کا محتاج ھے یا نہیں ؟ اصحاب سیر و محدثین کرام نے فضائل و مدائح منصوصۂ قرآنیہ کے تو باب باندھے ھیں - مثلاً قاضي عیاض نے شفاء کے متعدد ابواب میں قران حکیم کي آیات متعلق فضائل و مدائح جمع کي ھیں ، لیکن جہانتک مجھے معلوم ھے ، آجتک کبھي اسکي کوشش نہیں کي گئي کہ صرف قران حکیم میں دائرۂ استناد و اخذ محدود رکھکر ایک کتاب سیرة میں مرتب کي جاے - جس زمانے میں مولانا شبلي نعماني رحمة اللہ علیہ سے سیرة نبویہ کے بارے میں تذکرے رھتے تھے تو ایک مرتبہ مجھے اسکا خیال ھوا تھا - میں نے کہا آپ سیرة میں ایک خاص باب یا سیرة کا ایک خاص حصہ اس عنوان سے قرار دیجیے " قرآن اور سیرة محمدیہ " اور اسمیں صرف آیات قرانیہ کو بہ ربط و ترتیب جمع کرکے دکھلائیے کہ خود قران سے کہانتک آپکي شخصیت اور آپکے وقائع و ایام معلوم ھوسکتے ھیں ؟ اللہ تعالی مولانا مرحوم کو اعلی علیئین میں جگہ دے - اُنکي طبیعت میں ایک خاص بات یہ تھي کہ کوئي معاملہ ھو، وہ اُسکي ابتدا ھمیشہ شک اور تردد سے کیا کرتے تھے ، اور جب تک یقین کرنے کیلیے مجبور نہو جائیں ، یقین نہیں کرنا چاھتے تھے - اس چیز نے اُنکي عملي زندگي کو بھي (یعني کاروبار و انتظات کي زندگي کو) بہت نقصان پہنچایا اور وہ کوئي عملي کام جم کر نہ کرسکے - ندوہ کے معاملہ میں جو اُلجھاؤ لوگوں نے ڈالے ، وہ اُنکے اسي ضعف یقین و عدم جزم و صلابت ارادہ کا نتیجہ تھا - ورنہ اُنسے مخالفت کرنے والوں میں ایک شخص بھي ایسا نہ تھا جو اُنکو اُنکي جگہہ سے ھٹا سکتا - بھر حال انہوں نے اس خیال پر بہت ھي پسندیدگي ظاھر کي مگر وھي اپنی عادت کے مطابق اظہار شک و نا اُمیدي کہ اتنا مواد صرف قرآن سے کہاں نکل سکتا ھے کہ سیرة کا ایک باب مرتب ھوسکے ؟ لیکن جب میں نے بہت اصرار کیا تو کہا اچھا تم اگر یہ تکرہ مرتب کردو تو سیرة کے ساتھہ شامل کردیا جاے - آخري یکجائي دھلي میں ھوئي تھي - اُسوقت اُنہوں نے کہا - اب مجھکو بھي خیال ھوتاجاتا

و علی تفنن واصفیه بوصفه
یفنی الزمان و فیک ما لم یوصف !

و قال ایضاً رحمه الله :

اری کل مدح فی النبی مقصراً   و ان بالغ المثنی علیه و أکثر
اذا الله أثنی بالذی هو أهله   علیه، وما مقدار ما یمدح الوری !

اور اگر خاص طور پر اس معاملہ کو دیکھا جاے تو فی الحقیقت یہ چیز بھی منجملہ خصائص قران و صاحب قران کے ہے - آج تمام ادیان حاضرۂ عالم میں کوئی دین بھی ایسا نہیں جسکی کتاب الہی اور صاحب و حامل کتاب کے باہمی علاقۂ وحدۃ کا یہ حال ہو - اور دونوں میں سے ہر وجود ایک دوسرے سے اسطرح پیوستہ و ملحق اور باہمدگر شاہد و مشہود کا تعلق رکھتا ہو کہ کتاب، حامل کتاب کی صداقت پر دلیل و شاہد ہو، اور حامل کتاب، اصل کتاب کی صداقت پر :

این دو شمع اند کہ از یک دگر افروختہ اند !

حتی کہ اگر تاریخ شریعت کے تمام وسائل معدوم ہو جائیں، اور روایت و حکایۃ کے تمام صحائف سے قطع نظر کرلیا جاے، جب بھی صاحب شریعۃ کے وجود و سیرۃ کی تاریخی حقیقت اُسی طرح روشن و بین باقی رہے، جسطرح تاریخ و روایت کے دفاتر میں ہے، اور اگر دنیا چاہے تو اسکی پوری سوانح عمری اور تاریخ حیات صرف ایک کتاب اللہ کی لوح محفوظ اور کتاب قیم ہی سے بلا ایک نقطہ کی فروگزاشت کے مرتب کرلے !

فصل

لوگوں نے حیاۃ و سیرۃ طیبۂ حضرۃ ختم المرسلین (صلعم) پر اس حیثیت سے بہت کم نظر ڈالی ہے کہ اگر روایات و دفاتر تاریخی سے قطع نظر کرلیا جاے اور صرف قران حکیم ہی کو سامنے رکھا جاے، تو آپکی سیرۃ و حیات پر کیسی روشنی پڑتی ہے ؟ اور جس طرح قران اپنی کسی بات

و بگانہ کیسے تھے ؟ قوم و مرزبوم کا کیا حال تھا ؟ اُس نے کیسی زندگی بسر کی ؟ اُس نے دنیا کے ساتھہ کیا کیا اور دنیا نے اسکے ساتھہ کیا کیا ؟ اُسکی باہر کی زندگی کیسی تھی اور گھر کی معاشرت کا کیا حال تھا ؟ اُسکے دن کیسے بسر ہوتے تھے اور راتیں کن کاموں میں کٹتی تھیں ؟ اُس نے کتنی عمر پائی ؟ کون کون سے اهم واقعات و حوادث پیش آے ؟ اور پھر جب دنیا سے جانے کا وقت آیا تو دنیا اور دنیا والوں کو کس عالم میں چھوڑ گیا ؟ اس نے جب دنیا پر پہلی نظر ڈالی تھی تو دنیا کا کیا حال تھا ؟ اور جب واپسین نظر وداع ڈالی تو وہ کہاں سے کہانتک پہنچ چکی تھی ؟ غرضکہ ایک وجوہ و مقاصد وجود اور اعلام صداقت و عظمت کیلیے اُسکے وقائع و ما یتعلق بہا و ما یناسب ذلک میں سے جن جن باتوں کی ضرورت ہوسکتی ہے ' وہ سب کچھہ صرف قران ہی کی زبانی دنیا معلوم کراسکتی ہے ' اور اس بارے میں بھی قران اپنے سے باہر کا ابداً محتاج نہیں - اور پھر یہ سب کچھہ از قبیل اشارات و مرموزات نہیں ہے جیسا کہ ارباب نکات و دقائق کا طریق استنباط ہے ' بلکہ صاف صاف اور کھلا کھلا بیان جو فقہاء کے طریق استنباط اشارۃ النص سے کہیں زیادہ واضح و ظاہر ہے - اور اگر رموز و اشارات و تلمیحات کا طریق اختیار کیا جاے تو پھر خاص خاص آیتوں کو چھانٹنے کی کیا ضرورت ؟ پورے قرآن میں بجز اس ایک ذکر کے اور کوئی ذکر ہی نہیں ہے !

و کل الی ذاک الجمال یشیر !

اگر غور کیا جاے تو فی الحقیقت یہ معاملہ بھی منجملہ مہمات خصائص و اعجاز قران کے ہے - کسی پیغام کی صداقت جانچی نہیں جا سکتی جب تک پیغام لانے والے کی صداقت و امانت نہ جانچی جاسکے ' اور وہ ممکن نہیں جب تک اُسکی پوری زندگی اور زندگی کے وقائع و اعمال دنیا کے سامنے نہوں - پس اس اعتبار سے آج تمام عالم میں اگر کوئی صحیفۂ آسمانی ایسا ہے جو اپنے لانے والے کی زندگی کے وقائع و سوانح ہر زمانے اور ہر عہد میں خود اپنی زبانی سنا دیسکتا ہے ' تو وہ بحکم (ہذا کتابنا ینطق علیکم بالحق) بجز قران حکیم و محفوظ کے اور کوئی نہیں - اُسکے علاوہ جسقدر

ہے کہ یہ ممکن ہے اور بہت ہی اہم چیز ہوگی - چنانچہ دھلی سے آکر
میں نے کچھہ وقت اسمیں صرف کیا اور ایک مستقل سیرۃ نبویہ مجرد
قرآن حکیم سے ماخوذ و مستنبط شروع کردی - جوں جوں قدم آگے بڑھتا
گیا ' نئے نئے دروازے کھلتے گئے ' اور امید و توقع سے کہیں زیادہ کامیابی
ہوئی - گو یہ حقیقت پہلے سے پیش نظر تھی - حتی کہ اس بارے میں
بڑا ذخیرہ آیات کا ذہن میں مستحضر تھا ' لیکن یہ بات تو کبھی وہم و گمان
میں بھی نہیں گزری تھی کہ جس کتاب کو بظاہر جا بجا ذکر احکام ومسائل
و قصص گزشتگان سے مملو پاتے ہیں ' اسمیں اسقدر وافر ذخیرہ خاص شخص
رسالۃ کے حالات و وقائع کا بھی موجود ہوگا ؟ کتاب کے مرتب ہو جانے کے بعد
جو دیکھا تو ایک عجیب عالم نظر آیا - حیاۃ و سیرۃ کا کوئی ضروری تذکرہ
ایسا نہیں ہے جسکے لیے قرآن میں ایک سے زیادہ آیات نہوں - اور پھر نہ
صرف آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سیرۃ ' بلکہ صحابۂ کرام کے حالات
و خصائص کا بھی کافی ذخیرہ موجود ملا - صحابہ کی جماعت درسگاہ تزکیۂ
و تعلیم نبوۃ سے نکلی ہوئی مومنون الاولون کی اولین جماعت تھی -
(و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و یزکیھم) - اسلیے انکے سوانح و ایام بھی سیرۃ نبویہ (ویزکیھم)
ہی کے مختلف اجزاء ہیں ' بلکہ ہدایت قرآنی و حکمت نبوی کے (۱۲۹:۲)
عملی و مجسم ثمرات ہونے کے لحاظ سے دلائل و آیات نبوۃ کے حکم میں (۲:۶۲)
داخل - پس یقیناً آپکی سیرۃ مکمل نہ ہوتی اگر انکے حالات بھی قرآن (۱۶۴:۳)
میں پوری شرح و تفصیل سے نہ ملتے - اس تذکرے کو دیکھکر مجھکو آخری
مرتبۂ یقین اس بارے میں حاصل ہوگیا کہ اگر دنیا سے تاریخ اسلام کی
ساری کتابیں معدوم ہوجائیں ' اور دنیا نے جو کچھہ چھٹی صدی عیسوی
کے ایک ظہور دعوۃ کی نسبت سنا ہے وہ سب کچھہ بھلادے ' اور صرف قرآن ہی
دنیا میں باقی رہے ' جب بھی آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت
مقدسہ اور آپکی سیرۃ و حیات کے براہین و شواہد مٹ نہیں سکتے - صرف
ایک قرآن ہی اسکے لیے بس کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا کو بتلادے کہ اسکا لانے والا
کون تھا ؟ کیسے زمانے میں آیا ؟ کس ملک میں پیدا ہوا ؟ اسکے خویش

و حیات یکساں ہو ؟ اور کیوں اُسکی دائمی حیات و قیام کے عقیدہ سے انسان کے تاریک دلوں کو انکار اور غافل روحوں کو گریز ہو ؟

فی الحقیقت یہی معنی ہیں دیگر صدہا معانی و حقائق ثابتہ کے ساتھہ اِس رفع ذکر کے کہ و رفعنا لک ذکرک اور یہی وہ مقام ہے کہ جب اصحاب کشف و مشاہدات کے سامنے کھلا تو انہوں نے " حقیقت محمدیہ " کے احاطۂ و حیات اور عدم زوال و بقاء و استمرار کو تمام انبیاء کرام کے حقائق تعینات سے مافوق ' اور بوجہ دائرۃ الدوائر اور مرکز ادوار تعینات ما بعد اور نقطۃ الحیاۃ فی الاصل و الحقیقۃ ہونے کے تمام انوار تعینات و وجود کو اسکی نورانیت کے سامنے بے فروغ و ماند پایا ' اور اسیلیے شیخ اکبر نے اسکو تعین اول اور مورد صحیح اصطلاح " عقل اول " کا قرار دیا - اور پھر " انسان کامل " اور " روح اعظم " اور " نفس واحدہ " اور " قلم الاعلی " اور " نور الانوار " اور " نفس الکائنہ " سے بھی اسکو تعبیر کیا گیا کہ بلحاظ بقاء ذکر و دوام فیضان و حیات وہی ایک انسان الکامل ' روح الاعظم ' اور النفس الواحدۃ و الکائنہ ہے اور حیاۃ معنویۂ مستمرۂ نوع و ارض کی مرکزیۃ صرف اُسی کو پہنچتی ہے - اور اسیلیے قران حکیم نے صرف اسی وجود کو " العبد " سے تعبیر کیا کہ ساری عبودیتیں آنی و وقتی ہیں مگر صرف یہی وہ عبودیۃ کاملہ و واحدہ ہے جو ہمیشہ عباد و معبود میں واسطۂ ہدایت اور ہمیشہ عبد کو معبود سے واصل کردینے کیلیے حی و قایم ہے ' و قال العارف البوصیری :

منزہ عن شریک فی محاسنہ

فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم !

اور چونکہ نوع انسانی کی سعادت و تنویر کا مرکز و مبدء وجود انبیاء کرام ہے ' اور حقیقت محمدیہ بحکم (و جئنا بک علی ھؤلاء شہیدا) ان سب سے ما فوق اور شمس و کواکب اور صباح و مصباح کے معاملہ کا حکم رکھتی ہے ' اسلیے حیات قائمہ و دائمہ کا نور الانوار اور مصباح المصابیح صرف وہی دائرہ ٹہرا ' اور اسی لیے شیخ اکبر و جیلی نے اسکو " حقیقۃ الاسمائیہ " اور " لوح

لتب سماریه (في اعتقادنا او في زعمهم) موجود هیں ، وہ یا تو اپني
صداقت کي اور ساري باتوں کي طرح اس بارے میں بهي بالکل خاموش
و مظلم هیں ، حتیٰ کہ اپنے لانے والونکے وجود کے اثبات سے بهي عاجز ، اور
اگر اسکي شخصیت کا ذکر کرتے بهی هیں ، تو اسے مجهول و سراپا
شکوک و ارتیاب شکل میں جس سے اثبات کي جگہ اور زیادہ سلب و نفي
کا یقین پیدا هوجاتا هے - اور پهر جب اس لحاظ سے دیکها جاے کہ آج
دنیا میں شهرت و تواتر ، نقل و حفظ و روایت ، اور توارث اسناد و قرأة ،
و تعامل کرورها نفوس عالم نسلاً بعد نسل و حین بعد حین ، و تلاوۃ اوقات
خمسۂ لیل و نهار (فضلاً عن تلاوته و تدبره في کل حین و آن) کے اعتبار سے
صرف یهي ایک کتاب قطعي و یقیني اور محفوظ و غیر مبدل هے - بحیث
لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه ، و انا نحن نزلنا الذکر و انا له
لحافظون ، و بل هو قران مجید في لوح محفوظ ، و في صدور الذین اوتوا العلم ،
و غیر ذالک من قواطع الحفظ و الصیانة ، اور اسیلیے علی وجه الارض اسم
و علم " الکتاب " کا مستحق اور کوئي نهیں ، تو پهر ظاهر هے کہ جس
وجود و شخصیت اور اسکي حیاۃ و سیرۃ کا اثبات و اعلام اس کتاب کے اندر
هوگا ، اسکے وجود و سیرۃ سے بڑهکر سماء دنیا کے نیچے اور کونسي انساني
هستي قیامت تک کیلیے اثبت و اقوم هو سکتي هے ؟ اور دنیا اپني
هدایت کیلیے اگر کسي انسان کے آگے جهک سکتي هے ، تو اس انسانیة
کبریٰ و عبدیة اعلیٰ و بشریة واحدہ کے سوا اور کون انسان هے جسپر آنکهوں
سے دیکهنے والوں کي طرح همیشه یقین کیا جاسکتا هے ؟ اور جس پر ایمان
لانے کیلیے پچهلي امتیں اور نسلیں بهي پهلوں کي طرح قطعي و یقیني
روشني رکهتي هیں ؟ اور پهر جس وجود کي سیرۃ و حیات قیامت تک
کیلیے اسطرح محفوظ و ثبت کردي گئي هو ، علاوہ ان نقوش غیر فاني
کے جو صفحۂ عالم پر ثبت هیں ، اور جسکي زندگي کے وقائع طیبه کو
اسطرح سورج کي دائمي روشني اور ستاروں کي یکساں سیر و حرکت کے
دامن سے باندهدیا هو ، کیوں نه اس خاکدان جسم و زماں میں اسکي موت

روح و حياة کا آخري نقطه اور سر چشمه قرار پائي ' تو لا جرم سير و اقدام کي آخري منزل بهي وهي ٹهري - اسکے بعد جو کچهه هے ما فوق اور وراء الوراء تعينات هے - اسليے نه سير کي وهاں گنجايش ' نه قافلۂ طلب اور محمل شوق کا وهاں گذر ' بلکه طائر فکر و مرغ خيال بهي اسکي فضاء لا تعين ميں درمانده و پرو بال سوخته :

اے برون از وهم و قال و قيل من
خاک بر فرق من و تمثيل من !

و الکلام في هذا يطول و له موضع غير هذا الموضع الذي نحن فيه - اور يه جملۂ معترضه بهي جو بعد فصل و خلل ربط مطالب پهنچ گيا ' تو اسليے که مذکور کی جاذبية و محبوبية سے ذکر و ذاکر کي بيخودي و محويت ناگزير هے ' اور اشارات کا طول و قصر مشار اليه کے جذب و کشش پر موقوف - پهر جس مذکور و مقصود کا يه حال هو که بقول صاحب فتوحات مکيه :

يا من هو للقلوب مقناطيس !

اور اس دنيا ميں ذکر صرف اسي کا ذکر اور بات صرف اسي کي بات هو - اسکے سوا جو کچهه هو' يا اسي کے طرف مصروف و محمول هو ' اور يه نهو تو پهر بيخردي و بے حاصلي ' اتلاف صرف و ضياع بحت :

اوقات همان بود که با يار بسر رفت
باقي همه بے حاصلي و بے خردي بود

تو کيونکر ممکن هے که عنان قلم از دست رفته نهو اور سر رشتۂ فکر و شغل دامن صبر و شکيب کي طرح هاتهه سے چهوٹ نه جاے ؟

و يدرکني في ذکره قشعريرة
لها بين جلدي و العظام دبيب !

ذکر سيرة نبويه ماخوذ و مستنبط از قران کي نسبت تها - سو الحمد لله وه اميد و گمان سے بهي ده چند اوسع و اکمل مرتب هوگئي - و رأيت فيه ما لا عين رأت و ما لا اذن سمعت - انسانوں کي ترتيب دي هوئي ساري

محفوظ" سے بھي تعبيركيا - سبحان الله ! يه آخري تسمية و تعبير كس درجه ترجمان حقيقت و اوفق بالشرع و العقل هے ! دنيا ميں جسقدر بهي هدايت و تعليم كي لوحيں تهيں ' سب كيليے تغير و تبدل هوا ' حتى كه آج كوئي بهي محفوظ نهيں - ليكن الله اكبر مقام محمدي كي محفوظية و مصئونية كه اسكي سيرة طيبه اور حيات حيه و قائمه كي لوح محفوظ كا ايک نقطه بهي محو نهوسكا ' اور قران محفوظ و كتاب مسطور في رق منشور (۲.۵۲) اور في صدور الذين اوتو العلم (۲۹:۴۹) ميں اسكا ايک ايک حرف - ايک ايک لفظ اسي طرح نقش و ثبت هے اور هميشه رهيگا ' جسطرح قلم ازل نے اول صبح تعين كي كرنوں سے لكهه ديا تها - پس قرآن كے بعد اگر كوئي اور هستي " لوح محفوظ " هوسكتي هے تو وه صرف وهي روح اعظم و خالد هے جسكے ذكر كو خود قران نے اپني آغوش حفظ و صيانة ميں هميشه كيليے لے ليا هے - حضرة سيد العارفين شيخ عبد القادر جيلاني رضي الله تعالى عنه نے اسي مقام كي طرف اشاره كيا هے ' اگرچه بعض كم فهموں نے اسكي ضمير متكلم كو نه سمجها اور ايک دوسري هي وادي ميں ليگئے ' اور يه آفت عام و اعم هے :

افلت شمـــوس الاوليـــن ' و شمسنا
ابـــداً على افـــق البقـــا لا تغـــرب !

حضرة والد مرحوم نے اس ملفوظ مبارک پر ايک دوسرا پيش مصرعه لگا كر مطلب واضح كرديا هے - يه انكے ايک طويل طويل قصيدهٔ بائيه ميں سے هے :

شمس تقـــادم قبـــل ادم طلعهـــا
ابـــداً على افـــق البقـــا لا تغرب !

اور يه جو بعض اكابر نقشبنديه على الخصوص حضرة مجدد سرهندي رحمة الله عليهم نے اپنے علوم كشفيه ميں ظاهر كيا كه دائرهٔ حقيقت محمديه سير قدمي كي آخري حد هے - اسكے بعد صرف سير نظري كي گنجائش هے - و هو من خصائصه صلى الله عليه و سلم - اور نيز تمام اصحاب احوال و كشوف بهي اسير متفق هوے ' تو حقيقت اسكي بهي يهي هے كه چونكه حقيقت محمديه

میں طلب صادق شرط ہے ' اور جاحد و الد الخصام مریض نہیں ہے جسکے لیے کوئي نسخه مفید ہوسکے - وہ اموات و قبور میں داخل ہے جنکا معامله

[بقیه نوت صفحه ۱۸۸]

و احوال ' بلکه وہ تمام دساتیر و اساطیر ضالة و مضله جو " انتحال المبطلین و تاویل الجاهلین و تحریف الغالین " کے اقسام ثلاثۂ ضلالت میں داخل ہیں ' بافتنۂ شبہات و فتنۂ شہوات کے شجرة الزقوم کے برگ و بار ' یا ایک تیسري تقسیم ضلالة کي بنا پر انکو " فتنۂ جدل " و " فتنۂ راے " کے کنوز فساد و دفائن بطلان میں سے یقین کرنا چاہیے که " ما ضل قوم بعد هدی کانوا علیه الا اوتو الجدل " رواہ الترمذی و احمد و ابن ماجه ' اور " یستفتون فیفتون برایهم فیضلون و یضلون " رواہ ابن عمر و اخرجه البخاري ' و غیر ذالک من احادیث الباب ' تو یه سب کچھه بھی في الحقیقت " حدیث نفس " کے مظاهر و ثمرات میں سے ہیں - بقول حضرة شاہ ولی الله " و اگر نیک نظر کنی در دور متاخرین جمیع لم و لا نسلم معقولیان ' و راے و قیاس اصولیان ' و جدل و تعمق متکلمان هم از جملۂ حدیث نفس ست که نفوس سقیمۂ ایشان را بقصد در ترتیبات و متخیلات افگندہ ' و از نور قران و ماثور در احادیث نفسیه انداخته - فضلـــوا و اضلـــوا " قاله في التفـــهیمات و همعات - اس اُمة میں آجتک کوئي اعتقادي و عملي و قلبي و ذهني ضلالة نہیں پھیلي ہے مگر اسي دروازہ سے - فها اولاء جمعوا بین الفتنتین - فتنة الرائے و فتنة الجدل - او فتنة التشکیک و الشبہات ' و فتنه الشہوات و الاهواء - وکل فساد في الدین بل والدنیا فمنشؤہ من هاتین الفتنتین - اور اسباب اسکے متعدد ہیں - ازانجمله ایک سب سے بڑا سبب وہ ہے جسکي طرف خود حدیث ابن العاص میں اشارہ کیا ' اور کونسی آنے والي مصیبت تھی جسکي طرف پہلے سے اشارہ نه کردیا گیا ہو " لم یزل امر بني اسرائیل معتدلاً (اے علی وجه العدل والصراط السوي) حتی نشاء فیهم المولدون " رواہ ابن ماجه - تو یہاں بھي بحکم " لتتبعن سنن من کان قبلکم " (صحیحین) ٹھیک ٹھیک طابقة النعل بالنعل ایک عالم مصائب و دنیاے فلا قل اسي جماعت مولدین و عجمیئین کے دخول و خلط و تلبیس سے رونما ہوا ' اور اسیلیے مدتوں تک غور کرنے کے بعد یه حقیقت کھلي که اُمة اسلامیه کے تمام مفاسد و مصائب کي اصلي جڑ دو ہي چیزیں ہیں جنکو

سیرتیں اور تاریخیں ایک طرف ' اور خود لسان الهي کا ایک کلمۂ منطوقۂ و محفوظه ایک طرف - تعجب هے که اصحاب سیر نے باوجود کمال سعي و نظر اور مشغولیة به جمیع طرق و ترتیبات سیرة اس طرف کیوں توجه نه کي ؟ جب تک یه چیز مرتب نهیں هوئي تهي ' خود اپنا حال بهي دوسرا تها - اور اب جو دیکها تو کارخانه هي دوسرا نظر آیا :

تمام بود به یک حـــرف گرم و ما غافـــل
حکایتے که همـه نا تمـــام مي گفتـــند !

معهـــذا :

نه حسنش غایتے دارد نه سعدي را سخن پایاں
بمیـــرد تشنه مستسقي و دریا همچنـــاں باقي !

فصل

اور یه معامله صرف شیخ عماد الدین واسطي هي کے ساتهه مخصوص نهیں هے ' بلکه امام ابن تیمیه کے برکات امامة و وراثة کاملۂ نبوة کے اس فیضان جاري و ساري کا آنکے تمام معاصرین محققین نے خصوصیت کےساتهه اعتراف کیا هے ' اور آج بهي انکے علوم و معارف سنة کے اس خاصۂ عظیمه کا هر وه شخص اور جماعت تجربه کرلے سکتي هے جو شک کي بیماریوں سے مایوس اور یقین کي محرومیوں سے لب مرگ هو ' اور جسکو حدیث نفس (۱) اور وهم خاطر فاتر کے زخموں نے چور چور کردیا هو - البته هر حال

---

(۱) تمام نام نهاد علوم وفنون جدل و خلاف ' و تعمقات و همیۂ وخیالیه ' و صناعات تشکیکیه در مطالب شرعیه از قبیل مقولات کم و کیف و الاین و المتی و لماذا ' و مباحث و مباني تراشیـدۂ و خراشیـدۂ متـکلمین مجادلین ' و اصول مصنوعه و قواعد مزعومۂ ارباب قیل وقال و پرستاران اراء و اقوال رجـل من الرجال ' و اشغـــال و تشددات بد عیۂ و محـــد ثۂ اصحاب خوانق و صوامع: جهال ' و اوهام و ظنـــون فاسدۂ دخلاء اعجام و مـولدین درملت عربیه باسم و زعـم واردات و مکشـوفات و بوارق

و معلوم ہے - ذرا بیمار کو کھلائي جاتی ہے اگرچہ جان کني میں مبتلا ہو - لیکن ایک ٹھنڈي لاش کیلیے بقراط و جالینوس کي ساري مسیحائیاں بھي

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۸]

ارسطوے یوناني کی ! فیا للہ وللمسلمین ' من ھذہ الفاقرۃ التي ھي اعظم فواقر الدین ' و الرزیۃ التی ما رزي بمثلھا سبیل المومنین !

وســوف تری اذا انکشف الغــبار

افرس تحت رجلــك ام حمـــار ؟

ائمۂ متاخرین میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ و اصحابہ کے بعد حضرۃ شاہ ولي اللہ کي تنقیدات و تعقبات اس باب میں نہایت محققانہ و انفع واقع ہوئي ہیں- حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ میں گو اشارات و اجمال (و لکن ابلغ من التصریح) سے کام لیتے ہیں لیکن تفہیمات الاھیہ اور خیر کثیر اور بدور البازغہ میں بالکل پردہ اٹھا دیا ہے - صرف یہي نہین کرتے کہ ان علوم مخلوطہ کو " فن دانشمندي " کے حوالہ کرکے باقي معاملات ذوق سلیم پر چھوڑ دیں' یا " تشکیکات خام معقولیاں " کہکر خاموش ہو جائیں - بلکہ صاف صاف اور بے پردہ لکھتے ہیں - ایک تفہیم میں اسپر مفصل بحث کي ہے " در علوم شرعیہ پسینیاں چیزہا آوردند کہ مقصود و معلوم پیشینیاں نہ بود - بلکہ در سلف امت ازان اثرے یافتہ نمي شود - جموع کثیرہ فلسفۂ و حکمت یونانیاں را با علم شریعت آمیختند و اصل اصول کتاب و ماثور را از دست دادہ ' تا انکہ ظاہر شریعت بنا بر کثرت ایراد و انصراف و تحریف و تخلیط چیز دیگر گردیدہ - علوم اصول دین را کہ افضل علوم اسلام ست' ببین کہ متکلمین دران چہ صنائع و بدائع آفریدند ' و در وادي جدل و تعمق تا بکجا رسیدند ؟ حالانکہ سلف امت نکیر عظیم داشتند برین جنس کلام' و آنرا خارج از شریعت پنداشتند - و در کتب فقہ و فتاوي تامل کن کہ دامن راي و تفریع را تا کجا کشیدند' و از اصل اصول شرع کہ قران و اثر ست چہ قدر دوري جستہ ؟ و ہمچنین حال دیگر علوم دین ست کہ بسبب خلط با فنون و صنائع رنگ و صورت دیگر پیدا نمودہ " اور سبحان اللہ حضرۃ موصوف کی نظر تجدید اور صدق فہم اور نفوذ ذھن کہ ایک دوسرے موقع پر اس فتنہ کو من جملہ ثمرات ردئہ نفاق کے قرار دیتے ہیں - کما قالہ في الفوز الکبیر:

" نفاق اول (یعني بباطن کفر و انکار و بظاہر شغل اسلام) بعد از انحضرۃ

(۵۲:۴۲)

علاج سے باہر ہوچکا ' اور انک لتهدي الى صراط مستقيم کے ساتھہ و ما انت (۳۵:۲۲)

بمسمع من في القبور اور سواء عليهم أأنذرتهم ام لم تنذرهم بھي موجود (۱:۳۴) (۲:۶)

(بقيه نوٹ صفحه ۱۸۸)

" یونانیۂ " اور " عجمية " سے تعبیرکرنا چاهیے - سارے برگ وبار و ثمرات فساد کو انھي سے ظہور و نمو ہوا - آج همارے مدارس میں جو علوم باسم اصل و اساس علوم شرعیه پڑھے پڑھائے جاتے هیں ' اگر کسي صاحب حکمت کي نظر کیمیاوي انکي تحلیل و تفرید کرے ' تو کھل جاے که کسقدر حصه انکا شریعۂ اصلیه و دین الخالص سے مرکب هے ' اور کسقدر اسي فتنۂ عالم آشوب یونانیۂ و عجمیۂ سے ؟ کوئي شے اس سے نه بچي - حتی که علماً علوم آلیه و عربیۂ و بلاغۂ و بیان - اور عملاً جزئیات اعمال و رسوم و هیئات و معاشرت و غیر ذالك - جب یه حال: علوم شرعیه بلکه نام نہاد اصولیه کا هے ' توپهر اُن اساطیر اوهام و دساتیر خزعبلات و هفوات کا کیا بوجهنا جنکو به لقب شریف "معقولات" پکارا جاتا هے ؟ و ان من العلم جهلا :

بر عکس نهند نام زنگي کافور !

اور ایک جم غفیر دماغ سوختگان مدارس و معاهد و مدعیان دراست نظر و رسوخ في العلم کا غالب سرمایۂ تفاخر ' و متاع غرور ' و حاصل عمر ' و ثمرۂ طلب ' و مقصد حیات ' جو کچھہ هے وهي هے اور اُسي میں هے - الا من عصمه الله ' و لیکن لا یجاوز عددهم حرکات العوامل و تعداد الانامل - ذلک مبلغهم من العلم - اگرچه اصحاب بینش و دانش و روشن دلان حقائق و علوم حقۂ کتاب و سنۂ کے نزدیک وہ سب کچھہ داخل اضاعۂ عمر و حبط اعمال و لا یقیم لهم وزنا هے ' اور انکے سارے گڑھے ہوے طلسمات اوهام و کارخانه جات اهواء کو اوهن البیوت کبیت العنکبوت (۲۹:۴۱) سے زیادہ نہیں سمجھتے - سبحان الله ! عقل و بینش کے معجزوں کي طرح جهل و کوري اور حدیث نفس کي شعبدہ طرازیاں اور چشم بندیاں بهی کیسي عجیب و غریب هیں ! قران الهي کے براهین و یقینیات اور محمد ابن عبد الله علیه الصلوة و السلام کے علوم صادقۂ و حکمیات تو مهجور و متروک ٹهراے جائیں ' اور مشرکین یونان کے خرافات و اوهام اور ارسطا طالیس کي منسوجات و همیۂ و ظنیه اصل مطلوب و مقصود اور مایۂ صد سعادت و وسیلۂ هزار برکات یقین کي جائیں ؟ دعوا شریعۂ محمد عربي کے علم و تعلم کا ' اور پرستش شریعۂ

قوۃ کي راہ کھول دیتي ھے' اور اسي کي طرف امام اھل السنة حضر
احمد بن حنبل نے اپنے نامۂ وصیۃ بنام مسدد بن مسر کے خطبه میں اشا
کیا تھا که " الحمد لله الذي جعل في کل زمان بقایا من أهل العلم' یدعو
من ضل الی الهدی ' و یبصرون بنور الله اهل العمی ' و یحیون بکتا
الموتی ' و بسنة رسوله اهل الجهالة و الردی ' و یصبرون منهم علی الاذی
فکم من قتیل لابلیس قد أحیوه ؟ و کم من ضال لا یعلم طریق رشده قد هدوہ
و کم من مبتدع في دین الله بشهب الحق قد رموہ ؟ فما احسن أثرہ

[بقیه نوٹ صفحه ۱۸۸]

مات پر مسدود کردیں ' اور حقیقت دین الخالص ظلمات قیل و قال
و اهواء رجال ' و صناعات مخترعه ' و مصطلحات محدثه ' و تشتت طرق
و طرائق قدد میں مستور و محجوب هوگئي - معهذا طالب صادق و جویا
حق کیلیے باب هدایت و الهام سعادت مثل همیشه کے باز هے
اور با این همه غبار محیط و تیرگی غلیظ شمس بازغۂ کتاب الله و قمر
منیر سنة رسول الله همواره و پیوسته درخشندہ و جهانتاب و ظلمت ربا
هرگونه شکوک و ارتیاب هے - و في الجمله درین دورفتن و آوان فسا
سعید آنکسے ست که دست بدامن سلف و روش آنها زند ' و برسبیل
مومنون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان' و طریق قرون
ثلاثۂ مشهود لها بالخیر معتصم و ثابت باشد ' و انچه خلف اُمت از تعبید
و تحریف و تخلیط درهر باب از ابواب شرع ورزیده اند ' به تعمیل وصیۃ
نبوی که " فاعتزل تلک الفرق کلها و لو تعض باصل شجرة وانت علی ذلک
حتی یدرکک الموت" چشم بپوشد' وگوش حق نیوش را از غوغائے یمین و شمال
کر ساخته ' علم و عمل خود را بر موارد شرع حکیم و علوم مطهرۂ کتاب و سنة
مقصور دارد' و قربت خدا جوید در دوری آنها :

دلا را مے که داري دل درو بند !
دگر چشم از همه عالم فرو بند !

اور شرح حقیقت تحریف شریعت علی الخصوص فتنتین عظیمتین یونانیة
و عجمیة کیلیے مقدمۂ تفسیر باب بست و یکم اور تفسیر فاتحة الکتاب
کو دیکھنا چاهیے - و افردته في مجلداً مستقلاً و سمیته بتحصیل السعادتین .

بیکار ھیں - یہی وہ حقیقت مقام امامۃ فی الدین اور وراثۃ نبوۃ کی ھے جو طبابۃ و تداوی جمیع امراض یقین و اعتقاد کی نظری و عملی

(بقیہ فوٹ صفحہ ۱۸۸)

نتواں دانست - اما نفاق ثانی (یعنی حدیث نفس و تشکیک و عدم یقین و ایمان حقیقی) کثیر الوقوع ست - لا سیما درزمان ما - و ازانجملہ جماعۃ معقولیان کہ شکوک و شبہات بسیار می آرند نمونۂ آن گروہ اند " (او کما قال) یہ جو حضرۃ موصوف نے فرمایا " پسینیان چیزھا آوردند کہ معلوم پیشینیان نہ بود " تو یہ وھی حقیقت ھے جسپر تمام آئمۂ سلف منفق ھوے - ھمارے حضرۃ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اعراض و اجسام میں تکلم کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا " لعن اللہ عمرو ابن عبید ھو فتح علی الناس الکلام فی ھذا " نقلہ الرازی فی التفسیر - کیا خوب قاطع و فاصل قول اس باب میں امام ابن عقیل کا ھے جسکے بعد کسی چیز کی احتیاج باقی نہیں رھتی کہ " انا اقطع ان الصحابۃ ماتوا و ما عرفوا الجوھر و العرض - فان رضیت ان تکون منھم فکن و ان رأیت ان طریقۃ المتکلمین اولی من طریقۃ ابی بکر و عمر فبئس ما رأیت " حکاہ القرطبی فی شرح مسلم - اس باب میں حضرۃ امام غزالی رح کا کلام بھی احیاء و بعض دیگر مختصرات میں نہایت وا شگاف و محققانہ واقع ھوا ھے ' اگرچہ خود امام موصوف بھی مدتوں اسی وادی میں سرگردان رھے اور اسی کا نتیجہ ھے کہ آخری عہد تک کی مصنفات اُسکے اثرات سے محفوظ نہ رھسکیں - معھذا الاعتبار بالخواتم و قال ملا علی القاری " مات الغزالی و البخاری علی صدرہ " رضی اللہ عنہ - اسی لیے زبیدی نے کہا - علماء سوء اور ارباب جدل و خلاف پر کوئی چیز اسقدر شاق و اشد نہیں ھے جسقدر احیاء اور اسکے ابواب متعلق علم و علماء - اور اسی لیے ایک جم غفیر علماء سوء نے مصر کے بازاروں میں احیاء کے نسخے جلا ڈالے فلن موتوا بغیظکم (۱۱۹:۳) پھر جب کچھ زمانہ گذرچکا تو کہا " ھو حجۃ الاسلام و کتابہ یستحق ان یکتب بماء الذھب " فھذا یکون الحال من لا برھان لہ بہ - اور اکثر اکابر طریقت نے اپنے سلوک کی بنیاد صرف احیاء العلوم ھی پر رکھی جیسا کہ سلسلۂ عیدروسیہ کی نسبت شاہ ولی اللہ نے انتباہ وغیرہ میں تصریح کی ھے - غرضکہ اِس فتنۂ عظیمہ کی داستان مصائب و حکایت نوازل بہت طولانی ھے - اسی " حدیث نفس " کے بروز و احاطہ نے الہام ھدایت ربانیہ اور لمعات و انوار سعادت ابدیہ کی راھیں صدیوں سے اخلاف

حضرة امام اهل السنة کا یہ خطبۂ و فاتحہ باوجود ایجاز کچھہ ایسا جامع و ترجمان کامل مقصد واقع هوا هے کہ بڑے بڑے اکابر و اعلام کي زبانوں پر خود بخود چڑھگیا ' اور انهوں نے سارے خطبات و فواتح اور عبائر مطالع کو چھوڑکر انهي چند متبرک جملوں پر اقتصار کرلیا - بظاهر یہ مقبولیت خطبات ماثورۂ و مطالع شهیرۂ خلفاء راشدین کے بعد اورکسي امام و مصنف کے کلام کو نهیں ملي - و هذا من خصائصه رضي الله عنه - حافظ ابن منده اپنے اکثر خطبات اسي سے شروع کرتے - حافظ ابن جوزي کا (کہ اُن لوگوں میں هیں جنهوں نے خطبات وعظ و مجامع کو ایک فن بنادیا) قاعدہ تھا کہ اپنے اکثر

[بقیه نوٹ صفحه ۱۹۴]

پهیلیں - علی الخصوص معتزله و مرجبه کے عقائد اور تنازع في الدین اور شیوع مذاهب فلاسفۂ و اتباع فلاسفه سے باب عقائد و علوم میں ایک عام اضطراب پیدا هوگیا ' تو امام مسدد بن مسرہد نے کہا - اختلافات کي اس تاریکي میں راہ سنة تک پہنچنا هم پر مشکل هوگیا هے - همارے بعد آنے والوں کیلیے اس سے بهي زیادہ مشکلات هونگي - پهر حضرة امام احمد کو لکھا " اکتب لي سنة النبي صلعم " امام موصوف نے جب خط پڑھا تو بہت روے - فرمایا " انا لله و انا الیه راجعون ! یزعم هذا البصري انه انفق في العلم مالاً عظیماً و هو لا یهتدي الی سنة النبي صلی الله علیه وسلم ! " اسکے بعد یہ نامۂ وصیت لکھکر بهیجدیا اور لکھا کہ طالبان طریق سنة کیلیے اسقدر بس کرتا هے - اس سے بڑھکر هماري محرومي آور کیا هوسکتي هے کہ متاخرین ارباب کلام بالراے کي مصنوعات و مخترعات اور متون و شروح ممزوجۂ مصطلحات و یونانیات تو عقائد میں دستور العمل بنائي جائیں' اور سلف صالح سے اس درجه تغافل و اعراض هو کہ امام اهل السنة بل امام الدنیا والدین کے اس ترجمان دین الخالص اور عصارۂ خالصۂ و محضۂ کتاب و سنة کي لوگوں کو خبر تک نهو ؟ حالانکہ یہ آس فنا في الکتاب والسنة کي توقیع وصیت هے جس کا قول تھا " ماکتبت حدیثاً عن النبي صلعم الا وقد عملت به " ! میں نے کوئي حدیث نهیں لکھي مگر یہ کہ اسپر عمل بهي کیا هو ! یعني میں سنة کا علم مجرد نهیں هوں - عمل بهي هوں - و هذا معني الوراثة الکاملة و الامامة في الدین - گذشته مارچ میں حضرة امام احمد کي ایک مختصر سیرة لکھني

علی الناس ! ینفرون عن دین الله تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاویل الجاهلین ، الذین عقدوا الویة البدعة ، و اطلقوا أعنة الفتنه ، مختلفین فی الکتاب ، و یقولون علی الله و فی الله - تعالی الله عما یقول الظالمون علواً کبیرا " انتهی ما نقله الحافظ ابن الجوزي في سیرته - یعني اُمت محمدیه کا کوئي زمانه نهیں جو اهل العلم کے بقایاء سے خالي هو - یه وه لوگ هیں که بهٹکے هوؤں کو راه هدایت کي طرف بلاتے ، اور کور چشمان ظلمت کي آنکهوں کو نور الهي سے روشن کردیتے ، اور کتاب و سنة کي روح حیات سے جهل کے مردوں اور غفلت کی نعشوں کو جلا دیتے هیں - اور اس کام میں اهل جهل و ضلالت کے هاتهوں جسقدر بهي اذیتیں پهنچتي هیں ، انپر صبر کرتے هیں - پهر کتنے هي ابلیس جهل کے مارے هوے هیں جو اُنکي مسیحائي سے جي اُٹهے ! اور شیطان شک و ریب کے تیروں کے تڑپتے هوے زخمي هیں جنکو اُنکے دست شفاء سے یقین کا مرهم اور ایمان کي اکسیر ملي ! بهٹکے هوؤں کو راه پر لگادیا - بدعة کے لشکروں اور احداث و تحریف کي پلٹنوں کو قرآن و سنة کے تیروں کی بوچهاڑ سے تتر بتر کردیا - گمراهي کے جهنڈے اُنکے آگے سر نگوں هوگئے - اور فتنوں کي صفیں انکے قشون دلائل و جنود براهین کے فاتحانه حملوں سے اُلٹ گئیں - انتهي ملخصاً (۱)

---

(۱) یه نامهٔ وصیت منجمله آثار متبرکهٔ جلیله سلف کے هے - باب عقائد و فقه اکبر میں آج سلف کي کوئي تحریر اس سے اقدم و اصح اور تمام اختلافات و نزاعات متاخرین کیلیے قاضي و قول فیصل موجود نهیں - آئمهٔ اصحاب سنة همیشه اس اثر مبارک کو حرزجان و مونس روح و ایمان سمجهتے رهے - شیخ الاسلام هروي کو جب ارباب بدع و تعطیل نے جلا وطن کیا تو تمام کتابیں گهر میں چهوڑدیں - صرف اس مکتوب مبارک کو توشهٔ سعادت سمجهکر اپنے ساتهه لے لیا - حافظ ابن مندة کا قول هے که جس شخص نے اس وصیت کو پڑها اور عمل کیا ، وه ان عبادي لیس لک علیهم سلطان (۱۵ : ۴۲) کا ٹهیک ٹهیک مصداق هے - یعنے اسپر شیاطین شک و ضلالت کا کوئي داؤ چل نهیں سکتا - سبب تحریر اسکا حسب بیان قاضي ابو یعلی و ابن الجوزي بالاسناد یه هے که جب اهل بدع و فتن کي شورشیں هر چهار طرف

و ماثور سے اعراض کرینگے " علیکم بهذ القران فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه "
الخ - تو سنة و اُسوۂ حسنه کے تیروں کي بارش سے اُنکے منه پهیر دو ' اور
ما اتاکم الرسول فخذوه (۵۹:۷) اور حتی یحکموک فیما شجر بینهم (۶۵:۴) اور " من اطاعني
فقد اطاع الله " کے کے خطا هتیاروں سے اُنکا مقابله کرو - اور یه جو فرمایا
" وکم من قتیل لابلیس قد احیوه " تو یه وهي حقیقت هے که کمال
اتباع و تفاني فی السنة کي وجه سے اُن پر معالجۂ نفوس و تداري امم کي
راهیں کهول دي جاتي هیں ' اور وہ صرف ایک هي نسخۂ شفاء کتاب
و سنة هاتهه میں لیکر تمام بیماران قلب و نا خوشان روح کو دعوۃ شفاء
دیتے هیں - یهي سر هے که منجمله اسماء و صفات قرآنیه کے ایک اسم
و صفي " الشفاء " بهي قرار پایا که دل اور یقین کے سارے دکهوں کیلیے
بجز اسکے اور کسي میں شفاء طمانیۃ نهیں - سب خود مبتلاء مرض هیں :
قل هو للذین آمنوا هدي و شفاء ' والذین لایؤمنون في آذانهم و قر و هو علیهم
عمی - اولائک ینادون من مکان بعید ! (۴۴ حم سجده) و ننزل من القرآن
ما هو شفاء و رحمة للمؤمنین و لایزید الظالمین الا خسارا (۱۷ اسری) ۸۲
یا ایها الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور (لعلها فی التوبة
او یونس) (۱۰ یونس ۵۷) اور قلب و روح کي " طمانیۃ " یعني عدم اضطراب و شک صرف
اُسي کے پاس هے : الذین آمنوا و تطمئن قلوبهم بذکر الله - الا بذکر الله
تطمئن القلوب (۱۳ رعد ۲۸) اور یهي وہ کمال مرتبۂ ایقاني هے جو معبر به لفظ
" سکینة " بهي هوا : هوالذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین لیزدادوا
ایماناً مع ایمانهم (۴۸ فتح ۴) پس جب شفاء و وسیلۂ اطمینان و سکون قلب
قران هوا ' اور قران کي عملي تفسیر وجود صاحب قران ' تو اب شفاء بهي
صرف اُنهي هاتهوں سے ملسکتي هے جن کے پاس اس نسخه کا کامل علم
و عمل هو' اور وہ نهیں هے مگر کتاب و سنة - یهي مقام امام ابن تیمیه کا تها '
اور سلسلۃ الذهب تجدید و احیاء امت کے هر حلقۂ دعوۃ کا هوا ' اور هوگا :

بحکمته فعل الطبیب المجرب !

وہ وعظ جن میں خلیفہ بغداد حاضر ہوتا ' اسي خطبہ سے شروع فرماتے -
حجۃ الاسلام حافظ ابن قیم تو اسکے ایسے شیفتہ ہوے کہ اپني اکثر کتابوں
کو اسي سے شروع کرتے ہیں - مثلاً مفتاح دار السعادہ ' و دیباچۂ نونیہ '
و الصواعق المرسلہ ' و الصراط المستقیم و غیر ذلک - تو یہ مقبولیت
بلا وجہ نہیں ہے - اسي لیے ہے کہ اس خطبہ کے ہر جملہ میں ایک
دفتر معارف پوشیدہ ہے - ازانجملہ یہ کہ فرمایا " بشہب الحق قد رموہ " تو
یہ وہي بات ہے جو حضرۃ عمر رضي اللہ عنہ نے فرمائي تھي " رموھم بالسنہ "
(رواہ الدارمي) ارباب بدع و ہواء پر سنۃ کے تیر چلاؤ - اسکي روک کیلیے
انکے پاس کوئي ڈھال نہیں - اور اسي لیے اہل بدعۃ کي ایک پہچان یہ
ہوئي کہ ہمیشہ قرآن کے نام کي آڑ پکڑینگے (کلمۃ حق ارید بہا الباطل) اور سنۃ

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۴]

شروع کي تھي تاکہ البلاغ میں شائع ہو - اسي سلسلے میں اس نامۂ
وصیت پر نظر پڑي اور اسکي جامعیۃ مع الایجاز کچھہ ایسي دلنشین
و دلپسند واقع ہوئي کہ بے اختیار شرح لکھنے پر خیال مائل ہوا - اثبات
حقیۃ طریق سلف ' و ظواہر نصوص کتاب و سنۃ ' و فیصلۂ مختتمۃ و متممۂ
مسئلۂ تعارض عقل و نقل ' و انکشاف حقائق مستورۂ عقائد اسلامیہ کیلیے
اس سے بہتر محل اور کوئي نہیں ہوسکتا - چنانچہ ایک ثلث سے زیادہ
حصہ لکھا جا چکا اور رکمدوز ہو چکا تھا کہ حکومت بنگال نے نفي و اجلاء کا حکم
جاري کیا اور مجھے رانچي چلا آنا پڑا - یہ شرح اور سیرۃ امام موصوف اگر مکمل
ہوگئي تو شاید اپنے موضوع میں ایک مخصوص چیز ہو - علی الخصوص موجودہ
عہد فتن و فساد میں کہ " لعن آخر ہذہ الامۃ اولہا " کا معاملہ اپنے آخري
حد تک پہنچ چکا ہے ' اور غرور بالعلم و العقل (کہ في الاصل بدترین
جہل و بے عقلي و زیغ نظر ہے) اور اہانت و تحقیر و تحمیق و استہزاء بالسلف
کے جنون سے ہر تنگ ظرف سفیہ اور تہي دست باد فروش سرگران و خیرہ
دماغ ہے - بحدیکہ احداث و علمان وقت صحابۂ رسول و آئمۂ و تابعین کے
عقائد کو (کہ اعلم الناس و اعقلہم علی وجہ الارض تھے - ابرہم قلوباً و اعمقہم علما)
ایک طرح کي ابلہانہ نیکي اور بے وقوفانہ و نا فہمانہ اطاعت کیشي کہدینے تک
میں باک نہیں رکھتے : کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا - (۱۸ : ۵)

حالت سخت مخدوش ہوگئي اور اپنے ايمان و يقين کي طرف سے خوف پيدا ہوگيا کہ کہيں تشکيک و انکار کي گمراہي ميں ڈوب نہ جائيں - ليکن جب الله نے انپر احسان کيا اور امام ابن تيميه کے مولفات کے مطالعه کي توفيق بخشي توانکي ہر بات عقل سليم کے مطابق پائي اور وہ تمام پردے شک و ريب کے ہٹ گئے جو متکلمين کي قيل و قال نے آنکي بصيرة پر ڈالديے تھے - اگر کسي شخص کو اس بات کي صحت ميں شک ہو تو امام موصوف کي مولفات آج بھي موجود ہيں - حسد و تعصب سے خالي ہوکر آنکا مطالعه کرے - ہم کہتے ہيں کہ والله ' وہ حق و يقين اور طمانية قلب کو پاليگا ' اور دلائل واضحه و براہين قاطعه کا عروة الوثقی آسکے ہاتھوں ميں ہوگا - انتہی - خود امام موصوف کي زندگي ہي ميں انکي مصنفات کے اس خاصه کي شہرت يہاں تک عالمگير ہوچکي تھي کہ مصر و شام و عراق کے کتب فروش آئمۂ سلف کي کتابوں سے زيادہ آنکي مصنفات کے نسخے رکھتے تھے - آنکي زندگي ہي ميں انکي مصنفات سياح و نو آباد عربوں کے ذريعه چين تک پہنچ چکي تھيں - (۱) آنکي وفات سے تقريباً پچاس ساٹھه

---

(۱) حافظ ابن رجب طبقات ميں لکھتے ہيں " صلی عليه صلاة الغائب في الغالب بلاد الاسلام القريبة و البعيدة - حتی في اليمن و الصين - و اخبر المسافرون أنه نودي باقصی الصين للصلاة عليه يوم جمعة - الصلاة علی ترجمان القران ! " يعني امام ابن تيميه نے جب وفات پائي تو اکثر بلاد اسلام ميں انکے ليے نماز جنازہ غائب پڑھي گئي ' حتی کہ يمن اور چين ميں - اور سياحوں کي زباني معلوم ہوا کہ چين کے نہايت بعيد گوشوں ميں جمعه کے دن منادي کرنے والے نے پکارا " ترجمان القران کيليے نماز جنازہ پڑھي جائيگي ! " امام موصوف کي وفات سے ساٹھه ستر برس بعد ابن بطوطه نے چين کا سفر کيا تھا - آنکو موجودہ شہر پيکن کے قريب قبائل عرب و تجار اہل اسلام کي ايک بہت بڑي نو آبادي ملي تھي جسميں فقہاؤ محدثين و اصحاب درس و تدريس موجود تھے - شيخ بدر الدين محدث نے انکي دعوة کي - اسکے علاوہ عام ديار چين ميں بھي ہر جگہ عرب اور نو مسلم بتعداد کثير موجود تھے ' اور بلاد عربيه سے آمد و رفت کا سلسله برابر

شیخ سراج الــدین ابو حفص البزار بغدادي اُس عہد کے مشاهیر اعلام و جامعین فقه و حدیث میں سے هیں - انہوں نے امام ابن تیمیه کے حالات و مناقب میں ایک مستقل رساله لکها ہے " الاعلام العلیه فی مناقب الامام بن تیمیه " رسالهٔ مذکور میں لکهتے هیں " حدثني غير واحد من العلماء الفضلاء ' الــذين خاضوا في اقاويل المتكلمين ليسترجعوا منــها الصواب ' ان كلا منــهم لم يزل حائراً في تجاذب أقوال الاصولئين و معقولاتهم ' وانه لم يستقر في قلبه منــها قول و لم يبن له من مضمونها حق ' بل رآها كلها موقعة في الحيرة و التضليل ' و انه كان خائفاً على نفسه من الوقوع بسببها فی التشکیک ' حتی من الله عليه بمطالعة مولفات هذا الامام ' و ما اورده من النقليات و العقليات في هذا النظام ' فمــا هو الا آن وقف عليها فراها موافقة للعقل السليم ' فانجلا عنه ما كان قــد غشيته من أقوال المتكلمين " قریب قریب ایسي هي شهادت حافظ جمال الدین عقیلي السرمري نے " الحمية الاســلاميــه في الانتصار لمــذهب بن تيميه " میں دي ہے که اُس عہد کے ائمهٔ کبار میں معدود اور مسند العصر و شيــخ الــزمان تهے ' اور اتنــا آور زیاده کیــا ہے : " و من اراد اختبــار صحــة ما قلته فليقف بعين الانصاف ' العرية عن الحسد و الانحراف ' ان شاء على مختصراته (ای مختصرات ابن تیمیه) في هذا الشان - كشرح الاصفهانيه و نحوها ' و ان شاء على مطولاته - كتخليص التلبيس من تاسيس التقديس وكتاب العقل و النقل و منهاج الاستقامة و الاعتدال ' فانه والله يظفر بالحق والبيان ' و يستمسك باوضح برهان " الخ - حاصل دونوں عبارتوں کا یه ہے که هم سے متعدد علماء و افاضل نے ذکر کیا که انہوں نے متکلمین کے اقوال و مقالات میں غور و خوض کیا تها ' تاکه حق و صواب معلوم کریں ' لیکن ان میں سے هر شخص کا یه حال هوا که جسقدر اس میدان میں بڑهتا گیا ' اُتني هي زیاده حیراني و گمراهي سے اپنے تئیں نزدیک پایا - اور ارباب کلام و اصول کے اقوال و عقلیات میں سے کوئي بات بهي ایسي نظر نه آئي جو بنیاد حق کو استوار کرتي اور دل کو اسپر اطمینان و قرار ملتا - حتی که اُنکی

زیادہ هیں ' اور با وجود علماء دولة اور سلاطین و حکام عہد کي شدید مخالفتوں کے آج کتب فروشوں کے چبوتروں پر سب سے زیادہ مانگ انہیں کي ھے ! - شیخ ابن یوسف مرعي لکھتے ھیں کہ بلاد مصر و شام کے سیاح جب یمن و نجد کي طرف جاتے ھیں تو بہترین تحفہ جو انسے اهل علم طلب کرتے ھیں ' امام موصوف کي مولفات ھیں ! آنکي زندگي هي میں یہ حال تھا کہ بڑے بڑے اکابر و اعاظم علم آئمۂ سلف کي کتابیں فروخت کرڈالتے تاکہ مولفات ابن تیمیہ خرید سکیں - قاضي القضاة شام شیخ شہاب الدین ملکاوي الشافعي (جو فقیہ الشام کے لقب سے مشہور ھوے اور امام ابو العباس ابن حجي کے شیوخ روایت میں سے ھیں - کما ذکرہ في المعجم) انہوں نے امام نواوي کي شرح مسلم فروخت کردي اور اسکی قیمت سے امام موصوف کي الرد علی النصاري (جواب چار جلدوں میں چھپ گئي ھے) خرید کي - ایک شخص نے اسپر اعتراض کیا کہ شرح مسلم دیکر ابن تیمیہ کي کتاب خریدتے ھو؟ تو کہا - میرے پاس شرح مذکور کے دو نسخہ تھے - ایک فروخت کردیا - لیکن اگر ایک ھي نسخہ ھوتا جب بھي مصنفات ابن تیمیہ کیلیے بلا تامل فروخت کردیتا - کیونکہ " ما في شرح مسلم اعرفہ ' و ما في مولفاتہ انا محتاج الیہ " (کذا نقل عنہ في الرد الوافر)

میں کہتا ھوں یہ بات آج بھي ویسي ھي سچي اور کھري ھے جیسي اسوقت تھي ' اور سچائي کي پرکھ بھي ھے کہ نہ تو کسوٹیوں کا بدلا جانا اسکے لیے مضر ھے اور نہ زمانے کا بدلا جانا اسکے کھرے پن میں شک ڈال

[بقیہ نوٹ: صفحہ ۱۹۹]

ختم کی ھو' اور اگرچہ تمام دنیا والوں نے اسکي تحقیر و مخالفت کیلیے اکا کرلیا ھو اور تمام روے زمین کے بادشاھوں نے اسکي عظمت کو شکست دینے کیلیے اپني کمریں باندھلي ھوں - و لقد احسن القائل :

در سفالین کاسۂ رندان بخواري منگرید
کین حریفان خدمت جام جہان بین کردہ اند
قدسیاں بے بہرہ اند از جرعۂ کاس الکرام
این تطاول بین کہ با عشاق مسکین کردہ اند

برس بعد حافظ ابن حجر لکھتے ھیں کہ میں نے شمـار کیا تو مشہور مولفات ابن تیمیہ علاوہ تفسیــــر القــــرآن کے چار ھزار صفحوں سے

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۹

جاري تھا - پس انھي لوگوں نے امام موصوف کي خبر وفات سنکر نماز جنازہ پڑھي ھوگي - اور یہ جو لکھا ھے کہ : " نودی باقصی الصین " تو اس سے مقصود اندرون چین کي وھي نو آبادي ھوگي جو موجودہ شہر پیکن کے قریب ابن بطوطہ کو ملي تھي - اور پھر غور کرو کہ یہی وہ خصائص مقام عزیمۃ دعوۃ اور وراثۃ مقام ورفعنا لک ذکرک (کے ھیں) جن میں اوروں کا کوئی حصہ نہیں ھوتا اگرچہ بظاھر کتنا ھي پایہ بلند رکھتے ھوں - خود امام موصوف تو قید خانے کي کوٹھري میں محبوس و مظلوم انتقال کرتے ھیں' لیکن انکے لیے نماز جنازہ چین میں پڑھي جاتي ھے ! اور انکی زندگي ھي میں ترجمان القران و السنۃ ھونے کي شہرت کا یہ عالم ھوتا ھے کہ چین کي دیواروں سے جا ٹکراتی ھے اور پکارنے والا پکارتا ھے " الصلواۃ علی ترجمان القران ! " حافظ برزالي لکھتے ھیں کہ امام احمد بن حنبل کے بعد اور کسي کے جنازہ پر خلق اللہ کا اسقدر اجتماع نہیں ھوا اور نہ اتني نمازیں پڑھي گئیں جسقدر امام ابن تیمیہ کے جنازہ پر - حالانکہ انکا جنازہ قید خانے سے نکلا - اور خلیفۂ متوکل امام احمد کا معتقد تھا ' مگر سلطان عہد ابن تیمیہ کا مخالف - وکان یوما مشہودا - جب جنازہ اٹھا اور انبوہ کا یہ حال ھوا کہ صرف عورتوں کي تعداد پندرہ ھزار سے زیادہ اندازہ کي گئي تو ایک شخص نے منارۂ مسجد سے ندا دي : ھکذا یکون جنائز اھل السنہ ! سبحان اللہ ' یہ ھے مقام وراثۃ تامۂ نبوۃ کا ! دمشـق میں صـدا اٹھي : ھکذا یکـون جنـائز اھل السنۃ ! اور چین میں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کي زبان سے بے اختیار نکلوا دیا : الصلواۃ علی ترجمان القران ! یعني انکي تمام حیات علم و عمل کا خلاصہ قران و سنۃ تھا ' تو بحکم حدیث صحاح " انتم شہداء اللہ فی الارض " اللہ نے انسانوں کي زباني جو کچھہ کہلوایا ' اسمیں بھي اور کوئي وصف نہ تھا - صرف اسي بات کي شہادت تھي کہ سنۃ کا اھل اور قران کا ترجمان و سفیر ھے ! یہي چیز ھے کہ انکے بڑے بڑے معاصرین کو سب کچھہ ملا تھا مگر یہ نہیں ملي تھي' اور ھمیشہ صرف مجدد العصر ھي کے حصے میں آتي ھے - اگرچہ قید خانے میں اس نے زندگي بسر کي ھو یا سولي کے تختے پر

مل چکا هو' اور جس کسي نے قطع طریق میں اپنے هر رهنما کو خود گم کردهٔ راه و عقل باختهٔ تلصص تشکیکات و توسوس شبهات پایا هو' آے' اور آئمهٔ حدیث و اثر کے معارف و براهین خالصهٔ کتاب و سنة کا مطالعه کرے اور دیکهه لے که اقوال و حالات مندرجهٔ صدر کي سچائي اب بهي کیسي کهري اور غیر مبدل هے ؟ اور سرچشمهٔ یقین و حکمت حاملین علوم نبویه هیں' یا مقلدین و عبدة الطواغیت یونان و فرنگ ؟ وما یستوي الاعمی و البصیر' ولا الظلمات ولا النور' و لا الظل و لا الحرور' و ما یستوي الاحیاء و لا الاموات - ان الله یسمع من یشاء - و ما انت بمسمع من في القبور ! (فاطر ۱۹-۲۲) ۳۵

سنعلم لیلی ای دین تدا ینت
و ای غریم في التقاضي غریمها ؟

باقي رها معامله یورپ کے فلسفهٔ حدیثه' اور مذاهب حاضرهٔ ما دیئین لا ادرئیین' اور عموم نتائج علوم تجربیهٔ حالیه درخلاف علوم سماریه علی الظاهر' اور وه سب کچهه جو آنکي بنا پر سمجها اور کها جارها هے' سو اول تو لوگوں کو معلوم نهیں که معلومات و ثمرات علوم مادیه اور طرق و مذاهب فاسفیه اور تقسیم و تحدید معقولات میں گو بے شمار چیزیں نئي بهم هوگئی هوں'

[بقیه نوٹ صفحه ۲۰۲]

مقام دقیق لا یعلم سره الا الراسخون فی العلم و عارفون باسرار الشریعة و حکمه - اِس حدیث میں فتنهٔ شبهات کی خبر دي گئي هے جو نوع انساني کیلیے همیشه هلاکت و خسران کا سب سے بڑا ذریعه رها هے - شیطان کے پاس اُس سے زیاده کارگر اور بے خطا کوئي هتیار نهیں جیسا که حضرة عائشه والي روایت میں هے - فرمایا اس امت کے لوگ بهي برابر شکوک و شبهات نکالتے رهینگے' اور لا حاصل چوں و چرا اور کیوں اور کیا سے باز نه آئینگے - یهانتک که خود الله تعالی کي ذات و صفات میں بهي رد و کد شروع کردینگے' اور معامله جدال في الله بغیر علم سے الحاد و انکار تک پهنچکر رهیگا - فصلی الله علی الصادق المصدوق الذي لا یخبر عن شي الا ویأتي مثل فلق الصبح !

سکتا ھے - زمانے کي لنبان خواہ کتني ھي آگے کو بڑھجاے مگر یہ تو نہیں هوسکتا کہ سونا پیتل هو جاے اور کوئي چمکیلا ٹکرہ سونا کہلانے لگے ؟ فالحق ثابت و الزمان یدور و یتغیر - آج بھي جب کہ دانش فروشي کے نشۂ باطل سے هر نو خیز تکلم و کتابۃ سرگراں ' اور بضاعۃ مزجاۃ عقل و راے کي نمود و نمائش سے هر نو دولت تنک ظرف مخمور بالا خوانی هاے لاف و گزاف ھے ' اور فتنۂ ادعاء مع الجہل و افتاء بغیر علم حتی ضلوا فاضلوا اور ظهور و بلوغ راس الشرور و آخر الفتن " اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعۃ " سے عالم آشوبی هاے وقت هم عنان رستخیز قیامت کبری و هم دوش اشراط ساعۃ عظمی ھے ' اور ضلالۃ و بطالۃ لم و لا نسلم و اعجاب کل ذي رای برایه ٹھیک ٹھیک اپنی اُس آخري حد تک پہنچ چکي ھے جسکي خبر اول روز هي ایک حدیث قدسي میں دیدي گئی تھي " ان امتک لا یزالون یقولون ما کذا ؟ ما کذا ؟ حتی یقولون هذا الله خلق الخلق فمن خلق الله ؟ " (۱) غرضکہ آج بھي جبکہ بحکم بل قالوا مثل ما قال الاولون دورۂ فتن و کرۂ فساد پھر اُسي نقطہ پر واپس آگیا ھے جہاں سے همیشہ چلکر واپس آتا رہا ' ھے اور اسلیے تشکیات و تدسیسات اور تلبیسات و تحریفات کے سارے فتنے بہ یک زمان و ظرف جاگ اُٹھے هیں ' جس طالب حق و یقین کو هر طرف سے یاس و قنوط کا جواب

---

(۱) رواہ مسلم عن انس (رض) کیسی صاف صاف اور کھلي کھلي خبر تھي جو حضرۃ صادق مصدوق ارواحنا فداہ و صلوات الله علیه نے پہلے هي دن دیدي تھي ؟ اگر اس لحاظ سے اعلام و انباء نبوته پر نظر ڈالي جاے تو حق یہ ھے کہ اِس تیرہ سو برس میں جو کچھہ هوتا رہا ھے اور هو رہا ھے ' اُسکي کوئي بات بھي ایسي نہیں جو پہلے سے نہ بتلا دي گئي هو ' اور علماء صحابہ رضي الله عنهم کو اسکا علم نہو - حضرۃ حذیفہ یماني کہ اعلم الصحابۃ بالفتن تھے ' فرمایا کرتے " کان الناس یسئلون عن الخیر و کنت اساله عن الشر مخافۃ أن یدرکني " رواہ البخاري عن ابي ادریس الخولاني - و هذا من کمال فقهه و دقۃ نظرہ رضي الله عنه في اسرار الشریعۃ ' لان الجهل بالشر لیس ببر ' بل ترکه مع علمه و معرفته اتم العلم و المعرفۃ - و لکن هذا

مقابلہ کیا ' اور انکے تمام طلسمات وہم و ظنون اور کارخانجات عقل و قیاس کي سحر نمائیوں اور شعبدہ سازیوں کو بحکم لا یفلح الساحر حیث اتی (۲۰-۶۹) (طه) صرف ایک هي عصاے ثعبان آساے کتاب و سنة سے فاذا هي تلقف ما یأفکون (۷-اعراف ۱۱۷) کي طرح باطل اور درهم و برهم کردیا - مع انهم لم یکونوا یعلمون شئیاً من المنطق والفلسفة' و لا یعرفون الکلام و طرق الجدل' و مقدمات المصنوعة و مصطلحات القوم :

اذا جاء مــــوسیٰ و القی العصــــا
فقد بطل السحــــر و الساحــــر !

علی الخصوص جن ارباب نظر نے صرف حضرات آئمۂ اربعه هي کے مناظرات مسکتہ اور آئمۂ اهل بیت کرام علی الخصوص حضرت امام باقر و امام جعفر الصادق علیهما و علي ابائهما واجداد هما الصلوة و السلام کي احادیث مفصلۂ حکمیه بمقابلۂ مشککین ملاحدہ و زندقۂ مطالعه کي هیں ' جنکا گهر وحي و نبوت کا گهر' اور جنکا دروازہ باب مدینۂ علم' اور جنکے اطفال واحدات تک علم نبوت و فیضان عترۃ رسالت کي گودوں میں پرورش پانے والے تهے' وہ بهلا آجکل کے غلغلۂ الحاد کو کب خاطر میں لا سکتے هیں' اور محض خیالات و ظنون کا تخرص و تلعب اور پرستاران اوهام زید و عمر کي زبان کج مج و بیان لجلج کب انکي جلالۃ علوم کي خسروي اور سلطـان یقین کي قهر مانیۃ کو مرعوب و مسخر کرسکتا هے ؟ انکے سامنے یہ تمام طلسمات عقلیه خواب پریشان اور سراب از دور نمایاں سے زیادہ وقعت نہیں رکهتے :

برو ایں دام بر مــــرغ دگــــر نه
که عنقا را بلنــــدست آشیــــانه

غرضکه موجودہ عهد کي مادیۃ و معقولات کے مقابلے میں بهي صرف اصحاب حدیث و سنۃ و حاملین علوم خالصۂ و ماثورۂ سلف هي کي جماعۃ وہ طائفــه منصورہ هے جسکے لیے کسي طرح کا بیــم و هراس نهیں - هر حال میں اور هر مقابل و هر اسلحه کے سامنے وہ مظفر و منصور هے'

مگر علوم سماریۂ و معلومات انسانیه کي باہمي آویزش کا مقام اب بھي ٹھیک ٹھیک وہسا ھي (یعني باعتبار کیفیت) اور اتنا ھي (یعنی باعتبار کمیت) ھے ؟ جیسا که همیشه تھا - اسمیں کوئي تبدیلي نہیں ہوئي اور نه ہوسکتي ھے - آج قرآن و علوم انبیاء کرام کے خلاف کوئي ایک چھوٹي سي چھوٹي بات بھي ایسي نہیں کہي جاتي اور نہیں کہي جاسکتي ' جو اصولاً پہلے نہیں کہي جاچکي ہو ' بلکه عین قرآن حکیم کے نزول اور اسکے ۲۳ ساله زمانے میں نه کہي گئي ہو اور خود قرآن و سنة نے اسکا جواب نه دیدیا ہو - اور اگر اسکے بعد کے عہد شیوع علوم دخیلۂ و عجمیه و تراجم کتب مذاهب مندرسۂ یونانیۂ و ایرانیه و ملاحدۂ و مادیۂ عہد عباسیه اور اُنکے اتباع او ر ریزه چینوں کے اعتراضات و شبہات کے دفاتر و مقالات بھي ملا لیے جائیں ' تو بلا خوف رد کہا جاسکتا ھے که نه محض اصولاً ' بلکه فرعاً و انفراداً بھي آجتک کوئي نیا علمي شبہه وحي و تنزیل اور قران و شریعة کے خلاف پیدا نہیں ہوسکا ' اور کوئي بات ایسي نہیں کہي گئي جو آجکل کے مشککین و متحیرین لا ادریئین کے شجرۂ ضلالة و بطالة کے مورث اعلی قرون ماضیه میں نه کہه چکے ہوں - و لقد صدق الله فیما قال : بل قالوا مثل ما قال الاولون - قالوا ءاذا متنا و کنا ترابا و عظاماً ' ءانا لمبعثون ؟ لقد وعدنا نحن و اباؤنا هذا من قبل ' إن هذا الا اساطیر الاولین (مؤمنون ۸۱-۸۳) ایعدکم انکم اذا متم و کنتم ترابا و عظاماً انکم مخرجون ؟ هیهات ! هیهات ! بما توعدون ! إن هي الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا و ما نحن بمبعوثین (ایضاً ۳۵-۳۷) اور خود قران حکیم و حکمة نبوة نے اپنے ادلۂ نیره و حجج بالغه سے انکے تمام زخرف القول اور متاع غرور کا بلکل قلع و قمع نه کردیا ہو - بعدیکه فاصبحوا في دیارهم جاثمین کان لم یغنوا فیها (ہود ۶۷-۶۸) اور جعلنا هم احادیث (مؤمنون ۴۴)

اسي بنا پر تمام علماء تابعین ' و آئمۂ اهل بیت طاهرین ' و عموم اعلام سلف ' و ائمه اهل سنة نے همیشه ملاحدۂ و مشککین کے هر طرح کے اعتراضات ایرادات کا محض ادلۂ کتاب و سنة کي حکمت قاهرہ سے فاتحانه

و صحف عرفاء طریق و حقیقت شناسان کار کے تدبر و تفکر کي توفیق ملي ھے
۲۹ ۶۹
اور بحکم (والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا) (۶۹/عنکبوت/۲۹) حق تعالے نے انکے قلوب کو انوار کتاب و سنة کے اکتساب و استنارة کیلیے مجلی و مزکي کردیا ھے ' اور انکا آئینۂ استعداد زنگ و کثافت جہل و حجاب و ظلمت محبت زخارف دینوي و رذائل نفسانیه مانعۂ وصول الی الحق سے بکلی پاک و صاف ھے - اور اگر ایسا نہیں ھے تو اس مقام پر کیا موقوف ؟ علم و حقیقت کے کسي گوشے میں بھي امید فہم و توقع قبول نہیں :

خلق الله للحـــروب رجـــالاً
و رجـــالاً لقصعـــة و ردد ا

بلکه حق یه ھے که اس بارے میں انسے خطاب یکسر ضیاع وقت و یکقلم اتلاف نفائس و جواھر ھے :

مئے مغـانه که از درد شور و شر صافست
به محتسب نه دهي قطرۂ که اسراف ست

سنه ۱۹۱۱ میں مولانا شبلي مرحوم وقف علي الاولاد کیلیے علماء کا ایک وفد لیجارھے تھے ' اور اسي غرض سے کلکته میں مقیم تھے - علماء وفد میں سے ایک بزرگ که درس و نظر معقولات کے لحاظ سے آجکل مخصوص امتیازي درجه رکھتے ھیں ' ایک دن آسي لب و لہجه میں جو ان بزرگوں کیلیے مخصوص ھے' آجکل کے انگریزي خواں تعلیم یافته اشخاص کی مذھب سے بیخبري اور الحاد و بے قیدي کي شکایت کرنے لگے - میں نے کہا نه شکایت کم ازکم آپ لوگوں کي زباني تو اچھي نہیں معلوم ھوتی - میرے خیال میں تو آپ اور وہ ' دونوں ایک ھی تنور کے سوخته اور ایک ھي مشرب و مسلک کے دو مختلف مظاھر ھیں - زیادہ سے زیادہ یه که آپکي قدامت و اولیة کي رعایت کرتے ھوے آنکو آپکا چھوٹا بھائي کہا جاے - آپ یونانیوں کے حلقه بگوش ' وہ یورپ کے پرستار - قران و سنة سے آپ بھي دور و مہجور ' وہ بھي بے خبر و نفور :

(١٤٣ ؛ ٣٧)

اور هر معرکۂ و میدان میں یہي جماعت مصداق اصلي " لا یضرهم من خالفهم حتیٰ یاتي امر الله و هم غالبون " کي هے - کما قال ابن المدایني هم اهل الحدیث - اور بحکم (و ان جندنا لهم الغالبون) (صافات) (١٤٣) اسي کا پرجم فتح و اقبال و لواء عزو جلال جند الهي میں محسوب اور حزب الله المفلحون میں محشور و معدود هے - یهاں بهي تم هرگز هرگز نه پاؤگے که اصحاب علوم جدل و خلاف وراے و قیاس، و مشغولین یونانیات، و مقلدین فلاسفۂ و متکلمین، معرکۂ عقل و نقل و ملحدۂ مادیۂ و سماویه میں کامیابي کا ایک قدم بهي آگے بڑهاسکیں - یا ایک دل کے شک اور ایک دماغ کے الحاد کو بهي دور کرسکیں - صرف اصحاب حدیث و سنۃ هي کے هاتهه آجتک هر میدان رها هے، اور سبحان الله سعادۃ فیضان نبوۃ وبرکات انتساب کتاب و سنۃ که آج بهي فتح و نصرۃ اُنریگي تو اُنهي کے عساکر حق وقشون هدایت پر - اگرچه حسب فرمان نبوي " قوم صالحون، قلیل في ناس سوء کثیر " رواه احمد و الطبراني مرفوعاً اُنکي تعداد سب سے کم، اور بوجه ظهور معدي غربۃ ثانیه اُنکي جماعت نه صرف مغلوب بلکه بظاهر مفقود و کالمعدوم نظر آتي هو - فهم اقلون عدداً و اعظمون عند الله قدرا - پهر کهتا هوں که یه بات اگرچه تمهارے کانوں کیلیے بالکل نئي اور بهت هي تعجب انگیز هوگي مگر یاد رکهو که تمام طوائف متکلمین فلسفۂ قدیمه کے مقابلے میں بهي ناکام رهے تهے، اور آج نام نهاد فلسفۂ جدیده کے مقابلے میں بهي اُسي طرح ناکام رهینگے - اُسوقت بهي صرف اصحاب حدیث و طریق سلف هي کامیاب و منصور هوے تهے، اور آج بهي اس میدان میں بازي اُنهي کے هاتهه هے - فقهاء و متکلمین میں سے آجتک کوئي اس میدان کا مرد نهیں اُتها :

کامل اس فرقۂ زهاد سے اُتهـــا نه کوئي
کچهه هوے تو یهي رندان قدح خوار هوے

البته اس حقیقت کو صرف وهي لوگ سمجهه سکتے هیں جنکو چند کتب درسیۂ معقولات وکلام و روایت کشي صحائف قیل و قال کے حجرۂ خمول سے باهر نکلکر فضاء حکمت قرآن و سنۃ کي سیر کرنے اور دوارین

اس کلمه میں بھي سچ کے ساتھه جھوٹ ملگیا ھے اور اس بارے میں میرا خیال دوسرا ھے - پس یه جو کچھه کہا گیا وہ کچھه تو اس بنا پر تھا که ھر گروہ کے سامنے اُسیکے نقائص کا پیش کرنا ضروري ھے ' اور پھر اُس غلوٴ و اغراق اور انہماک و استغراق کی بنا پر که معقولات قدیمه جو کبھی آلات کا حکم رکھتے تھے ' اب مقصود بالذات ھو گئے ھیں -

فصل

ساٹھه ستر برس سے لوگوں نے شور مچا رکھا ھے که علوم جدیدہ ! علوم جدیدہ ! اور اسلیے علم کلام جدید ! علم کلام جدید ! یعني جس طرح الحاد جلي کي صورت بدلي ھے ' اُسی طرح الحاد خفي کا چولا بھي بدلا جاے ' اور جب ایک فتنه واپس آ گیا ھے تو دوسرے فتنوں کو بھي کیوں نه جگادیا جاے ؟ حالانکه اس بارے میں قدیم و جدید کي تفریق کرنا ھي سرے سے غلط ھے - اور ایسي غلطي جو صدھا غلطیوں کو اپنے دامن میں رکھتي ھے - قطع نظر اسکے که سائنس مذھب سے برسر پیکار ھے یا فلسفه ؟ اور قطع نظر اسکے که موجودہ عہد کے مذاھب فلسفه پر جدید و حدیث کا اطلاق اصلاً کہانتک درست ھے ؟ اگر " علوم جدیدہ " کي ترکیب کو علی الاطلاق صحیح تسلیم کر بھی لیا جاے ' جب بھي اس سے یه لازم نہیں آتا که شریعۃ الٰھي کے حفظ و دفاع کے پچھلے ھتیار بیکار ھو گئے - سب سے پہلی غلطي اس بارے میں یه ھوئي که علوم سماویه کے برخلاف شکوک و شبہات کا اصل مبدء لوگوں نے معلوم نہیں کیا ' اور نه کبھي اِسکي کوشش کی که علوم و دعوۃ انبیاء کے خلاف انساني شکوک و شبہات و اعتراضات کو جو مختلف زمانوں میں ظاھر ھوتے رھے ھیں اور ھو رھے ھیں ' اصولاً یکجا کریں ' اور یه طریق قواعد و جوامع منضبط کرکے دیکھیں که اس وادي میں کوئي نیا قدم بھي اُٹھتا نظر آتا ھے : یا وھي (انـا علی آثـارھـم مقتدون) (۴۳ : ۲۳)

محتسب داند که حافظ مے خورد
واصف ملک سلیماں نیز هم !

بلکه سچ پوچھیے تو ایک لحاظ سے آپ پر من رجه رہ فضلیت رکھتے هیں - آپ کے آئمۂ و پیشوا فلاسفۂ یونان هیں جنکا قدم ذهنیات ضاله سے آگے نه بڑھا - اُنکے معبودان علم فلاسفۂ یورپ هیں جنھوں نے بهرحال دنیا کے آگے تجربۂ و استقراء اور کشفیات عملیه کا دروازہ کھولا - اُن میں کا ایک لڑکا جو اسکول کي پانچویں کلاس میں سائنس اور طبعیات کي ریڈر پڑھتا ھے' شاید آپکے مدارس کے اُن منتہیوں سے زیادۂ صحیح راہ پر ھے جو صدرا اور شمس بازغه سے بھي آگے بڑھچکے هیں - البته یه ضرور ھے که آپ صاحبوں میں مترجمین و ناقلین عرب تھے جنھوں نے یونانیات کو عربي کا جامه پہنا کر مقدس بنا دیا - اور معتزلۂ و اخوان الصفا وغیرهم پیدا هوگئے جنھوں نے مصطلحات و عبائر یونانیات کو علوم دینیه میں امتزاج و خلط کیمیائي کے ساتھه ملادیا - لیکن اِن بیچاروں کو یه اتفاقات اب تک نصیب نہیں هوے - معامله سرسید مرحوم اور انکے خوشه چینان غیر معترف و مقلدین غیر مقر یا مجتہدین في المذهب سے آگے نہیں بڑھا ھے - اگر اُن میں بھي کوئي اس ذهب کا آدمي نکل آتا تو آپ دیکھتے که اُنکے مباحث خاصه آپکے امور عامه سے تو ضرور باري لیجاتے :

ترسم که صرفۂ نه برد روز بار خواست
نان حلال شیخ ز آب حرام ما !

کم سے کم آپ حضرات کو تو اس معامله میں خاموش هي رهنا چاهیے

محتسب چون مي خورد معذور دارد مست را !

اور یه جو کچھه کہا تو معلوم رھے که میں اُن لوگوں میں نہیں هوں جنھوں نے معقولات قدیمه کے یکقلم بیکار هونے کا ایک شور مچا رکھا ھے' اور اصلاح نصاب تعلیم کا یه مطلب سمجھتے هیں که اس تمام دفتر کو بالکل " غرق مئے ناب " کردیا جاے' کیونکه اس عہد کے هر کلمۂ اصلاح کي طرح

ان هذا الا اساطیر الاولین (انفال) ۸ : ۳۱ اور داعیان حق کی صدا بھی برابر یہی رہی : سمیمتوھا انتم و آباؤکم (یوسف) ۱۲ : ۴۰ اور انهم الفوا آباء هم ضالین - فهم علی اثارهم یهرعون - و لقد ضل قبلهم اکثر الاولین (صافات) ۳۷ : ۶۹-۷۱ یعنی شبهات و انکار کی گمراهی کا ظهور خارج سے نهیں هوتا ' بلکه وہ ایک عارضۂ طبیعت هے منجمله عوارض آخری وشتی کے' اور چونکه طبیعت کی استعداد اکتساب عوارض میں یکساں اور غیر مبدل هے' اسلیے نفس عارضه بهی اپنی کیفیت میں یکساں و غیر مبدل' اگرچه کمیت میں بڑهنا گهٹنا جاری رهتا هے -

جسمانی بیماریوں کی مثال سامنے لاؤ تو مطلب زیادہ صاف هو جائیگا کیونکه سنۃ الله کارخانۂ هستی کی هر شاخ کیلیے ایک هی هے - جس وقت سے انسان اور انسان کی اصلی و فطری تندرستی موجود هے ' اُسکے بعد هی سے عارضی بیماری کا بهی وجود شروع هو گیا هے - اور معلوم هے که بیماریوں کے اقسام و جزئیات میں برابر ترقی هوتی گئی - حتی که بعض بیماریوں کی نسبت انسان نے فیصله کیا که پہلے نه تهیں - لیکن چونکه یه عارضۂ طبیعت هے ' اور سبب اسکا اکتساب و انفعال طبیعت ' و زوال اعتدال اخلاط' وضعف قوۃ دافعۂ داخلیه و غیر ذلک ' اسلیے ایسا تو کبهی نهیں هوا اور نه هوسکتا هے که زمانے کے بدلنے سے بیماری بهی بدل گئی هو' اور مثلاً حمی دموی یا صفراوی بقراط کے عهد میں جسطرح کا هوا کرتا تها ' بعد کے زمانے میں اُس طرح کا نهوتا هو؟ بخار جب کبهی آئیگا ' ویسا هی هوگا جیسا همیشه بیماران بخارکو هوا کرتا هے - خواہ بقراط کا زمانه هو' خواہ شیخ کا ' اور خواہ همارے عهد کے حاذق الملک کا - اگر ایسا نهو تو پهر علم طب کی ساری تحقیقات بیکار هو جاے اور هر نئے برس کیلیے نئے طب کی ضرورت هو - تمام اطباء شرق نے اتفاق کیا که مرض سفلس پہلے یہاں نه تها - یورپ سے آیا - اسی لیے عربی میں اسکا نام " داء الا فرنج " اور فارسی و ترکی میں " فرنگی " مشهور هوا - اور خود یورپ بهی کهتا هے که یه همارے یہاں نه تها - بعض جزائر سے آیا - معهذا اسکے اسباب و طرق تولید اور علاج میں کوئی بهی نئی بات پیش نه آئی - وهی بات هوئی جو پہلے سے قانون

کا سا معاملہ ہے ؟ لیکن ایسا کرتا تو کون کرتا ؟ ذریعہ اسکا صرف ایک هي ہے - یعنے قران و حدیث پر تدبر و تفکر ' اور وهي صدیوں سے مہجور - ع :

همیں ورق کہ سیہ گشتہ ' مدعا اینجاست !

اصل یہ ہے کہ انسان کے عارضۂ شک و شبہات اور موت انکار و جحود کا اصلي سرچشمہ خود اُسکي ضلالۂ فکر نظر وکي ایک طبیعت ثانیہ ہے جو بحکم و ما کان الناس الا امۃ واحدۃ ' فاختلفوا (۱۰یونس ۱۹) اور کان الناس امۃ واحدۃ ' فبعث اللہ النبیئین مبشرین و منذرین - الخ - (۲بقرہ ۲۱۳) اور و علم ادم الا سماء کلها (۲بقرہ ۳۱) انسان کي هدایت اصلي و اولی کے بعد هي اسباب مذکورۂ قران و سنۃ کي بدا پر پیدا هوگئي تهي ' اور جس طرح بحکم ان الدین عند اللہ الا سلام ' و ما اختلف الذین اوتو الکتاب الا من بعد ما جاء هم العلم بغیاً بینهم (۳عمران ۱۹) اور شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک ' وما وصینا بہ ابراهیم و موسی و عیسی - الخ - (۴۲شوری ۱۳) ظهور هدایت و دعوۃ الی الیقین میں حقیقت کا ظهور یکساں رہا ہے - ٹهیک ٹهیک اُسي طرح اس طبیعۃ ثانیۂ و عارضہ کا ظهور بهي ایک هي صورت ' ایک هي رنگ روپ ' ایک هي لب و لہجہ ' بلکہ ایک هي طرح کي آوازوں اور بولیوں میں همیشہ هوتا رہا - اسي لیے قران حکیم نے جابجا اس حقیقت کي طرف اشارہ کیا ہے - بل قالوا مثل ما قال الاولون (۲۳ مؤمنون ۸۱) اور کمثل الذین من قبلهم (۵۹حشر ۱۵) اور جابجا سلسلۂ هدایت اور سلسلۂ انکار و ضلالۂ ' دونوں کو ایک ساتھ بیان کرکے واضح کیا کہ جس طرح پہلے سلسلے کي هر کڑي همیشہ ویسي هي رهي جیسي باقي کڑیاں تهیں ' اُسي طرح دوسرے سلسلے کی کڑیاں بهي همیشہ یکساں و هم آهنگ رهیں - اگر همیشہ ملائکۂ حقیقت و یقین کا پیام ایک هي تها ' تو ابلیس شک و انکار کا جواب بهي ایک هي رہا : کلما جاء امۃ رسولها کذبوہ (۲۳ مؤمنون ۴۴) کل کذب الرسل فحق وعید (۵۰ ق ۱۴) ما یاتیهم من رسول الا کانوا بہ یستهزؤن (۳۶ یاسین ۳۰) اسي لیے منکرین حق همیشہ یهي کهتے رہے :

وانشعاب سے شبہات کے اصول ومباني بھي بدل جائیں - علوم سماریه کے خلاف آج کوئي اعتراض ایسا نہیں کیا جاتا جو پہلے نه کیا گیا ہو' اور قرآن و سنة و حاملین علوم نبویه نے آنکي ضلالت فہم و نظر کا پردہ چاک نه کردیا ہو - پس اگر آج نام نہاد علوم جدیدہ کي بنا پر شبہات و ایرادات کا ہجوم ہے تو علم کلام جدید ! علم کلام جدید ! کا شور و غوغا نہیں مچانا چاہیے' بلکه قرآن و سنة اور صرف قرآن و سنة کے علوم مہجورہ ؤ متروکه کي بازگشت اور تجدید و احیاء کیلیے ماتم کرنا چاہیے - پھر جو لوگ آج علم کلام جدید کي جستجو و سراغ میں جاں بلب ہو رہے ہیں' آنکو سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہیے که علوم قدیمه اور شکوک و شبہات ماضیه ہي کے مقابلے میں علم کلام و متکلمین نے کونسي فتح پالي ہے که آنکے نقش قدم پر جلکر آج جدید علم کلام دنیا کے تمام حصون و جنود مادیه کو فتح کرلیگا ؟ علم کلام قدیم کے سب سے بڑے علم بردار معتزله تھے اور آنکے بعد متاخرین اشاعرہ' لیکن خود ان دونوں جماعتوں نے بجز اسکے اور کیا کیا که دفع شبہات کي سعي میں خود اپنے وجود ہي کو دعوۃ تشکیک و شبہات بنادیا' اور آخر میں دنیا سے گئے تو یه کہتے ہوے گئے " لقد خضت البحر الخضم' و خلیت اهل الاسلام و علومهم' و دخلت في الذي نهوني عنه' و الان فان لم یتدارکني ربي برحمته فالویل لابن الجوبني - و ها انا ذا اموت علی عقیدۃ امي ! " یعني ساري کاوشیں کرکے آخر میں یه حال ہوا که اپني ماں کے عقیدہ پر دنیا کو چھوڑتا ہوں ! کسي نے کہا " انا اموت علی عقیدۃ عجائز نیشابور ! " یعني تمام زندگي کیوں اور کیا میں بسر ہوئي لیکن نتیجه یه نکلا که بالاخر نیشاپور کي بڑھیا عورتوں کے عقیدہ پر دنیا سے جارہا ہوں ! کسي نے ساري عمر بادیۂ کلام میں بسر کرکے آخر کہا تو یه کہا : " ما عرفت مما حصلت شیئاً سوی ان الممکن مفتقرۃ الی المرجح ! " اور کسي نے علم کلام میں پچاس کتابیں تصنیف کرکے مرتے وقت کہا " اموت و ما عرفت شیئاً " سب سے زیادہ اور فیصله کن عبرۃ حضرت امام غزالي کے حالات میں ہے - مذہب کلام و تاویل میں آنکي آسماں پیمائیوں کا جو حال

و اسباب میں پڑھی پڑھائی جا رہی ھے - سوداء احتراقی اور اُسکی سمیۃ محرقہ ' اور اسی لیے تعدیہ اور التہاب اسکا خاصہ - علاج بھی وھی جو پہلے سے اسطرح کے مواد کا کیا جا رہا ھے - یعنی تنقیۂ داخل اور قواطع سمییات و تصفیۂ خون ' اور بس - جرائیم خورد بینی (Microscopic Examination of Germs.) کا نظریہ (جو اب فی الحقیقت مشاھدۂ و استقراء تک پہنچ چکا ھے) اطباء مشرق کیلیے گو نیا سمجھا جاے لیکن عرفاء مشرق کیلیے نیا نہیں ھے ' اور پھر جو کچھہ بھی ھو ' اُس سے نفس مرض و علاج پر کوئی اثر نہیں پڑتا - طرق و وسائل پر پڑے تو پڑے - اسی طرح اگر چیچک کی طرح تمام امراض خبیثہ و سمیہ کیلیے بھی ٹیکہ کی ایجاد میں کامیابی ھو جاے (جسکا تجربہ شاید امریکہ میں قریب تکمیل ھے) جب بھی اصول و قواعد فن پر اثر نہیں پڑ سکتا -

اور یہاں یہ نکتہ بھی پیش نظر رھے کہ انسانی معلومات کے عدم سے حقیقت معدوم نہیں ھو جاسکتی - اگر کسی دوا کا خاصہ ابوبکر رازی و ابن بیطار سے پہلے لوگوں کو معلوم نہ تھا تو اسکے یہ معنی نہیں کہ دنیا میں اس سے پہلے وہ دوا موجود بھی نہ تھی - کونین ھمیشہ سے موجود ' اور جب سے موجود ' اسی وقت سے دافع تپ - یہ دوسری بات ھے کہ اسکا خاصہ تمہیں کل معلوم ھوا -

بہر حال یہی مثال بعینہ امراض معنویہ از قبیل شکوک و شبہات و انکار و جحود اور اُنکے علاج کی بھی ھے - شک و شبہہ و انکار کا مرض ایک ھی ھے اور اسکا علاج بھی ایک ھی ھے - ھمیشہ سے یکساں مرض ' اور ھمیشہ سے یکساں علاج - یہ بات نہیں ھے کہ معلومات و مکشوفات کے بدلنے سے وہ بھی بدل جاے - علوم قدیمۂ و جدیدہ کی تقسیم ھی اس بارے میں یکسر غیر موثر ھے - بلا شبہہ انسان کی سمجھہ کی بے راھی اور نظر کی کجی اور عقل کی خامی معلومات و مکشوفات عقلیہ سے بھی فی زعمہ مدد لیتی ھے ' اور اسی کے مطابق شک و شبہہ کا رنگ و نقشہ درست کرتی ھے ' لیکن نفس شبہات کی بنیاد علوم و فلسفہ نہیں ھیں کہ اُنکی مزید توسیع

فصل

حقیقت یہ ھے کہ شک و شبہہ کا فتنہ خود اس تیزی سے نہیں آتا جسقدر جلد شک و شبہہ کے دور کرنے والے آسے بلا لیتے ھیں - ھمیشہ مدعیان تطبیق نقل و عقل و دفع شبہات و شکوک نے ایسا ھي کیا ھے - علوم قدیمہ کي اشاعت کے زمانے میں ایک نہایت ھي محدود جماعت نے یوناني فلسفہ وغیرہ کو پڑھا تھا اور متوسلین دربار خلفاء و مشغولین تراجم و نظر کے علاوہ عام اُمت اسکے اثرات سے محفوظ تھي - سب سے پہلے خود معتزلہ اُسکے تیروں سے زخمي ھوے - پھر خود بخود نہ ظاھر کرکے کہ تمام اُمت زخمي ھوگئي ھے اور اسکا علاج علماء قرآن و سنۃ نہیں کرسکتے ' اپنے آپ کو خود ساختہ مصلح و معالج قرار دیا ' اور جس بیماري کا ابھي وجود ھي نہ تھا ' خود کوشش کرکے اور بلاوے بھیجکر بالاخر آسے بلا ھي لیا - نتیجہ یہ نکلا کہ انکے رد و کد اور بحث و نظر نے خواہ مخواہ ھزاروں انسانوں کے عقائد متزلزل کردیے - عامۂ متکلمین و حکماء کا بھي یہي حال رھا - ھمارے زمانے میں بھي بعینہ یہي صورت پیش آئي ھے جس پر آجتک کسي نے غور نہیں کیا - ابھي نہ تو مسلمانوں میں نئے علوم کي بنا پرکوئي نیا جرچا پھیلا تھا ' نہ شک و شبہات پیدا ھوے تھے - محض چند لوگ تھے جنھوں نے نہ تو یورپ کي کوئي زبان پڑھي تھي ' نہ علوم مادیہ سے واقفیت حاصل کي تھي - صرف سني سنائي باتوں اور مقلدانہ جوش عقیدۃ و حسن ظن نہ یورپ (وجمیع ماینسب الیہ) سے اپنے جي میں شکوک و شبہات پیدا کیے ' اور پھر خود ھي پکارنا شروع کردیا کہ علوم جدیدہ نے اسلام کا خاتمہ کردیا - اسکے سیلاب نے مسلمانوں کے سیزدہ صد سالہ عقاید زیر و زبر کردیے - اب بجز اسکے چارہ نہیں کہ اسلامي عقائد میں از سر نو ترمیم و تنسیخ کي جاے - پچھلے کیل پرزے نکالکر ایک نیا کارخانہ ڈھالا جاے :

خواھم کہ دگر بتکدہ سازند حرم را !

رہا ہے معلوم ہے - لیکن بالاخر نتیجہ کیا نکلا ؟ احیاء ہي کو دیکھہ لو - انکے دلنشیں الفاظ میري زبان پر جڑھگئے ہیں - " و ہذا اذا سمعته من محدث او حشوي انما خطر ببالک ان الناس اعداء لما جہلوا ' فاسمع ہذا ممن خبر الکلام ثم قلاه بعد حقیقة الخبرة و التغلغل فیه الی منتهی درجة المتکلمین وجاوز ذالک الی التعمق في علوم اخری ' و تحقق ان الطریق الی حقائق المعرفة من ہذا الوجه مسدود ! " یعني اگر یہ بات کوئي محدث تم سے کہتا تو تم کہدیتے کہ اس ظاہر پرست اور حدثنا و اخبرنا میں گم رہنے والے کو علم کلام و فلسفه کے دقائق کیا معلوم ؟ پس یہ بات تم سے وہ شخص کہتا ہے جس نے علم کلام اور نیز تمام علوم عقلیه میں علم و نظر کا وہ درجہ حاصل کیا جو متکلمین کا منتہاء درجہ ہوسکتا ہے ' تا ہم آخر میں یہي معلوم ہوا کہ حقیقت تک پہنچنے کیلیے یہ راہ بالکل بند ہے - حضرة امام رازي کي تفسیر اور اساس التقدیس اور مطالب عالیه پڑھچکے ہو - مگر معلوم ہے کہ اُنکي آخري تصنیف میں جو اقسام دات کي نسبت ہے اُنکے اعماق قلب سے کیا صدا نکلي ؟ " لقد تاملت الطرق الکلامیه و المناہج الفلسفیه فما رأیتها تشفي علیلاً ولا تروي غلیلاً ' و رایت اقرب الطرق طریق القرآن - اقرأ في الاثبات (الرحمن علی العرش استوی) (۲۰ : ۵) و في النفي (لیس کمثله شيء) (۴۲) و من جرب مثل تجربتي عرف مثل معرفتي " کذا نقله ملا علی القاري في شرح الفقه الاکبر - یعني میں نے علم کلام و فلسفه کے تمام طریقوں کو خوب دیکھا بھالا ' لیکن آخر میں یہي ثابت ہوا کہ نہ تو بیفین کے دکھہ کا یہاں علاج ہے اور نہ شک کے اضطراب کیلیے چین - بہتر و اقرب طریقه وہي ہے جو قرآن کا ہے - اور جس شخص نے میري طرح اس معامله کا تجربه کیا ہوگا ' وہ میري طرح سمجھه لیگا - یا سبحان الله ! یہ اُسہي امام رازي کا آخري اعتراف ہے جنکي کتاب اساس التقدیس ہم پڑھچکے ہیں ! بالاخر بہي کہنا پڑا کہ " اقرأ في الاثبات الرحمن علی العرش ستوی و الیه یصعد الکلم الطیب " (۳۵ : فاطر ۱۰)

فن المحبة ما ادق بیانه   متحیر فیه امام الرازي !

سبیل الحق " وہ اس بات کو بھي مکروہ رکھتے تھے کہ حق کیلیے طریق جدل و نزاع اختیار کیا جاے - اور جس شخص نے " القران غیر مخلوق " کہا اسکي نسبت بھي مثل قایل خلق قرآن کے فرمایا " لا تصلوا خلفه لانه بنازع و المنازعة بدعة " اسکے پیچھے نماز نه پڑھو کیونکه وہ دین میں نزاع کرتا ہے اور منازعة بدعت ہے - کذا في شرح الفقه الاکبر نقلا عن تلخیص الزاهدی - و ایضا ذکرہ صاحب مفتاح السعادہ - اور اسي شرح فقه اکبر کے دیباچه میں حضرۃ قاضي ابو یوسف (رض) کا قول نقل کیا ہے " لا یجوز الصلوۃ خلف المتکلم و ان تکلم بحق لانه مبتدع " متکلم کے پیچھے نماز جائز نہیں اگرچه وہ حق کے اثبات میں رد و کد کرتا ہو - اور اسي لیے تمام ائمۂ سلف و اهل سنة نے اتفاق کیا علم کلام کے پڑھنے پڑھانے کي کراهیة پر، اور علی الخصوص ائمۂ اربعه کے اقوال تو اس بارے میں معلوم و مشهور هیں - اور یہي علت ہے کہ تمام صحابۂ و تابعین و ائمۂ سلف نے اسپر اتفاق کیا که وقوع حوادث سے پہلے فرضي و تخمیني صورتیں مسائل و شبہات کي گڑھکر سوال و جواب کرنا اور اسکو ذہانت و فقاهة کا ذریعه سمجھنا بدعة ہے - کیونکه اسکا نتیجه یه نکلیگا که فرضي صورتیں کل کو واقعي ہوکر رهینگي، یا اقلاً هزاروں دلوں کو جو ایمان راسخ اور قلب مطمئن رکھتے هیں، تشویش و اضطراب میں ڈالدیگي - یہي معني هیں دارمي کي حدیث وهب بن عمرو کے، که فرمایا - بلا نازل هونے سے پہلے جلدي نه کرو - امام دارمي کي کمال فقاهة فی الدین و دقة نظر کا ثبوت أن ابواب سے ملتا ہے جو مسند میں آنحضرۃ صلی الله علیه وسلم کے حالات کے بعد هي ترتیب دیے هیں اور ابواب صلواۃ و احکام سے پہلے اُنکو لاے هیں - یعني ان حقائق کا علم اهل علم و افتاء کیلیے سب سے مقدم ہے - ان ابواب میں سلف صالح کا طریقه واضح کیا ہے که کس طرح قبل از وقوع شبہات و سوالات کو مکروہ جانتے تھے اور اسی لیے فتوی دینے سے پرهیز کرتے اور راے و جدل کي ساري راهوں سے بچتے رهتے تھے - امام مالک رحمة الله علیۂ کا قاعدہ تھا - جب کبھي کسي مسئله کي نسبت سوال

نتیجه یه نکلا که شکوک و شبہات خود تو ابھي نہیں آئے تھے ' مگر ان لوگوں نے بلاوے بھیجکر بلا ھي لیا - اور یه کہه کہکر که انگریزي تعلیم یافته نوجوان مذھب کو خیر باد کہدیتے ھیں ' سچ مچ پوري نئي نسل کو شکوک و شبہات میں غرق کردیا - کیا کوئي شخص آج ثابت کرسکتا ھے که جس زمانے میں سر سید احمد خاں مرحوم نے پہلے پہل یه صدائیں بلند کي ھیں اور اول اول تہذیب الاخلاق نکالا ھے تو اُسوقت واقعي کتنے مسلمان تھے جو انگریزي پڑھکر دھري ھوگئے تھے اور انکي گمراھي نے مرحوم کو مجبور کیا تھا که جدید اجتہاد شروع کردیں ؟ یا انہوں نے ھاتھه جوڑ جوڑ کر منتیں کي تھیں که ھماري خاطر تاویل " الجاھلین و تحریف الغالین و انتحال المبطلین " کا فتنه تازہ کردیجیے ؟ مولانا حالي مرحوم نے حیات جاوید میں بڑي سعی و کوشش سے صرف ایک مثال مولوي سید ممتاز علي صاحب کي پیش کي ھے که انہوں نے سید صاحب کو اپنے شکوک و شبہات لکھے تھے اور پھر مطمئن ھوگئے - لیکن اول تو یه واقعه بہت بعد کا ھے - یعني جب کالج قائم ھوچکا ھے اور تہذیب الاخلاق بار اول بند ھوچکا ھے ' اور پھر جو کچھه بھي ھو ' اس معامله کا تعلق نفس مذھب و الحاد سے نہیں تھا بلکه (جیسا خود مولوي صاحب موصوف نے مجھسے کہا) اسلام اور مسیحیت سے تھا - یعني مولوي صاحب کو اوائل طالب العلمي میں مشنریوں کي تحریرات پڑھتے پڑھتے عیسائیة کي طرف میلان اور اسلام کي طرف سے بے رغبتي ھوگئي تھي - فاین ھذا من ذاک ؟

غرضکه یہي نتائج اس راہ کے ھیں جنکي بنا پر شارع نے بار بار کثرت سوال و استفسار کو روکا تھا ' اور اِسکو منجمله ضلالت یہود کے قرار دیا تھا - اور یہي معني ھیں " ھلک المتنطعون " اي المتعمقون کے - اور یہي بھید ھے اس قول حضرۃ عمر میں که " کونوا علی دین الاعراب " اور اسي لیے جدال في الدین کو روکا گیا اور تمام سلف و ائمۂ اھل سنۃ نے اتفاق کیا نزاع و تعمق في الدین کي مضرۃ و منع پر - حتی که حضرۃ امام اعظم ابو حنیفه رضي الله عنه کي نسبت منقول ھے " یکرہ الجدال علی

واقعي بيش آمده مسائل و شبهات کے دفع و جواب کي کيا صورت هوگي ؟ تو اسکا جواب وهي هے جو خود شارع نے بتلا ديا تها - دارمي ميں بروايت ابو مسلمه هے - آپسے ان باتوں کي نسبت پوچها گيا جو نئي نئي پيش آئينگي - فرمايا - علماء وقت ان ميں غور کرينگے - يعني جب کبهي کسي انسان کو دين کے بارے ميں شک و شبه پيدا هو تو هر زمانے ميں علماء حق و حاملين علوم کتاب و سنة و صاحبان نظر و اجتهاد في الدين کي ايک جماعت هوني چاهيے جنکے سامنے وه اپنا شبه پيش کرے اور جواب حاصل کرلے - يا اگر صاحب استعداد هے تو قران و سنة پر تدبر کرے - يه کونسا طريقه دفع شبهات کا هے که پہلے سے اور خود هي اپنے جي سے خواه مخواه گڑهکر اور بلند پروازياں کرکے شبهات و ايرادات کے دفتر مدون کيے جائيں ' اور خدا کے جن صالح و راسخ بندوں کو کسي طرح کا شبه نهيں هے (فلبهم مطمئن بالايمان) انکوبهي مبتلاء شبهات کيا جاے ؟ اور اسطرح ضلالت انساني کے سوئے هوے فتنوں کو سب سے پہلے جگانے والے بنيں ؟ اگر کها جاے که علاج کيونکر هوگا اگر تمام بيماريوں کے حالات منضبط نه کيے جائينگے ؟ تو جواب يه هے که تمثيل ميں غلطي هے - شبهات بيماري نهيں هيں - بد پرهيزي و بے اعتدالي هيں - بيماري عدم ايمان و يقين هے اور وه انکي وجه سے پيدا هوتي هے - پس بيماريوں کو تو يقيناً معلوم کرنا چاهيے - بيماريوں کا کامل علم هي طبيب کامل کي پہچان هے - ليکن جن بد پرهيزيوں کا ابهي ضعفاء صحت کو وهم وگمان بهي نهيں گزرا ' خود هي انکي راهيں پيدا کرکے لوگوں کو بد پرهيزيوں کے نئے نئے دروازے کيوں دکهاے جاتے هيں ؟

يهاں جو کچهه لکها گيا ' متفرق اشارات تهے - اس مطلب کو متعدد مقامات ميں مفصل لکها جاچکا هے - سب سے زياده مقدمۀ تفسير ميں - اسکے ايک باب کا موضوع يه هے که علوم سماويه کے خلاف انسان کے تمام شکوک و شبهات کيليے ايسے اصول و مقاليد معلوم کيے جائيں جنسے تمام جزئيات کا استقصاء هوجاے اور کوئي قسم شبه

کیا جاتا تو دریافت فرماتے - کیا یہ صورت پیش آئي هے ؟ اگر سائل کہتا هاں تو جواب دیتے - نہیں تو خاموش رهتے - حضرت شیخ اکبر نے فتوحات میں کیا خوب فرمایا هے " فان فیه تلمیح الی ان من افتی فی الحوادث الفرضیة قبل وقوعها فلا دین له و لا علم " اور یہي وجه هے که (بصورت صحت واقعۂ مناظرہ درمیان حضرۃ امام ابو حنیفه وقتادہ مصري رضي الله عنهمـــا منقوله عقود الجمان و خطیب) جب حضرۃ امام نے زوج مفقود الخبر کے متعلق سوال کیا تو قتادہ نے پوچھا - کیا یه صورت پیش آئي هے ؟ اگر نہیں آئي هے تو فرضي صورتوں میں سوال وجواب بدعة هے - اسي طرح مباحثۂ حضرۃ قاضي ابو یوسف و قاضي یحیی بن سعید انصاري نسبت غلام مشترک میں قاضي یحیی نے فرضي صورتوں میں بحث و تعمق سے انکار کردیا - ان بزرگوں کا انکار آنکے کمال علم و حکمت' و فہم اسرار شریعۃ' و غوامض هدایت امم و اجتماع کا نتیجه تھا - ظاهر پرستانه بے خبري و بے عقلي یا بالفاظ صریح بے وقوفي نه تھي جیسا که بہت سے لوگوں نے سمجھا' اور جیسا که مولانا شبلي نعمـــاني رحمـة الله علیه نے سیرۃ النعمـــان میں ثابت کرنے کي کوشش کي هے - یه وہ لوگ تھے جنھوں نے " ابرها قلوبا و اعمقها علما " والی جماعۃ سے فیضان علم وعمل حاصل کیا تھا - اگر یه لوگ بے وقوف تھے تو تاریخ اسلام میں کبھي علماء نہیں هوے - بہت سے لوگوں نے اپني ذهني بلند پروازیاں اور نکته آفرینیاں دکھلانے کیلیے بے شمار ایسي فرضي صورتیں مسائل حلت و حرمۃ اور وجوب و عدم وجوب کي گڑھ لیں جو صدیوں میں بھي کبھي نوع بشر کو پیش نہیں آئیں' اور جن میں سے بعض طبعاً ایسي مکروہ صورتیں هیں که طبیعت انکے تصور سے اباء کرتي هے اور اخلاق کا سر شرم و حیا سے جھک جاتا هے - اس بدعۃ کا نتیجه صرف یہي نکلا که ایک طرف تو ان غیر وقوعي صورتوں کے ذکر و بحث سے واقعي طور پر ان صورتوں کے وقوع کا دھیان لوگوں میں پیدا هوگیا اور نه کرتے بھي کرنے لگے - دوسري طرف حیل و احتیال کا باب وسیع تر هوا اور قانون شریعۃ محض اراء و اهواء ذهنیۂ و خیالیه کا مجموعه بن کر رهگیا ! اگر کہو که پھر

تھے ' اور جنکی مخالفتوں سے اُسوقت کے علماء سوء و فقہاء دنیا و حکام جور کی فتنہ پردازیوں کو بڑی ہی تقویت پہنچی ' خود اُنکے سروں کو بھی میدان خلاف و مخالفت سے باہر دیکھوگے تو امام موصوف کے سلطان علم و عمل کے آگے ویسا ہی عقیدت مندانہ جھکا ہوا پاؤگے جس طرح سب کے جھکے ہوے ہیں - یہی مقام ہے مجدد العصر کا ' اور یہی معنی ہیں کمال مرتبۂ حسن و خوبروئی کے - صرف دوستوں ہی کی نظریں نہ اُٹھتی ہوں - ایک عیب چین دشمن بھی دیکھے تو بے اختیار ہوکر پکار اُٹھے کہ دلستاں صورتیں اور صبر آزما چتونیں ایسی ہوتی ہیں - وہ دنیا جہان کے عیب لگادے - لیکن اسکی بے داغ خوبصورتی پر نام نہ دھرسکے - عربی میں کہتے ہیں - حسن وہ ہے جسکا سوکنوں کو بھی اقرار ہو :

و ملیحـــة شہدت لها ضراتهـــا

و الفضل ما شہدت به الاعداء !

امام ابن تیمیہ کے معاصرین میں سب سے زیادہ نام آور مخالف قاضی تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے مسئلہ زیارۃ و طلاق پر دو رسالے لکھے اور منہاج السنہ کے متعلق انکا قصیدہ مشہور ہے :

ان الروافض قوم لا خلاق لهم - الخ (۱)

لیکن علماء سلف کی مخالفتوں کو اگر تم اپنی نفس پرستانہ و متعصبانہ مخالفتوں پر قیاس کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ اُنکا بھی وہی حال تھا جو آج

---

(۱) قاضی سبکی اور ابن السبکی رح کے رسائل کا رد متعدد آئمـۃ و محققین عصر نے لکھا - ازانجملہ ابن عبد الہادی کی الصارم المنکی ہے جو چھپ چکی ہے - اس قصیدہ کے رد میں حافظ عقیلی سرمری نے الحمیۃ الاسلامیہ لکھی جو میرے پاس موجود ہے - اور حافظ ابن جمال الدین شافعی یمنی نے اسی وزن و قافیہ میں ایک مطول قصیدہ کمال بلاغت و لطافت لفظ و معنی کے ساتھہ لکھا :

الحمد لله حمداً أستزید به - الخ

جو منہاج السنہ جلد اول کے ساتھہ چھپ گیا ہے -

ر اعتراض کي اس سے باهر نهو - پهر ایک دوسرے باب میں ان تمام شبهات و اعتراضات کو جمع کیا هے جنکا قران حکیم نے ذکر کیا هے' اور نیز اُنکے جوابات مندرجۂ قران - بهر دکهلایا هے که جسوقت سے انساني علوم اور علوم سماریه کي آویزش کا حال معلوم هے' اسوقت سے لیکر آجتک کوئي شبه اور اعتراض ایسا نهیں کیا گیا هے جسکا اصولاً جواب قران میں نه دیدیا گیا هو اور اسکے لیے راے و کلام کي ضرورت هو - مقدمه کے علاوہ رساله اتحاف الخلف اور الکلم الطیب و القول الثابت اور سیرۃ حضرۃ شاہ ولي الله وغیرها میں بهي یه مبحث مفصل ملیگا - اور چونکه تحریر تفسیر کا سلسله جاري هے' اسلیے اثناء تفسیر آیات میں روز بروز یه حقیقت ایک جمال تازہ اور رعنائي بوقلموں کے ساتهه نظر افروز هوتي' اور هر جلوۂ امروزہ نمود و نظارۂ دي و بارحه کو فراموش کرا دیتا هے - بعدیکه تمام پچهلي تسویدات و ترتیبات کي رونق اُسکے سامنے ماند پڑجاتي هے :

مشاطه را بگو که بر اسباب حسن یار
چیزے فزوں کند که تماشا بما رسد !

لیکن کیا کیا جاے که اس معامله میں میرے شکیب طلب اور قناعت تالیف کیلیے بڑي هي سخت آزمائش هے - معلوم نهیں جمال حقیقت کي ان بوقلمونیوں اور رنگا رنگ جلوہ طرازیوں سے میري همت درماندہ اور نگه وا ماندۂ نظارہ کیونکر عهدہ برآ هوسکیگي ؟

فرصت دیدن گل آہ که بسیـــار کم ست
و آرزوے دل مرغان چمن بسیار است !

فصل

اور امام ابن تیمیه کي امامت و علوِ مقام کي نسبت ائمۂ معاصرین کي جو شهادتیں نقل کي گئیں' تو یه صرف اُنکے موافقین هي کا اعتراف نهیں هے' بلکه معاصرین میں جو بعض اهل علم اُنکے اشد شدید مخالف

باکمال پیدا نہیں ہوے - انتہی (۱) یہ ہے قاضي القضاۃ تقي الدین سبکي کي شہادت امام ابن تیمیہ کي نسبت ' جنکي مخالفت پر شیخ ابن حجر

---

(۱) قاضي تقي الدين السبکي (رح) کے اس خط کي نسبت پچھلے دنوں ایک سخت رد وکد ہوچکي ہے - نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف وغیرہ میں اس خط کو شرح الفیہ ابن ناصر الدین کے حوالہ سے نقل کیا تھا جسکي نقل القول الجلي کے ساتھہ وہ مکہ معظمہ سے لاے تھے - مولانا عبدالحي مرحوم فرنگي محلي نے دیگر تاریخي تعقبات کے ساتھہ اِس پر بھي اعتراض کیا اور ابراز الغی اور تعلیقات السنیہ میں لکھا کہ اس خط کو قاضي تقي الدین سبکي کي طرف منسوب کرنا غلط ہے بلکہ عجائب خبط میں سے ہے - یہ خط اُنکے لڑکے عبد الوهاب تاج الدین سبکي صاحب طبقات کا ہے جو امام ذهبي کے مشہور شاگرد هیں - دونوں بزرگ چونکہ " سبکي " کے لقب سے مشہور هیں اسلیے لوگوں کو دهوکا ہوا - صاحب تبصرة الناقد نے اسکے جواب میں حافظ ابن مفلح کا قول جلاء العینین کے حوالہ سے نقل کیا لیکن چونکہ نواب صاحب مرحوم کے پیش نظر درر کا منہ نہ تھي اور بعض دیگر کتابیں بھي اُسوقت تک چھپي نہ تھیں' اسلیے بات بالکل صاف نہ ہوسکي - لیکن اب الرد الوافر چھپ گئي ہے - اسمیں قاضي ابوالبقاء بهاء الدین سبکی کا (کہ قاضي تقي الدین سبکي کے عم زاد بھائي تھے) امام ابن تیمیہ کی نسبت یہ قول نقل کیا ہے " ما یبغض ابن تیمیه الا جاهل او صاحب هوی ' فالجاهل لا یدري و صاحب الهوی یصده هواه عن الحق " یعني جس شخص کے دل میں ابن تیمیہ سے بغض ہوگا وہ یا تو جاهل ہوگا یا صاحب هوی - جاهل بوجہ جہل کے - صاحب هوا هوا پرستي سے ! اس کے بعد صاحب الرد الوافر لکھتے هیں " فکیف لو سمع ما صحت به الروایة عن الشیخ تقي الدین السبکي فی مدحه ' لطار فرحاً من السرور - کتب الحافظ الذهبی فی ما اشتهر الي تقي الدین السبکي یعاتبه علی ما صدر منه فکتب الجواب یعتذر " اب اس سے زیادہ صاف تصریح اور کیا ہوگي ؟ علاوہ اسکے طبقات الحنابلہ ابن رجب میرے مطالعہ میں رهچکي ہے - اُس میں بھي صرف " سبکي " نہیں ہے - قاضي القضاۃ ابو الحسن السبکي ہے - " ابو الحسن " قاضي تقي الدین کي کنیت ہے - تاج سبکي کي نہیں - تعجب ہے کہ مولانا عبدالحي مرحوم کو اپنے خیال پر اتنا

تمھارا ھے - یعنی جس اهل علم سے کسي مسئله میں اختلاف هوا' سب سے پہلے اُسکے ایمان و کفر کا فیصله کیا ' پهر اُسکي ساري خوبیوں سے آنکھیں بند کرلیں ' تو یه تمھاري غلطي ھے - جہل و تعصب اگرچه همیشه دلوں پر حاکم رهے مگر علم والوں کا اخلاق همیشه ایسا هي نہیں تها جیسا اپنا دیکهه رهے هو :

گفتي که چه شد قاعدهٔ مهر و محبت ؟

رسم کهنے بود بعهد تو برافتاد !

جب قاضي موصوف امام ابن تیمیه کي مخالفت میں غلو و تشدد کرنے لگے تو حافظ ذهبي نے ایک خط لکهکر اُنکو ملامت کي - اس خط کے جواب میں معذرت کرتے هوے لکھتے هیں " و اما قول سیدي في الشیخ تقي الدین ' فالمملوک یتحقق کبیر قدره و زخارة بحره ' و توسعه في العلوم النقلیة و العقلیه ' و فرط ذکائه و اجتهاده ' و بلوغه فی کل من ذلک المبلغ الذی یتجاوز الوصف ' و المملوک یقول ذلک دائماً ' و قدره فی نفسي اکثر من ذلک ' و اجل مع ما جمعه الله له من الزهادة و الورع و الدیانة و نصرة الحق و القیام فیه لا لغرض سواه ' و جریه علی سنن السلف و اخذه من ذلک بالماخذ الاوفی ' و غرابة مثله فی هذا الزمان بل من ازمان " حکاه ابن حجر في درر الکامنه - یعني جو کچهه جناب نے شیخ تقي الدین (ابن تیمیه) کي نسبت لکها ھے تو یقین کیجیے که یه خادم اُنکي قدر و منزلت کي بزرگي ' علم کي بے پایاني ' علوم نقلیهٔ و عقلیه میں وسعت نظر' کمال ذکاوت و اجتهاد ' اور ان سارے اوصاف کمال میں وهاں تک پهنچ جانے کا معترف ھے جو حد توصیف سے باهر ھے - علی الخصوص ان اوصاف کے ساتهه اُنکا زهد و ورع اور دیانة و حق پرستي اور صرف الله کیلیے نصرة حق میں قیام و ثبات ' اور طریق سلف پر سلوک ' اور موارد سلفیه سے بعد کمال اخذ و نظر' اور به حیثیت مجموعي اُنکا وه مرتبهٔ کمال که موجوده عهد میں اپني نظیر آپ هي هیں - بلکه کتنے هي عهدوں سے ایسے

سچ ہے - " کمال " اور " حسن " ہي میں یہ اعجاز ہے کہ اگر تم پہاڑ کا جماؤ اور سمندروں کا طوفان بھي اپنے اندر پیدا کرلو ' جب بھي اسکے سامنے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲۳)

أستادي شاگردي سے کہیں زیادہ سخت ہوتا ہے - لیکن حضرة خواجہ اپنے خطوط میں حضرة مجدد کو لکھا کرتے تھے " مدتیست کہ عرض نیازمندي بہ درگاہ ولایت نہ کردہ ام " - " سخن درویشان بحضرة شما نوشتن بغایت بے شرمي ست " - "همیشه طلبگار و نیازمند نظر توجه سامي و بذل ولطف کامل مي باشم "

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر !

اصل یہ ہے کہ مولانا عبد الحي مرحوم کو زیادہ تر استعجاب اس بات پر ہوا کہ قاضي سبکي جیسا شدید مخالف ایسے لفظوں میں اپنے حریف کے فضل و کمال کا کیونکر اعتراف کرسکتا ہے ؟ حالانکہ اگر ابن تیمیہ کے حالات و مقامات پر نظر ہوتي تو اس معاملہ میں ذرا بھي تعجب نہ ہوتا - قاضي سبکي کا درجہ اس عہد کے اکابر میں حافظ برزالي ' امام مزي ' امام ابن دقیق العید سے تو زیادہ نہیں ہے ؟ حافظ برزالي و مزي کے اقوال پڑھچکے ہو- مصر میں جب ابن دقیق العید ابن تیمیہ سے ملے تو پہلي ہي ملاقات میں کہا " ما کنت أظن ان اللہ تعالی بقي یخلق مثلک " ! یعني کب اُمید تھي کہ اللہ تعالی اب بھي آپ جیسے آدمي پیدا کریگا ؟ بعد کو لوگوں سے کہا " رأیت رجلا ' العلوم کلھـــا بین عینیه - یاخذ ما یرید ویدع مایرید " میں نے ایک ایسا آدمي دیکھا کہ سارے علم اسکي آنکھوں کے سامنے ہیں - جسکو چاہتا ہے اُٹھا لیتا ہے - جسکو چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے - باقي رہي مسائل میں مخالفت ' تو بہ اسکے لیے کب مستلزم تھي کہ مخالف کے فضل و کمال کا اعتراف بھي نہ کیا جاے ؟ یہ مصیبت تو اب ہم نے پیدا کرلي ہے - بلا شبہ علماء سلف جوش اختلاف میں تشدد و غلو بھي کرجاتے تھے کہ معصوم نہ تھے ' مگر انکا تشدد بھي صرف میدان اختلاف میں محدود رہتا - اُس سے باہر تعصب و انکار نہیں ہوتا تھا - قاضي سبکي پر کیا موقوف ہے ؟ حافظ ذہبي ' ابن الزملکاني ' ابن البلقیني ' ابن حجر عسقلاني ' ابن ناصر الدین ' صاحب قول الجلي ' حافظ ابن کثیر وغیرہم ' سب نے کتنے ہي مسائل میں ابن تیمیہ کے اختیارات سے اختلاف

مکي رحمة الله عليه اور انکے هم مشربوں کو ناز هے اور بار بار حواله ديتے هيں که شيخ الاسلام سبکي نے انکا رد کيا ' تو يه هيں شيخ الاسلام سبکي ' اور وه تهے امام ابن تيميه !

متفق گرديد راے بوعلي با رائے من !

(بقيه نوٹ صفحه ۲۲۳)

وثوق کيوں هوا که بالکل يقين اور انقطاع کے ساتهه انکار کرگئے ؟ بلاشبه الرد الوافر هندوستان ميں نہيں آئي تهي ' ليکن حافظ عسقلاني کي درر کامنه کا نسخه مولوي حامد حسين مرحوم کے کتب خانۂ لکهنو ميں موجود هے - وه مولانا عبد الحي کے مطالعه ميں رهچکا هے جيسا که تعليقات ميں خود تصريح کي هے - پچهلے دنوں رساله المقتبس دمشق ميں شيخ جمال الدين محدث شام نے درر کامنه سے امام ابن تيميه کا پورا ترجمه نقل کرديا تها - اسميں يه خط نقل کيا هے اور " ابو الحسن السبکي " موجود هے - باقي رها يه شبه که امام ذهبي تو قاضي تقي السبکي کے شاگرد هيں - استاد شاگرد کو اس عجز و تذلل کے ساتهه کيونکر مخاطب کرسکتا هے ؟ تو يه بهي صحيح نہيں - اول تو ذهبي کا سبکي کا شاگرد هونا ويسي شاگردي نه تهي جو استاذ علوم و متعلم ميں هوتي هے ' بلکه محدثين کے طريق سماع و اجازة کے مطابق ايک طرح کا معاصرانه باهمدگر افاده و استفاده تها - اگر ذهبي اس معني ميں سبکي کے شاگرد تهے تو سبکي بهي ذهبي کے شاگرد تهے - خود ذهبي نے معجم مختص ميں تصريح کي هے " سمعت منه و سمع مني " اور ويسے بهي امام ذهبي کا درجۂ علم و نظر قاضي موصوف سے کہيں ارفع هے - پهر يه بهي نہيں بهولنا چاهيے که سلف کا اس بارے ميں وه حال نه تها جو هم بے مايگان علم و عمل کا هے - وه جسقدر زياده بلند هوتے تهے ' اُتناهي زياده جهکتے بهي تهے - بلکه اُنکي بلندي تمام تر پستي و پست نمائي هي سے پيدا هوتي تهي " من تو اضع لله رفعه الله "

نهد شاخ پر ميوه سر بر زمين !

دور جانے کي ضرورت نہيں - هندوستان هي کي تاريخ شاهد هے - يہاں تو في الحقيقت اُستادي شاگردي نه تهي - معاصرة تهي - ليکن حضرت خواجه باقي بالله تو حضرة مجدد کے پير تهے - رضي الله عنهما - اور معلوم هے که عالم طريقت کي اُستادي شاگردي کا معامله مدرسوں کي

اپنے آهني پنجوں سے تم کو گرا دیگا اور حقیقت کا هاتف تمهارے حلق کے اندر بیٹھکر تمهاري زبان کو ایک مدهوش و بے اختیار آدمي کي طرح کهولدیگا -

---

[بقیه نوٹ صفحه ۲۲۳]

تهے ! الله تعالی هم سب کي کوتاهیاں معاف فرماے اور جو گذر چکے هیں اُنکي مغفرت - ایک اور صاحب اُسي زمانے میں لکھتے هیں - ابن تیمیه نے دین جدید کي بنیاد رکهي تهي لیکن اُس عهد کے علماء مثلاً ابن حجر مکي اور قسطلاني و غیرهم نے اچهي طرح رد کیا ! گویا یه دونوں بزرگ ابن تیمیه کے زمانے میں تهے ! ایک اور بزرگ جو علماء حق و سنة کي مخالفت میں سر برآوردہ رهچکے هیں' اپني تاریخ داني کا ثبوت یوں دیتے هیں - ابن تیمیه نے جب نیا دین نکالا تو بادشاہ اسلام نے حکم دیا که قلعه دمشق کے منارہ سے هاتهه پاؤں باندهکر یکے بعد دیگرے گراتے رهو یہاں تک که مرجاے - چنانچه ایسا هي کیا گیا ! خیر ! ان صاحبونکا حال تو دوسرا تها - تعجب هے که بعض اصحاب درس و تصنیف کو بهي عجب عجب لغزشیں هوئیں - مولانا عبد الحکیم مرحوم فرنگي محلي حاشیۂ شرح عقائد جلالي میں اجزاء عالم کے قدم شخصي و جنسي اور موجودیة بعض افراد علی سبیل التعاقب کي بحث پر ہوے عقیدۂ جهة و تجسم کو ابن تیمیه کي طرف منسوب کرتے هیں' اور آخر میں حواله دیتے هیں که ابن حجر نے درر کامنه اور ذهبي نے تاریخ میں اُنکے " هفوات " کا خوب رد کیا هے - پہلي بات تو چنداں تعجب انگیز نہیں - عقائد و علوم ابن تیمیه کي نسبت ابتدا سے غلط فهمي چلي آتي هے - اسلیے جو کچهه لکها ' جوهر المنظم اور مرءة الجنان وغیرہ کے اعتماد پر - لیکن ابن حجر و ذهبي کا حواله کسقدر تعجب انگیز هے ؟ ان دونوں کے بیانات اوپر گزر چکے - اُن میں ابن تیمیه کے هفوات کا ذکر هے یا اعلی ترین مرتبۂ حق و امامت کا ؟ مقصود اس ذکر سے نکته چیني نہیں هے - غلطیاں سب سے هوتي هیں - دکهلانا یه هے که هندوستـــان میں ابتدا سے مطالعۂ و نظر کا میـــدان بہت محدود رها هے - اسي لیے عجیب عجیب لغزشیں هوتي رهیں - صاحب انتصار الحق عسقلاني کي بلوغ المرام کو شاہ ولي الله کي تصنیف بتلاتے هیں - ایک رساله دافع الفساد نظر سے گزرا - اسمیں مجمع البحار کا مصنف سیوطي کو بتلایا هے - صاحب ابراز الغي عبدالحق حقي کي روح البیان کو روح المعاني سمجهتے

ایک اڑتے ہوے تنکے کي طرح گرجانے سے اپنے تئیں نہیں روک سکتے - اگر تم اپنے سرکو جھکنے سے اور زبان کو بولنے سے روکو گے' تو سچائي کا فرشتہ

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲۳]

کیا - علی الخصوص مسئلۂ طلاق میں - جا بجا اِسکو سخت غلطي قرار دیتے ہیں - مگر ساتھہ ہي انکے فضل وکمال اور امامۃ و اجتہاد کي توصیف میں رطب اللسان بھي ہیں اور کہتے ہیں کہ المجتہد یخطي ویصیب - اصل یہ ہے کہ امام ابن تیمیہ کي نسبت پچھلی صدیوں میں ہرجگہ اور ہندوستان میں خصوصاً سخت ناواقفیت اور غلط فہمیاں رہچکي ہیں - بڑا سبب اسکا شیخ ابن حجر مکي رحمۃ اللہ علیہ کي مصنفات کي اشاعت ہے جو عہد اکبري ہي میں ہندوستان پہنچ چکي تھیں اور اکثر علماء ہند مکہ معظمہ جا کر اُنھي سے سند و اجازت حدیث حاصل کرتے تھے - انھوں نے خود تو ابن تیمیہ کي مصنفات دیکھی نہ تھیں - اُس عہد کے بعض متعصب علما و مشائخ کي باتیں پڑھکر اور زیادہ تر شاہي اعلانات دیکھکر غلط فہمي میں پڑگئے اور دوسروں کو بھي مبتلا کیا - مولانا عبد الحي مرحوم کے زمانے میں تو پھر بھي ابن تیمیہ کے اصلي حالات کھل چکے تھے - خود انھوں نے بھي منہاج اور حمویہ دیکھي تھي جیسا کہ تعلیقات میں لکھا ہے - اسلیے حسن ظن رکھتے تھے' لیکن عام علماء ہند کي بیخبریوں کا اس بارے میں جو حال رہچکا ہے وہ نا قابل بیان ہے - مولوي فضل رسول بدایوني مرحوم سوط الرحمن میں لکھتے ہیں - داؤد ظاہري شیطان کا متبع تھا - اسکے بعد ابن حزم ظاہري پیدا ہوا جو " خبیث " تھا - پھر ابن حزم کا شاگرد ابن قیم ہوا' اور ابن قیم کا شاگرد " شقي" ابن تیمیہ - ابن تیمیہ نے ایک نیا دین نکالا - بعض " اشرار' بد اطوار' جہلہ' فسقہ درحلقۂ انقیادش آمدہ در بلاد اسلامیہ طرفہ ہنگامہ برپا نمودند " اور ان تمام مورخانہ تحقیقات کیلیے آخر میں طبقات سبکي کا حوالہ بھي دیتے ہیں ! ایسي ہي تاریخي تحقیقات اکبر کے زمانے میں بھي بعض محققین نے کي تھي " چوں سکندر ذوالقرنین باعانت رستم شاہ بابل درمیدان پانی پت با محمود غزنوي پیکار نمودہ چنانکہ فردوسي در سکندر نامہ تفصیل حالش پرداختہ " کجا ابن حزم اور کجا ابن قیم ؟ بینہما مفاوز تنقطع فیہا اعناق المطي ! پھر لطف یہ کہ ابن تیمیہ ابن قیم کے شاگرد تھے' اور ابن تیمیہ کے ساتھي صرف اشرار و جہلاء

باهر رهسکتے هیں ؟ دنیا میں کامل طاقت اور بے باگ حکم صرف سچائي کا هے - یا اُسکے دوسرے عرف میں کهه سکتے هیں که حسن کا - اُسکے سوا کون هے ؟

[بقیه نوٹ صفحه ۲۲۳]

شخص تهے ' اور اُنکا گروه بهي اهل هواء و بدعت میں سے تها - حالانکه حضرة امام داؤد منجمله ائمهٔ متبوعین اهل السنة و الجماعة کے هیں ' اور تمام محققین اهل سنه نے انکے بلوغ مرتبهٔ اجتهاد مطلق کا اعتراف کیا هے - قاضي ابن خلکان لکهتے هیں " کان زاهداً متقللا کثیر الورع صاحب مذهب مستقل تبعه جمع کثیر " اُنکے حلقهٔ درس میں چارسو ثقات حاضر رهتے تهے " یحضر درسه کل یوم اربع مائة صاحب طیلسان " یهي علامهٔ تاج سبکي جنکي مخالفت امام ابن تیمیه کي تضلیل کیلیے حجت سمجهي جاتي هے ' لکهتے هیں " کان داؤد جبلا من جبال العلم و الدین - له من سداد النظر و سعة العلم و نور البصیرة و الاحاطة بآثار الصحابة و القدرة علی الاستنباط ما یعظم وقعه " کذا نقله عنه الجلال المحلي فی شرح جمع الجوامع - یعنی امام داؤد علم و دین کے پهاڑوں میں سے ایک پهاڑ تهے - نظرکي مضبوطي ' علم کے پهیلاؤ ' بصیرة کي روشني ' احادیث و آثار کے احاطه ' اور استنباط کي قدرت کے لحاظ سے وه ایک عظیم الشان وجود تها - غور کرنا چاهیے که علماء هند نے ایک ایسے بزرگ علم و عمل کي نسبت کیسي کیسي باتیں لکهی هیں ؟ حالانکه اصحاب حق و اقتصاد کا طریقه یه هے که تمام آئمهٔ سلف کو حق و راستي بر یقین کرتے هیں ' اور تمام مجتهدین اهل سنة کو اپنے اپنے مجتهدات میں بر سر حق و بصیرة سمجهتے هیں ' اور سب کي محبت و تعظیم اور عموم حسن ظن کو اهل سنة کیلیے ایک علامت بتلاتے هیں - سب کا علم و عمل کتاب و سنة پر تها - کوئي نهیں جس نے بلا کسی دلیل و بصیرة کے اجتهاد کیا هو - البته عصمت صرف انبیاء کیلیے هے - و ما عدا هم یخطي و یصیب - یهي علامهٔ تاج سبکی جمع الجوامع کے خاتمه میں لکهتے هیں " و نعتقد ان الشافعی و مالکا و ابا حنیفة و السفیانین و احمد و الاوزاعي و اسحاق و داؤد و سائر آئمة المسلمین علی هدی من ربهم " الخ - یعني همارا عقیده هے که حضرة امام شافعي ' مالک ' ابو حنیفه ' دونوں سفیان ' (یعني سفیان ثوري اور سفیان ابن

سچائي جب اپني گواهي پتهروں کو چلاکر لیلے سکتي اور درختوں کو بولواکر دلا دیسکتي هے تو انسان کي روح و زبان کب اسکے فرمان فضاء سے

[بقیه نوٹ صفحه ۲۲۳]

هیں اور پهر اسکو " آلوسي زاده " کي طرف نسبت دیتے هیں حالانکه روح المعاني " آلوسي زاده " کي نهیں، خود " آلوسي " کي هے - جمعه فی القری کي بحث میں ایک فتوی لکهنو سے شائع هوا تها - اسمیں لکها هے که قاضي شوکاني کا حواله فقه و حدیث میں بیکار هے، البته شوکاني ایک اچهے ادیب تهے - حالانکه نیل الاوطار اسوقت تک چهپ کر شائع هوچکي تهي اور کتاب الموضوعات تو عرصه سے هندوستان میں مشهور هے - یه کتابیں فن ادب میں هیں یا فقه و حدیث میں ؟ کسقدر افسوس ناک بے خبري هے ! ان سب سے بهي بڑهکر یه که صاحب صیانة الایمان " خیرات الحسان " کو حافظ ابن حجر عسقلاني کي تصنیف سمجهکر جا بجا اسپر زور دیتے هیں، حالانکه وہ ابن حجر مکي کي تصنیف هے ! یه معلوم هے که ابن تیمیه کي مصنفات اس عهد سے پہلے شائع نهیں هوئي تهیں، لیکن حضرة شاہ ولي الله تفهیمات الاهیه میں تمام ... میاں دور کرچکے تهے کیونکه ابن تیمیه اور ابن قیم، دونوں کي کتابیں حضرة شیخ ابراهیم کوراني کی وسعت نظر و بلندي مشرب کي وجه سے انکے مطالعه میں رهچکي تهیں - اور خود شیخ موصوف کي کتاب افاضة العلام بهي اس بارے میں قاطع و قاضي تهي - اس سے بهي بڑهکر یه که ملا علي قاري کي مصنفات انکي زندگي هي میں هندوستان پهنچ چکي تهیں - شرح شمائل کا تو یه تمام لوگ حواله بهي دیتے هیں - کاش اسي کو دیکهه لیتے که ابن تیمیه و ابن قیم کي نسبت انکي شهادت کیا هے، اور کس طرح ابن حجر مکي (رح) کے تمام اقوال کو رد کررهے هیں ؟ ممدوح کے الفاظ قریب قریب یه هیں " و من طالع شرح منازل السائرین تبین له انهما (ابن تیمیه و تلمیذہ) کانا من اکابر اهل السنة و الجماعة، و من اولیاء هذہ الامة، و هما بریان مما رما هما اعداؤهما من التشبیه و التمثیل " اور صاحب سوط الرحمن نے امام داؤد ظاهري کي نسبت جو لعن و طعن کیا هے، تو یه دوسري مصیبت هے اور عامۂ علماء هند کي بے خبریوں کي ایک واضح مثال - ان حضرات کا عام خیال یه رها هے که امام داؤد ظاهري کوئي مبتدع اور خارج از اهل السنة

اظہار تعصب کیا اور انکو مضرت پہنچانے میں ساعي ہوے - لیکن معلوم ہے کہ با ایں ہمہ امام موصوف کے علم و عمل کی نسبت اُنکي راے کیا تھي ؟ حافظ ابن رجب طبقات میں اُنکا قول نقل کرتے ہیں - فیما احفظ عنہ - " لم ار مثل خمس مائة سنة " پانچ سو برس سے ایسا با کمال دیکھا نہیں گیا ! امام ابن تیمیہ کي ایک کتاب الدلیل علی بطلان التحلیل ہے - قاضي موصوف نے اس کو اپنے قلم سے نقل کیا اور لوح پر لکھا " من مصنفات سیدنا ، و شیخنا ، و قدوتنا ، الامام العالم العلامة الاوحد ، البارع الزاهد الورع القدوة الکامل العارف ، سید العلماء ، قدوة الائمہ ، حجة اللہ علی العباد ، اوحد العلماء العاملین ، آخر المجتهدین ، شیخ الاسلام " الخ - حافظ سیوطي کي اشباہ و النظائر النحویہ اب چھپ گئي ہے - حرف " لو " کي بحث میں ابن تیمیہ کي ایک تحریر نقل کي ہے جو شیخ زملکاني کے خط سے منقول ہے - شیخ موصوف ابن تیمیہ کی مدح میں کہتے ہیں :

ما ذا یقول الواصفون لہ ؟ و صفاتہ جلت عن الحصر !
ھو حجة للہ قاهرة ھو بیننا أعجوبة الدھر !
ھو آیة في الخلق ظاهرة انوارہ اربت علی الفجر !

صاحب الرد الوافر نے اُنکا قول نقل کیا ہے " اجتمعت فیہ شروط الاجتهاد علی وجهها " اور " کان اذا سئل عن العلم ظن السامع انہ لا یعرف غیر ذلک - و کان الفقهاء من سائر الطوائف اذا جلسوا معہ ، استفادوا في مذاهبهم " الخ - یعني اجتہاد کی ساري شرطیں پوري طرح ابن تیمیہ میں جمع ہوئیں - انکی ہمہ داني کا یہ حال تھا کہ جس علم میں زبان کھلتی معلوم ہوتا اسي علم کے ماہر و امام ہیں - تمام مذاہب کے فقہاء انکے گرد جمع ہوتے اور اپنے اپنے مذہبوں کے علوم و مسائل میں استفادہ کرتے - انتہی -

یہ ہے شہادت اُنکے مشہور مخالف و حریف کي ، اور اسي سے اندازہ کرلو کہ جب مخالفوں کا یہ حال تھا تو دوستوں اور منزلة شناسوں کي وارفتگي کا کیا حال ہوگا ؟ کیا خوب فرمایا قاضي عیني نے رد الوافر کي تقریظ

اے سنگ برتو دعوئے طاقت مسلم ست ،
خود را نہ دیدۂ بہ کف شیشہ گر ہنوز !

شیخ ابن حجر مکي اور دیگر مخالفین ابن تیمیہ قاضي سبکي کے بعد قاضي جمال الدین زملکاني کي مخالفت سے استدلال کرتے ہیں ، سو بلاشبہ انہوں نے بھي نہایت سخت مخالفت کي - دونوں مرتبہ وہي رئیس المناظرین تھے - حافظ ابن البلقیني لکھتے ہیں کہ جب ابن تیمیہ سے مناظرہ قرار پایا تو زملکاني کے سوا کوئي زبان نہ کھول سکا - حافظ ابن حجر کہتے ہیں " حتی کان اشد المتعصبین علیہ والعاملین فی ایصال الشر الیہ و ھوالشیخ الزملکانی " یعنی شیخ زملکاني نے سب سے زیادہ اُنکے خلاف

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲۳]

عیینہ) احمد ، اوزاعي ، داؤد ، اور نیز تمام ائمۂ اہل اسلام حق و راستي پر تھے - سب کا شمار (علی ھدی من ربھم و اولئک ھم المفلحون) میں ہے - (۲:۵)
یعني ان میں سے کسي پر زبان طعن نہیں کھولني چاہیے - نہ کسی کو حق کا مخالف سمجھنا چاہیے - اصلاً سب کا طریقہ ایک ہي تھا ، اور اصول میں تو ابداً کوئي بھي مختلف نہیں - یہاں یہ بات بھي یاد رہے کہ امام داؤد کي طرف بعض مسائل منسوب کیے گئے ہیں جو اصلیت کے خلاف ہیں - یا بعض کي تعبیر غلط کي گئي ہے ، اور یہ سب کے ساتھہ ہوا ہے - اختلاف کے سوء فہم و زیغ نظر کي آلودگي سے ائمۂ سلف میں سے کسي کا دامن نہ بچ سکا - اُن سب کا دامن پاک تھا - آلودگي سب ہماري ہي اُڑائي ہوئي گرد و خاک ہے - خوب فرمایا شاہ صاحب نے تفہیمات میں بہ تذکرۂ امام ابن تیمیہ - جسطرح صحابہ کے مشاجرات میں ہم نے کف لسان اپنا شیوہ بنایا ، چاہیے کہ علماء سلف کے اختلافات میں بھي یہي طریق ملحوظ رکھیں - اُنکے احسانات عظیمہ سے تمام امت کي گردنیں جھکي ہوئي ہیں - عمارت شریعت کي ہر پہلي اینٹ پچھلي اینٹوں کیلیے بنیاد ہے - اگر اسکو نقصان پہنچایا گیا تو پوري عمارت ہل جائیگي - اور یاد رہے کہ سلف کي محبت اور تعظیم ہي اہل سنۃ ہونے کي سب سے بڑي اور پہلي پہچان ہے - اللھم لا تجعل لاحد منھم في عنقنا غلامۃ - و نجنا بحبھم من اھوال یوم القیامۃ !

تاتاریوں کي ہیبت نے زندوں کو مردہ بنادیا تھا - وہ صرف خون بہاتے اور نعشوں کے پل اور سروں کے منارے کھڑے کرتے - ایک چھوٹي سي ٹکري آبادیوں کي آبادیاں ذبح کر ڈالتي اور بادشاہوں اور فوجوں کو سر اُٹھانے کي جرأت نہ ہوتی - جب کوئي مرکز نہ رہا ' تو شریعت کا بھی کوئي محافظ نہ رہا نہ اُمت کا کوئي رہبر - وہ سارے علمی و عملي مفاسد جو آج نظر آرہے ہیں ' یا تو اسي عہد میں پیدا ہوے ' یا ہوچکے تھے تو اسي عالم آشوبي میں کمال و بلوغ کو پہنچے - علوم اصلیۂ قرآن و حدیث کے ترک کي بنیادیں اسي عہد میں استوار ہوئیں - تقلید شخصي اور مذہبي فرقہ بندي کے التزام اور تعصب نے اسي زمانے میں پورا پورا زور پکڑا - تاتاریوں کو سب سے پہلي دعوۃ حنفیوں اور شافعیوں کے باھمي پیکار ھي نے دي تھي (۱) نو مسلم حکمران مذہب و علم سے نا آشنا تھے' اسلیے مذہبي حکومت تمام تر علماء و فقہاء مذاھب کے ھاتھہ آگئي - ہر مذہب کیلیے الگ الگ قاضي ' الگ الگ مدارس ' اوقاف ' ائمۂ جمعہ ' اور مذہبي عہدے قرار پاے - یہي چیز صدہا مفاسد و مصائب کا باعث ہوئي - ایک طرف علماء دنیا و فقہاء دولۃ کا ایک گروہ عظیم پیدا ہوگیا - (۲) دوسري طرف داھمي تعصب و تفروہ کي آگ روز بروز زیادہ بھڑکنے لگي - حتی کہ جن چھوٹے چھوٹے اختلافات کو پہلے عوام نے

---

(۱) یہاں ایک طول طویل فٹ نوٹ تھا اور اُن اسباب کی تشریح کي تھي جو تاتاریوں کے حملے کا اصلی باعث ہوے - اختصار کے خیال سے میں نے نکال دیا - ممکن ہوا تو آخر میں بطور ضمیمہ کے درج کردونگا - (پبلیشر)

(۲) حضرۃ شاہ ولي اللہ نے انصاف میں ابن زیاد یمنی کے حوالہ سے ابوزرعہ کا قول نقل کیا ہے " ایک دن میں نے اپنے استاد امام بلقیني سے پوچھا - ما یقصر بالشیخ تقي الدین السبکي عن الاجتہاد و قد استکمل الیہ و کیف یقلد ؟ شیخ تقي الدین سبکي کو اجتہاد سے کیا بات روکتي ہے حالانکہ ان میں تمام شرائط اجتہاد کے جمع ہیں ؟ اس پوچھنے سے میرا مقصد یہ تھا کہ خود امام بلقیني کي نسبت بھی یہي سوال پیدا ہوتا تھا - خیال کیا کہ جو عذر وہ سبکي کي نسبت کہینگے آسي

میں کہ اگر اور کسی اهل علم کا اعتراف منقول نہ هوتا، تو صرف یہی ایک شہادت ابن تیمیہ کے کمال مرتبۂ علم و عمل کیلیے کفایت کرتی تھی :

اے گل! نہ همین معرکۂ من بتو گرم ست!
هنگامۂ صد سوختہ خرمن بتو گرم ست!

فصل

اور یہ جو کچھہ لکھا گیا تو مقام تجدید و عزیمۃ دعوۃ کے صرف ایک هي پہلو کي نسبت، یعنے مراتب علم و نظر- لیکن یہاں کي سب سے بڑي آزمائش گاہ میدان عمل ہے - حقیقت بہت زیادہ واضح هو جاتي اگر اُنکي حیات دعوۃ و اصلاح کے اعمال و اقدامات عظیمہ کے مناظر سامنے آتے - تم دیکھتے کہ اُس عہد کے تمام اصحاب فضل و کمال میدان عمل و دعوۃ میں کہاں تھے، اور یہ مجدد العصر کہاں تھا ؟

تقدم راکباً فیهم اماما | و لو لاه لما رکبوا و رائه

ساتویں صدي کے اختتام اور آٹھویں صدي کے اوائل کا زمانہ تاریخ اسلام کا ایک نہایت هي نازک اور انقلابي زمانہ تھا - مشرق میں عربي خلافت کا بکلي خاتمہ هوچکا تھا - ٹمٹماتے هوے چراغ بھي بجھہ چکے تھے - تاتاریوں کا سیلاب اپني اصلي بلندیوں تک پہنچ چکا تھا، اور اب تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل رها اور هر رکنے اور ٹھہرنے کي جگہہ ٹھہر رها تھا - یہ وحشي درندے صرف تاخت و تاراج کیلیے آئے تھے، لیکن اب پچاس لاکھہ مسلمانوں کے خون اور چھہ صدیوں کے اسلامي تمدن کي ویراني پر اپني سلطنت کي عمارت تعمیر کر رهے تھے - هلاکو کا پڑ پوتا قازان خاں اگرچہ مسلمان هوگیا تھا، لیکن ابھي یہ تبدیلي محض براے نام تھي - وحشت و خونخواري میں تمام تاتاري خصائل بدستور کام کر رهے تھے - مسلمانوں کا کوئي مرکز باقي نہ رها تھا - برسوں تک جمعہ کے خطبے کسي سلطان اسلام کے ذکر سے خالي رهے - اس عام بربادي نے مسلمانوں کي تمام اخلاقي قوتیں بھي فنا کردیں -

دوسرے کو قید خانوں اور جلا وطنیوں کي مصیبت تک پہنچا کر چھوڑا عوام کا فتنہ اِسي زمانے میں اُس درجہ تک پہنچا جہاں آج نظر آ رہا ھے - شریعۃ کے اعتقاد و عمل کي ساري پادشاھي اُنھي کے ھاتھہ ھے - جو بات چاھیں علماء سے کہلوا دیں ' اور جس بات کو اپنے ھواء نفس کے خلاف پائیں ' اسپر اسقدر ھنگامہ مچائیں کہ بالاخر کسي کو زبان کھولنے کي مجال باقي نہ رھے - (۱) علم و عمل کي وہ ساري بدعتیں جو آج مسلمانوں کے رگ و پے میں سرایت کر گئی ھیں ' حتی کہ

(۱) اُسي عہد کے اِن حالات کیلیے حافظ ذھبي کي تاریخیں اور درر کامنہ ابن حجر اور ضوء اللامع سخاوي کا مطالعہ کافي ھے - کتنے ھي اکابر علم و عمل ھیں جنکی زندگیوں کا خاتمہ یا تو قید خانے میں ھوا یا جلاد کي تلوار کے نیچے - انکا جرم صرف یہ تھا کہ کسي ایک مسئلہ مں عوام کے معتقدات و اعمال کے خلاف قدم اٹھایا تھا - اس عہد میں ایک خاص قابل ذکر بات یہ بھي نظر آتي ھے کہ گو فقہاء مذاھب اربعہ میں باھم نہایت سخت تعصب تھا ' لیکن جب کبھي کسی مصلح حق کے خلاف شورش پیدا ھوتی ' تو تمام فقہاء شافعیہ و حنفیہ اُسکا معاملہ قاضي مالکي ھي کے سامنے پیش کراتے - اس موقعہ پر باھمی تعصب باقي نہ رھتا - سبب اسکا یہ تھا کہ مالکیہ کے مذھب میں تعزیر کا دائرہ بہت وسیع ھے - حبس و تشہیر کے علاوہ قتل بھي کیا جاسکتا ھے - پس قاضي مالکي سے فتوی لیا جاتا تاکہ انتہائي سزا دلائی جاسکے - علامہ محمد بن مري البعلي اور امام ابن دقیق العید کا جرم یہ تھا کہ ابن تیمیہ کی حمایت کرتے ھیں اور امام بخاري کي کتاب خلق افعال العباد کو استناداً پیش کرتے ھیں - شورش کا اصلي باعث قاضی حنفي تھا ' لیکن خود فیصلہ نہیں دیا - معاملہ قاضي مالکي کے سامنے پیش کرایا - اُس نے علامۂ بعلي کو پہلے تازیانوں سے پٹوایا - یہاں تک کہ زمین خون سے تر ھوگئي - پھر گدھے پر اُلٹا سوار کرا کے تمام شہر میں تشہیر کي - درر کامنہ میں پوري تفصیل موجود ھے -

باقي رھا اُس عہد کے بدعات و رسوم و موالات کفار تتار وسوء علم و عمل ' و با ھمدگر تعصب و عناد ' فقہاء تو اسکا مفصل حال خود امام ابن تیمیۂ کي تصنیفات سے ملتا ھے - مثلاً اقتضاء الصراط المستقیم ' مجموع الفتاوی ' الدلیل ' مجمع الرسائل ' و غیرھا -

بھي کبھي اهميت نه دي تھي ' انکي بنا پر اب خواص و فقهاء ايک دوسرے کي تضليل کرنے لگے ' اور جس گروہ کو حکومت ميں زيادہ دخل ہوا ' اُس نے

[بقيه نوٹ صفحه ٢٣٣]

کو اُنکے ليے بھي سمجھه لونگا ' ليکن انہوں نے کچھه جواب نہيں ديا - اسبر مدں نے کہا - ما هو الا للوظائف التى قدرت للفقهاء على المذاهب الاربعه ' و ان خرج عن ذلک و اجتهد ' لم ينله شي ' و حرم ولاية الفقهاء ' و امتنع الناس من افتائه و نسب للبدعه - يعني ميں تو اسکا سبب صرف يہي سمجھتا هوں که يه اُن سرکاري عہدوں کيليے هے جو فقهاء مذاهب اربعه کيليے مقرر هيں - اگر کوئي دائرۂ تقليد سے قدم باهر نکاليگا تو ان عہدوں سے محروم هو جائيگا ' فقهاء کي رياست جاتي رهيگي ' عوام اُس سے فتوى ليدا چھوڑ ديگے اور لوگوں ميں بُدعتي کہلائيگا " ابوزرعه کہتے هيں که " امام بلقيني يه سنکر متدسم هوے اور مجھسے اتفاق کيا " انتهى - ابوزرعه و امام بلقيني کا يه خيال قاضي سبکي کي نسبت صحيح تها يا نہيں ؟ اس سے يہاں بحث نہيں - مقصود صرف يه هے که حالات ايسے هوگئے تھے که ابوزرعه کو ده خيال پيدا هوا - اس سے اندازہ کيا جا سکتا هے که علوم دينيه کے تنزل اور منع باب نظر و فقاهة فى الدين کے اسباب ميں عجمي و ترکي حکومتوں کے دور اور آنکے ملکي انتظامات کو کسقدر دخل هے ؟ اور کس طرح آٹھوں صدي هي ميں يه معاملات آخري درجه تک پہنچ چکے تھے ' اور عوام کا فتنه کس طرح نظر و فکر کے سارے دروازوں کو روکے کھڑا تھا ؟ جب يه حال اُس عہد کا تها تو بعد کا کيا پوچھنا ؟ اور پھر آج جو کچھه هو رها هے اسکا کيا ذکر ؟

يا دل په کوئى زخم نه تها جز نمود داغ
يا اب يه بڑھگيا هے که ناسور هوگيا !

امام ابو حفص عمر بن ارسلان بلقيدى نے سنه ٨٠٥ ميں انتقال کيا - قاضى تقي السبکي اور شيخ ابوحيان کے شاگرد ' اور اپنے عہد کے شيخ الاسلام و مرجع و مستند اکابر و اعلام تھے - اکثر علماء نے انکو مجتهد العصر تسليم کيا - سيوطي نے بعض اقوال حسن المحاضرہ ميں نقل کيے هيں که وہ اپنے عہد کے مجدد تھے - آنکي شرح بخاري نے مخصوص قبوليت پائي - حافظ ابن حجر نے مقدمه فتح الباري ميں ابواب بخاري کے ربط و ترتيب کي نسبت انکا مقاله نقل کيا هے -

زیادہ سخت و مہلک زمانہ تھا، اور ایک انقلابی برزخ تھا کہ اصلاح کی تمام پچھلی قوتیں ختم ہوچکی تھیں، اور فساد کے تمام تخم اٰیندہ کیلیے پھل پھول رہے تھے - وقت نہ تو بڑے بڑے مدرسوں کا طالب تھا نہ بڑی بڑی خانقاہوں کا، بلکہ صرف ایک ایسی زبان و قدم کیلیے تشنۂ و بیقرار تھا جسمیں "عزم" ہو اور عارمانہ دعوۃ و امامت - سیکڑوں ہزاروں اعاظم وقت میں سے کسی کو بھی یہ منصب نہ ملا - صرف امام ابن تیمیہ ہی تھے جو زمانے کو پلٹ دینے اور ملکوں اور جماعتوں کو بدل دینے کیلیے اٹھے، اور ایک ہی وقت و زندگی میں وقت کی ہر طلب و سوال کا جواب دیا - تاتاریوں کے مقابلے میں حفظ ملت و بلاد کی ایک نئی زندگی تمام بلاد مصر و شام میں پیدا کردی - علم ہی میں نہیں، بلکہ میدان جہاد و قتال میں بھی اُنکا گھوڑا سب سے آگے رہتا تھا - ذہبی نے کہا " اما شجاعته فبها تضرب الامثال و یتشبه اکابرالا بطال - حتی کانه لیث حرب " ایک صدی کے قتل و غارت نے تمام ملک کو جرأت و ہمت سے کورا کردیا تھا - بے غیرتی و بزدلی سے سب کے دل مردہ ہوگئے تھے - مگر اب وہی آبادیاں تھیں جو خود منزلوں آگے بڑھکر تاتاریوں کا مقابلہ کرتیں اور سورج کی روشنی سے زیادہ اس حقیقت پر ایمان رکھتیں کہ مسلمان اگر مسلمان ہو تو اُسکو کوئی طاقت مغلوب نہیں کرسکتی (۱)

---

(۱) یہی وجہ ہے کہ بالاخر وہ بھی اُس فتنہ سے دوچار ہوے جو اکثروں کو اس کام میں پیش آیا ہے - یعنی سیاسی دعوۃ اور سلطنت و امامت کبری کی بدگمانی - علماء سوء کو انکی مخالفت میں بڑی کامیابی اِسی لیے ہوئی کہ پولیٹکل خطرہ دکھلاکر اور تمام ملک میں اُنکے حاکمانہ و شاہانہ اقتدار کو دلیل میں پیش کرکے حکام وقت کو بھی مخالف بنادیا - حافظ ابن حجر درر میں لکھتے ہیں " و نسبه قوم الی انه یسعی لامامة الکبری فانه کان یلهج بذکر ابن تومرت و یطریه ، فکان ذلک مؤکداً لطول سجنه " اور ابن کثیر لکھتے ہیں " و من جملة اسباب حبسه خوفهم انه ربما یدعي ویطلب الامارة فلقي اعداؤه علیه طریقا من ذلک وحسنوا للامراء حبسه لسد تلک المسالک"

باب امتیاز مسدود ' اُن سب کا شیوع اور جماؤ اسی زمانے میں ہوا - تعلیم و تعلم کی تمام مجتہدانہ قوتیں ختم ہوچکی تھیں - اب صرف پچھلے ذخیرہ کی مزید ارائش و تزئین میں ہمتیں مصروف تھیں - اسی چیز نے متون و شروح اور تلخیص و تعلیق و غیرہ کے طریقہ کو رواج دیا جو بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچا کہ اسکے سوا اور تمام راہیں نظر و فکر کی بند ہوگئیں - مذہبی عہدوں کا دربعہ صرف فروع فقہ کا علم تھا ' اسلیے علوم دینیہ میں سے صرف اسی پر قناعت کرلی گئی - رفتہ رفتہ علوم اصلیۂ قران و حدیث متروک و مہجور ہوگئے - یہ بات پہلے سے ہوچکی تھی - (جیسا کہ امام غزالی وغیرہ نے لکھا ہے) لیکن اب بحد غایت پہنچ گئی - عملیات میں اہل کتاب اور عجمی اقوام کے اختلاط و امتزاج کا معاملہ آخری حد تک پہنچ چکا تھا - اسلیے بدعات و رسوم کا فتنہ بھی اپنی پوری قوت اور احاطہ تک پہنچ گیا اور بڑے بڑے علماء کی نظریں اُسکے نفوذ و احاطہ کے اندر گم ہوگئیں - ایک بڑی مصیبت جو مسلمانوں پر نازل ہوئی ' تصوف کے علم و عمل کا تنزل اور جہل و فسق کی کثافتوں سے اس جوہر پاک کا امتزاج ' اور اہل صلاح و طہارۃ کی جگہ خانقاہوں اور صومعوں کی عمارتوں کی حکومت کا قائم ہوجانا ہے - یہ چیز اُس عہد میں پوری طرح نشوؤنما پاچکی تھی - علی الخصوص دیار مصر و شام میں کہ بقیۃ السیف مسلمانوں کا ماء من و ملجاء تھے ' صرف رسمی خانقاہوں اور خرقہ پوشوں کی شہنشاہی تھی - خود ملوک وسلاطین بھی اُنھی کے معتقد تھے اور حکومت کے زور سے انکی بدعتیں پھیلاتے تھے - جس گروہ کے قبضہ میں وقت کا پادشاہ اور عوام کا عول ہو' اُسکا مقابلہ کون کرسکتا ہے ؟ ملک بیبرس حاشنیگر جسکے عہد میں نہ صرف ابن تیمیہ بلکہ تمام آئمۂ عہد مثلاً امام ابن دقیق العید و حافظ مزی و علم الدین برزالی و غیرہم مبتلاے محن ہوے ' شیخ نصر المنبجی صاحب خانقاہ دمشق کا حلقہ بگوش معتقد تھا - اُسی نے بیبرس کو ابن تیمیہ کے خلاف بھڑکایا تھا - غرضکہ ملت و شریعت کی سیزدہ صد سالہ زندگی میں جو سخت سے سخت انقلابی زمانے گزر چکے ہیں ' اُن سب سے

طاق کی جگھه کوڑے کرکٹ کی ٹوکری ھی میں کیوں نه ڈالدو لیکن اسکی خوشبو ضرور پھیلیگی - مور نے کہا - میرا چمن میرے ساتھه ھے - باغ وبہار کا محتاج نہیں - جہاں کہیں پروں کو کھولدونگا - ایک تختۂ چمن کھل جائیگا - یہی حال مومن کامل اور صاحب علم و عمل حق کا ھے - وہ کسی زمان ومکان کا محتاج نہیں - جہاں کہیں بھی جائیگا روشنی پھیلائیگا ' اور جس جگھه سے گزریگا ' ھوا کی عطر بیزی بتلا دیگی که کوئی گزرنے والا یہاں سے گزرا ھے :

ابھی اس راہ سے (گـــزرا ھے کوئی) [1]
کہے دیتی ھے شوخی نقش پا کی

امام ابن تیمیه کے تذکرہ میں بوجه ضمنی مباحث کے بہت طول ھوگیا - با ایں همه جسقدر لکھا گیا ' اُس سے کہیں دہ چند قابل ذکر امور چھوڑ دیے گئے - حافظ ذھبی کو بھی ایسی ھی صورت پیش آئی تھی - جن لفظوں پر انہوں نے اُنکا ذکر ختم کیا تھا ' میں بھی کرونگا " ومن خالطه وعرفه ' قد ینسبنی الی التقصیر فیـــه - ومن نا بذہ و خالفـــه ' قد ینسبنی الی التغالی فیه " قاله فی المعجم - یعنی جو لوگ امام ابن تیمیه کے مقامات و مراتب کے جاننے والے ھیں ' وہ تو مجھے الزام دینگے که جسقدر مدح وتوصیف کرنی تھی نه کی ' اور جو بے خبر اور مخالف ھیں ' وہ میرے بیان کو غلو و مبالغه قرار دینگے - انتہی - قلت :

و اذا لم تر الهلال ' فسلـــم   لا نـــاس راوہ بالابصـــار !

فصل

مقصود اصلی اس تذکرہ سے یه تھا که " دعوۃ " کا مقام دوسرا ھے اور " عزیمۃ دعوۃ " کا دوسرا - ضرور نہیں که ھر رھرو کی یہاں تـک رسائی ھو - عہد ظہور دعوۃ میں ھزاروں اصحاب علم وکمال موجود ھوتے ھیں مگر دروازہ کا کھولنے والا صرف مجدد العصر ھی ھوتا ھے ' اور اُسکے ظہور کیلیے ضروری نہیں که عامۂ اصحاب علم و حق بکلی معدوم ھوگئے ھوں - یه چند

[1] "گزرا ہے کوئی" کی جگہ "کوئی لیا ہے" بھی سنا گیا ہے (اڈیٹر)

اُنکي زندگي کے حالات امام ذهبي کي زباني سنو تو معلوم هو که دل کي جگهه سيماب اور همت و عزم کي جگهه ايک پهاڑ تها - دل کي بيقراريوں نے کبهي چين سے بيٹهنے نه ديا - مگر همت کي کوه وقاري نے جهاں جمايا' بغير فتح و نصرة کے منهه نه موڑا - ساتهه هي علوم و عقائد کي تجديد و اصلاح کا عظيم الشان کام بهي اس اهتمام سے انجام ديا که بڑي بڑي جماعتوں سے بهي انصرام نه پاتا - سب سے بڑهکر يه که دين حق و توحيد کي وحدة ' اصل ملت کے هر حال و هر شکل ميں ايک هونے' خير القرون کے علم و عمل کي از سرنو تجديد ' دين الخالص اور سنة خالصه و محضه کے اعتصام ' اور تمام تفرقوں اور فرقه بنديوں اور بدعني راهوں کے خلاف قولاً و عملاً دعوة اولى کي صدا اس قوت و نفوذ کے ساتهه بلند کي که وقت کا کوئي شور و غوغا اسپر غالب نه آسکا اور گو هميشه دبانے کي بڑي بڑي قاهر و جابر کوششيں کي گئيں ' مگر اسکي گونج رہ رهکر اُٹهتي ' اور دب دب کر اُبهرتي رهي - حتى که آج بهي اگر مختلف گوشوں سے صدائيں اٹهه رهي هيں ' تو يه بهي اُسي گرج کي بازگشت هے - متنبي نے کيا خوب کها هے :

وما الـــدهر الا من رواة قصـــائدي
اذا قلت شعراً ' اصبح الدهر منشدا

دشمنان حق کے پاس سب سے بڑا آلۂ تعذيب قيد خانوں کي کوٹهرياں هيں مگر يه چيز بهي انکي عزيمة دعوة کے مقابله ميں بيکار تهي - مصر ميں جب قيد کيے گئے تو تصنيف و تاليف ميں مشغول رهے - جب قلم دوات بهي چهين لي گئي تو قيد خانے کے اندر قيديوں پر نظر ڈالي - اُن کا بڑا حصه ڈاکوؤں رهزنوں اور قاتلوں کا تها ليکن چند دنوں کے اندر انکو شيطان سے فرشته بناديا - علم و عمل کي جو برکتيں خانقاهوں اور مدرسوں کو نصيب نه تهيں' وہ جيل خانے کے اندر هر طرف نظر آنے لگيں - صاحب کواکب لکهتے هيں " حتى صارا المحبس بالاشتغال بالعلم والدين خيراً من کثير من الزوايا والربط والخوانق والمدارس " يه معني هيں ايمان کامل اور مقام عزيمة علم و عمل کے - چراغ جهاں کهيں رکها جائيگا ' اُجالا هوجائيگا ' اور پهولوں کا گلدسته

موجود تھے - بدایونی و طبقات اور روضة العلماء و اخبار الاخیار وغیرہ دیکھو تو معلوم ہوتا ہے - ہندوستان میں بجز عالموں اور پیروں کے اور کوئی نہیں

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۰)

سکتی ہیں - عام طور پر شہرت و غلغلہ صرف ایک ہی معاملہ کا ہوجاتا ہے - شاہ صاحب تفہیمات میں لکھتے ہیں " وکذالک امر المجددین و الاوصیاء فان صورة التجدید و تاویل الشریعة یکون مختلفاً باختلاف الزمان والمکان " یہ حالت اکثروں کو پیش آئی ہے - بہر حال خیال ہوا کہ حضرة موصوف کی سیرة کا لکھنا بھی ضروری ہے - اس بارے میں تمام مواد ذہن میں موجود تھا - حاجت مطالعۂ و مراجعة کی نہ تھی - اسلیے پچھلے ہفتے اسطرف توجہ ہوئی' اور آج ۱۳ - اگست سنہ ۱۹۱۶ کو پورے ایک ہفتہ میں اتمام کو پہنچی - فالحمد لله علی ذالک - شمار کیا تو متوسط تقطیع کے ۱۷۳ صفحے ہوے - چونکہ اس تذکرہ کی تسوید کے محرک و باعث مرزا فضل الدین احمد صاحب سے وعدہ تھا کہ تذکرہ کی ضمن میں جو کچھہ لکھا جایگا ' اُنھی کے سپرد ہوگا ' اسلیے یہ بھی اُنھی کے حوالے کرتا ہوں - خواہ چھپ جاے خواہ پڑا رہے - ع' حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم = سیرة حضرة مجدد لکھتے ہوئے کچھہ عجیب انشراح خاطر اور انبساط طبع بہم پہنچا جسکی کیفیت حد بیان سے باہر ہے ' اور یہ یقیناً اُس ارادة و نسبت کا نتیجہ ہے جو حضرة ممدوح سے اس عاجز اور اس عاجز کے خاندان کے تمام اکابر کو نسلاً بعد نسل حاصل رہی رہے :

وما ذاک الا ان ھذداً عشیـــــة   نمشت و جرت في جوانبہ بردا !

حتی کہ اسکو اپنے خمیر طینت میں ممزوج پاتا ہوں' اور اُسوقت سے بر سر نفوذ و ظہور دیکھتا ہوں کہ " قبل ان اعرف الھوی "

فصادف قلبا خالیاً فتمکنا !

یہی نسبت و ارادت کی ایک دولت ہے جو شادد ہم بے مایگان کار اور تہی دستان راہ کیلیے توشۂ آخرة اور وسیلۂ سعادت ثابت ہو - اگر اُسکے دامن تک ہاتھہ نہ پہنچ سکا تو اُسکے دوستوں کا دامن تو پکڑ سکتے ہیں ؟ الله اس راہ میں ثبات و استقامت روزی فرماے اور اسکے دوستوں کی محبت و ارادت سے ہمارے قلوب ہمیشہ معمور و آباد رہیں - اللهم ارزقنا حبک ' و حب من یحبک ' والعمل الذي یبلغنا حبک ' واجعل حبک احب الینا من انفسنا و اھلنا و من الماء البارد !

متفرق مثالیں تو دور کی تھیں - خود ہندوستان ہی کی تاریخ دیکھ لو - ہمیشہ ایساہی معاملہ نظر آئیگا - شہنشاہ اکبر کے عہد کے اختتام اور عہد جہانگیری کے اوائل میں کیا ہندوستان علماء و مشائخ حق سے بالکل خالی ہوگیا تھا ؟ کیسے کیسے اکابر موجود تھے ؟ لیکن مفاسد وقت کی اصلاح و تجدید کا معاملہ کسی سے بھی بن نہ آیا - صرف حضرۃ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا وجود گرامی ہی تن تنہا اس کار و بار کا کفیل ہوا (۱) معلوم ہے کہ اُس عہد میں بڑے بڑے علماء و اصحاب خانقاہ

(۱) ان سطور کے لکھتے ہوے خیال آیا کہ حضرۃ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا وجود گرامی بھی منجملہ اُن اکابر امت کے ہے جنکی تعظیم و توقیر تو حسن اعتقاد کی بنا پر بہت کی جاتی ہے ، لیکن اُنکی زندگی کے اصلی کارناموں پر پردے پڑگئے ہیں - بڑے بڑے معتقدین تک کو خبر نہیں - عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اُنکی تجدید محض رد بدعات جہال صوفیہ ، و تحقیق بعض معارف تصوف ، و اعلان و اشتہار توحید شہودی میں منحصر ہے - حالانکہ معاملہ اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے - خود اُنکی زندگی میں بھی بہت کم لوگوں کی وہاں تک رسائی ہوئی تھی - اسی لیے بار بار اپنے مکتوبات میں یہ شعر لکھتے ہیں اور ابناء عصر کی کوتاہ فہمیوں پر فغاں سنج ہیں :

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست
هم قصۂ عجیب و حدیث غریب هست

اصل یہ ہے کہ مجددین امت کا ظہور بھی معاملات نبوۃ کے ماتحت ہے - جسطرح انبیاء کرام کی تعلیم و دعوۃ ہمیشہ اُسی رنگ میں جلوہ افروز ہوتی ہے جسکا اُنکے عہد میں غلبہ ہو - اسی طرح مجددین امت کا ظہور بھی ہمیشہ اپنے رنگ روپ میں وقت کے مقتضاء و داعیہ کے مطابق ہوتا ہے - کبھی امراء و سلاطین میں سے ظہور ہوتا ہے ، کبھی علماء و اصحاب درس و تدریس میں سے ، کبھی اصحاب سلوک و طریقت میں سے ، اور یہ تنوع اسلیے ہوتا ہے کہ اُن وقتوں کے حالات اِنہی بھیسوں کے مقتضی ہوتے ہیں - اور چونکہ غلبہ وقت کے رنگ کا ہوتا ہے ، اسلیے اور تمام رنگتیں اُسکی چمک دمک کے سامنے پھیکی پڑ جاتی ہیں - صرف باریک بین نگاہیں ہی دیکھ

اُسکي راه روک سکتا اور نه وقت کي حکمراني و فرمانروائي اُسکے سلطان حق وسطوت الهي پر غالب آسکتي؟ خود حضرة موصوف ایک مکتوب میں اپنے فرزند کو لکھتے هیں "اے فرزند! ایں وقت آنست که در امم سابقه دریں طور وقتی که پر از ظلمت ست' پیغمبر اولو العزم مبعوث مي گشت' و بناے شریعت جدیده مي کرد - دریں امت که خیر الامم ست و پیغمبر ایشان خاتم الرسل' علماء را مرتبهٔ انبیاء داده اند' و از وجود علماء بوجود انبیاء کفایت فرموده اند - دریں وقت عالمے عارفے تام المعرفة ازیں امت درکار ست که قائم مقام انبیاء اولو العزم باشد:

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں هم بکنند آنچه مسیحا میکرد! ———"

کچهه شک نهیں که توفیق الهی نے حضرة ممدوح کے وجود گرامي هي کیلیے یه مرتبه خاص کردیا تها - انبیاء اولو العزم کي نیابة و قائم مقامي یعني مقام عزیمة دعوة کا خلعت صرف اُنهي کے جسم پر جست آیا - باقي جسقدر تهے' یا تو مدرسوں میں پڑهاتے رهے' یا موٹي موٹي کتابیں اور نئي نئي شرحیں اور حاشیے لکهتے رهے - یا پهر اُن کي تضلیل و تکفیر کے فتوؤں پر دستخط کرتے رهے - وقت کا جو اصلي کام تها' اُسکو کوئي هاتهه نه لگا سکا - دوسري جلد کے چوتهے مکتوب میں لکهتے هیں "از حق الیقین و عین الیقین چه گوید؟ و اگر گوید کے فهم کند؟ ایں معاملات از حیطهٔ ولایت نیست - ارباب ولایت ده رنگ علماء ظواهر در ادراک آن عاجز اند - ایں کار مقتبس از مشکواة نبوتست که بعد از تجدید الف ثاني به تبعیت و وراثت تازه گشته - صاحب ایں علوم و معارف مجدد ست" الخ - یه جو بار بار کهه رها هوں که وقت کا سلطان اور خزینه دار ایک هي هوتا هے - خواه کوئي هو اور کیسا هي هو' مگر اُس سے الگ رهکر کچهه نهیں پا سکتا - تو یه وهي حقیقت هےجسکو بار بار حضرة ممدوح فرماتے رهے اور اُنسے پہلے بهی تمام محرمان راه نے اشارات کیے "مجدد آنست که هر چه دراں مدت از فیوض به اُمت رسد' بتوسط او رسد - اگرچه اقطاب و ارتاد آن وقت باشند"

خاص کند بندهٔ مصلحت عام را

بستا- کوئي شہر و قریہ نہ تھا کہ خانقاھوں اور مدرسوں سے خالي ھو- علماء میں شیخ وجیھہ گجراتي' شیخ علي متقي' شیخ جلال تھانیسري' ملا محمود جونپوري' مولانا یعقوب کشمیري' ملا قطب الدین سہالوي' شیخ عبد الحق محدث' ملا عبد الحکیم سیالکوتي' مولانا الھداد جونپوري وغیرھم' اپنے وقتوں کے مالک اور علم و تعلم کے پادشاہ تھے - با این ھمہ دوسرے دوسرے گوشوں اور کاموں میں وقت بسر کر گئے - اس راہ میں تو ایک قدم بھي نہ اُتھہ سکا - شیخ عبد الحق محدث (رح) کو تو حضرۃ مجدد کے بارے میں سخت لغزش بھي ھوئي - اگرچہ آخر عمر کے اعتراف و رجوع نے تلافي کردي - اصحاب طریقت میں حضرۃ خواجہ باقي باللہ جیسے عارف کامل خود دھلي میں بعہد اکبري مقیم رھے - لیکن وہ خود کہتے تھے کہ میں چراغ نہیں ھوں - چقماق ھوں - آگ نکالدونگا - چراغ شیخ احمد سرھندي ھے - جو حالت اُسوقت نہ صرف ھندوستان بلکہ تمام کابل و ترکستان و خراسان کي ھو رھي تھي' ان سب کے سامنے تھي - سب اسد آہ و فغاں بھي کرتے ھیں' مگر اس سے آگے معاملہ نہیں بڑھتا - ھندوستان میں سب سے بڑي مصیبت یہ تھي کہ تمام عوام و خواص پر تصوف کا رنگ غالب تھا بحدیکہ اسکے سوا علماً و عملاً کوئي بات مقبول نہیں- لیکن تصوف صالح کا جوھر پاک جھل و بدعۃ کي آمیزش سے یکسر مکدر ھوچکا تھا - بلکہ ایک طرح کي اباحۃ و مطلق العناني تھي جسکو طریق باطن و اسرار سے تعبیر کیا جاتا تھا - ملک کا ملک شریعت و علوم شریعت سے بیگانۂ محض اور اصل حقیقت یک قلم معدوم - صرف خانقاھوں اور سجادہ نشیني کے سلسلوں کے جال میں پوري اقلیم جکڑ بند تھي - دوسري طرف عہد اکبري کي بدعات تخت و تاج حکومت کے زور سے ھر طرف پھیل چکي تھیں' اور علماء سوء و مشائخ دنیا پرست خود اُنکے احداث و اشاعۃ کے نقیب تھے - کون تھا کہ اُسوقت امن و عافیت کے مدرسوں اور سلطاني و فرمانروائي کي خانقاھوں سے نکلتا اور دعوۃ و اصلاح کي امتحان گاھوں میں قدم رکھتا ؟ اور پھر نصرۃ الھي کے لشکروں اور نفوذ باطني کے سامانوں سے ایسا مسلح ھوتا کہ نہ شہنشاہ ھند کا تاج و تخت

معدبتک و الانقیاد لک ، فالسماء لیس علی من عاداک بسماء - والیست الارض علیه بارض - واهل الشرق و الغرب کلهم رعیتک و انت سلطانهم - علموا او لم یعلموا - فان علموا ، فاروا ، و ان جهلوا ، خابوا " ایک آور تفہیم میں لکھتے ھیں " و من نعم اللہ علی و لا فخر ، ان جعلني ناطق هذه الدورة و حکیمها ، و قائد هذه الطبقة و زعیمها - فنطق علی لساني ، و نفث في نفسي - فان نطقت بادکار القوم و اشعالهم ، نطقت بجوامعها - و ان تکلمت علی نسب القوم فیما بینهم و بین ربهم ، رویت لي مداکبها و قبضت علی جوامع خطامها - و ان خطبت باسرار اللطائف و غوامض الحقائق ، تعوضت قاموسها ، و تلمست ناعوسها ، و قبضت علی جلابیبها و اخذت بتلابیبها - و ان بحثت عن علم الشرائع و الدبوات ، فانا لیث عریدها ، و حافظ جریدها ، و وارث خزائنها ، و باحث مغابیها - اتینهم بعجائب لا تحصی ، و غرائب لا اکتناهها برجي - شعر: وکم لله من لطف خفي یدق خفاه عن فهم الزکي " ایک آور موقعه پر کہتے ھیں " لما تمت بي دورة الحکمة ، البسني اللہ تعالی خلعت المجددیة ، وعلمت علم الجمع بین المختلفات - الخ " اس باب میں انکے اشارات بے شمار ھیں - علی الخصوص تفہیمات میں که متعدد رسائل و مقالات اسي مقام کي شرح و تحقیق میں لکھے ھیں ، اور ان سب کے آخر میں ذوق باطن کے التہاب و اضطراب سے بیخود ھوکر اپنے معاملات کي طرف بھي اشارہ کر جاتے ھیں - گویا ابو العلاء معري کا یه شعرجا بجا نئے نئے پیرایوں میں انکي زبان مترنم اور کلک تحدیث تک آ آکر رھجاتا ھے .

و اني ، و ان کنت الا خیر زمانة
لات دما لم تستطعه الا وائل !

اور پھر جلد قدم آور آگے بڑھو - مقام عزیمة دعوة کي کیسي کامل اور آشکارا مثال سامنے آتي ھے - ساري مثالوں سے آنکھیں بند کرلو - صرف یھي ایک مثال زیر بحث حقیقت کے فہم و کشف کیلیے کافي ھے - حضرة شاہ ولي اللہ کا مقام ھر رنگ میں کسدرجه جامع و کامل ھے ؟ با این همه یہاں

پهر بارهویں صدي کا ایک عظیم ترین ظهور علوم و معارف دیکهو- زمین بنجر هو چلي تهي ' پهر بهي کهیتوں کي سبزي اور چمنوں کي لالي سے کوئي گوشه بالکل خالي نه تها - تیرهویں صدي کے تمام کاروبار علم و طریقت کے اکابر و اساتذه اسي صدي میں سر براورده هوے - بعض بڑے بڑے سلاسل درس و تدریس کي بنیادیں اسي میں استوار هوئیں - جیسے خاندان مشهور فرنگي محل - اور هندوستان سے باهر بلاد عربیه و عثمانیه میں اکثر مشاهیر علم و ارشاد ' جیسے شیخ ابراهیم کوراني ' محمد بن احمد سفاربني النجدي ' سید عبد القادر کوکباني ' شیخ عمر فاسي تیونسي ' شیخ سالم بصري ' امیر محمد بن اسماعیل بماني ' شیخ عبد الخالق زبیدي ' علامۂ فلاني صاحب ایقاظ ' شیخ محمد حیات سندهي المدني وغیرهم که شاهراه عام سے اپني راه الگ رکهتے تهے اور حقیقت مستوره کے شناسا و حق آگاه تهے - با ایں همه معلوم هے که وه جو دورۂ آخر کے " فاتح " اور سلطان عصر هونے کا مقام تها اور قطبیت وقت کا ' وه صرف حجة الاسلام شاه ولي الله (رضي الله عنه) هي کیلیے تها - آور لوگ بهي بیکار نه رهے - کام کرنے رهے - مگر جو کام یهاں انجام پایا وه صرف یهیں کیلیے تها :

فیضي احسنت ازیں عشق که دوراں امروز
گرم دارد ز تو هنگامۂ رسوائي را !

تفهیمات میں اس معامله کے معارف لکهتے هوے کهیں تو اپني طرف بیگانه وار اشاره کر جاتے هیں - کهیں کهیں جوش قلبي کي بے اختیاریوں میں صاف صاف بهي لکهه گئے هیں - اپنے ترجمه میں لکهتے هیں " نعمت عظمی برین ضعیف آنست که او را خلعت فاتحیة دادند ' و فتح دورۂ بازپسیں بر دست وے کردند" تفهیمات میں لکهتے هیں " به سرم در دادند که ایں حقیقت بمردم برساں - امروز وقت وقت تست ' و زمان زمان تو- واے بر کسے که زیر لواے تو نه باشد " ایک آور تفهیم میں یه کیفیت زیاده سرمستي کے ساتهه کهلي هے " فهمني ربي انا جعلناک امام هذه الطریقة ' و سددنا طرق الوصول الی حقیقة القرب کلها الیوم غیر طریقة واحده ' و هو

ھے ؟ خود اسي خاندان عالي میں کیسے کیسے اکابر و اساتذۂ علم و عمل موجود تھے ؟ حضرة شاہ عبد العزیز کے درس و تدریس کي یاد شاھت سمرقند و بخارا اور مصر و شام تک پھیلي ھوئي تھي - شاہ عبد القادر اور شاہ رفیع الدین علم و عمل کے آفتاب تھے - خاندان سے باھر اگر اُنکے تربیت یافتوں کو دیکھا جاے تو کوئي گوشہ ایسا نہ تھا جہاں اُنکا فیضان علم کام نہ کر رھا ھو- با این همه نه کیا معاملہ ھے کہ وہ جو وقت کا ایک سب سے بڑا کام تھا ' اسکے لیے کسی کے قدم کو جنبش نہ ھوئي - سب دوسرے دوسرے کاموں میں رھگئے - یا حجروں کا کام یا مدرسوں کا - لیکن میدان والا معاملہ کسی سے بھي بن نہ آیا ؟ وہ گویا ایک خاص پہناوا تھا جو صرف ایک ھي جسم کیلیے تھا اور ایک ھي بر چست آتا - دنیا اسکے لیے خلعت عظمت اور تشریف قبول کاندھے پر ڈالے منتظر کھڑي تھي - زمانہ اپنے سارے سامانوں کے ساتھہ کب سے اُسکي راہ تک رھا تھا - امید واروں پر امیدوار تکے بعد دیگرے گزرتے رھے مگر اُسکا مستحق کوئي نہ نکلا :

بار غم او عرض بهرکس کہ نمودم

عاجز شد و این قرعه بنامم زسر افتاد !

تو یہ وھي حقیقت ھے جو کتني دیر سے تمھارے ذھن نشین کر رھا ھوں - یعني اس وادي کا مرد کار ھر صاحب علم و عمل نہیں ھو سکتا :

مرد این رہ را نشانے دیگرست !

استادي و شاگردي ' نو عمري و کہولہ ' خانقاھوں کي دھوم دھام ' اور مدرسوں کا ھنگامہ ' یہ ساري باتیں یہاں کے لیے بیکار ھیں - اِن سارے عہدوں میں دیکھو - با عتبار علم و عمل ایک سے ایک بڑھہ چڑھکر موجود تھا ' اور بقدر طاقت دعوة و تذکیر و ارشاد خلق میں ساعي - تاھم دعوة دوسري چیز ھے اور عزیمة دعوة کا مقام دوسرا ھے - اِسکي ھمت کسي میں نہ تھي - گڑھیوں کا محاصرہ کرلینا آسان ھے مگر قلعوں اور ملکوں کي تسخیر کي دھن دوسري ھے - ایک شخص کتنا ھي بڑا امیر الامراء ھو ' لیکن پھر امیر ھے - پادشاھوں کا عزم اور محل شاھي میں پلے ھوؤں کا دماغ کہاں لا سکتا ھے ؟

جو کچھہ ہوا ' تجدید و تدوین علوم و معارف اور تعلیم و تربیت اصحاب استعداد تک محدود رہا - اس سے آگے نہ بڑہ سکا - فعلاً عمل و نفاذ اور ظہور و شیوع کا پورا کام تو کسي دوسرے ہي مرد میدان کا منتظر تھا - اور معلوم ہے کہ توفیق الہي نے یہ معاملہ صرف حضرت علامۂ و مجدد شہید رضي اللہ عنہ کیلیے مخصوص کردیا تھا - خود حضرۃ شاہ صاحب کا بھي اسمیں حصہ نہ تھا :

میخواست رستخیـز ز عالم بر آورد
آں باغباں کہ تربیت این نہال کرد !

اگر خود شاہ صاحب بھي اُسوقت ہوتے تو اُنہي کے جھنڈے کے نیچے نظر آتے - حضرۃ پیر انصاري کا قول یاد رہے " من مرید خرقاني ام لیکن اگر خرقاني دریں وقت مي بود ' با وجود پیریش مریدي مي کردم " شاہ صاحب نے مزاج وقت کے عدم تحمل و استعداد سے مجبور ہوکر بحکم :

بہ رمز نکتـــہ ادا مي کنم کہ خلوتیان
سر سبـــو بکشادند و در فرو بستند !

دعوۃ و اصلاح امت کے جو بھید کو پراني دہلي کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کردیے تھے ' اب اس سلطان وقت و اسکندر عزم کي بدولت شاہجہاں آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کي سیڑھیوں پر اُنکا ہنگامہ مچ گیا ' اور ہندوستان کے کناروں سے بھي گزرکر نہیں معلوم کہاں کہاں تک چرچے اور افسانے پھیل گئے - جن باتوں کے کہنے کي بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھي تاب نہ تھي ' وہ اب برسر بازار کہي جا رہي اور ہو رہي تھیں - اور خون شہادت کے چھینٹے حرف و حکایات کو نقوش و سواد بنا کر صفحۂ عالم پر ثبت کر رہے تھے :

آخر تو لائینگے کوئي آفت فغاں سے ہم
حجت تمام کرتے ہیں آج آسماں سے ہم

پھر کیا اُسوقت ہندوستان علم و عمل سے خالي ہوگیا تھا ؟ با حق پر چلنے والے اور حق کا درد رکھنے والے معدوم ہوگئے تھے ؟ کون ہے جو ایسا کہہ سکتا

و انک عدي يا زمان ' و انني — على الرغم مني أن أرى لک سيدا
و ما انا راض انني و اطئي الثرى — و لي همة لا ترتضي الافق مقعدا
و لو علمت زهر النجوم مكانتي — لخرت جميعاً نحو وجهي سجدا
أرى الخلق دوني اذ أراني فوقهم — ذكاء و علماً و اعتلاء و سؤددا
و بأدي إبائي ان يراني قاعداً — و إني أرى كل البرية مقعدا
و لو مد نحوي حادث الدهر كفه — لحدثت نفسي ان أ مد له يدا

ستاروں سے تمام فضاء سمائي بهري پڑي هے ليكن دمدار ستارے هميشه طلوع نهيں هوتے - يهي حال اصحاب عزائم کا بهي هے - وه كائنات هستي کا ايک بالكل الگ گوشه هے اور وهاں کے احكام و قوانين کو دنيا کے اعمال عادیه پر قیاس کرنا غلطی هے - انکی قوتیں الهی ' أنکے وسائل غیر مختتم ' أنکي ترقياں لا زوال ' اور أنکے تمام طریقے غیر مختتم هوتے هیں - الله کي حكمت و ربوبيت أنكو تمام خلق الله میں سے چن لیتي اور بحکم " والله يختص برحمته من يشاء " اپنی رحمتوں اور ربوبيتوں کے عجائب و خوارق أنکے ليے مخصوص کردیتی هے - پهر أنکے معاملات میں نه توکسي دوسرے کا ساجها هوتا هے ' نه کسي مدعی کی وهاں تک رسائي - اولائک قوم لما دعوا اجيبوا ' و لما اجيبوا احدوا ' و لما احدوا اخلصوا ' و لما اخلصوا استخلصوا ' صدقت منهم الضمائر ' فصفت منهم السرائر ' و صاروا صفوة الله في ارضه ' ففاضت عليهم انواره ' و امتلاءت قلوبهم من اسراره .

الا ان وادي الجزع اضحى ترابه — من المسک کافورا و اعواده رندا
وما ذاک الا ' ان هندا عشية — تمشت ' و جرت في جوانبه بردا !

فلا تجهد نفسک في كشف مراتبهم ' و درق حقائقهم ' حتی تتصل منهم بسبب ' و تمسک من هديهم بطرف ' فلسان حالهم ينشدک :

و كم سائل عن سر ليلى رددته — بعمياء من ليلى بغير يقين
يقولون خبرنا فانت اميتهم — و ما انا إن خبرتهم بامين ! (١)

---

(١) اسکے بعد طويل طویل چار فصليں تهيں جن ميں مقام مجددية و عزيمة دعوة کے تمام خصائص و آثار اور علائم و نتائج پر ايک اصولي بحث

نه هر که طرف کله کج نهاد و تند نشست
کـلاه داري و آئيـن سـرروري دانـد

بڑوں بڑوں کا عذر یہ ہوتا ہے کہ وقت ساتھ نہیں دیتا اور سرو سامان و اسباب کار فراہم نہیں - لیکن وقت کا عازم و فاتح اُٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر وقت ساتھ نہیں دیتا تو میں اُسکو ساتھ لونگا - اگر سروسامان نہیں تو اپنے ہاتھوں سے طیار کرلونگا - اگر زمین موافق نہیں تو آسمان کو اُترنا چاہیے - اگر آدمي نہیں ملتے تو فرشتوں کو ساتھہ دینا چاہیے - اگر انسانوں کي زبانیں گونگي ہوگئي ہیں تو پتھروں کو چیخنا چاہیے - اگر ساتھہ چلنے والے نہیں تو کیا مضائقہ ؟ درختوں کو دوڑنا چاہیے - اگر دشمن بے شمار ہیں تو آسمان کي بجلیوں کي بھی کوئي گنتي نہیں - اگر رکاوٹیں اور مشکلیں بہت ہیں تو پہاڑوں اور طوفانوں کو کیا ہوگیا کہ راہ صاف نہیں کرتے ؟ وہ زمانہ کا مخلوق نہیں ہوتا کہ زمانہ اُس سے اپني چاکري کرائے - وہ وقت کا خالق اور عہد کا پالنے والا ہوتا ہے ' اور زمانہ کے حکموں پر نہیں چلتا ' بلکہ زمانہ آتا ہے تا اُسکي جنبش لب کا انتظار کرے - وہ دنیا پر اسلیے نظر نہیں ڈالتا کہ کیا کیا ہے جس سے دامن بھرلوں ؟ وہ یہ دیکھنے کیلیے آتا ہے کہ کیا کیا نہیں ہے جسکو پورا کردوں - اُسکا مایۂ خمیر بخشش و نوال ہے - طلب و سوال نہیں - اُسکي نظریں طاق کی بلندي نہیں ناپتیں - ہمیشہ اپنے ہاتھہ کي رسائی اور قد کي بلندي دیکھتي رہتي ہیں - اُسکا فغان عجز و نا امیدي یہ نہیں ہوتا :

کمند کوتہ ' و بازوے سست ' بام بلند '
بہ من حوالۂ ' و نومیدیم گنہ گیرند !

بلکہ ہمیشہ اس نشید کامراني و رجزۂ ملوکي سے غلغلہ انداز عالم و عالمیاں ہوتا ہے - کما قال القاضي السعید بن سناء الملک - رحمة اللہ علیہ :

ایک مٹی کے ٹوکرے اور گری ہوئی دیوار پر ایک اینٹ رکھدینے کے معاوضے میں اشرفیوں اور ہیروں کی قیمت مل رہی ہے - کیونکہ کام کرنے والے جتنے کم ہونگے ' اتنی ہی کام کی مزدوری بھی بڑھجائیگی - خزانۂ سعادت لٹنے کیلیے کھل چکا اور شرف و مراتب کا دروازہ ہر رہرو کیلیے باز - کون ہے جو اسکے خزانوں کو لوٹتا اور اس دولت و کامرانی سے مالا مال ہوتا ہے جسکے لیے نہیں معلوم اچھے وقتوں میں کیسے کیسے ارباب طلب بیقراریوں کے آنسو بہا چکے ہیں اور آرزوں سے بھری ہوئی دعائیں مانگ چکے ہیں ؟

فما لک و التـــردد حـول نجد
و قد غصت تہامـــة بالـــرحال

فصل

حضرة امام احمد بن حنبل کے تذکرہ میں ضمناً ان احادیث کا ذکر آچکا ہے جن میں ظہور و عروج اسلام کی خبر دی گئی تھی - شاید کسی جگہہ نقل کرچکا ہوں " واللہ لیتمن ہذا الامر - حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت - لایخاف الا اللہ - و لکنکم تستعجلون " خدا کی قسم ' دعوة اسلام کا جو کام شروع ہوا ہے ' وہ پورا ہوکر رہیگا - یہانتک کہ صنعاء یمن سے حضرموت تک ایک سوار چلا جائیگا اور امن و اسلام کے سوا راہ میں کچھہ نہ پائیگا - اسی طرح حدیث حضرت عدی بن حاتم " لتفتحن کنوز کسری " ضرور ہے کہ عنقریب کسری کے خزانے تمھارے لیے کھل جائیں-

اس صادق و مصدوق کی زبان حق سے جس وقت یہ پیشین گوئی نکلی ' مسلمانوں کی بیکسی کا یہ حال تھا کہ خود انکے وطن کے دروازے بھی ان پر بند تھے - قیصر و کسری کے خزانوں کا نام سنکر کسقدر حیران و متعجب ہوے ہونگے ؟ عدی بن حاتم ضبط نہ کرسکے - حیران ہوکر پوچھا - " کون کسری ؟ کسری بن ہرمز شہنشاہ ایران ؟ " فرمایا ہاں وہی اور کون ؟ " لئن طالت بک حیاة ' لترین الرجل یخرج ملء کفه من ذہب یطلب من یقبله فلا

فصل

مقام " عزيمة دعوة " اور " احياء و تجديد امت " كي نسبت يه جو كچهه بلا قصد زبان قلم پر آگيا ' تو اگرچه اسكي تفصيل كا يه موقعه نه تها ' ليكن زياده تر يه خيال باعث هوا كه شايد ان حالات و وقائع كا مطالعه اصحاب صلاح و استعداد كے ليے كچهه سودمند علم و عمل هو ' اور بحكم " ان لم تبكوا فتباكوا " اور

فتشبهوا ان لم تكونوا مثلهم
ان التشبه بالكرام كرام

كسي كے قلب بصيرة و ديدهٔ اعتبار كو ان مجددين ملت اور مصلحين حق كے اتباع وتشبه كي توفيق ملے - شايد كوئي مردكار اور صاحب عزم وقت كي پكار پر لبيك كهے اور زمانه كي طلب و جستجو كا سراغ بنے - آج اگر كام هے تو يهي كام هے ' اور ڈهونڈهه هے تو صرف اسي كي - و ما ذلک على الله بعزيز:

دادیم ترا زگنج مقصود نشان
گرما نرسیدیم تو شاید برسی

يه حكايتيں اُن عهدوں كي تهيں جو موجوده زمانه كے مقابله ميں گويا عهد اقبال تهے - موجوده وقت اور اُسكي تاريكيوں كو ديكهو ' اور پهر هر طرف روشني اور روشني دكهلانے والوں كي نايابي پر ماتم كرو - خدمت گزاروں كي پكار اور هر طرف مزدوروں كي ڈهونڈهه هے مگر مزدور كهيں نهيں ملتے - آج

[بقيه نوٹ صفحه ۲۴۹]

كي هے اور آخر ميں لكها هے " يه وه معارف هيں جنكي طرف فرداً فرداً اشارات تو سب نے كيے هيں مگر شايد بطريق قواعد و اصول و انضباط مبحث آور كهيں نه پاؤگے " جونكه كتاب كي ضخامت بهت بڑهتي جاتي هے ' اسليے مجبوراً ان فصلوں كو الگ كرديا - انشاء الله ايک مستقل رساله كي شكل ميں عنقريب شائع كرديا جائيگا - (پبليشر)

ھے پردیسیوں اور بے یاروں کیلیے ! یہی لوگ ھیں جو اُن خرابیوں کو دور کردینگے جو لوگوں نے میرے بعد میری سنت میں پیدا کردی ھونگی - اور احمد و طبرانی نے مرفوعاً روایت کی " طوبیٰ للغرباء - قلنا و ما لغرباء ؟ قال قوم صالحون قلیل فی ناس سوء کثیر - من یعصیھم اکثر ممن یطیعھم " یعنی فرمایا مبارکی ھے " غرباء " کیلیے - ھم نے پوچھا " غرباء " کون ھیں ؟ کہا صالحون کی ایک جماعت - برے لوگوں میں تھوڑے سے اچھے -

اس حدیث میں " غربة " اور " غریب " کا لفظ آیا ھے جسکے معنی ھیں پردیسی اور بے خانۂ و وطن کے - مقصود یہ ھے کہ اسلام کی ابتدا ھجرة کی مصیبتوں اور مظلومیوں سے ھوئی تھی - عروج و اقبال کے بعد پھر ویسا ھی زمانہ آنے والا ھے - اسوقت حق مغلوب ھوجائیگا - لوگ قرآن و سنت کی راہ چھوڑ دینگے - ظلم و فساد اور بدعات و منکرات کا ھر طرف دور دورہ ھوگا - حق پر چلنے والے اور قرآن و سنت کی سچی اور خالص پیروی کرنے والے بوجہ قلت و بیچارگی کے ایسے ھو جائینگے ' جیسے پردیسی ' بے یار و مددگار مسافر - سارا شہر خوشحالوں سے بھرا پڑا ھے - ھر شخص اپنے عیش کدۂ وطن میں آرام و راحت کے مزے لوٹ رھا ھے - مگر اُس کیلیے نہ تو گھر ھے جہاں سر چھپائے - نہ کوئی عزیز آشنا ھے جسے درد دل سنائے - پرایا دیس اور پرائے لوگ - نہ یہ اُنکی بولی جانے - نہ وہ اِسکی زبان سمجھیں - ایک ایک کا منہہ تکتا ھے اور جی ھی جی میں رو دھو کے چپ ھو رھتا ھے :

کس زبان مرا نمی فہمـــد عزیزاں چہ التماس کنـــم ؟

ھر لحاظ سے غربت و بیکسی ھوگی - ایک طرف تو یہ ھوگا کہ کفار کی بھیڑ ساری دنیا پر چھا جائیگی - اُنکے مقابلے میں مسلمان پردیسیوں کی طرح اِکے دکے نظر آئینگے - دوسری طرف خود مسلمانوں کے اندر سچے حق پرستوں اور دین الخالص کے پیروؤں کی تعداد بہت تھوڑی رھجائیگی - گویا ایک پورے شہر میں باھر کے چند مسافر - " قوم صالحون قلیل فی ناس سوء کثیر " غربة اولیٰ میں بھی حال غرباء اسلام کا تھا - پہلے حبش میں

یجد احدا " یعلي اسپر تمہیں تعجب کیوں ہے ؟ اگر تم زندہ رہے تو اپني آنکھوں سے دیکھلوگے - مسلمانوں کي دولت مندیوں کا یہ حال ہوگا کہ ایک شخص مٹھي بھر سونا لیکر نکلیگا کہ کسي مسکین کو دیدے مگر کوئي لینے والا نہ ملیگا - سب آسودہ حال ہونگے - عدي کہتے ہیں - میں زندہ رہا اور پہلي بات آنکھوں سے دیکھلي " وکنت فی من افتح کنوز کسری " میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے فتح ایران کے بعد کسری کا خزانہ کھولا - رہي دوسري بات - یعني قومي دولت کي اسقدر فراواني کہ مسلمانوں کي آبادیوں میں صدقہ لینے والا مسکین نہ ملے ' تو اگر تم زندہ رہے تو اُسے بھي دیکھلوگے - (رواہ البخاري) یہ تمام واقعات ہجرۃ سے پہلے کے ہیں - حرف بحرف سب پورے ہوے اور سننے والوں نے اپني آنکھوں سے دیکھہ لیا - فصلی اللہ علی الصادق المصدوق الذي لا یخبر عن شی الا و یأتي مثل فلق الصبح !

آج اس تذکرہ کي بقیہ فصول لکھنے کیلیے بیٹھا تو یکایک خیال ہوا - جس صادق و مصدوق نے اسلام کي پہلي غربت میں آنے والے اقبال و عروج کي یہ خبریں دي نہیں ' اُسي کي زبان حق نے عین غلبۂ و ظہور کے وقت یہ بھي تو فرمادیا تھا " بدء (۱) الا سلام غریباً و سیعود کما بدء - فطوبی للغرباء " - یعني اسلام کي ابتدا بیکسي اور بردیسي کي مصیبتوں میں ہوئي - اور قریب ہے کہ پھر وہسي ہي حالت اسپر طاري ہو جاے - سو کیا ہي خوشي اور مبارکي ہے بردیسیوں کیلیے ! یہ مسلم کے الفاظ ہیں بروایت ابو ہریرہ - لیکن ترمذي میں بروایت عمرو بن عوف زیادہ تفصیل ہے " ان الدین بدء غریبا و سیعود غریباً کما بدء - فطوبی للغرباء - و ہم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدي من سنتي " دین کي ابتدا غربت سے ہوئي اور قریب ہے کہ پھر اسي کی طرف پلٹ آئے - پس کیا ہي مبارکی

---

(۱) قال ملا علی القاری فی الازہار " بدا بلا ہمزۃ - ای ظہر " قال التوربشی " ضبطناہ بالہمزہ " وفي شرح الطیبی " قال محي السنۃ بدء بالہمزہ من الابتداء "

اور اُسي کا ارشاد تها " ان ربي قال لي اذا قضيت قضاء فانه لا يرد - اني اعطيتک لامتک ان لا اهلکها بسنة عامة ' و ان لا اسلط عليهم عدواً من سوى انفسهم فيستبيح ببضتهم و لو اجتمع عليهم باقطارها ' حتى يكون بعضهم يهلک بعضا ' و يسبي بعضهم بعضا - و انما اخاف على امتي الائمة المضلين ' و اذا وضع السيف في امتي لم يرفع عنها الى يوم القيامة ' و لا تقوم الساعة حتى يلحق قبائل من امتي بالمشركين ' و حتى تعبد قبائل من امتي الاوثان ' وانه سيكون في امتي كذابون ثلاثون ' كلهم يزعم انه نبي و انا خاتم النبيين ' و لا تزال طائفة من امتي على الحق (او قال ظاهرين على الحق) لا يضرهم من خالفهم حتى ياتي امر الله " - " بعضهم بعضا " تک مسلم نے ثوبان سے روايت کيا هے - و رواه ابو داؤد و البرقاني بتمامه عن ابي اسماء عن ثوبان رضي الله عنهما - يعني ميں نے الله سے اپني امت کيليے دعا کي تهي که خود اُنکے سوا اُنپر اور کوئي دشمن مسلط نهو ' اور کوئي ايسي عام هلاکت نه چهاے که قوم کي قوم هلاک هو جاے ' تو الله نے فرمايا ايسا هي هوگا - تيري امت پر کبهي ايسي عام و همه‌گير هلاکت نه آئيگي ' اور نه کبهي انپر کوئي دشمن اسطرح مسلط هوگا که انکي بيخ و بنياد اکهاڑ ڈالے (۱) الا يه که وه خود هي اپنے دشمن هونگے

---

(۱) اس حديث ميں اور نيز بعض ديگر روايات ميں بهي " فيستبيح بيضتهم " کا لفظ آيا هے - يعني مسلمانوں پر انکي بد حاليوں کي وجه سے دشمنوں کا تسلط اور غلبه تو هوجائيگا مگر ايسي حالت کبهي نهوگي جس پر " يستبيح بيضتهم " کا اطلاق هوسکے - جوهري نے کها " بيضة کل شئ حوزته و بيضة القوم ساحتهم " اور نووي نے لکها هے " قيل بيضتهم معظمهم و جماعتهم و ان قلوا " پس " يستبيح بيضتهم " کے معني يه هوے که اگرچه اس امت پر دشمنوں کا غلبه و تسلط هوجائيگا مگر ايسا تسلط کبهي نهوگا که مسلمانوں کي قومي هستي بالکل مٹادیں اور دنيا ميں اُن کي قوميت کے نشو و نما کيليے کوئي بنياد اور تخم باقي نه رهے - چنانچه ابتک جو کچهه هوچکا هے ' وه اس وعدۂ الهی کي تصديق کيليے بس کرتا هے - تاتاريوں کا حمله ياجوج و ماجوج کا فتنه تها که " من کل حدب ينسلون " اور جو کچهه (۲۱ انبياء ۹۶)

اور پھر مدینہ میں - بیچارگی کے بستر پر بیقراری کی کروٹیں بدلتے - حضرۃ ابوبکر کی زبان بخار کی شدت میں کھلتی تو بکارتے - بخاری میں بروایت حضرۃ عائشہ پڑھا ھوگا - وکان ابوبکر اذا اخذتہ الحمی یقـــول :

کل امرئ مصبـــح في اهلـــه والموت ادنى من شراک نعله (۱)

آنحضرۃ یہ حالت دیکھتے اور دعا فرماتے " اللهم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکہ " خدایا ! پردیس میں ایسا جی لگادے کہ وطن بھول جائیں !

طائف سے جب سرور عالم اس حالت میں لوٹے کہ قبیلۂ ثقیف کی سنگ باری سے پیشانی اقدس کا خون پاے مبارک کو رنگین کر رھا تھا ' تو بے اختیار یہ جملے زبان پر طاری ھوگئے " اللهم الیک اشکو ضعف قوتي و قلۃ حیلتي " خدایا ! اور کس کے آگے کہوں ؟ تیرے ھی سامنے بیچارگی کی فریاد ھے اور بے سروسانی کا شکوہ !

تو نیز برسر بام آکہ خوش تماشائیست !

تو معلوم ھوا کہ ایسا ھی حال اس دوسری غربت میں بھی ھونے والا تھا جسکی اس حدیث میں خبر دی گئی - (۲)

---

(۱) ھر آدمی کیلیے صبح اُسکے گھر والوں میں ھوتی ھے - اور موت تو اُسکے جوتیوں کے تسمے سے بھی قریب تر ھے -

(۲) یہ حدیث بھی منجملہ جوامع الکلم نبویہ کے ھے - جس طرح اسمیں اوائل کا سارا حال کہدیا ' اُسی طرح اواخر کی بھی کوئی بات نہ چھوڑی - ان سطور کے لکھتے وقت خیالات میں بے اختیار جنبش ھوئی اور ایک مفصل شرح اسکی مرتب ھوگئی - حافظ ابن رجب نے بھی چند صفحوں میں ایک شرح لکھی تھی ' لیکن اسمیں صرف ایک ھی پہلو پر نظر ڈالی ھے- یہ شرح سو صفحوں سے زائد میں ختم ھوئی- شرح حال غربۃ ثانیہ ' و تفصیل اسباب غربۃ ' و بحث و تحقیق احادیث فتن کے باب میں انشاء اللہ جامع و نافع ھوگی - اگر اشاعت سے پہلے نظر ثانی کا موقع ملا تو بعض مطالب بڑھادیے جائینگے جو بہ سبب عدم موجود گی کتب بالفعل سرانجام نہ پاسکے -

اور حضرۃ ابو ھریرہ کي روایت میں ھے " قالوا کما صنعت فارس و الروم و اھل الکتاب ؟ قال فھل الناس الا ھم " و قال أبو ھریرہ " اقرؤا ان شئتم کالذین من قبلکم کانوا اشد منکم قوۃ " الخ یعني صحابہ نے عرض (۹ : ۷۰) کیا - کن پچھلي قوموں کي حال چلینگے ؟ فارس و روم اور اھل کتاب کي ؟ فرمایا ھاں وھي لوگ ھیں اور کون ؟ حضرۃ ابوھریرہ نے اپني عادت کے مطابق قران سے تطبیق دي ' اور کہا - جي چاھے تو اس آیت کو اس موقعہ پر یاد کرلو " وہ قومیں جو تم سے پہلے گزرچکي ھیں اور بالاخر اپني گمراھیوں کے ھاتھوں ھلاک ھوئیں ' حالانکہ تم سے کہیں زیادہ طاقتور اور متمدن تھیں " (۱) حاصل یہ کہ اس امت میں اھل کتاب کي مغضوبیت اور عجمي و رومي اقوام کے مہلک و گمراہ علوم و تمدن ' دونوں کي نقالي اور پوري پوري رسن ھوگي - اور مسلمانوں کے اندر ضلالت کي ان دونوں قسموں سے پوري مشابہت و مماثلت پیدا ھو جائیگي (تفصیل اسکي رسالہ شرح فتنتین عظیمتین میں دیکھني چاھیے)

اور آسي کا ارشاد تھا " فتنا کقطع اللیل المظلم ' یصبح الرجل فیھا مومنا و یمسي کافرا " رواہ الترمذي و ابوداؤد - " آخري زمانے میں فتنے ھیں - ایسے جیسے اندھیري رات کي اندھیاري - صبح کو ایک آدمي مومن ھوگا - شام کو کافر " یعني ایمان میں ثبات و استقامت باقی نہ رھیگي

---

(۱) عن ابن عباس (رض) فی ھذہ الایہ - قال " ما اشبہ اللیلۃ بالبارحہ ؟ ھا اولاء بنو اسرائیل شبھنا بھم " و عن ابن مسعود (رض) أنہ قال " انتم اشبہ الامم ببني اسرائیل سمتا و ھدیاً - تتبعون عملھم حذو القذۃ بالقذہ غیر انی لا أدري اتعبدون العجل ام لا ؟ " و قال سفیان بن عیینہ " من فسد من علمائنا ففیہ شبہ من الیھود ' و من فسد من عبادنا ففیہ شبہ من النصاری " اور یہ جو حضرۃ ابن مسعود نے فرمایا " یہودیوں کي ساري گمراھیاں اختیار کرلوگے - البتہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُنکي طرح گوسالہ کي پوجا بھي تم میں ھوگي یا نہیں " تو افسوس کہ یہ بھي ھوچکا اور " حذو النعل بالنعل " کي پیشین گوئي ساري باتوں میں پوري ھوئي -

اور خود هي اپنے آپکو دشمنوں کي طرح تباہ کرينگے - يعني ايک گروہ ان ميں سے دوسرے گروہ کو قتل کريگا (و ذلک لکثرۃ اختلافهم و تفرقهم و تمذهبهم) اور آپنے فرمايا - مجھکو بڑا خوف گمراہ کرنے والے پيشواؤں سے هے ' اور جب ايک مرتبہ ميري امت ميں باهمي خونريزي شروع هوگئي تو پھر قيامت تک نہ رکيگي - پھر فرمايا - ايسا هوگا کہ ميري امت ميں سے کئي گروہ مشرکوں سے جامليںگے ' اور ايسا هوگا کہ کئي گروہ بتوں کو پوجيںگے - اور ضرور هے کہ تيس جھوٹے مدعي نبوۃ کے پيدا هوں حالانکہ ميرے بعد کوئي نبي نہيں - آخر ميں فرمايا - با اين همه ايک جماعت اس امت ميں هميشه حق پر باقي رهيگي - مخالفين حق اسکو نقصان نہ پہنچا سکينگے - يہاں تک کہ امر الهي ظاهر هو -

اور اسي صادق مصدوق کا ارشاد تھا " لتتبعن سنن من کان قبلکم حذو القذۃ بالقذۃ (او حذو النعل بالنعل) حتی لو دخلوا حجر ضب لدخلتموہ - قالوا اليهود و النصاری ؟ قال فمن ؟ " اخرجاہ عن ابي سعيد - " تم سے پہلے جو قوميں گذر چکي هيں ' ضرور هے کہ تم اُنکے سارے طريقوں اور چالوں کي هو بهو پيروي کرو - يعني اُنکي ساري گمراهياں اختيار کرلوگے - صحابہ نے کہا - کيا يهود و نصاری کي ؟ فرمايا هاں اور کون ؟ "

[بقيہ نوٹ صفحہ ۲۵۵]

اسوقت تمام عالم اسلامي پر گذرا معلوم هے - تاهم يہ تو نہ هوسکا کہ " يستبيح بيضتهم " - اٹھارويں صدي عيسوي سے يورپ کے استيلا ؤ تسلط کا فتنہ شروع هوا ' اور جو کچھہ هو رها هے ' هم ديکھہ رهے هيں - تاهم ابتک " يستبيح بيضتهم " کي قدرت دشمنان اسلام کو نہيں ملي هے ' اور اگر اللہ کا وعدہ سچا هے تو کبھي نہيں مليگي - تا آنکہ غربت ثانيہ کے بعد نشئۃ و غلبۂ ثانيہ کا وقت موعود آجاے ' اور وہ وعدۂ الهي پورا هوکر رهے کہ ليظهرہ علی الدين کلہ و لو کرہ المشرکون - اور وہ آخري عهد سعادت کہ " لا يدري اولها خير ام اخرها " يعني اس امت کي ابتدا اور انتها ' دونوں کي برکتوں اور کامرانيوں کا يہ حال هے کہ نہيں کہا جاسکتا - اُسکا اول زيادہ شاندار هے يا آخر ؟

کس نمي گويدم از منزل آخر خبرے صد بيابان بگذشت و دگرے در پيش ست

۹ توبہ ۳۳

آئیگي یہانتک که پھرلات اور عزیٰ کي پوجا هو - حضرۃ عائشه نے کہا - جب یه آیۃ اُتري که (لیظهره علی الدین کله) (دین توحید اسلیے آیا تاکه سارے دینوں پر غالب آے) تو میں نے خیال کیا تھا که اب دین توحید هي آخر تک رهیگا - پھر یه بات کیونکر هوگي ؟ فرمایا هاں یه رهیگا جب تک الله چاهیگا " (۳۴ ج ۶ وغیرها)

اور اُسي نے یه خبر بھی دیدي تھي " اذا کانت امراؤکم خیارکم ' و اغنیاؤکم سمحاءکم ' و امورکم شوری بینکم ' فظهر الارض خیر لکم من بطنها ' و اذا کانت امراؤکم شرارکم ' و اغنیاؤکم بخلاءکم و امورکم الی نسائکم ' فبطن الارض خیر لکم من ظهرها " رواه الترمذی " جب تک تم میں سے بہتر اور نیک لوگ تمهارے امیر هونگے ' اور تمهارے مالدار سخي ' اور تمهارے معاملات حکومت باهم مشوره سے انجام پائینگے (یعنی عجمیوں کي سي شخصي حکومت و فرمانروائي نهوگي - خلافۃ راشده کے منهاج نبوۃ پر حکومت شوری هوگي) تو زمین کا ظاهر تمهارے لیے بہتر هوگا اُسکے باطن سے - یعني دنیا میں رهنا تمهارے لیے عزت و کامیابي کا موجب هوگا - لیکن جب ایسا هو که تمهارے امیر بدترین لوگ هوں ' تمهارے مالدار بخیل هو جائیں ' اور تمهاري حکومت عورتوں کے اختیار میں چلي جاے ' تو پھر زمین کا اندر تمهارے لیے زیاده اچھا هوگا بمقابله اسکی سطح کے " یعني زندگی میں عزت باقي نه رهیگي - مرجانا هي بہتر هوگا - " و امورکم الی نسائکم " سے یه مقصود نہیں هے که عورتیں پادشاه هوں ' نه یه مقصد هے که عورتوں کے مشورے سے کام انجام پائیں ' بلکه یه اشاره هے شاهان نفس پرست اور امراء و عمال کي حرمسراؤں کي زندگی کي طرف - گویا سرشتۂ حکومت مجلس شوری اور اصحاب حل و عقد کي جگه حرمسرا کے عشرت خانوں کے هاتھه میں چلا جائیگا - عورتیں جس حال چاهینگي چلائینگي -

اور پھر اُسي لسان حق و صدق پر یه پیشین گوئي بھي جاري هوئي تھي " کیف بکم اذا فسق فتیانکم و طغی نساؤکم ؟ قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم و اشد - کیف انتم اذا لم تامروا بالمعروف و لم تنهوا عن المنکر ؟

گھڑي میں کچھه گھڑي میں کچھه - مسلم میں یہي حدیث بروایت ابو هریرة هے - " یمسي مومنا و یصبح کافراً - یبیع دینه بعرض من الدنیا " رات کو ایک آدمي مومن سوئیگا - صبح اٹھیگا تو کفر میں مبتلا هو جائیگا - اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالیگا - " یبیع دینه " نے " یمسي مومناً و یصبح کافراً " کے معني بتلا دیے -

اور آسي صادق و مصدوق کا فرمان تها " یوشک ان تتداعي علیکم کما تتداعي الاکلة الی قصعتها - قال قائل من قلة نحن یومئذ ؟ قال لا ' بل انتم یومئذ کثیر و لکنکم غثاء کغثاء السیل ' و لینزعن الله من صدور عدوکم المهابة منکم ' و لیقذفن في قلوبکم الوهن - قیل و ما الوهن ؟ قال حب الدنیا و کراهة الموت " اخرجه ابو داؤد - " ایسا هوگا که دنیا کي قومیں تم سے لڑنے کیلیے اکٹهي هو جائینگي ' اور ایک دوسرے کو اس طرح بلائینگي جیسے بهوکے ایک دوسرے کو کهانے پر بلاتے هیں - ایک شخص نے عرض کیا - یه اسلیے هوگا که هم اسوقت تهوڑے هونگے اور دشمن بہت ؟ فرمایا نهیں ' مسلمان تو اسوقت بہت هونگے مگر ایسے هوجائینگے جیسے دریا کے بهاؤ پر کا کوڑا کرکٹ - جس طرف بهه رها هے بهه جائیگا - تمهارے دشمنوں کے دلوں سے تمهاري هیبت نکل جائیگي - تذهب ریحکم - اور تمهارے دلوں میں " وهن " پیدا هو جائیگا - کسي نے پوچها " وهن " کیا هے ؟ فرمایا دنیا کا عشق اور راه حق میں موت کو ناخوش جاننا اور اس سے بهاگنا "

اور آسي نے یه بهي فرمایا تها " ان من کان قبلکم من اهل الکتاب افترقوا علی ثنتین و سبعین ملة ' و ان هذه الامة ستفترق علی ثلاث و سبعین فرقة " اخرجه ابو داؤد و الترمذي - " یهود و نصاری توٹ پهوٹ کر بهتر فرقے هوگئے تهے - ضرور هے که یه امت بهي اسي طرح ٹکڑے ٹکڑے هوکر تهتر فرقوں میں بٹ جاے "

اور آسي کا قول تها " لا یذهب اللیل و النهار حتی تعبد اللات و العزی - قلت ان کنت لاظن حین انزل لیظهره علی الدین کله ان ذلک تام ؟ قال انه سیکون من ذلک ما شاء الله " اخرجه مسلم او البخاری - " قیامت نهیں

(۲۸:۲۸)(۹:۳۳)(۹:۶۱)

۲۸ الم فتح ۲۸:
۶۱ الصف ۹:

فرمایا ہاں مگر اس کے بعد خیر کا بھی ایک دور ہے ' لیکن " فیہ دخن " بے میل خیر مثل خیر اول کے نہوگا - کچھہ کدورتیں بھی ملی ہونگی - پوچھا وہ کدورت اور میل کیا ہے ؟ فرمایا " قوم یستنون بغیر سنتی ' و یہتدون بغیر ہدی ' تعرف منہم و تنکر " میری سنۃ چھوڑکر اوروں کے طور طریق پر چلینگے - میری ہدایت سے ہٹ کر دوسروں کی چال اختیار کرلینگے - کچھہ باتیں اُنکی اچھی پاؤگے کچھہ بری - پھر پوچھا - اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا ؟ فرمایا - ہاں " دعاۃ علی ابواب جہنم " دوزخ کی طرف بلانے والے ! - آخر میں بتلایا کہ راہ سلامتی کی اُسوقت یہ ہوگی کہ جماعت اور امام کا ساتھہ دو - اور جب وہ وقت آ جاے کہ جماعت بھی باقی نہ رہے اور مختلف فرقوں اور مذہبوں میں مسلمان بٹ جائیں ' تو " فاعتزل تلک الفرق کلہا و لو ان تعض باصل شجرۃ ' حتی یدرکک الموت و انت علی ذلک " اُن تمام فرقوں سے الگ ہوکر رہو (یعنی صرف دین خالص و اول کے ہوکر رہو کہ اسلام ہے ' اور تمام بناوٹی فرقوں اور مذہبوں میں سے کسی کو بھی اختیار نہ کرو ' کیونکہ فرقہ بندی اور تمذہب و تعین خود سب سے بڑا شر اور سب سے اشد بدعۃ ہے) اگرچہ ایسا کرنے میں تمہاری غربت اور بیکسی کا یہ حال ہوجاے کہ درخت کی جڑ چباکر وقت کاٹنا پڑے ' پھر بھی اُنسے الگ ہی رہو - یہانتک کہ موت آ جاے " اخرجہ الشیخان -

اور بھی وہ آنے والے پے در پے فتنے تھے جنکا حال عبد اللہ بن عمرو العاص خانہ کعبہ کے سایے میں بیٹھکر بیان کیا کرتے تھے ' اور جن میں سے ہر پچھلا فتنہ پہلے فتنہ کو بھلا دینے والا تھا " و ان ہذہ امتکم جعل عافیتہا فی اولہا و سیصیب اخرہا بلاء و امور تنکرونہا ' متجئی فتنۃ فیزلق بعضہا بعضا ' فیقول المؤمن ہذہ مہلکتی ! ثم تنکشف و تجیئ فتنۃ ' فیقول المؤمن ہذہ ! ہذہ ! " اس امت کی ابتدا میں عافیت ہے اور آخری عہدوں میں مصیبتیں اور برائیاں - ایسا ہوگا کہ ایک فتنہ آئیگا اور مومن کہیگا کہ اسمیں میرے لیے ہلاکت ہے ' لیکن جب وہ دور ہو جائیگا اور دوسرا فتنہ

قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم و اشد - کیف انتم اذا امرتم بالمنکر و نهیتم عن المعروف ؟ قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم و اشد - کیف انتم اذا رئیتم المعروف منکراً و المنکر معروفا ؟ قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم " اخرجه .... " کیا حال هوگا تمهارا جب تمهاري لڑکیاں مبتلاے فسق هوں اور تمهاري عورتیں سرکش ؟ (یعني جبکه تمهارے گهر کے اندر کي زندگي بهي خراب هو جاے اور عورتیں تک مبتلاے فسق و فجور رهوں) لوگوں نے عرض کیا - کیا یه بات بهي هونے والي هے ؟ فرمایا هاں بلکه اس سے بهي زیاده سخت - کیا حال هوگا تمهارا جب تم بهلائي کا حکم نه دوگے اور برائي سے نه روکوگے ؟ لوگوں نے کہا - کیا ایسا بهي هونے والا هے ؟ فرمایا هاں بلکه اس سے بهي سخت - کیا حال هوگا اسوقت جبکه تم برائي کا حکم دوگے اور حق کو روکوگے ؟ عرض کیا - کیا یه بهي هوگا ؟ فرمایا هاں بلکه اس سے بهي زیاده - کیا حال هوگا اسوقت جبکه تم نیک بات کو برا سمجهوگے اور برائي کو اچها ؟ عرض کیا - کیا یه بهي هوگا ؟ فرمایا هاں " یعني قوموں کي هلاکت کے بتدریج تین درجے هیں - هر پچهلا درجه پہلے سے اشد - پہلا یه که خود تو نیکي کا شوق باقي هو ' لیکن دوسروں کو نیک بنانے کا ولوله جاتا رهے - یه هلاکت کا بیج هے - اسکے بعد دوسرا دور آتا هے - اب ایسا هوتا هے که نه تو خود نیک راه چلتے هیں نه دوسروں کو چلنے دیتے هیں ' اور حق کو علانیه روکنے هیں - یه تخم فساد کے پهول پتے هیں - اسکے بعد تیسرا دور آتا هے - اب نیک و بد اور حق و باطل کا نظام بالکل اولٹ جاتا هے باطل کو حق سمجها جاتا هے اور حق کو باطل - یه تخم فساد کا آخري پهل هے ' اور اسکا زهر تمام قوم کو هلاک کردیتا هے -

اور پهر یہی وه لوٹ لوٹ کر آنے والي نحوستیں اور ره رهکر ابهرنے والي هلاکتیں تهیں جنکي نسبت حضرت حذیفه نے (که سب سے زیاده فتنوں فسادوں کے جاننے والے تهے) پوچها تها " کنا في جاهلیة و شر فجاءنا الله بهذ الخیر ' فهل بعد هذا من شر ؟ " هم جاهلیة کے شر میں مبتلا تهے - الله نے اسلام کي روشني پهیلائي - پهر کیا اس خیر کے بعد بهي شر هوگا ؟

اور اسي ليے حضرة امير اور اکثر صحابه اُنهي لوگوں کو اسکا مصداق اول سمجهتے تهے - مسلم کي حديث زيد بن وهب اور صحيحين و ابو داؤد کي روايت ابو سعيد و انس ميں گو " آخر الزمان " کا لفظ نهيں هے مگر حرف استقبال قرب و بعد دونوں پر حاوي ' اور انبياء کرام کيليے سيکڑوں برس بعد هونے والي باتيں بهي بوجه کمال يقين و مشاهدۂ معنوی ايسي هوتي هيں ' جيسے همارے ليے صبح شام کي بات - " ان الله زوي لي الارض فرايت مشارقها و مغاربها " کے معاملات جهاں پيش آتے هوں' اور " اني وجدتها قريباً ان انتم تجدونها بعيدا " جهاں کي صداے علم هو ' وهاں کيليے " سيکون " اور " کان " اور مستقبل و ماضي دونوں ايک هي حکم رکهتے هيں - قرب و بعد کا کيا سوال هے ؟ حتی که بعض پيشين گوئياں تو زبان نبوت پر بصيغۂ ماضي هي واقع هوئيں - مسلم کي روايت ابو هريره ميں عراق و شام کي نسبت فرمايا " منعت العراق قفيزها و منعت الشام مديها " - عالم يقين و حقائق ميں تفرقۂ ماضي و استقبال نهيں هوتا - کيا نهيں ديکهتے که قران حکيم عالم آخرة و معاد کے معاملات هر جگه بصيغۂ ماضي بيان کرتا هے ' اور گو ساٹهه برس بعد بابل تباه هونے والا تها مگر يرمياه نبي نے نه نهيں کها که هو جائيگا ' بلکه کها که هوچکا اور " شهروں کي دلهن کي اوڑهني اُسکے سر سے چهين لي گئي "

بهر حال جس صادق و مصدوق نے فرمايا تها که کسری کے خزانے کهل گئے اور يمن سے حضرموت تک اسلام پهيل گيا ' اور " و الله ليتمن هذا الامر و لکنکم تستعجلون " تو اسي نے يه سب کچهه بهي فرما ديا تها ' بلکه بقول حضرة حذيفه کے " ما ترک من قائد فتنة الی انقضاء الدنيا الا سماه لنا باسمه و اسم ابيه " کسي فتنے اور فتنه انگيز کو نه چهوڑا - سب کي ٹهيک ٹهيک خبريں ديدي تهيں - سننے والے هر آن اور هر گهڑي ان وقتوں کي دهشت اور خوف سے مضطر اور اوداس رهتے تهے - با همدگر ايک دوسرے سے پوچها کرتے که وه وقت تو نهيں آگيا ؟ حضرة عمر حذيفه سے بار بار کهتے - اُس فتنه کي نسبت تو کهو " التي تموج کموج البحر " ؟ اور پهر يه سنکر

شروع هوگا تو پچھلے فتنے کو بھلا دیگا اور مومن پکار اٹھیگا کہ فتنہ تو یہ ہے ! فتنہ تو یہ ہے ! (یعنی پے درپے فتنے آئینگے - ہر پچھلا فتنہ پہلے سے سخت و اشد ہوگا - یہانتک کہ اُن میں سے ہر فتنہ کو دیکھکر ارباب حق و ایمان بول اُٹھینگے کہ سب سے بڑا فتنہ یہی ہے - حالانکہ پھر اسکے بعد وہ فتنہ آئیگا جسکا شر و فساد دیکھکر پچھلے فتنے بھول جائینگے !) رواہ مسلم -

اور یقیناً ایسے هي وقتوں کي نسبت وہ خبر بهي تهي جس کو حضرۃ امیر علیہ السلام اپنے یاروں کے سامنے بار بار فرمایا کرتے تھے ' اور یہ کہکر اپني روایت کي صداقت پر یقین دلاتے تھے - " و اللہ لان اخر من السماء احب الي من ان اقول علیہ ما لم یقل " قسم خدا کي ! مجھے یہ پسند ہے کہ آسمان سے گرادیا جاؤں لیکن یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ رسول اللہ کے نام سے ایسي روایت کروں جو انہوں نے نہیں فرمائي ! " اني سمعت یقول : سیخرج قوم في آخر الزمان حدثاء الاسنان ' سفہاء الاحلام ' یقولون من خیر قول البریہ ' یقرؤن القران ' لا یجاوز ایمانہم حناجرھم ' یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیہ " یعني آنحضرۃ نے فرمایا - آخري زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگي - نوخیز اور ناقص العقل لوگوں کي ' بظاہر اُنکي باتیں بڑے هي اچھے لوگوں کي سي ہونگي ' قران پڑھینگے مگر ایمان انکے حلق سے نیچے نہ اُتریگا - دین سے اسطرح نکل جائینگے جس طرح تیر شکار پر سے نکل جاتا ہے - یعنے گو اپنے تئیں مسلمان سمجھینگے لیکن اُنمیں اسلام نہوگا - اخرجہ الشیخان و النسائي - کوئي وجہ نہیں کہ اس روایت کو صرف خوارج سے مخصوص کردیا جاے اور لفظ " آخر الزمان " کي تاویل کي جاے - صاف بات یہ ہے کہ اسمیں آخري زمانے هي کے مبتدعین و اهل هواء کي نسبت خبر دي گئي ہے - " سفہاء الاحلام " خاص طور پر اسلیے فرمایا کہ اُن لوگوں کو اپني عقل و راے اور قیاس و درایۃ پر بڑا گھمنڈ ہوگا - کہینگے کہ ہم عقلاء و حکماء کي سي باتیں کرتے ہیں - " اعجاب کل ذي راے برایہ " ایسے هي لوگوں میں پہلي بڑي جماعت خوارج کي بهي تهي جنہوں نے راے کو دین میں دخل دیا اور امام کي اطاعت سے باہر ہوگئے -

اور ھلاکي ایسي نہیں ھے جو مسلمانوں پر نہ چھاچکي ھو' اور کوئي گمراھي نہیں جو اپنے کامل سے کامل اور شدید سے شدید درجہ تک اس امت میں بھي نہ پھیل چکي ھو - اھل کتاب نے گمراھي کے جتنے قدم اٹھاے تھے' گن گن کر مسلمانوں نے بھي وہ سب اٹھاے - حتی کہ " لودخلوا حجرضب لدخلتموہ " کا وقت بھي گذر چکا اور آج ھم اپني آنکھوں سے سب کچھہ دیکھہ رھے ھیں - وہ وقت بھي کب کا آچکا کہ " یلحق قبائل من امتي بالمشرکین " اور " حتی نعبد من امتي الاوثان " اور " حتی تعبد اللات و العزی " ھماري جانیں اور ھماري روحیں اس صادق مصدوق پر قربان کہ واقعي اور سچ مچ مسلمان مشرکوں سے ملحق ھوگئے اور دین توحید کا دعوا کرنے والوں نے بت پرستي کي ساري ادائیں اور چالیں اختیار کرلیں ' اور جس لات اور عزی کي پوجا سے دنیا کو نجات دلائي گئي تھي ' اسي کي پوجا پھر سے شروع ھوگئي ! " عدتم من حیث بداتم ! "

ھم اپني آنکھوں سے اُن فتنوں کو کہ " کقطع اللیل المظلم " تھے' دیکھہ رھے ھیں - فی الحقیقت ایسا ھي ھو رھا ھے کہ رات کو ایک انسان ایمان لیکر سوتا ھے اور صبح نہیں ھوتي مگر ایمان کھو چکتا ھے - " یبیع دینہ بعرض من الدنیا " حضرۃ حذیفہ نے ان فتنوں کا حال کہا تھا کہ " کالحصیر عوداً عوداً " مسلمانوں کے دلوں کیلیے فتنوں کي ایسي بھرمار ھوگي' جیسے چٹائي بننے وقت ریشے پے درپے آتے ھیں' سو اُن فتنوں کي بارش بھي ھر طرف ھوچکي اور ھو رھي ھے - وہ وقت بھي گذر چکا جب مومنوں کو کہنا تھا " ھذہ مھلکتي " اب تو وہ فتنہ درپیش ھے جسکے سامنے تمام پچھلے فتنے مات ھوگئے - " فیقول المومن ھذہ ! ھذہ ! " کا عالم ھو رھا ھے - وہ بھي تو کب کا ھوچکا کہ " تتداعي علیکم کما تتداعي الاکلۃ الی قصعتھا " دنیا کي ساري قومیں اکٹھي ھوکر تم پر چڑھہ دوڑینگي ' اور تمکو ھلاک کرنے کیلیے باھم ایک دوسرے کو اسطرح بلائینگي جیسے بھوکے کھانے کي قاب پر ایک دوسرے کو دعوت دیں - تو کیا یہ پکار ابتک بلند نہیں ھوئي ؟ اور کیا ایک قوم نے دوسري قوم کو بلاے کیلیے ٹھیک اُسي طرح نہیں جیخا جسطرح بھوکے گد لاش دیکھکر

مطمئن هوجاتے که ابهي دوار نهیں هتي که خود اُنهي کا رجود تها - سو کیا مبارک و خوش نصیب تھے وہ لوگ جنهوں نے پہلي خبرکي تصدیق کي اور اُسکا ظهور اپني آنکهوں سے دیکهه لیا که " وکنت في من افتح کنوز کسری - " اورکیسي بد نصیبي اور هلاکي هے همارے لیے که اِن پچهلي خبروں کي تصدیق کرنے والوں میں اور اُنکا ظهور اپني آنکهوں سے دیکهنے والوں میں سے هیں - بلکه خود همارا وجود هي از سرتا پا ان خبروں کا ظهور اور ان میں سے هر بات کي ٹهیک ٹهیک مجسم تصدیق هے ! حضرة عدي بن حاتم نے اول امت میں وعدہ کي تصدیق کي تهی - هم آخر امت میں وعید کي تصدیق کرنے هیں - اُنکے حصے میں بشارتوں کا دیکهنا آیا تها - همارے حصے میں نذارتوں کا - انهوں نے بهي تصدیق کي اور هم نے بهي - اُنهوں نے پاکر - هم نے سب کچهه کهوکر - فصدق الله العلیم الحکیم ، و صدق رسوله الکریم ، و نحن علی ذلک من الشاهدین !

در مجلسے کـــہ یاراں شرب مـــدام کردنـــد

چوں نوبتے بمـــا شد ، آتش بجام کردند !

فصل

ان ساري باتوں میں سے ایک ایک بات پوري هوچکي - " بدء الاسلام غریباً و سیعود کما بدء " کا دور غربت کب کا سروع هوچکا اور وہ سب کچهه هوچکا جسکا حال اس حدیث کي سرح میں پڑهچکے هو - اب انتظار کرنے والوں کیلیے بجز انتظار غفلت کے اور کچهه باقی نه رها - یهودیوں کي مغضوبیت ، نصاری کي ضلالت ، مشرکین کي بت پرستي ، ائمۂ مضلین کي کثرت ، دجاجلۂ فتن و دعاة بدعة کا احاطه ، اقتداء بغیر سنة ، اهتداء بغیر هدی الانبیاء ، تفرق و تمذهب مثل یهود ، اور غلو و اطراء مثل نصاری ، فتنۂ شبهات یونان ، اور فتنۂ شهوات عجم ، فتنۂ تماثیل عبدۂ الاصنام ، اور فتنۂ قبور عاکفین کنائس ، ان میں سے کوئي نحوست

هوگا اور شام کے وقت اسکي پیشاني پر قلم اور سیاهي سے لکها هوگا که یه کافر هے ؟ یا ایمان وکفرکي بهي الگ الگ صورتیں هوتي هیں که صبح کو مومن کي صورت هوگي، شام کو کافرکي شکل ؟ یا اسکے یه معني هیں که صبح کو ایک شخص مومنوں کي بستي میں هوگا ' شام کو اُسکا گهر یهودیوں کے محلے میں خود بخود اُٹهه جائیگا ؟ یا وه خود سڑکوں اور گلیوں میں پکارتا هوا دوڑیگا که میں یهودي هوگیا ' میں یهودي هوگیا ؟ اور کیا مشرکین سے اتصال و الحاق کا وه یه مطلب سمجهے هوے هیں که مسلمانوں کي جماعتیں مردم شماري کے کاغذات میں اپنا نام مشرکوں کے خانے میں لکهوا دینگي ؟ یا خود اپنے منهه سے کهینگي که هم مشرک هوگئے ؟ اور کیا " تعبد الاوثان " کي پیشین گوئي کا اُسي وقت ظهور هوسکتا هے جبکه مسلمان کالي اور مهادیو کا بت اپنے هاتهوں سے تراشکر اُسکي پوجا شروع کردیں ؟ اور کیا اِسکے سوا اور کوئي بات بت پرستي کي نهیں هوسکتي ؟ اور پهر کیا " تعبد اللات و العزی " کے ظهور کیلیے وه یه چاهتے هیں که وه جو ایام جاهلیة میں پتهرکي مورتیں تهیں جنکو اسلام نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا ' تو اب پهر اُن ٹکڑوں کو ڈهونڈهکر مسلمان جمع کریں اور کعبه کے طاقوں میں دهر کر انکے آگے سجدے کرنے لگیں ؟ اور جب تک اسي " لات و عزی " کي پوجا نهوگي ' اُسوقت تک یه بات بهي پوري نه هوگي ؟ تو اگر ان لوگوں نے ان خبروں کا یهي مطلب سمجها هے اور اسي انتظار میں هیں ' تو اُن کو معلوم هونا چاهیے که اُنکا انتظار کبهي پورا نهوگا - اور اگر کسي امت کي گمراهي اور هلاکی کا یهي مطلب هے ' اور موحدین کا شرک و بت پرستي میں پڑ جانا بغیر اسکے نهیں هو سکتا ' تو آجتک دنیا میں نه تو کوئي امت هدایت پانے کے بعد گمراه هوئي ' نه یهود و نصاری نے اس زمین پر کبهي شرک کیا ' اور نه اُن تمام الزاموں میں سے ایک الزام بهي سچا هے جو قران حکیم نے مشرکین جاهلیة اور یهود و نصاری پر لگاے هیں - بلکه یوں کهنا چاهیے که اگر گمراهي اور عبادة اوثان " و الحاق بالمشرکین و ترک حق و توحید بغیر اُن باتوں کے نهیں هوسکتي جنکا اِن بندگان غفلت و اوهام کو انتظار هے '

شور مچایا کرتے ھیں ؟ ھماري ھزار جانیں اور لاکھوں روحیں اس زبان حق پر قربان جس نے فرمایا تھا " بل انتم یومئذ کثیر " تم اس وقت تعداد میں کم نہوگے - لیکن " لیقذفن في قلوبکم الوھن " تمھارے دلوں میں " وھن " پیدا ھو جائیگا اسلیے کوڑے کرکٹ کي طرح بہہ جاؤگے - پھر " وھن " کے معنی بتلاے " حب الدنیا و کراھۃ الموت " دنیا کي محبت اور عزت کي موت کو برا جاننا اور اس سے بھاگنا - اس ایک لفظ میں قوموں کي موت و حیات کا سارا بھید بتلادیا ! اور یقیناً یھي وہ وقت تھا کہ " بطن الارض خیر لکم من ظھرھا " تمھارے لیے زمین کے اوپر سے اسکا اندر بہتر ھوگا - یعنے زمین کے اوپر تمھارے لیے عزت اور سعادت باقي نہ رھیگي - اسلیے مر جانا جینے سے بہتر ھوگا - تو بہ بھي تو ھوچکا ' اور اسطرح بقیني ھوچکا کہ اس سے زیادہ یقین نہ تو سورج کي روشني میں ھے اور نہ چاند کے وجود میں - ھم اپني آنکھوں سے دیکھہ رھے ھیں کہ زمین کے کیڑوں کیلیے زندگي میں عیش ھے اور جنگل کے درندوں کیلیے جینے میں راحت ' مگر ایک مسلمان کیلیے اب زمین کي پیٹھہ پر کوئي خوشي باقي نہ رھي - الا یہ کہ اپني ذلتوں اور رسوائیوں کا بوجھہ اٹھاے اسکے نیچے چلا جاے !

نہ گلم ' نہ برگ سبزم ' نہ درخت سایہ دارم '
ھمہ حیرتم کہ دھقان بچہ کار کشت ما را ؟

پھر کسقدر عقل سے کورے اور بصیرۃ سے محروم ھیں وہ بندگان غفلت جو ان روایتوں کو پڑھکر سمجھتے ھیں کہ یہ کسي ایسے آنے والے زمانے کي نسبت ھیں جو قیامت سے چند برس پہلے دنیا پر آئیگا ' اور ابھي اسکي آمد کا ھم کو صدیوں انتظار کرنا چاھیے - ابتک نہ تو " یصبح مومنا و یمسي کافرا " ھوا ھے ' اور نہ " حتی تعبد الاوثان " اور نہ " حتی تعبد اللات و العزی " اور نہ وہ وقت کہ " بطن الارض خیر لکم من ظھرھا " تو کیا وہ کسي ایسے وقت کے منتظر ھیں جب صبح کو ایک شخص مومن

اور یہ جو مسلم کي روایت حضرة عائشہ میں فرمایا " حتی تعبد
اللات و العزی " یہاں تک کہ لات اور عزی پھر پوجے جائیں - اور جسکے
ظہور کیلیے لوگ کسي آنے والے وقت کا انتظار کر رھے ھیں ' تو پہلے انکو
سمجھہ لینا چاھیے کہ " لات " اور " عزی " عرب جاھلیة میں کون تھے ؟
اور کیونکر انکي پرستش ھوتي تھي ؟ جو حال اُس " لات و عزی " کا تھا -
وھي آخر امة کے " لات و عزی " اور انکے پرستاروں کا بھي ھوگا - امام ابن
جریر نے مجاھد سے افرأیتم اللات والعزی کي تفسیر میں روایت کي ھے -
۱۹:۵۳ " کان یلت لھم السویق فمات فعکفوا علی قبـرہ " اور بخاري میں
ابو الجوزاء حضرة ابن عباس سے روایت کرتے ھیں " کان اللات یلت السویق
سویق للحاج " اور ایک دوسري روایت میں ھے " فیطعم من یمر
من الناس ' فلما مات عبدوہ و قالوا ھو اللات " اور ابن خزیمہ نے کہا
" و کذ العزی " اور حافظ ابن قیم ھدی میں لکھتے ھیں " و کانت شجرة
علیھا بناء و استار بنخلة بین مکہ و الطائف کانت قریش یعظمونھا
کما قال ابوسفیان یوم احد - لنا العـزی و لا عزی لکم " پس عرب
جاھلیة کے " لات و عزی " کي حقیقت یہ تھي ' اور اسي طرف
اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ھے کہ آخـري زمانے میں پھر
ایسا ھي ھوگا - سو اگر آنکھیں باقي ھیں اور بصیـرة معدوم نہیں
ھوگئي تو دیکھلو' اسطرح کے " لات و عزی " کي پرستش کب کي شروع ھو چکي
ھے - بلکہ حدیث میں تو دو ھي نام آئے - ابتو گوشے گوشے میں لات و عزی
ھیں اور چپے چپے پر پرستش گاھیں - مسلمانوں کي کوئي بستي اور
آبادي نہیں جو ان تمام پیشین گوئیوں کے ظہور و نمود کا مجسم نمونہ نہو -
اور پرستش ما سوی اللہ کي کوئی قسم ایسی نہیں جو پیٹ بھر کر انھوں
نے نہ کرلی ھو اور نہ کر رھے ھوں - نفس کو وہ پوج چکے ' رھم و راے کي وہ
پرستش کرچکے ' چاندي سونے کو انھوں نے پوجا ' انسانوں کی چوکھٹوں کي
دھول انھوں نے چاٹي ' ھر پیشوا کو ارباب من دون اللہ انھوں نے بنایا ' اور ھر

اور انبیاء کرام کی پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کے یہی معنی ہیں جو وہ بیان کرتے ہیں، تو آغاز خلقت عالم سے لیکر آجتک نہ توکوئی امت گمراہی میں پڑی، نہ کسی قوم نے کبھی توحید و ہدایت کو چھوڑا، نہ کسی رسول نے انسانوں پر انکی گمراہی و شرک کے بارے میں سچا الزام لگایا، اور نہ آجتک کسی نبی کی پیشین گوئی پوری ہوئی - یہودیوں نے کب کہا تھا کہ ہم مشرک ہوگئے، اور خدا ایک نہیں ہے بلکہ پتھروں اور مورتوں کے اندر بہت سے ہیں؟ اور یہ کہ تورات نامی کتاب کو ہم نہیں مانتے؟ عیسائیوں نے کب اسکا اقرار کیا تھا کہ ہم موحد نہیں، اور کب فرشتوں نے انکی پیشانیوں پر آگ اور خون کے حرفوں میں لکھدیا تھا کہ یہ بت پرست دوزخی ہیں؟ اور کب انہوں نے شرک اس معنی میں کیا کہ کسی پتھر یا مورت کو کہدیا ہو کہ یہی خدا ہے؟ اور پھر خود مشرکین عرب نے (یونس ۱۸:۱۰) (۷۱:۲۹) بھی بجز (لیقولن اللہ) اور (ھاولاء شفعاؤنا) اور (ما نعبدھم الا لیقربونا (زمر ۳:۳) الی اللہ زلفی) کے یہ کب کہا تھا کہ ان پتھروں کے اندر فاطر السماوات و الارض بیٹھا ہے؟ خود پتھر اور اسکی مورت کو تو کبھی کسی قوم نے الٰہ و معبود نہیں مانا - پوجا کی مورتیں بھی کسی نہ کسی انسان اور طاقت ہی کی (النساء ۷۸) ہوا کرتی تھیں - (فما لھا اولاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا) سبحان اللہ! اس صادق و مصدوق کا ارشاد کس طرح حرف بحرف پورا ہو رہا ہے!

یہ تربص جہل و انتظار غفلت بھی تو عین اسی پیشین گوئی کا ظہور ہے کہ "لتتبعن سنن من کان قبلکم" اور "یاتی علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل" میری امت بھی وہ سب کچھ کریگی جو یہودیوں نے کیا - یہی تو پوری یہودیت ہے کہ پیشین گوئیوں پر پیشین گوئیاں ظاہر اور پوری ہوتی جاتی تھیں مگر یہودیوں کا انتظار ختم ہی نہیں ہوتا تھا - کہتے تھے کہ ابھی وہ وقت کہاں آیا؟ حتی کہ آج تک مسیح کے ظہور اور اسرائیل کی آخری پادشاہت کا انتظار کر رہے ہیں! (فطال علیھم الامد فقست قلوبھم و کثیر منھم فاسقون!) (۱۶:۵۷)

کا یہ حال تھا کہ صرف اپنی نفس پروریوں اور حکمرانیوں کی فکر رکھتے تھے - ہدایت و تذکیر امت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ولولہ باقی نہ رہا تھا - حضرۃ شیخ محمد جونپوری اور اُنکے پیروؤں نے اپنی دعوۃ کی بنیاد اسی رکن اعظم شریعت کے احیاء پر رکھی' اور وقت کا مقتضی دیکھکر ساری طاقتیں اسی میں خرچ کردیں - اُنکے طریقہ کی پہلی شرط یہ تھی کہ جس حال میں ہو اور جہاں ہو' برائی کو روکو اور شریعت کے احکام کی تبلیغ کرو - چونکہ عام علماء کا حال اس سے بالکل برعکس تھا' اسلیے رفتہ رفتہ یہ جبز مہدویہ کی ایک بہت بڑی پہچان ہوگئی - جس کام کو سب نے چھوڑ رکھا ہو - ایک ہی جماعت کرنے لگے تو قدرتی طور پر وہ اسکی علامت اور خاصہ بن جائیگا - نتیجہ یہ نکلا کہ تمام مصلحین حق کی اذیت و مخالفت کیلیے یہ معاملہ ایک بے خطا ہتیار کا کام دینے لگا - جس عالم حق کو علماء سوء نے اپنی ہوا پرستیوں کا مخالف اور دعوۃ حق میں مستعد پایا اور خلق اللہ کا رجوع دیکھا ' جھٹ اُسپر الزام لگا دیا کہ مہدوی ہے اور دلیل یہ پیش کردی کہ اگر مہدوی نہ ہوتا تو اس سختی اور استقامت سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیوں کرتا ؟ اور حق پرستی کی راہ میں فقر و فاقہ کیوں گوارا کرلیتا ؟ ملا مبارک (پدر ابوالفضل و فیضی) پر جسقدر آفتیں لائی گئیں ' بنیاد اُنکی بھی یہی الزام مہدویۃ تھا ' اور دلیل بھی بتلائی گئی تھی کہ دنیا پرستی اور حق فراموشی کے شیوہ میں علماء دولۃ کا ہم آہنگ نہیں - امر بالمعروف میں بے خوف و بیباک ہے - اُس عہد کے اساتذہ علم میں سے ایک مشہور بزرگ میاں حاتم سنبھلی تھے اور علم و عمل میں استاد الاساتذہ تسلیم کیے جاتے تھے - ملا عبد القادر بدایونی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملا مبارک کا اُنکی مجلس میں ذکر آیا - میں نے اُنکے علم و تقوی کی تعریف کی تو کہا - ہم نے بھی ایسا ہی سنا ہے مگر کہتے ہیں مہدویوں کا طریقہ رکھتا ہے - عرض کیا کہ بلا شبہ میر محمد کی بزرگی و ولایت کے معترف ہیں مگر اُنکی مہدیۃ کا اعتقاد نہیں رکھتے - کہا - در کمالات میر چہ

بڑے انسان کیلیے انکے دل اور پیشاني نے سجدے کیے ۔ وہ شرک بھي جي بھرکر کرچکے جو " اخفي من دبیب النمل " تھا ' اور کھلا کھلا شرک بھي بر سر عام ھوچکا - حتی کہ کفار و اعداء حق کي بھي پوجا ھر طرف ھوئي ' پادشاھوں اور حکومتوں کے طواغیت بھي ھر جگہ پوجے گئے ' اور متي اور پتھر کي پوجا کي منزل بھي کب کي گذر جکي - فو اللہ انھم اتبعوا سنن من کان قبلھم ' و سلکوا سبیلھم ' حذو القذة بالقذة و النعل بالنعل ' و غلب الشرک علی اکثر النفوس ' فصار المعروف منکراً و المنکر معروفا ' و السنة بدعة و البدعة سنه ' و طمست الاعلام ' و اشتدت غربة الاسلام ' و قل العلماء ' و غلب السفھاء ' و تفاقم الامر ' و اشتد الباس ' و ظھر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس - و لکن لا تزال طائفة من العصابة المحمدیة بالحق قائمین ' و لا ھل الضلالة و البدع مجاھدین ' ینفون عن دین اللہ تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاریل الجاھلین - لا یضرھم من خالفھم حتی یاتي امر اللہ و ھم غالبون - اولائک حزب اللہ الا ' ان حزب اللہ ھم المفلحون ! (۵۸ : ۲۲)

کسیکہ محرم بادصبا ست مي داند
کہ باوجود خزاں بوے یاسمن باقیست !

فصل

استدراک

حضرة مولانا جمال الدین رحمة اللہ علیہ کے متعلق چند باتیں رھگئیں :

اُس عھد کے حالات پڑھنے کے بعد الزام مھدویة کي حقیقت واضح ھوگئي ھوگي - اس الزام میں اُنکے پیر حضرة شیخ داؤد بھي شریک تھے اور اسکا اصلي سبب وھي تھا جو بیان کیا جاچکا - لیکن اسکے علاوہ ایک اور سبب بھي ظاھر ھے - اُس زمانے میں عام طور پر علماء دولة و مشائخ دنیا

مذمت کررهے تھے - جانتے هو اسکا سبب کیا تھا ؟ سبب یہ تھا کہ ملا مبارک نے انکے نام ایک خط لکھا تھا - اسمیں ترک حضور جماعت مسجد پر ملامت کي تھي - یہ بات آنپر سخت گراں گزري اور اسکو مہدویۃ پر محمول کیا - میر محمد نے کہا - یہ استدلال تو اس مقدمہ پر مبني ھے کہ شیخ امر بالمعروف کرتا ھے ' اور جو شخص امر بالمعروف کرے مہدوي ھے - پس شیخ مہدوي ھے - اور معلوم ھے کہ اسکا کبری هي ممنوع ھے - تا به نتیجه چه رسد ؟ (۳ - صفحه ۶۸)

اس عہد کے بہت سے واقعات ایسے هیں ' جن سے اس بات کي تصدیق هوتي ھے ' اور یہ گمراهي و غفلت کي انتہا ھے کہ شیوۂ حق و صدق پر چلنا گمراهی کي علامت سمجھي جاے ' اور غفلت و هوا پرستي نیکي و صداقت کي دلیل هو - عجب نہیں کہ حضرۃ شیخ محمد داؤد اور شیخ جمال الدین پر بھي مہدویۃ کا الزام اسي بنا پر لگایا گیا هو :

حسد تہمت ارادي سروم بگداخت
کین مرادیست کہ بر تہمت آن هم حسدست

تمام تاریخیں متفق هیں کہ وہ امر بالمعروف اور نہي عن المنکر میں تیغ بے نیام تھے - انکي زندگي لا یخافون لومۃ لائم کی کامل تصویر تھي - ظاهر

[دیکھو نوٹ صفحہ ۲۷۲]

سنہ کے وقائع میں لکھتے هیں - اب معاملہ یہانتک پہنچ چکا کہ جشن نو روزي میں علماء ' صلحاء ' قاضی ' مفتي ' سب وادي قدح نوشي میں آگئے - بھر بھر کے جام اٹھاتے ' اور یہ کہکر تلچھٹ تک صاف کرجاتے کہ " بہ کوري فقہا مي خوردم "

عشقت خبر ز عالم بے هوشي آورد
اهل صلاح را بقدح نوشي آورد

ان حالات کے ساتھہ کیا ممکن تھا کہ اکبر کو اهل مذاهب سے حسن ظن باقي رهتا ؟ اور وہ سب کچھہ نہ هوتا جو هوتا رها ؟ سیرۃ حضرۃ مجدد میں ان معاملات کي تفصیل ملیگي - اور بدایوني جلد ۲ - صفحہ ۳۰۸ - وغیرها -

شک ست ؟ اسپر سید محمد میر عدل نے (١) کہ مجلس میں حاضر تھے پوچھا - ملا مبارک کو مہدوي کیوں کہتے هیں؟ میں نے جواب دیا " بتقریب امر بالمعروف و نہي عن المنکر" به سنکر میاں صاحب نے کہا - ایک دن میر عبد الحي (٢) صدر جہاں خانخاناں کے سامنے ملا مبارک کي سخت

(١) سید محمد امروهي میر عدل اُس عہد کے اُن مخصوص علماء دولت میں سے هیں جنکے ورع و تقوی اور شیوهٔ حق پرستي پر ملا بدابوني تک شہادت دیتے هیں اور لکھتے هیں که اُنکا زمانهٔ میر عدلي عهد اکبري کا بہترین زمانهٔ احتساب شرح و عدالت تھا - اُنکے بعد " میر عدل " کا عہده محض براے نام رهگیا - جبتک دربار میں اُنکا اثر رها ' نئے نئے مجتهدوں اور آزاد خیالوں کي هوا نه بندهسکي - سنه ٩٨٣ میں جب نکاح متعه کو جائز کرنا چاها تو میر کو بهکر بهیجدیا که اُنکي موجودگي اسمیں مخل تهي - شیخ ابراهیم سرهندي که نئي نئي تحقیقات میں ابو الفضل وغیره کے هم زبان تهے ' ایک مرتبه انکے هاتهوں پٹتے پٹتے بچے - بدایوني سب سے بڑا کام انکا یه بتلاتے هیں که قاضي القضاة عهد تک کو " خیانت و خباثت " اور رشوت ستانیوں کي مہلت نه دي - گویا یه معامله قضاة کیلیے ایک معروف و مسلم معامله تها ! " میر عدل " کے عہده سے مقصود صیغهٔ احتساب شرح کي افسري تهي (صفحه ٧٥ - جلد ٣ و ٢١٠ - جلد ٢)

(٢) یه وهي بزرگ هیں جو کل ممالک محروسهٔ اکبري کي شیخ الاسلامي اور صدارت پر سرفراز هوے تهے - ابتدا میں دربار اکبري کي بدعات اور بے قیدیوں کے سخت مخالف رهے - جب علماء دربار نے فتوی دیا که بادشاہ کو سجده کرنا جائز هے تو پوري طرح مخالفت کي ' لیکن جب دیکها که حمام میں سبهي ننگے هیں تو خود بهي کپڑے اتار دیے - بدایوني لکھتے هیں - اب مفتي کل بهي سجدهٔ طاعت بجا لاکر مقربان خاص میں داخل هوگئے هیں - پهر سنه ٩٩٠ کے حالات میں لکهتے هیں - مفتي ممالک محروسه کو دیکها - سر تا پا ریشمیں کپڑوں میں ملبوس - پرسیدم مگر روایتے درین باب بنظر آمده ؟ شاید کوئي روایت اسکے جواز میں بهي نکل آئي هے ؟ (کیونکه وهاں تو نئے نئے فتوؤں کیلیے روز روایتیں ڈهونڈهه ڈهونڈهکر نکالي جاتي تهیں) فرمایا - هاں - جہاں لباس حریر عام هوگیا هو وهاں مضائقه نهیں - گویا یه بهي ما یعم به البلوی میں داخل هے ! اسي

اُس زمانے کے الزام مہدوبۃ کا اندازہ تم اپنے زمانے کے بعض نام نہاد اور خود ساختہ مذہبی الزاموں سے کرسکتے ہو - گذشتہ نصف صدی میں علماء سوء و دجاجلۂ آخرالزمان نے ان الزاموں کے ذریعہ کیسے کیسے مظالم و شدائد مصلحین امت و متبعین کتاب وسنۃ و داعیان دین الخالص پرنہیں کیے ہیں اور اس دنیا کی کونسی مصیبت ہے جو اُنپر نہیں لائی گئی ہے ؟ اب تو یہ فتنہ کچھہ کچھہ دب چلا ہے ' لیکن گذشتہ ساتھہ ستر برس کے اندر نہ صرف ہندوستان بلکہ اکثر بلاد اسلامیہ میں جو حالت رہچکی ہے ' افسوس کہ تاریخ کا قلم ابتک اُس سے آشنا نہ ہوا - ورنہ شاید پچھلے عہد فتن و مظالم کی کتنی ہی سرگذشتیں اُسکے سامنے ہیچ نظر آتیں - اس فتنہ نے حق کی پامالی اور صلحاء امت کے قتل و غارت کے سارے ہتیار اکٹھے کر دیے تھے - جہاں کسی کو کتاب و سنۃ کا داعی اور بدعات و منکرات سے کنارہ کش دیکھا - جھٹ کہدیا کہ منہم - پھر بمجرد اس الزام کے گویا اُس بدنصیب کا خون

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۴]

ڈرنے لگے مگر دلوں کی عقیدت و ارادت تو نہ ملی ؟ یہ کیا اندھیر ہے کہ ایک فقیر بے نوا پھٹی کملی اوڑھکر کسی کھنڈر میں بیٹھہ جاتا ہے - ہدایہ کی چار سطریں سامنے رکھدیں تو ہوش و حواس گم ہوجائیں - قدوری اور کنز بھی پوری نہیں پڑھی - اسپر عالم گیریوں اور جہاں ستانیوں کا یہ عالم کہ لاکھوں دلوں کا مالک ! آبادیوں کی آبادیاں ہیں کہ سمٹی چلی آرہی ہیں ! افسوس ' ان بندگان نفس کو کون سمجھاے کہ کار خانۂ الہی کے تعزز و تذلل کا صرف وہی قانون نہیں ہے جو تم نے مولویت و مشیخت کی مسندوں پر بیٹھکر سمجھہ رکھا ہے - مدرسوں کی دماغ سوختگیوں کے علاوہ بھی کچھہ کرنے کے کام ہیں ' اور شاید سارا دار و مدار اُنہیں پر ہے - اصلی طاقت عمل کی ہے نہ کہ مجرد علم کی - ابن ماجہ کی روایت یاد آگئی " قلوبہم مفاتیح الہدی - یخرجون من کل غبراء مظلمہ "

اگر تو خدمت محمود جوں ایاز کنی | زبندگی بنشینی بہ تخت سلطانی
مگر طریق رہش از سر نیاز کنی | زنازکی نہ برد پے بمنزل مقصود
بصد نیاز بخواند ترا و ناز کنی | اگر بناز برانند ' مرو کہ اخر کار

هے که اُس زمانے میں کسي عالم حق کے مهدوي هونے کیلیے اس سے بڑهکر اور کونسي دلیل هوسکتي تهي ؟ - شیخ عبد الحق محدث دهلوي کے ایک اشارہ سے بهي اسکی تصدیق هوتي هے - " شیخ قطب عالم مي گفت که چون بملازمت او رسیدم ' بجهت غلبۂ طریقۂ وعظ و نصیحت بخاطر خطور کرد که مگر شیخ طریقۂ مهدویه دارد - بمجرد این خطور بے سابقۂ تقریبي سر برآوردہ و فرمود - مهدویه فرقۂ ضاله اند" (اخبار الاخیار - صفحه ۱۹۹)

اصل یه هے که علماء دنیا کو فقراء حق کي اذیت و مخالفت کیلیے هر عهد میں کسي نه کسي آلۂ تضلیل و حیلۂ قتل کي تلاش رهتي هے اور وہ ڈهونڈهه ڈهانڈهکر نکال هي لیتے هیں - پهر جهاں کسي کو راہ حق و اصلاح میں سرگرم اور اپني نفس پرستیوں کي راہ میں مخل دیکها - جهٹ وهي الزام اُسکے سر تهوپ دیا اور عوام و حکومت ' دونوں کا فتنه اُسکے پیچهے لگادیا - هر زمانے کے حالات اور عوام کے میلان و اعتقاد کے مطابق یه آله بهي ڈهلتا رها هے ' اور گو هتیار بدلتے رهے لیکن کاٹ سب کي یکساں رهی - (۱)

---

(۱) صرف هندوستان هي کي تاریخ دیکهه لي جاے - اوائل شیوع اسلام سے آخر تک - کوئي اهل حق ان فتنوں سے نه بچا - حضرت خواجه معین الدین اجمیري ' شیخ الاسلام ملتاني ' خواجه بختیار کا کي ' خواجه نظام الدین اولیاء (رضي الله عنهم) ان میں سے کوئي بهي ایسا نهیں هے جنکو وقت کے فقیهوں اور قاضیوں نے چین سے بیٹهنے دیا هو - کسي پر کوئي الزام لگایا کسي پر کوئي الزام - خواجه قطب الدین کاکي کے عهد کے شیخ الاسلام نے جب دیکها که کچهه نهیں چلتی اور خلق الله پروانه هو رهي هے تو ایک فاحشه عورت کو پانچ سو دینار کي لالچ دلاکر آماده کیا که بر سر دربار خواجه صاحب پر زنا کا الزام لگاے - لیکن جب موقعه آیا تو اُنکي هیبت حق نے مهلت نه دي اور خود اُس عورت هي نے اصلي واقعه ظاهر کردیا - بڑي جلن ان لوگوں کو اس بات کي هوتي هے که هم شریعت کے مالک هیں - جب تک مسئله نه بتلائیں نه کسی کا غسل ٹهیک هو اور نه وضو - پهر کیا هے که دنیا همیں چهوڑ کر دوسروں کي طرف جاتي هے؟ هم نے بهیک کي روٹیاں کها کر دنیا جهاں کی کتابیں چاٹ لیں لیکن پهر وهي ملا کے ملا - شیخ الاسلام اور قاضي القضاة بهي هوگئے تو کیا هوا ؟ لوگ سهم کر

استاد وقت تسلیم کیے گئے - علی الخصوص علم حدیث کے درس و اشاعت میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے - دهلي میں اُسوقت صرف وهي ایک بزرگ تھے جنکے یہاں محدثین کے طرز پر (۱) کتب صحاح کي تعلیم هوتي تھي - طلباء دوسري جگھوں سے فراغت حاصل کرکے اُنکي خدمت میں پہنچتے اور علم حدیث میں استفادہ کرتے - اس امر کي اس سے بھي تائید هوتی هے که مولانا ممدوح شیخ رفیع الدین سلامي شاگرد حافظ سخاوي کے شاگرد تھے ' اور شیخ موصوف پہلے شخص هیں جنکي وجه سے هندوستان میں علم حدیث کے درس و نظر کا چرچا پھیلا -

هندوستان میں اسلامي علوم مغلوں کي حکومت کے ساتھه آے - مغلوں کا وجود هي اسلامی تنزل کي ابتدا اور تھا - اسلیے گویا یہاں علوم اسلامیه کے درس و تدریس کي بنیاد هي تنزل سے پڑي - اکبر کے عہد سے پہلے تک تعلیم زیادہ تر فقه و اصول میں محدود تھی - اُن وقتوں کے فقهی مناظرات وغیرہ سے معلوم هوتا هے که اُسکا پیمانه بھي چنداں بلند و وسیع نه تھا - اسي اثناء میں علامۂ تفتازاني کی درسیات کي عام مقبولیت و اشاعت کی هوا چلی ' اور هندوستان میں بھي گھر گھر پھیل گئي - نتیجه یه نکلا که اس سے پہلے مفتاح سکاکي بلاغة میں اور اصول بزدوي وغیرہ اصول میں پڑھی پڑھائي جاتي تھیں - اب وہ بھي چھٹ گئیں - سارا دار و مدار علامۂ موصوف کے مختصرات و شروح پر آکر رهگیا - علامۂ تفتازاني کی درسیات کي مقبولیت علوم درسیۂ اسلامیه کے تنزل کي سب سے بڑي بنیاد هے - پھر اکبر کے عہد میں ایران و ولایت سے معقولات کا نیا سیلاب اُٹھا - میرزا فتح الله شیرازي وغیرہ نئے نئے حاشیے اور شرحیں لاے - میرزا جان وغیرہ کی کتابوں کی اشاعت هوئی - یه لوگ امارت و وزارت کی حکمرانیاں بھي رکھتے تھے - وقت کا دربار مذهبي جرچوں سے بے میل تھا - اسلیے معقولات کي گرم بازاري کے سامنے فقه و اصول کی

---

(۱) اصل عبارت میں " به رنگ محدثین " هے - یعني اُس عہد کے عامۂ علماء اور فقہاء کے طریقه پر نہیں -

مسلمانوں پر حلال ہوگیا - یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو مسلمانوں کی بستیوں میں امن ملسکتا ہے لیکن اُس بدبخت کیلیے کہیں پناہ نہیں - گھر سے بے گھر اُنکو ہونا پڑا ' مردود و مطعون خلائق وہ بنے ' خدا کی عبادت گاہوں کے دروازے اُنپر بند کیے گئے ' کفر کے فتوؤں کا بے خطا ہتیار انکے لیے حرکت میں آیا ' حکومت وقت کو اونکے خلاف بھڑکایا گیا ' کفار نے نہیں ' خود مسلمانوں نے اُنکے خلاف سازشیں کیں - بغاوت کا الزام لگا کر کسی کی جان پھانسی کے تختے پر لی گئی ' اور کسی کو مدۃ العمر کیلیے کالے پانی بھجواکر مسلمانوں نے جشن کیے - حتی کہ جن مظلوموں نے جوار بیت اللہ و بیت الرسول کو من دخلہ کان امنا (۹۷:۳) سمجھکر کفر زار ہند سے ہجرۃ کی ' اُنکو وہاں بھی پناہ نہ ملی - کبوتروں کے غول مسجد حرام میں بے غم اوڑتے ہیں اور جانوران صحرائی کو اس دار الامن نے شکاریوں کی صید افگنیوں سے محفوظ کردیا ہے - مگر افسوس کہ عشاق کتاب و سنت کیلیے وہاں بھی امن نہ تھا - وہی خود ساختہ مذہبی الزام اُنپر لگایا گیا - عین جوار حرم میں کسی مہاجر الی اللہ کے تازیانے لگاے گئے ' کسی کو قید کیا گیا ' کسی کا تمام مال و متاع مسلمانوں کیلیے مباح کردیا گیا - جن لوگوں نے کفر و ظلم کی آبادیوں سے نکلکر اللہ کے گھر میں پناہ لی تھی ' انکو وہاں سے بھی نکالا گیا :

درون خانۂ چشم تو مردمان ہستند
کہ درمیان حرم می زنند قافلہ را !

اور یہ سب کچھہ اسلیے ہوا کہ قرآن کے چاکر اور رسول و سنۃ رسول کے شیفتہ ہیں :

تمنت سلیمی ان نموت بحبہا
و اہون شيء عندنا ما تمنت !

فصل

تذکرۃ الواصلین میں لکھا ہے کہ مولانا جمال الدین علم و طریقت اور ظاہر و باطن کے جامع تھے تمام علوم و فنون کے درس و تدریس میں

یہ شہادت دیکھکر طبیعت کو نہایت درجہ خوشي ہوئي - کہہ نہیں سکتا کہ یہ خیال کسدرجہ سرور قلب و کیف دماغ کا باعث ہوا کہ الحمد للہ علم حدیث و سنۃ کي خدمت و چاکري کي سعادت سے ہمیشہ یہ خاندان ممتاز رہا ہے' اور " برنگ محدثین" ذرق سنۃ اور " با اہل دنیا کارے نہ داشتن" کي دولت ابتدا ہي سے ہم خاک نشینان فقر و نا مرادي کے حصے میں آئي ہے - عجب نہیں کہ یہ بادۂ کہن وقت کي خمار آلودگیوں کے علی الرغم پھر جام و مینا کي گردش تک پہنچے' اور یہ سرمستي پارینہ دارورے تازہ سے ترکیب پاکر ہنگامۂ گذشتہ اور شورش رفتہ کي دست افشانیوں اور پاکوبیوں کا عالم پھر از سرنو تازہ کردے :

به بدمستي سزد گر متهم سازد مرا ساقي
هنوز از بادۂ پاربنه ام پیمانه بو دارد !

سبحان اللہ' عالم فقر و نا مرادي کي عظمتیں' اور بوریاے استغناء و قناعت کي شہنشاہیاں ! اگر مولانا موصوف کے حالات میں ہم پڑھتے کہ وقت کے خانخاناں اور امیر الامراء تھے' بلکہ تاج و تخت کے مالک اور ملکوں کے حکمراں تھے' جب بھي یہ کیفیت و سرور کب حاصل ہوتا جو اس ایک جملہ میں موجود ہے کہ " با اہل دنیا کارے ندارد ! " انکي دنیوي عظمتوں کي نامہ نگاري میں اگر پوري آئین اکبري اور اکبر نامہ بھي ملجاتا' تو وہ بھي اِس ایک شہادت کے آگے ہیچ تھا - دنیا باري و حکومت پرستي کي ایک ایسي عالم آشودي میں جیسي کہ اُنکے عہد میں تھي' اگر " با اہل دنیا کارے نہ داشتن " کا معاملہ رکھتے تھے' تو صرف اس واقعہ کي یاد ہي ہماري سرگرانیوں کیلیے کفایت کرتي ہے - زمانہ کي ساري نا موافقتوں اور بے مہریوں کے ساتھہ بھي ایک بدمست زندگي بسر کر دینے کیلیے اس جام کہنۂ استغنا کا ایک جرعۂ عالم فراموش کافي ہے :

هنیـاً لارباب الـــنعیم نعیمهـا و للعاشق المسکین ما یتجرع !

دوسري شہادت حضرۃ شاہ عبد الحق محدث کي ہے کہ اُنکے معاصر ہیں' اور اُنکي زندگي ہي میں لکھہ رہے ہیں :

بهي نه چل سکي ' اور رفته رفته درسييات نے وہ شکل اختيار کرلي جواب درس نظاميه کے نام سے تمام ملک ميں رائج هے اور جسکا غالب حصه معقولات پر اور وہ بهي بطريق قدماء نهيں ' بلکه متون و شروح و حواشي متاخرين پر مشتمل هے -

ليکن اس عام حالت ميں کبهي کبهي مستثنيات کے فلتات تبديلي بهي پيدا کرديتے تهے - شيخ رفيع الدين سلامي لودهيوں کے زمانے ميں هندوستان آے اور علامۂ دواني کي مصنفات کے ساتهه علم حديث کا ذوق بهي اپنے ساتهه لاے - أنهي کے شاگرد مولانا جمال الدين بهي تهے - ان بزرگوں نے علم حديث کا ذوق علماء هند ميں پيدا کيا - مولانا جمال الدين کے آخري عهد ميں شيخ عبد الحق حجاز سے واپس آے - الله نے انکي عمر مبارک ميں بڑي برکت دي ' اور أنکي تدريس و تصنيف نے ايک پورا سلسلۂ تعليم ملک ميں قائم کردبا - ايسي هي مستثني حالت هندوستان کے ساحلي مقامات کي بهي رهي هے - مثلاً گجرات وغيرہ جهاں شيخ علي منقي اور شيخ عبد الوهاب اور شيخ طاهر وغيرہ اصحاب حديث پيدا هوے - شيخ عبدالحق انهي بزرگوں سے فيض ياب هوے تهے -

مولانا جمال الدين کے ذوق حديث کي نسبت ابتدا ميں جو کچهه معلوم هوا ' أسکي بنياد صرف تذکرة الواصلين اور والد مرحوم کا رساله تها - ليکن اب منتخب التواريخ ميں أنکے حالات ديکهے تو پوري طرح اس بات کي تصديق هوگئي - ملا بدايوني نے ايک خاص باب ميں صرف أن اکابر عهد کا ذکر کيا هے جن سے وہ ملسکے هيں اور تلمذ و اجازت حاصل کي هے - اسي باب ميں مولانا کا ذکر اسطرح کرتے هيں :

" علم حديث را خوب ورزيدہ - درصحبت اهل فقر و فنا رسيدہ - مدت مديدست که لذت آں وادي دريافته - و توفيق استقامت و استدامت براں رفيق اوگشته - با اهل دنيا کارے ندارد - و بافادۂ و افاضۂ طلاب علم مشغول ست " (جلد ۳ - صفحه ۱۱۳)

هوئي ميرے پاس موجود هے - شيخ رجيه گجراتي کي شرح بهي عرصه تک ديار دکن و گجرات ميں متداول رهي - مولانا منور الدين کے حالات ميں پڑهوگے که اُنکے زمانے تک درسيات ميں داخل تهي - مولانا شمش الدين يحيى حضرة خواجه نظام الدين اولياء کے مشهور خلفاء ميں سے هيں - شرح مشارق ميں لکهتے هيں که ميں مولانا ظهير الدين بهکري سے اصول بزدوي پڑهتا تها - ايک دن خواجه صاحب کي خدمت ميں گيا تو پوچها کيا پڑهتے هو ؟ عرض کيا اصول بزدوي - فرمايا - اس کتاب کے فلاں مقام کا مطلب کيا هے ؟ ميں کچهه جواب نه دیسکا که وه مقام خود ميرے درس ميں بهي صاف نهيں هوا تها - پهر خود انهوں نے نهايت عالمانه تقرير کي اور اُس مشکل کو حل کرديا -

بهر حال موجوده عهد کے مقابلے ميں وه زمانه پهر بهي غنيمت تها که صرف شرح منار اور تلويح پر تو قناعت نهيں کرلي تهي ؟ اصول فقه حنفي کو سب سے پہلے پانچ شخصوں نے مرتب و منظم کيا اور کتابيں لکهيں - امام کرخي (متوفي سنه ۳۴۰) امام ابوبکر جصاص (سنه ۳۷۰) امام دبوسي صاحب تاسيس (سنه ۴۳۰) امام سرخسي (سنه ۴۸۳) امام بزدوي (سنه ۴۸۲) انکے بعد جسقدر کتابيں لکهي گئيں ' سب کي امهات يهي هيں - پس متاخرين کي مصنفات درسيه کے مقابله ميں امام بزدوي کي کتاب بدرجها بهتر اور ارباب شروح کي تمام بدعات تحرير و بيان سے پاک هے - يه کتاب جب عام طور پر داخل درس تهي تو يقيناً همارے زمانے کے دماغ سوختگان نور الانوار و تلويح سے اس زمانے کا پايۂ علمي بلند تر هوگا - ابتو اکثر مقامات ميں پوري تلويح کا پڑهنا پڑهانا بهي متروک هے - حروف معاني کي بحث تک جسکے سبق هوگئے ' سمجهنے لگتا هے که وقت کا اصولي اور فقه کا امام هوگيا !

اصول بزدوي کا پڑهنا پڑهانا ايک طرف - ابتو يه حال هے که بهتوں کو اسکا اور اُسکے مصنف کا نام بهي شايد معلوم نهيں - اسي هفته ايک نيا نقشۂ نصاب تعليم ميرے پاس آيا هے جسکو ايک مشهور مدرسه کے تمام

" جامع میان علم شریعت و طریقت - از اول فطرة بر نشئة عبادت وتقوی و صلاح بر آمده ' و بر عصمت ذاتی نشؤ و نما یافته - بعد تحصیل علم دینی به تهذیب اخلاق و تبدیل صفات موفق شد - الحق دریں زمان در زمرۂ علماء و فضلاء ایں چنین مردم در سلوک این طریق و رسوخ قدم و اتباع سنت حضرة سید المرسلین صلی الله علیه و سلم نادر و عزیز الوجود اند " (۱)

حضرة شاه عبد الحق محدث جس دور علم و تعلم کے بانی ہوے ' اُسکی ایک خصوصیت یه ہے که علم حدیث کے متعلق فارسی زبان میں که ملک کی عام زبان تهی ' تصنیف و تراجم کی بنیاد ڈالی - خود شاه صاحب نے مشکواة وغیره کا ترجمه کیا - پهر اُنکے صاحب زاده شیخ الاسلام نور الحق نے صحیح بخاری کا - لیکن تذکرة الواصلین سے معلوم هوتا ہے که یه سلسله بهی مولانا جمال الدین هی کا شروع کرده ہے - انهوں نے صحیح بخاری کی فارسی میں ایک شرح لکهی تهی جو کتاب النکاح تک مکمل هوئی تهی ' اور اُس زمانے میں نهایت مشهور و متداول تهی - اُنکی دوسری تصنیف اصول بزدوی کی شرح ہے - صاحب تذکره نے شاه عبد الحق صاحب کا قول نقل کیا ہے " و از تصنیفات اوست شرح اصول بزدوی که امروز در تمام دیار هند مشهور است و در طلباء وی مقبول "

شاه صاحب کے اس جمله سے ' اور نیز دیگر موارد سے معلوم هوتا ہے که اُس عہد میں اصول بزدوی عام طور پر داخل درس تهی - اسی لیے متعدد علماء هند نے اُن عهدوں میں اُسکی شرحیں اور حاشیے لکهے - قاضی شهاب الدین دولت آبادی نے بعض امر تک شرح لکهی تهی جسکو شیخ عیسی جونپوری نے پورا کیا - حضرة مولانا منور الدین کے قلم سے لکهی

---

(۱) شاه صاحب کی یه عبارت میں نے والد مرحوم کے رساله سے نقل کی ہے - والد مرحوم نے اُنکے مکتوبات کا حواله دیا ہے - لیکن مکتوبات کا جو مجموعه " ارسال المکاتیب و الرسائل " کے نام سے متداول ہے ' اسمیں یه عبارت نہیں ملی - شاه صاحب نے اپنی تصنیفات کے تذکره میں متعدد مجموعه هاے مکاتیب کا ذکر کیا ہے -

طوائف الملوکیوں میں بسر ھوا - بالاخر شیخ علائي کے واقعہ کے چار سال بعد سنہ ۹۶۱ میں ھمایوں سیلاب کي طرح خیبر کي بلندیوں سے اُترا ' اور دیکھتے ھي دیکھتے پٹھانوں کي حکومت خس و خاشاک بنکر بہہ گئي - اُنکي حکومت بہت سي خوبیاں بھي رکھتي تھي - عدلي و سکندر آخر تک اشرفیاں لٹاتے رھے ' مگر کوئي بات بھي کام نہ آئي - شہیداں حق کا خون رنگ لاے بغیر نہ رھا :

چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند !

ان معاملات کو صاحب تذکرہ نے بہت تفصیل سے لکھا ھے - چونکہ عام تاریخي واقعات ھیں ' اسلیے قلم انداز کرتا ھوں - باقي رھا حضرۃ موصوف کي پیشین گوئي کا معاملہ اور اُسکا ظہور ' تو یہ بات اصحاب نظر کے لیے ذرا بھي تعجب انگیز نہیں - اگر ایک تجربہ کار طبیب سات دن پہلے کہہ دیسکتا ھے کہ مریض جانبر نہوگا ' اور اگر ایک جاھل مگر سالخوردہ دھقان ھوائیں دیکھکر اور موسم کے قدرتي آثار جانچکر بتلا دیسکتا ھے کہ بارش ھوگي یا نہیں ؟ تو پھر کیوں تعجب ھو اگر ایک طبیب اُمت اور موسم شناس عالم معني و حقیقت حالات و علائم دیکھکر پکار اُٹھے کہ حکومت مٹنے والي ھے ' اور اُمت کي نزع کا وقت آگیا ؟ یا موسم جلد پلٹنے والا ھے ' اور قریب ھے کہ طوفان افق پر چھا جاے ؟ اور یہ مثال بھي اسلیے دي تاکہ تمھارے فہم کی نا رسائیوں پر گراں نہ گزرے - ورنہ اصل حقیقت کا نقشہ اس سے بھی بلند تر کھینچا جاسکتا ھے ' اور جمال حقائق تمثیلوں کي حجاب آرائیوں کا متحمل نہیں - عرفي نے خوب کہا ھے :

تو خفاشي ' زنور مہ قیاس نور خور میکن
ترا سود این بود ' گر نور خور بیني زبان بیني !

اس سے بھي آسان اور موٹي سي بات کہتا ھوں - اللہ کے قوانین و سنن معنوبہ اُسي طرح اٹل ھیں جسطرح مادیہ - اِسکو تم مانتے ھو - لیکن چونکہ اُنپر ویسا یقین نہیں رکھتے جیسا جسماني قوانین مادہ پر ھے ' اسلیے جزم و قطع کے ساتھہ کبھي کوئي بات نہیں کہہ سکتے - ھر شخص کہتا ھے کہ

مدرسین نے ملکر مرتب کیا ھے - اسمیں بہ تقلید ندوہ درجۂ تکمیل بھي رکھا ھے اور تکمیل اصول میں شرح اصول بزدوي منتخب کي ھے - لیکن اسکا نام یوں لکھا ھے "کشف، للبزدوي" حالانکہ امام بزدوي کي "کشف" نامي کوئي کتاب سماء دنیا کے نیچے موجود نہیں - البتہ علاء الدین بخاري نے اصول بزدوي کي ایک شرح "کشف الاسرار" ضرور لکھي ھے اور قسطنطنیہ میں چھپ گئي ھے - غالباً حضرات مجوزین نصاب نے اسي کا ذکر کہیں سن پایا ھے - خود تو کتاب دیکھي نہ تھي - سمجھہ لیا کہ بزدوي کي کتاب ھي کا نام "کشف" ھوگا - جب یہ حال ایک مدرسہ کے تمام مدرسین کي مجموعي معلومات کا ھے' تو فرداً فرداً جو حال ھوگا اسکا کیا پوچھنا ؟

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اس نصاب میں ایک خانہ دینیات شیعہ کا بھي ھے - کلام و عقائد میں سنیوں کیلیے شرح عقائد وغیرہ اور شیعوں کیلیے "تنزیہہ الانبیاء" رکھي ھے - گویا "تنزیہہ الانبیاء" مثل شرح عقائد وغیرہ کے شیعہ علم عقائد کي کوئي کتاب ھے - حالانکہ کتاب مذکور علامہ شریف علم الہدیٰ کي ھے اور اسکا موضوع علم عقائد و توحید نہیں ھے' بلکہ عقائد کا صرف ایک مسئلہ - یعني عصمت انبیاء -

فصل

صاحب تذکرہ لکھتے ھیں - سلیم شاہ کي درویش آزاربان دیکھکر حضرۃ شیخ داؤد نے فرمایا تھا - اب پٹھانوں کے زوال و ھلاکت کا وقت آگیا - اس پیشین گوئي کا چرچا گھر گھر پھیل گیا تھا - لوگوں کو اسقدر وثوق تھا کہ صبح شام اسکے ظہور کا انتظار کرتے تھے - چنانچہ بالاخر ایسا ھي ھوا - سلیم شاہ کے بقیہ دو سال حیات بڑي ھي بد حالیوں میں کٹے - موت ایک ایسے مرض سے ھوئي کہ کوئي حکیم تشخیص نہ کرسکا - پھر اسکا لڑکا فیروز قتل ھوا اور ھمیشہ کیلیے نسل منقطع ھوگئي - اسیطرح عدلي اور سکندر کا پورا زمانہ

کی بات ہے، اور کیوں تم اسکو خلاف عقل سمجھو؟ وہ ساری باتیں جنکا امکان انسانی دماغ میں آسکتا ہے عقل کے مطابق ہیں - اُن میں سے کوئی بھی خلاف عقل نہیں - البتہ اسکا کیا علاج کہ خود تمہاری ہی عقل راہ خلاف میں گم ہے - تم نے تو آجتک یہ موٹی سی بات بھی نہ سمجھی کہ کسی بات کے ما وراء عقل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خلاف عقل بھی ہو:

سر روحانیان داری ولے خود را ندیدستی
بخواب خود درا تا قبلۂ روحانیان بینی!

" العاقبة للمتقين "

ظلم کا نتیجہ جلد یا بدیر تباہی ہے - لیکن چونکہ اسپر پورا یقین نہیں ' اسلیے کبھی تمہیں یہ جرأت نہیں ہوتی کہ کسی ظالم کی نسبت جزم و تحدی کے ساتھہ دعوی کرسکو کہ ظلم کا زہر عنقریب رنگ لائیگا - حالانکہ اگر ایسا کرو ' تو اس قانون حق کا بنانے والا کبھی تمہیں جھوٹا ہونے نہ دے اور یہ بات بھی ویسی ہی سچی اور بدیہی نکلے جیسے زہر سے موت اور آگ سے جلن - برخلاف اسکے جب ایک دانا ے حقیقت و صاحب ایمان و ایقان کبھی کبھار نکل آتا ہے ' الله اسکے دل کو نور یقین کامل و علم حقیقت سے معمور کر دیتا ہے - تو اسکو جسقدر یقین دن کی روشنی اور رات کی تاریکی پر ہوتا ہے ' اس سے کہیں زیادہ قانون حق و باطل و آئین صلاح و فساد پر ہوتا ہے - وہ حالات دیکھکر بلا تامل بتلا دیتا ہے کہ آج جو کچھہ ہو رہا ہے ' کل کو اسکا نتیجہ یہ نکلیگا - اگر اجتہاد میں اس سے غلطی نہ ہوئی ' تو دنیا دیکھہ لیتی ہے کہ ٹھیک ٹھیک ویسا ہی ظہور میں آتا ہے - اسپر تم سب تعجب کرتے ہو - حالانکہ اگر ایمان کی طاقت سے کام لو اور قوانین الہی کو علم و نظر صادق کے ساتھہ حالات و حوادث پر منطبق کرو ' تو تم سب بھی ویسی ہی پیشین گوئیاں کرسکتے ہو جیسی ایک شخص خاص کرتا ہے ' اور الہام حق کا دروازہ ایمان کامل کا ہاتھہ تم سب پر کھولدے سکتا ہے - عرفی یہی حقیقت کہتا ہے .

هرکس نـه شنـا سندۀ راز ست ' وگرنه
این ها همه راز ست که معلوم عوام ست !

قران نے جابجا بتلا دیا ہے کہ مصلحین حق و آمرین بالمعروف کا قتل کسی جماعت کی تباہی کا سب سے آخری کام ہوتا ہے - و یقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس (۳/۲۱) اور ظلم کے ساتھہ کبھی فلاح جمع نہیں ہوسکتی . انه لا یفلح الظالمون (یوسف ۱۲/۲۳)

آل عمران

هیچ قومی را خدا لعنت نکرد تا دل صاحب دلے نامد بدرد

مصلحین حق قتل ہو رہے تھے - ظلم کا بازار گرم تھا - یہ دیکھکر اگر حضرة شیخ داؤد نے آنے والے نتائج کی پہلے سے خبر دیدی تو کونسی اچھنبے

فصل

گفتی کہ چرا حالِ دلِ زار نہ گوئی؟
من خود کنم آغاز، بہ پایان کہ رساند؟

ان اوراق پریشان کی تالیف کا باعث ایک دوست عزیز کا اصرار تھا - اب وہ مصر ہیں کہ خود اپنے حالات بھی قلمبند کروں - اس تمام داستان سرائی کے اہتمام سے انکا اصلی مقصد یہی تھا - ہرچند معذرت کی مگر مسموع نہ ہوئی - ناچار تعمیل فرمائش کیلیے مستعد ہونا پڑا - کئی سو صفحے روشن دلان سلف کے تذکرۂ آثار و مناقب سے نورانی ہوچکے ہیں - اب دو چار صفحے اپنی سیہ روئیوں اور سیہ بختیوں کے سواد تحریر سے بھی سیاہ کرتا ہوں کہ " تعرف الاشیاء باضدادہا "

در مجلس وصالش خمہا کشیدہ مردان
چون دور خسرو آمد، می در سبو نماندہ!

یہ غریب الدیار عہد، و نا آشناے عصر، بیگانۂ خویش، و نمک پروردۂ ریش، معمورۂ تمنا، و خرابۂ حسرت، کہ موسوم بہ احمد و مدعو بابی الکلام ہے، سنہ ۱۸۸۸ع مطابق ذوالحجہ ۱۳۰۵ ہجری میں ہستی عدم سے اس عدم ہستی نما میں وارد ہوا، اور تہمت حیات سے متہم - الناس نیام، اذا ماتوا فانتبہوا -

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقیست شب فتنہ، غنودیم

نـــوٹ

اصل مسودہ میں اسکے بعد دوسرا باب حضرۃ شیخ محمد بن شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں تھا اور اسمیں انہوں نے اپنے والد مرحوم کے مادری سلسلے کا حال ختم کردیا تھا - اسکے بعد تیسرے باب میں انکے جد امجد حضرۃ شاہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ہیں ' اور پھر مولانا منور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے - چونکہ بعض وجوہ سے اب کتاب کو دو حصوں میں شائع کرنا مناسب نظر آیا ' اسلیے پہلے حصہ کو یہیں ختم کردیا جاتا ہے - دوسرا حصہ باب دوم سے شروع ہوگا - اسی کے ساتھہ خود مولانا کے حالات کا حصہ بھی ملادیا جائیگا جو خاکسار نے مرتب کیا ہے - البتہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاتمۂ کتاب کی ایک فصل جسمیں مولانا نے اپنے انداز خاص میں خود اپنے حالات کی طرف چند اشارات کیے ہیں اور جن سے اس تذکرہ کے زمانۂ تحریر کے حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے ' اسی حصہ کے آخر میں درج کردی جاے ' تاکہ اس جلد کا اختتام بھی بالا جمال مولانا ہی کے حالات پر ہو - اگرچہ ان شاعرانہ اشارات سے آن عقیدت مندوں کی پیاس نہیں بجھیگی جو آنکے مفصل حالات کے لیے تشنہ ہیں -

فضل الدین احمد

تو پھر نہ اس حرماں نصیبی کیلیے کبھی امید ہے - نہ اِس ماتم حسرت کیلیے کبھی خاتمہ - بخت اسکندری اور تخت جمشیدی بھی ھاتھہ آئے تو لیکر کیا کیجیے ؟

گر بدانم کہ وصال تو بدین دست دھد
دل و دین را ھمہ دربازم و توفیر کنم !

آبائی وطن دھلی مرحوم ہے :

سلام علی نجد ، و من حل بالنجد !

مگر وطن مادری سرزمین مطہر طیبہ ، ودار الهجرة سید الکونین ، وشہرستان نبوت و وحی ہے - قبلۂ عبادت گداران عشق ، و کعبۂ نیاز مندان شوق - علی صاحبها الصلواة و التحیه .

دارم دلے گردان ، کہ من قبلہ نما میخوانمش
رو سوے ابرویش کند ، ھرچند می گردانمش

اور وطن حقیقی کی نسبت کیا کہیے کہ بحکم " کن فی الدنیا کانک غریب " ھم سب غریب سراے ارضی کے آوارۂ و مسافر - تمام مسافران ھستی ایک ھی قافلۂ عبرت کے رھسپار - سب کو ایک ھی مستقر و موطن دربیش - البتہ کسی کیلیے (ساءت مستقرا و مقاما) ہیں داخل ، اور کسی (۲۵ : ۶۶)
خوش نصیب کیلیے (حسنت مستقرا و مقاما) (۲۵ : ۷۶)

و ابرح ما یکون الشوق یوما
اذا دنت الخیام من الخیام !

مولد و منشاء طفولیت " وادی غیر ذی زرع " عند بیت اللہ المحرم ہے - یعنی مکۂ معظمہ زاد اللہ شرفاً و کرامۃ - محلۂ قدوہ - متصل باب السلام :

بلاد بها نیطت علی تمائمی   و اول ارض مس جلدی ترابها !

اِسوقت کہ سنہ ۱۳۳۵ ھجری قریب الاختتام ہے ، قافلۂ برق رفتار عمر منزل ثلاثین تک پہنچ چکا .

والد مرحوم نے تاریخی نام " فیروزبخت " رکھا تھا ' اور مصرعۂ ذیل سے ہجری سال کا استخراج کیا تھا :

" جوان بخت و جوان طالع ' جوان باد ! "

سبحان اللہ بخت کی فیروزی اور طالع کی ارجمندی ! نیمۂ عمر لغزشوں اور ٹھوکروں کی پامالی و درماندگی میں بسر ہوچکی - نیمۂ عمر جو شاید باقی ہے ' دم لینے اور سستانے میں ختم ہو رہی ہے - نہ منزل مقصود کا پتہ ہے - نہ شاہراہ منزل پر قدم - جب پاؤں میں تیزی اور ہمت میں جوانی تھی تو رہ نوردی و منزل طلبی کا دروازہ نہ کھلا - اب پامالیوں اور اُفتادگیوں سے نہ قدم میں پامردی رہی نہ ہمت میں کار فرمائی ' تو طلب نے آنکھیں کھولیں اور غفلت نے کروٹ لی - راہ دور اور نشان منزل گم - کیسۂ راہ خالی اور سروسامان کار ناپید - وقت جاچکا ' اور ہر آن و ہر لمحہ کاروان مقصود سے دوری اور منزل مراد سے مہجوری بڑھتی گئی - اب قدم کی تیزی اور ہمت کی چستی واپس بھی ملجائے ' پھر بھی وہ دولت وقت کب واپس ملسکتی ہے جو لٹ چکی ؟ اور وہ قافلۂ امید کب پس ماندگان غفلت کی خاطر لوٹ سکتا ہے جو جا چکا ؟

رفتم کہ خار از پا کشم ' محمل نہان شد از نظر
یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد !

ساری فیروز بختی و جوان طالعی کا معاملہ آج نہیں کل فیصل ہونے والا ہے - یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ - اصلی فیروز مندی وہاں کی فیروز مندی ہے ' اور جوان بخت وہی ہے جو اُس آنے والے دن کی آزمائش میں پورا اُترے - لکل امرئ منھم یومئذ شان یغنیہ ! ' - اگر وہاں روح و ریحان و جنت النعیم اور فوز عظیم کی فیروزی و کامرانی ہاتھ آئی ' تو پھر بخت بخت ارجمند ہے اور طالع طالع بلند - لیکن اگر وجوہ یومئذ علیھا غبرۃ ' ترھقھا قترۃ ' اور لا بشری یومئذ للمجرمین کی رسوائی و مایوسی ملی '

عبس ۸۰ : ۳۷

عبس ۸۰ : ۴۰

فرقان ۲۵ : ۲۲

همسایه شنید ناله ام ، گفت :
" خاقانی را دگر شب آمد ! "

ایک صبح امید تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے گزر گئی :

" همچو عیدے که در ایام بہار آمد و رفت !

ایک شام مایوسی تھی جسکی تاریکی کو امید کا کوئی چراغ روشن نہ کرسکا ۔

بجھا ہے دل جب سے مجھ حزیں کا ، چراغ جلتا نہیں کہیں کا !

با امید و حسرت کے دو دن - ایک ہوس تعمیر میں بسر ہوا - ایک ماتم تخریب میں - ایک دن تنکے چنتے رہے - دوسرے دن دیکھا توراکھ کا ڈھیر تھا جس پر خوب جی بھر کے آنسو بہاے :

دریں چمن که بہار و خزاں هم آغوش ست
زمانه جام بدست و جنازه بر دوش ست !

ابو طالب کلیم نے چار مصرعوں میں پوری سوانح عمری لکھدی :

بدنامی حیات دو روزے نه بود بیش
آنہم کلیم با تو چگویم چسان گذشت ؟
یک روز صرف بستن دل شد بایں و آں
روزے دگر بکندن دل زیں و آں گذشت !

اور در اصل اس شعبدگاہ ہستی کی تری سے تری مہلتوں کا بھی یہی حال ہے - (لم یلبثوا الا عشیة او ضحاها) اور (قالوا لبثنا یوما او بعض یوم) کلیم کو معلوم نہ تھا کہ اس سے پہلے یہی مضمون زیادہ ایجاز بلاغة کے ساتھ کہا جاچکا ہے :

و مدی بساعدنا الوصال ، و دهرنا
یومان ، یوم نوی و یوم صدود !

عہد طفلی ایک خواب عیش تھا :

حیف صد حیف که ما دیر خبردار شدیم !

يقولون هل بعد الثلاثين ملعبـــاً ؟
فقلت : و هل قبل الثلاثين ملعبا ؟

قریب ہے کہ چشم زدن میں یہ منزل بھی پیچھے رہجائے ' اور آگے کا حال کچھہ معلوم نہیں :

کس نمی گوید کہ از منـــزل آخـــر خبـــرے
صد بیابان بگذشت و دگرے در پیش ست !

جتنی زندگی گزر چکی ہے ' گردن موڑ کر دیکھتا ہوں تو ایک نمود غبار سے زیادہ نہیں ' اور جو کچھہ سامنے ہے ' وہ بھی جلوۂ سراب سے زیادہ نظر نہیں آتا - قلم درماندہ تذکرۂ و نگارش سے عاجز ' اور فکر گم گشتہ حیران اظہار و تعبیر - اپنی سرگذشت و روئداد عمر لکھوں تو کیا لکھوں ؟ ایک نمود غبار و جلوۂ سراب کی تاریخ حباب قلمبند ہو تو کیونکر ہو ؟ دریا میں حباب تیرے ہیں - ہوا میں غبار اڑتا ہے - طوفان نے درخت گرادیے - سیلاب نے عمارتیں بہادیں - عنکبوت نے اپنی پوری زندگی تعمیر میں بسر کردی - مرغ آشیاں پرست نے کونے کونے سے تنکے چنکر جمع کیے - خرمن و برق کا معاملہ - آتش و خس کا افسانہ - ان سب کی سرگذشتیں لکھی جاسکتی ہیں تو لکھہ لیجیے - میری پوری سوانح عمری بھی انہی میں مل جائیگی - نصف افسانۂ امید اور نصف ماتم یاس !

عاشق نہ شدی ' محنت اُلفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامۂ ہجران چہ کشاید ؟

پہلے مجسم امید تھا - اب سرتا سر حسرت ہوں

مختصر حال چشم و دل یہ ہے
اِسکو آرام ' اُسکو خواب نہیں !

اس پر بھی اگر داستانسرائی کا شوق ہو تو اِن پورے تیس برسوں کی سرگذشت سن لیجیے - حکایت برق و خرمن کوئی افسانۂ دراز نہیں جسکے لیے پوری رات آنکھوں میں کاٹنی پڑے - صرف ایک نالۂ گرم اور آہ سرد میں پوری حکایت ختم ہے :

کیجیے - ایک زنجیر ہو تو اُسکی کڑیاں گنیے - دل ایک تھا مگر تیر ہزاروں ہاتھوں میں تھے - نظر ایک تھی مگر جلوؤں سے تمام عالم معمور تھا - ہر کشش نے اپنا تیر چلایا - ہر رہزن نے اپنی کمند پھینکی - ہر فسوں ساز نے اپنا افسوں محبت پھونکا - ہر جلوۂ ہوش ربا نے صرف اپنے ہی دام الفت میں اسیر اور اپنی ہی فتراک اسیری کا نخچیر رکھنا چاہا :

وائے بر صید کہ یک باشد و صیادے چند !

نہ بات نہ تھی کہ استعداد نے بالکل ساتھہ چھوڑ دیا ہو اور دیدۂ اعتبار یک لخت کور ہو - برق نے بارہا چشمک کی - ستاروں نے بھی کبھی کبھی پردۂ شب کی اوٹ سے جھانکا ، لیکن رات کی تاریکی اور طوفان کی تیرگی ایسی نہ تھی جو ان چنگاریوں سے روشن ہوجاتی - وہ برابر بڑھتی ہی گئی :

فرصت ز دست رفتہ و حسرت فشردہ پائے

کار از دوا گذشتہ و افسوس نہ کردہ کس !

کبھی سرو کی بلند قامتی پر رشک آیا تو سر بلندی و سرفرازی کیلیے دل خون ہوا - کبھی سبزۂ پامال کی خاکساری و اُفتادگی پر نظر پڑگئی تو اپنے پندار و خود پرستی پر شرم آئی - کبھی باد صبا کی روش پسند آئی تو اقامت گزینی سے وحشت ہوئی - آوارگی و رہ نوردی کی دل میں ہوا سمائی - کبھی آب رواں کی بے قیدی و بے تعینی اس طرح جی کو بھائی کہ پابندیوں اور گرفتاریوں پر آنکھوں نے آنسوؤں اور دل نے زخموں کے ساتھہ ماتم کیا - پھولوں کو جب کبھی مسکراتے دیکھا تو اپنی آنکھوں نے بھی رونے میں کمی نہ کی ، اور درختوں کو جب کبھی جنبش ہوئی - شاخوں نے جھوم جھوم کر وجد کیا - تو اپنی سنگینی و بے حسی بھی ضرور یاد آگئی - غرضکہ نہ تو اسباب میں کمی تھی اور نہ استعداد بالکل مفقود تھی - بجلیاں کوندتی رہیں - بادل گرجتے رہے - لیکن افسوس کہ نیند بھی بڑی ہی سخت تھی اور پشت غفلت کسی بڑے ہی سخت تازیانے کا انتظار کر رہی تھی :

آنکھیں کھلیں تو عہد شباب کی صبح ہوچکی تھی ' اور خواهشوں اور ولولوں کی شبنم سے خارستان ہستی کا ایک ایک کانٹا پھولوں کی طرح شاداب تھا - اپنی طرف دیکھا تو پہلو میں دل کی جگہ سیماب کو پایا - دنیا پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ اس صبح فریب کیلیے نہ تو سوز وتپش کی دوپہر ہے - نہ نا امیدی و نا کامی کی شام - یہ سارا شہرستان امید اور نگار خانۂ نظر فریب صرف ایک ہمارے ہی دیدۂ ودل کی کامجوئیوں کیلیے بنا ہے ' اور گویا گوشہ گوشہ اور ذرہ ذرہ ہماری ہوسناکیوں کیلیے چشم براہ ہے - جس طرف کان لگایا ' یہی صدا سنائی دی - معلوم نہیں اپنی ہی گنبد غفلت اور ہنگامۂ ہوس کی گونج تھی - یا نو گرفتاران طلسم شباب کی ہوش ربائیوں کیلیے خود ساز ہستی کا نواے فریب ہی یہی ہے :

شہریست پر زخوبان ' وز ہرطرف نگارے

یاران صلاے عام ست گرمی کنید کارے !

غفلت و مدہوشی نے افسوں پھونکا ' سرمستی و سرگرانی نے جام بھرے ' جنون شباب نے ہاتھہ پکڑا ' اور ولولوں اور ہوسوں نے جو راہ دکھلائی ' دل کی خون فروشیوں نے اسی کو منزل مقصود سمجھا - ہوش و خرد کو گو پہلے حیرانی ہوئی لیکن پھر اُس نے بھی آگے بڑھکر اشارہ کیا - راہ ہے تو یہی راہ ہے اور رفت ہے تو اسی کا :

ساقیا مرنج از من عالم جوانی ہا ست !

جس طرف نظر اُٹھائی ' ایک صنم آباد اُلفت و پرستش نظر آیا جسمیں مندروں اور مورتیوں کے سوا کچھہ نہ تھا - ہر مندر جبین نیاز کا طالب - ہر مورتی دلفروشی و جانسپاری کیلیے وبال ہوش - ہر جلوہ برق تمکین و اختیار - ہر نگاہ بلاے صبر و قرار .

الفراق اے صبر و تمکین ! الوداع اے عقل و دین !

جس راہ میں قدم اُٹھایا ' زنجیروں اور کمندوں نے استقبال کیا - جس گوشے میں پناہ لی ' وہی زندان ہوش و آگہی نکلا ایک قید ہو توڑکر

اور اس راہ کي نیرنگیوں کا کچھہ عجیب حال ھے :

که علم بے خبر اُفتاد و عقل بے حس شد !

ھر چند راہ ایک ھي ھے ' لیکن کرشمے بے شمار ھیں - اور گو ھوش سب کھوتے ھیں مگر ایک ھي جلوہ سے نہیں .

اے ترا با ھر دلے رازے دگر ! ھر گدا را بر درت نارے دگر !

کوئي پکارتا ھے اور دروازہ نہیں کھلتا - کوئي بھاگتا ھے اور اسپر کمند پھینکے جاتے ھیں - قانون طلب و سعي سے انکار نہیں لیکن اگر وہ بے طلب دینا چاھے تو اُس کا ھاتھہ پکڑنے والا کون ھے ؟ " ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات' الا فتعرضوا لھا "

کار زلف تست مشک افشاني' اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آھوے چیں بسته اند !

غرضکه اپني غفلت پرستیوں کا تو یہ حال تھا - لیکن ادھر کارفرماے غیب کا فیصلہ کچھہ دوسرا ھي ھو چکا تھا :

به دور گردي من از غرور مي خندد
حریف سخت کمانے که در کمیں دارم !

ناگہاں جاذبۂ توفیق الہي پردۂ عشق مجاز میں نمودار ھوا ' اور ھوس پرستی کي آوارگیوں نے خود بخود شاھراہ عشق و محبت تک پہنچا دیا - آگ لگتي ھے تو رفته رفته شعلے بھڑکتے ھیں - سیلاب آتا ھے تو بتدریج پھیلتا ھے - یہ تو ایک بجلي تھي جو آناً فاناً نمودار ھوئي - چمکي - اور دیکھا تو خاک کا ڈھیر تھا :

مي گذشتم زعم آسودہ که ناگه ز کمیں
عالم آشوب نگاھے سر راھم بگرفت

اصل میں منزلیں تین ھي ھیں - ھوس ' عشق ' حقیقت :

حاصل عمرم سه سخن بیش نیست
خامؔ بدم ' پخته شدم ' سوختم !

نہ پہنچی ضعف سے لب تک دعا ھی' ورنہ سدا
در قبول تو اس آرزو میں باز رہا !

بہتر یہ ہے کہ صاف صاف ھی کہدیا جاے ۔

ہاں ! بانگ بلند ست ایں' پوشیدہ نمی گویم !

گمراھی عمل کی آخری حد فسق ہے اور گمراھی اعتقاد کی الحاد - سو فسق و الحاد کی کوئی قسم ایسی نہ تھی جس سے اپنا نامۂ اعمال خالی رہا ہو' اور فسق خود بھی ایک کامل قسم کا عملی الحاد ہے ۔

جو پرسش گنہم روز حشر خواھد شد
تمسکات گناھان خلق پارہ کنند !

قبل اسکے کہ ھم پر شہادت دی جاے' بہتر ہے کہ خود آپ ھی اپنے لیے شاھد بن جائیں : (اقرأ کتابك - کفی بنفسك الیوم علیك حسیبا) اور ھم شہادت دیں یا نہ دیں' خود ھمارا وجود ھی سر تاپا شہادت ہے - (بل الانسان علی نفسه بصیرة و لو القی معاذیره) ہاتھ پانؤں کی شہادت پر تعجب کیوں ھو؟ جب اس دنیا ھی میں دیکھ رہے ھیں کہ اُسکا ھر لمحہ یوم الاشہاد کا حکم رکھتا ہے' اور خود ھمارا قرین بغل ھی دم بدم شہادت دے رہا ہے - (لا اقسم بیوم القیامة ولا اقسم بالنفس اللوامة) البتہ ساری ھلاکت اسمیں ہے کہ ھنگامۂ غفلت و خود فراموشی میں نفس لوامہ کی صداے شہادت بہت کم کانوں تک پہنچتی ہے - اور پہنچتی ہے تو خود ھمارے ھی ہاتھ سرشاری و بدمستی کے نقاروں پر اس زور سے پڑ رہے ھیں کہ اُنکے شور و غل میں یہ سرگوشی ملامت کب کام دیسکتی ہے؟ الا یہ کہ (صیحة واحدة' فاذا ھم خامدون) کی گھڑی سر پر آجاے

گو شت ار بار درگران شدہ است
نشنوی نالۂ و فغان مرا !

لیکن دنیا کی ساری سچائیوں اور یقینوں سے بڑھکر یہ حقیقت ہے کہ :

کار ساز ما بفکر کار ما * فکر ما در کار ما آزار ما !

اُسکا دل چاروں طرف سے صدھا قسم کی کششوں کا نشانہ - ھر زنجیر کے بندھن پر مرتا اور ھر علاقہ کی اُلفت میں اسیر رھنا چاھتا ھے : زین للناس حب الشہوات من النساء و البنین و القناطیر المقنطرة من الذھب و الفضة و الخیل المسومة و الانعام و الحرث - ذلک متاع الحیاة الدنیا (آل عمران ۳ : ۱۴)

تو اب اصلی کام یہ ھوا کہ یہ ساری بندشیں کٹیں اور پرستش ما سوی اللہ کی ساری زنجیریں ٹوٹیں - اسکے لیے صرف دو ھی صورتیں ھیں - یا تو کوئی ایسا طاقتور ھاتھہ امادۂ عقدہ کشائی ھو کہ گن گن ایک ایک گرہ کھولدے - ایک کے بعد ایک ، ساری زنجیریں کھلتی جائیں - یا پھر ایک تلوار چمکے - جسکا ایک ھی بھر پور ھاتھہ چشم زدن میں ساری بندشوں اور زنجیروں کو ٹکرے ٹکرے کرکے رکھدے - نہ ناخن گرہ کشا کی منت پزیری - نہ زنجیروں کی حلقہ شماری کی انتظاری - ایک سوکھی لکڑی کے جلانے کیلیے ھزاروں تدبیریں کیجیے جب کہیں آگ سے دھواں اُٹھے - لیکن معلوم ھے کہ ھزاروں آشیانوں اور خرمنوں کیلیے بجلی کی ایک ھی نظر شعلہ بار کافی ھوتی ھے :

گفتم چہ گونہ میکشی و زندہ می کنی ؟
از یک نگاہ کشت ، جوابے دگر نہ داد !

قطع علائق اور دفع موانع کی جتنی راھیں سعی و ھمت اور طلب و جستجو سے پیدا کی جاتی ھیں ، سب پہلی صورت میں داخل ھیں - اور دوسری صورت جذب و عشق کی ھے - بہ قوت فرشتۂ عشق کے سوا اور کسی کے ھاتھہ میں نہیں کہ ھزاروں نشتروں کا کام ایک ھی وار میں پورا کردے :

دم شمشیر بود رھگذر عشق ، ولے
ھرکہ این رہ نبرد ، پے بہ دردل نبرد !

اسی لیے عرفاء طریق نے کہا - عشق کی بری سے بری گرفتاری بھی بے دردی و بے سوزی کی آزادی سے ھزار درجہ بہتر ھے ، اور اس راہ کی ناکامی بھی کم از فتح و فیروز مندی نہیں :

اور یہاں عشق سے مراد عشق محدود و ناقص یعنے مجاز ہے - نہ کہ علی الاطلاق ' کیونکہ اس اعتبار سے تو اول و آخر جو کچھہ ہے عشق هي ہے - تمام کائنات هستي میں بجز اسکے ہے اور کون ؟ آسمانوں کا ستون ہے تو بهي ہے - زمین کا مدار و محور قائم ہے تو اسي کے دم سے - دنیا میں جسقدر ظاهر ہے یهي ہے - جسقدر باطن ہے اسکے سوا کچھہ نہیں - یہ دوسري بات ہے کہ تمهاري نگاہ وحدت نا آشنا نے ایک هي حقیقت کو طرح طرح کے ناموں سے موسوم کردیا ہو - کتنے هي پردے هیں جو اسي کج نظري و کثرت بیني نے جمال حقیقت یگانہ و یک رنگ پر ڈال رکھے هیں - ورنہ :

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آن
هر کجا مي نگري ' انجمنے ساختہ اند !

بلاشبہ یہ بهي لغزش تهي - لیکن اس لغزش کو کیا کہوگے جو محبوب کے قدموں پر گرادے ؟ مقصود تو ساری باتوں سے اس تک پہنچنا ہے - اگر لغزش و مستي هي رہنما بنجائے تو پهر کیوں نہ هزار استقامتیں اسپر قربان هوں - لاکھوں هشیاریاں اسپر سے نچهاور :

گر طمع خواهد زمن سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین !

اصل یہ ہے کہ اس راہ کي کامیابي کا سارا دار و مدار قطع و وصل اور شکستگي و پیوستگي پر ہے ' اور قرب ایک منزل ہے جس تک پہنچنے کي راہ بعد هي میں سے هوکر نکلتي ہے - یعني ایک سے ملنے کیلیے سب کو چھوڑنا اور ایک سے جڑنے کیلیے سب سے کٹنا - اس دروازہ کا کھلنا اسپر موقوف ہے کہ وہ تمام دروازے بند کردیے جائیں جو پہلے کھول لیے گئے تھے :

در قبول نظر عشق هزاران شرط ست
اول از عافیت رفتہ ندامت باشد !

انسان کي محبوبات و مالوفات کے اتکاؤ ایک نہیں بے شمار هیں - اسکي گردن الفتوں کي طوق کا بوجھہ ہے - اسکے پانؤں علائق کي زنجیروں سے گرانبار -

عشق چون بر سرکس حملۂ بیداد آرد
اولش قـــوت بگریختـــن از پا برود !

لیکن عجب نہیں کہ کسي کے بام بلند تک پہنچنے کیلیے یہي زنجیر کمند کا کام دے جاے - کتنے ھي راہ کے خوش قسمت ھیں جن سے سیڑھیوں کا ایک ایک زینہ نہیں گنوایا گیا - کمند عشق نے ایک ھي جست میں قصر مطلوب تک پہنچادیا ٭

تو و قطع مدارلہا ٭ من و یک لغزش پائے !

اور یہ تو منزل عشق کے معاملات ھیں - تجربہ کاران راہ کا فیصلہ تو یہ ھے کہ اگر رندي و ھوس پرستي کي منزل میں بھي کچھہ دیر کے لیے دم لے لیا جاے تو فائدہ سے خالي نہیں - کتني ھي شاھراھیں ھیں جو اسي خار زار سے نکلي ھیں ٭

کعبہ را ویران مکن اے عشق ٭ کانجا تک نفس
گہہ گہے پس ماندگان عشق منزل مي کنند !

البتہ یاد رھے کہ سفر کي کامیابی نہ تو منزلوں پر موقوف ھے نہ مختلف راھوں پر - راہ کوئي ھو ٭ قدم میں حرکت اور ھمت میں اقدام ھے تو کبھي نہ کبھي منزل مقصود تک پہنچ ھي جاؤگے - خواہ راہ میں ھر درخت کے سائے تلے دم لو - خواہ ھر سراے میں کمر کھولو - لیکن ساري نامرادي و بے حاصلي اس کے لیے ھے ٭ جسکے لیے راہ و مدارل کے تماشے اسطرح دامنگیر ھوگئے کہ وھیں ھمیشہ کیلیے بستر جمادیا

ھوگا کسي دیوار کے سایے کے تلے میر
کیا کام محبت سے اُس آرام طلب کو

ھوس و عشق پر کیا موقوف ھے ؟ کوئي درمیاني منزل ھو - اگر قدم آگے بڑھنے سے رک گئے ٭ تو پھر وھي منزل بت ھے اور رھرو اسکا پرستار - تسبیح آرائي و دلق پوشي ھی کی منزل کیوں نہو - من شغلک عن اللہ فھو صنمک - کامیابي چلتے رھنے اور بڑھنے جانے کا نام ھے کہ :

تک دیکھہ لیا - دل شاد کیا خوش کام ھوے اور چل نکلے

رهـــروان را خستگی راه نیست
عشق هم راه‌ست وهم خود منزل‌ست !

گو اسکی گرفتاری بھی گرفتاری اور اِسکا اٹکاؤ بھی اٹکاؤ ھے ' لیکن بہرحال یہی نفع کتنا بڑا نفع ھے ' کہ اسکی بدولت کام بہت آسان و مختصر ھوجاتا ھے - اور آنے والی منزل کے سارے کاموں کی مشق پہلے ھی سے ھوجاتی ھے - پہلے سو زنجیروں کو توڑنا تھا تو اسکی بدولت اب صرف ایک ھی زنجیر سے چھوٹنے کا معاملہ باقی رهگیا - پہلے هزاروں چوکھٹوں کی جبهه سائیوں سے پیشانی داغدار تھی - کس کس داغ کو مٹاتے ؟ کن کن پرستش گاھوں کو ڈھاتے ؟ اب خود بخود سب مٹ گئے - صرف ایک ھی چوکھٹ کا نشان سجدہ رهگیا - اور اصلی کام بھی یہی تھا کہ پیشانی ایک ھے تو سجدہ گاہ بھی ایک ھی ھو - جب یہاں تک معاملہ پہنچ گیا اور ایک کیلیے سب کو چھوڑنے کا سبق ملگیا ' تو اس ایک کو بھی مسجود حقیقی کی خاطر چھوڑنا کیا مشکل ھے ؟ ممکن ھے کہ ایک ھی جھٹکے میں یہ رشتۂ آخری بھی ٹوٹ جاے ' اور پھر اس آزرکدۂ هزار پرستش سے خلیل وار صداے انی وجهت وجهی للذی فطر السماوات و الارض حنیفاً و ما انا من المشرکین بلند ھو (۶ : ۷۹)

بیفشان زلف و صوفی را ببازی و برقص آور
که از هر رقعۂ دلقش هزاران بت بیفشانی !

یہی وجہ ھے کہ اس سفر کی سب سے اقرب راہ منزل مجاز ھی سے ھوکر نکلتی ھے .

بادہ گر خام بود ' پختہ کند شیشۂ ما !

اور بعض صورتوں میں تو بغیر اسکے چارہ ھی نہیں - گو وہ خود بھی مرض ھے لیکن هزاروں بیماریوں کا علاج بھی اسکے سوا کوئی نہیں :

گرچہ آشفتگی کار من از زلف تو بود
حل این عقدہ هم از روے نگار آخر شد !

مانا کہ گرفتاری عشق کی یہ ایک زنجیر بھی پابندیوں کی هزاروں زنجیروں سے بوجھل ھوتی ھے ' اور اسکی ترکش کا پہلا تیر پانوں ھی پر لگتا ھے - وحشی کرمانی نے خوب کہا ھے .

اے وضع احتیاط ! یہ فصل بہار ہے
گلبانگ شوق زمزمہ سنج فغاں نہو !

اور معلوم ہے کہ شعلوں کي طرح بھڑکنا آسان ہے مگر تدورکي طرح اندر ھي اندر سلگنا اور حفظ و ضبط کے سارے آداب و شرائط سے عہدہ برا ھونا مشکل ہے :

عریاں تنی خوش ست ' ولے زیب دیگرست
داماں جاک چاک وگریبان دریدہ را !

اگر یہ سچ ہے تو پھر نہ مجنوں کي دشت پیمائیوں پر رشک آنا ہے ' نہ فرھاد کي شورش وکوھکني پر - اگر کسي نے عمر بھر دشت و صحرا میں نالہ ؤ زاري کي ھو تو کي ھو - یہاں ایک ایک گھڑي ایک ایک لمحہ ایسا گزر چکا ہے کہ سیکڑوں آھیں اندر ھي اندر پھنکي ھیں - ھزاروں شورشیں سینہ کے اندر ھي اندر جلي ھیں - آنسوؤں کو آنکھوں کي وسعت نہ ملی تو دل کے گوشے ھي میں طوفان اٹھاتے رہے .

انداز جنوں کونسا ھم میں نہیں مجنوں
پر تیري طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے !

اگرچہ اس معاملہ کا خاتمہ بظاہر ناکامي و مایوسي پر ھوا - لیکن في الحقیقت فتح و مراد کي ساري شادماني اسي ناکامي میں پوشیدہ تھي - اسي ناکامي نے بالاخر کامیابي کي راہ کھولي - اسی مایوسي سے امید کا دروازہ کھلا - جو تاریکي اپني سیہ بختیوں کي رات نظر آني تھی ' وھي صبح مقصود کے طلعت جہانتاب کا نقاب ثابت ھوئي - گو قدم بتکدہ کي راہ پر تھے ' مگر غدار مجاز دور ھوا تو کعبۂ حقیقت سامنے تھا .

یخرج الحي من المیت و یخرج المیت من الحي ' و یحیی الارض بعد موتھا و کذلک تخرجون ~~(١٩ (روم)~~ ٦ انعام ٩٥

کفر آوردم و در عشق تو ایماں بردم !

سارا کام پہلے سے ھوچکا تھا - چولھا مدتوں سے گرم تھا - ھوس باري نے چنگاریوں کا کام دیا تھا عشق نے شعلے بھڑکاے تھے - صرف اتني بات

اور نامرادي نہیں ھے مگر اٹکنے اور رھجانے میں :

یک لمحہ غافل بودم و صد سالہ راھم دورشد !

مطلوب اس راہ میں منازل و مراحل ھیں نہ کہ موانع و مہالک - اگر جاذبۂ توفیق الہي دستگیر ھے تو موانع ' وسائل بن جاسکتے ھیں ' اور قریب ھے کہ بہتر سے بہتر وسائل محرومان راہ کیلیے موانع و مہالک کے حکم میں داخل ھوجائیں .

من لم یکن للوصال اھلا فکل طاعاتہ ذنـــوب !

چنانچہ الحمد للہ کہ اس منزل کے وقفہ نے بھي زیادہ طول نہ کھینچا - ایک سال پانچ ماہ کے اندر اس کوچہ کے بھي تمام رسم و راہ ایک ایک کرکے دیکھہ ڈالے - کوئي گوشۂ کوئي مقام باقي نہ چھوڑا - نہ مجنوں سے ھم عنانی کا سودا ھے - نہ فرھاد سے مقابلہ کا دعوی - نہ یہ کہ .

سمۂ از داستان عشق شور انگیـــز ماست

این حکایتہا کہ از فرھاد و شیرین کردہ اند !

البتہ یہ ضرور ھے کہ شیوۂ عشق و عاشقي و طریق آشفتگي و جانسداري کي جتني باتیں سنے میں آئیں ' وہ سب کرکے دیکھہ لیں ' اور اس راہ کا کوئي حال اور معاملہ ایسا نہیں رھا جو کسی کي زبان پر ھو اور اپنے اوپر نہ گزر چکا ھو .

کچھہ قمریوں کو یاد ھیں ' کچھہ بلبلوں کو حفظ '

عالم میں ٹکڑے ٹکڑے مري داستاں کے ھیں !

اس راہ کے رسم و آئین اگرچہ بے شمار ھیں ' لیکن ھر رھرو کو دو مسلکوں میں سے ایک مسلک ضرور اختیار کرنا پڑتا ھے - یا قمري و بلبل کي آوارگي و شورش - یا شمع کی خاموشي و سوزش :

و للناس فی ما یعشقون مذاھب !

اور تجربہ کاران طریق جانتے ھیں کہ دوسري راہ پہلے سے کہیں زیادہ نازک اور کٹھن ھے - اسمیں بے قیدي و بے وضعي کي آزادي ھے - اِس میں ضبط و احتیاط کي پابندي :

اپنے ھر جلوہ سے آنکھوں کو ' اپنے ھر نغمہ سے کانوں کو سرمستي و سر شاري کي پیہم دعوتیں دي تھیں ' اب اسکا کونہ کونہ ' چپہ چپہ ' ھشیاري و بینش کا مرقع تھا - بصیرۃ و معرفت کا درس تھا - ذرے ذرے کو گرم گفتار پایا - پتہ پتہ کو مکتوب و مسطور دیکھا - پھولوں نے زبان کھولي - پتھروں نے اُتھہ اُتھہ کر اشارے کیے - خاک پامال نے اوڑ اوڑ کر گہر افشانیاں کیں - آسمانوں کو بارھا اُترنا پڑا تا کہ سوالوں کا جواب دیں - زمین کو کتني ھي مرتبہ اُچھالدیا پڑا تا کہ فضاء آسماني کے تارے توڑ لائیں - فرشتوں نے بارو تھامے کہ کہیں لغزش نہو جاے - سورج چراغ لیکر آیا کہ کہیں تھوکر نہ لگ جاے - سب نے نقاب اُتار دیے - سارے پردے چھلني ھوگئے - سب کي ابرؤں میں اشارے تھے - سب کي آنکھوں میں حکایتیں بھري تھیں - سب کے ھاتھہ بخشش و قبولیت کیلیے دراز تھے - بادل کو پکڑا تو ساز ھستي کا طنبورہ نکلا - بجلي کو پاس بلایا تو لب ھاے راز کا ایک تبسم آشکارا نکلي - ھوا کے جھونکے متھیوں میں آ گئے مگر پھر بھي خالي رھیں - سمندر نے اپني ساري موجیں خرچ کردیں مگر پھر بھي ھمارے ھاتھہ کا پیالہ نہ بھرا - رات معدوم تھي - ظلمت کي بڑي ڈھونڈھہ ھوئي مگر نہ ملي - خواب و غفلت کا لاکھہ پتہ پوچھا مگر کسي نے نہ بتلایا - جب کبھي آنکھیں بند کیں ' تماشے دیکھے - جب کبھي کان بند ھوے ' صداؤں اور نواؤں سے بھر گئے - سورج نے کہا - ۲ لاکھہ میل دور ھوں - قطب شمالي سے روشني اُتري اور بولي - ایک سکینڈ میں ایک لاکھہ نوے ھزار میل طے کرتي ھوں - مگر آنکھوں نے کہا یہ تو تار نگاہ کي پہلي منزل ھے ' اور دل ھنسا کہ اپنا پیام محبت جب شوق کے پروں پر اُڑتا ھے تو بھلا روشني کي لگ پائي کب اُسکا ساتھہ دیسکتي ھے ؟ غرضکہ ھمت خوابیدہ جاگ اُتھي - اور دل رفتہ پھر نئي نئي طاقتوں اور نئے نئے سامانوں کے ساتھہ واپس آگیا - عالم آفاق و آنفس میں جو کچھہ ھے ' اُن میں سے کوئي بھي نہ تھا جسکي ابرو پر گرہ یا آنکھوں میں غمزہ ھو - سب کي زبانیں گویا ' سب کے اشارے آشکارا ' سب کي سطریں اُبھري ھوئي تھیں - نہ کوئي لب بند رھا نہ کوئي جلوہ مستور - نہ آنکھوں نے دیکھنے میں کمي کي

باقي رهگئي تهي که ایک دیگ اُتار کر دوسري چڑها دي جاے - یه کام عشق کي امیدوں سے نه هو سکا تو کیا مضائقه ؟ عشق کي مایوسیوں نے تو پورا کردیا :

آن نافهٔ مراد که میخواستم ز غیب
درچین زلف آن بت مشکین کلاله بود !

فصل

سبحان الله چارہ فرماے غیبي کي کار سازیاں ' اور رهنمائے آوارگان غفلت کي دستگیریاں ! جاذبهٔ توفیق کب سے اپني طرف کهینچ رها تها مگر غفلت کي درماندگي دامنگیر تهي - جمال حقیقت کب سے بے نقاب تها مگر پردهٔ کج نظري حائل تها - کرشمهٔ عنایت کب سے پکار رها تها لیکن نفس کے هنگاموں میں دل غافل تها - نا کامي عشق نے آخري ضرب لگائي تو یکا یک آنکهیں کهل گئیں - دیکها تو ایک دوسرے هي عالم کي هوش ربائیاں سامنے تهیں - نه وہ آسمان تها نه زمین تهي - نه وہ آفاق نه وہ انفس - جس هاتهه کي رهنمائي نے یہاں تک پہنچایا تها ' خود اُسکو بهي ڈهونڈها تو پته نه تها - گویا وہ ایک چراغ تها که جب تک رات کي تاریکي میں چلتے رهے ' دلیل راہ رها - جب صبح هوگئي تو ضرورت نه تهي - بجها دیا گیا .

نعرہ زد عشق ' دین ما بگریخت !
کفر نیز از کمین ما بگریخت !

آنکهوں کا تو یه حال تها - کان لگاے تو اندر اور باهر ' هر طرف سے صرف یہي ایک صدا آتهه رهي تهي :

ترا ز کنگرهٔ عرش مي زنند صفیر
ندانمت که درین دامگه چه افتادست ؟

رهي دنیا جس کے میکدهٔ خود فراموشي نے غفلت کے جام لنڈهاے تهے -

یارب کجاست محرم رازے کہ یک زمان
دل شرح آن دهد کہ چہ دید و چها شنید ؟

غفلت هر حال میں غفلت هے - ایک لمحۂ غفلت کے معاوضے میں عمر بھر کا ماتم بهي کافي نہیں - تاهم جو کچھه هوچکا هے' اب دیکھتے هیں تو معلوم هوتا هے کہ اس کارخانہ کي هر چیز کي طرح وہ سب کچھه بهي ضروري تها ' اور شاید ان میں سے هر بات اس سفر کي ایک ناگزیر منزل تهي - اگر هوس پرستي و رندي کي منزل پیش نہ آتي تو نہیں معلوم حقیقت پرستي کے کتنے هي گوشے هیں جن سے همیشہ بے خبر رهتے ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ اس عالم کي کسي بات کو بهي برا نہ کہو - برائي محض ایک اضافي شے هے - اصل بجز خوبي اور اچھائي کے کچھه نہیں - اعتبار هر حال میں ثمرات و نتائج کا هے نہ کہ ظواهر و اوائل کا - کتنے هي راہ میں ٹھوکر کھا کر گر پڑتے هیں ' اور کتنے هي قدم هیں کہ ٹھوکر نہ لگے تو انمیں تیزي و چالاکي بهي نہ آئے ' اور راہ کے نشیب و فراز سے همیشہ غافل رهیں - کتنے هي کفر هیں جو وسیلۂ ایمان هوے ؟ کتنے هي ایمان هیں جنکا خاتمہ کفر پر هوا ؟ " لو لم تذنبوا لذهب الله بکم و جاءَ الله بقوم آخر یذنبون و یستغفرون " (او کما قال - رواہ مسلم) مولانا روم نے اسي حقیقت کي طرف اشارہ کیا هے :

او ز قعر بحر گوهر آورد از زیانها سود بر سر آورد
چون قبول حق بود آن مرد راست دست او در کارها دست خداست
هر چہ گیرد علتے علت شود کفر گیرد کاملے ' ملت شود
عیب شد نسبت بہ مخلوق جهول نے بہ نسبت با خداوند قبول
کفر هم نسبت بہ خالق حکمت ست چون بما نسبت کني کفر آفت ست

بهي فائدہ کتنا بڑا فائدہ هے کہ دماغ کي خشکي اور دل کي بے دردي کا پہلے هي دن علاج هوگیا ' اور شیوۂ درد مندي و دل فگاري کي تعلیم ابتدا هي میں ملگئي - جب هوس پرستي کي منزل میں تهے ' تو وهاں بهي همیشہ دل کو پہلو کي جگہ هتیلي هي پر رکھنا پڑا :

نہ کانوں نے سننے میں - چشم و گوش نے جو کچھہ بہم پہنچایا دل کي وسعت نے سب کو سمیٹ لیا - اس سے زیادہ اور کیا کہا جاے ؟

سخن عشق بدل درنہ و لب را مکشا
سراین شیشہ فروبند کہ بادے نہ خورد

الله الله دولت سعادت و قبولیت کي فراواني ' اور سبحان الله بخشش و لطف غیبي کي بے پاباني ! سمندر اُسکي وسعت فیض کا ایک قطرہ ' مگر یہ بھي گستاخي ھے - سورج اُسکے انوارکرم کي ایک شعاع ' مگر یہ بھي ناداني ھے !

درش وقت سحر ار غصہ نجاتم دادند | و اندران ظلمت شب آب حیاتم دادند
بیخود از شعشعۂ پرتو ذاتم کردند | بادہ ار جام تجلی بصفاتم دادند
چہ مبارک سحرے بود وچہ فرخندہ شبے | آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند
کیمیائیست عجب بندگي پیر مغان | خاک اوگشتم و چندین درجاتم دادند
ھاتف آن روز بمن مژدۂ این دولت داد | کہ ببارار غمت صبر و ثباتم دادند

دنیا کسي کے لیے کبھي نہیں بدل سکتي - لیکن اگر تم خود بدل جاؤ تو اُسکو بھي یک قلم بدلا ہوا پاؤگے - تمھاري دنیا تمھارے میکدۂ شباب میں ایسي تو نہ تھي جیسي اب بڑھاپے کي پامالیوں میں نظر آ رھی ھے ؟ شام وصال میں تمھاري بھي ھر روز والي دنیا جو رعنائیاں رکھتي تھي ' صبح وداع کي اداسیوں میں کب باقي رھیں ؟

گویا نہ وہ زمیں ھے ' نہ وہ آسماں ھے اب !

جو اشارات کیے گئے ' اگر تمھارے مذاق سخن سنجي پر گراں گزرے ھوں ' تو بہ نسبت انکار کے یہ بہتر ھوگا کہ اُنکو اسي حالت پر قیاس کرلو - ورنہ جو کچھہ آنکھوں پر گذري اور جو کچھہ دل کو پیش آیا ' خود اپني ھي زبان و دماغ اس سے محرم نہیں - دوسروں کو کیا سنائیے ؟ اگر بجلي کي جگہ تبسم اور ستاروں کي جگہ افشاں کہکر عہدہ برا ھونا بھي چاھیں جب بھي سننے والے کس آسمان و زمین سے آئینگے ؟

چند گھڑیوں میں کیسے بن جاتا جو مدتوں کي زخم پروریوں کے بعد کہیں نصیب ہوتا ہے - اور وہ بھي ہر زخم اور ہر زخمي کو کہاں ؟

اک عمر چاہیے که گوارا ہو نیش عشق
رکھی ہے آج لذت زخم جگر کہاں ؟

پس الحمد لله که آخر میں جو کچھه پایا ' اُسکے لیے اِبتدا کا ہر کھونا کام آیا - کوئی ہشیاري ایسی نه ملی جسکے لیے اپنی کوئي نه کوئي غفلت کام نه آئی ہو - چاک جب تک گریباں تک ہے ' ناقص ہے - لیکن اگر رہي دامن تک پہنچ جاے تو اُسکے کمال میں کیا شبه ہوسکتا ہے ؟

تا دامن آکے چاک گریباں نے دم لیا
ہے دامن اور جیب میں رشته قریب کا !

جس حال میں رہے' نقص و ناتمامي سے دل کو ہمیشه گریز رہا اور شیوۂ تقلید و روش عام سے پرہیز - جہاں کہیں رہے اور جس رنگ میں رہے' کبھي کسي دوسرے کے نقش قدم کي تلاش نه ہوئي - اپني راہ خود ہي نکالي ' اور دوسروں کیلیے اپنا نقش قدم رہنما چھوڑا - رندي و ہوسناکي کا عالم رہا ' تو اُسکو بھي ناتمام نه چھوڑا - عشق کي خود فراموشیاں رہیں ' تو وہاں بھی کسي وادي اور کسي گوشے سے اپنے قدم نا آشنا نه رہے - لمحوں کے اندر برسوں کے کام انجام پاے :

کام تھے عشق میں بہت ' پر میر ہم تو فارغ ہوے شتابي سے !

اب جس حال و رنگ میں ہیں ' تو یہاں بھي کمال ہي کی آرزو ہے' اور اِتمام کار کیلیے بیقراری' اور سارا معامله اُسي کارساز غیب کے ہاتھه ہے جس نے گوہر راہ میں ڈالا ' لیکن اِتکایا کہیں نہیں - اور گو ہر وادي میں تھوڑے تھوڑے عرصه کیلیے سرگرداني ضرور ہوئي' لیکن یه سرگرداني بھي ہدایت یابي سے خالي نه تھي :

تا دست رسم بود زدم چاک گریباں
شرمندگي از خرقۂ پشمینه نه دارم !

لختے برد از دل گــذرد هرکه ز پیشـــم
من قاش فــروش دل صـد پارۂ خویشم !

منزل عشق نمودار هوئي تو اُس کا کیا پوچهنا ؟ البته فرق اتنا تها که پہلے ایک دل کے بہت سے ٹکڑے کردیتے تھے - اب دل ایک تها تو گاهک بهي ایک هي - بلکه :

لیس الفواد محـل شـوقـک وحده
کل الجـــوارح فـي هـواک فـواد !

پهر اسکے بعد جو آخري منزل پیش آئي' وهاں تو بجز متاع درد و دل باری اور جنس جاں سپاری و حاں فروشی کے اور کوئي شے مقبول هي نه تهي :
جئنا ببضاعةٍ مزجاةٍ فاوفِ لنا الکیل ! (۱۲ : ۸۸)

جز محبت هر چه بردم' سود در محشر نه داشت !
دین و دانش عرض کردم' کس به حبزے برنه داشت !

اِس منزل سے پہلے جو کچهه هوچکا تها' اُسکا ایک ایک معامله یہاں کام آیا - جیب و دامن کے هر پرزہ نے اس طرح کام دیا' گویا خاص اسي لباس کي درستگي کیلیے قطع هوا تهـا - هر عیب نے هنـر کی خودروئي پائي - هر نقص نے کمال سے بڑهکر همرهي کي - هر جرکا جو نشتر هوس نے لگایا تها' هر زخم جو کماندار عشق کے تیروں کا بے خطا نشان تها' اور جسکو کیسي کیسي تمناؤں اور چاهتوں سے همیشه سینے میں بچاے رکها تها که کہیں ناسور بننے کي جگهه مندمل نه هوجاے :

پهر تسکیں دل نے لیلی هے غنیمت جانکر
وہ جو رقت ناز کچهه جنبش تري ابرو میں هے

اس راہ میں اسطرح کام آیا که خدا نکردہ اگر اس متاع زیاں سے اپنا کیسۂ سود خالي هوتا' تو نہیں معلوم بازار قبولیت میں کیسی محرومي و شرمندگي اُٹهاني پڑتي ؟ مرهم گهٹ جاتا تو هزار جگهه سے ملجاتا - زخم کہانسے لاتے ؟ خون چکاني کس سے مانگتے ؟ اور مل بهي جاني تو وہ گہرا ناسور

اور یہ جو کچھ کہا گیا ' تو یہ نہ سمجھا جاے کہ اپنے عیبوں کو بھی ہنر بناکر دکھلانا مقصود ہے - جس عالم میں ہنر کو بھی ہنر سمجھنا معصیت ہو' وہاں عیب کو حسن بنانے کا وہم بھی گزرے تو کفر سمجھا جاے - مقصود صرف یہ تھا کہ :

وکم لله من لطف خفی　　　یدق خفاه عن فهم الزکی !

ہاں ' یہ ضرور ہے کہ اگر کسی کو اول روز سے اپنے زہد و پاکی کی خشک دامنی پر ناز ہو' تو ہم کو بھی اپنی اُس رندی و ہوسناکی کی تر دامنی کا کوئی شکوہ نہیں جس کو عین اکیس بائیس برس کی عمر میں (کہ جنون شباب کی سرمستیوں کا اصلی موسم ہوتا ہے) دونوں ہاتھوں سے اسطرح نچوڑا کہ ایک قطرہ بھی باقی نہ چھوڑا - کوئی صاف راہ پر دوڑتا گیا ہے تو یہ اسکی خوش نصیبی سہی - لیکن ہم بھی اسکو بد نصیبی نہیں سمجھہ سکتے کہ کتنی ہی دلدلوں سے پانؤں نکالے - کتنی ہی جھاڑیوں سے دامن سنبھالا - کتنی ہی زنجیریں توڑنی پڑیں - ولولوں ' اُمنگوں ' امیدوں ' تمناؤں کے کتنے ہی دفتر خود اپنے ہاتھوں جلاے پڑے - جب کہیں جاکر اس کوچہ میں دم لے سکے' جہاں آج اپنے کو پا رہے ہیں ·

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو' آے ' کرے شکار مجھے !

اور سچ پوچھیے تو فیصلہ وہی ہے جو لسان الغیب نے کردیا :

بیــا ' کــہ رونق این کارخــانہ کم نشــود
ز زہد ہمچو توئی ' یا بہ فسق ہمچو منی !

با وجودیکہ اس معاملہ پر کامل نو برس گزر چکے ' اور رفتہ رفتہ وہ حالت پیش آئی کہ :

فلم یبق منی الشوق ' غیر تفکــری
فلو شئت ان ابکی ' بکیت تفکــرا

الغرض توفیق الہي کي سینکڑوں راھیں ھیں - ھدایت و تربیت غیبي کے ھزاروں بھیس ھیں - سب سے زیادہ آسان و پر امن راہ یہ ھے کہ رھنمایان طریق میں سے کسي صاحب ارشاد کي ھمت و صحبت حاصل ھوجاے - لیکن میں صاف صاف کہتا ھوں کہ اس بارے میں میري درماندگي و بیکسي کسي متعارف وسیلۂ ھدایت و ارشاد کي رھین منت نہیں ھے - حالات ابتدا سے جیسے اور جتنے رھے ' سب کے سب اُس حالت سے یکسر متضاد تھے جن تک بتدریج رسائي میسر آئي - قطع نظر اس معاملۂ خاص کے ' عقائد ' اعمال ' عادات ' خصائل ' فکر و نظر ' طرز و روش ' کوئي بات بھي تو ایسي نہیں ھے جسکو اپنے قدرتي حالات کے مطابق پاتا ھوں - بس اپني شکستگي و خستگي نہ تو کسي ھاتھہ کي ممنون ھے' نہ کسي زبان کي - نہ خاندان کي' نہ تعلیم و تربیت ظاھري کي - جو کچھہ پایا ھے صرف بارگاہ عشق سے پایا ھے - جتني رھنمائیاں ملیں صرف اسي مرشد فیض و ھادی طریق سے ملیں - درد بنکر آیا تھا مگر درماں بنکر گیا - مرض بھي وھي تھا - شفا بھي اسي سے ملي ·

تداویت من لیلی بلیلی عن الھوی

کما یتداوي شارب الخمر بالخمر !

علم کا دروازہ اُسي نے کھولا - عمل کي حقیقت اُسي نے بتلائي - معرفت کے صحیفے اُسکي زبان پر تھے - حقیقت کے خزانے اُسکے دست کرم میں تھے - شریعت کے حقائق کا وھي معلم تھا - طریقت کے نشیب و فراز میں وھي رھبر تھا - قرآن کے بھید اُسي نے بتلائے - سنۃ کے اسرار اُسي نے کھولے - نظر اُس نے دي - دل اُس نے بخشا - کونسي مشکل تھی جو اُس سے حل نہ ھوئي ؟ کونسا اولجھاؤ تھا جو اُسکي ایک سلجھي ھوئي نظر سے سلجھہ نہ گیا ؟ کونسی بیماري تھي جسکي دوا اسکے دار الشفاء سے نہ مل سکي ؟

شاد باش اے عشق خوش سوداے ما ! اے طبیب جملہ علتہاے ما !
اے دواے نخوت و ناموس ما ! اے تو افلاطون و جالینوس ما !

اسوقت که یه غم نامهٔ حسرت لکهه رها هوں، رانچي میں شهر سے باهر مورابادي نامي ایک گانؤں کے قریب تنها مقیم هوں :

و بلدةٍ لیس بها انیس الا الیعافیر و الا العیس

یه تمام علاقه هندوستان کي وحشي اقوام کا مسکن هے جو کول، آزاؤں، منڈا وغیرہ ناموں سے مشهور هیں - شاید اسي مناسبت سے اپني وحشت نے بهي یهي مسکن منتخب کیا :

اس خانماں خراب نے ڈهونڈها هے گهر کهاں ؟

اس گانؤں میں بهي تمام تر وهي لوگ آباد هیں - صرف چار پانچ بنگلے چند بنگالیوں نے بنا لیے هیں - کبهي کبهي گرمیوں میں آکر رهتے هیں - انهي میں سر ربندر و ناتهه ٹیگور مشهور بنگالی شاعر کا خاندان بهي هے اور ایک چهوٹی سی پهاڑي پر آباد هے - کارساز قدرت کی بهي کچهه عجیب کرشمه سازیاں هیں ! ایک مدت سے جس فراغ خاطر اور آزادي فکر و عمل کو طبیعت ڈهونڈهتي تهی مگر اشغال و علائق کی کثرت سے نهیں ملتي تهي، حتی که اسکي وجه سے صحت جسماني نے بهي جواب دیدیا تها، اب ملی بهي تو کس بهیس میں ؟ دنیا نے جلا وطني اور نظر بندي کي خبر سنی، اور دل نے خلوت گزیني و گوشه گیري کي دولت و سعادت پائي ! باطنه رحمة وظاهره من قبله العذاب (١٣:٥٧)

بیگانهٔ جهاں همیں عزلت نے کردیا
کچهه کچهه کسي کسي سے ملاقات رهگئي !

اسي اثناء میں رمضان المبارک کي برکات و نعائم کا ورود هوا - اگرچه نماز جماعة کي کیفیت انجمن طراز اور جماعة تراویح و سماع تلاوة کي لذت دل نواز سے اپني عمر میں پهلي مرتبه محرومي رهي، اور اسلیے ابتدا کے دو چار دن ایک گونه انقباض و دل گرفتگي میں بسر هوے - لیکن اسکے بعد هي مقام خلوت و انزوا کي کیفیتوں اور انجمن درخلوت کي خود رفتگیوں کا عالم کچهه اس طرح طاري هوا که دنیا جهاں کي ساري صحبتوں

لیکن الحمد لله که جو درد پہلے داغ اور پھر زخم بنکر رہا تھا ' اب ناسور بنکر نہاں خانۂ دل میں محفوظ ھے ' اور امید ھے که ھمیشه محفوظ رھیگا :

الیس وعدتني یا قلب انی اذا ما تبت عن لیلی نتوب
فها انا تائب عن حب لیلی فما لك کلما ذکرت تذوب ؟

فصل

۲۳ - مارچ سنه ۱۹۱۶ - کو گورنمنت بنگال نے ڈیفینس ایکٹ کي دفعه ۳ - کی بنا پر حکم دیا که ایک هفته کے اندر حدود بنگال سے باهر چلا جاؤں - (إن الحکم الا لله !) (انعام ۶ : ۵۷) (یوسف ۱۲ : ۴۰ و ۶۷)

رونا کہاں ھوا مجھے دل کھول کر نصیب ؟
در آنسوؤں میں نوح کا طوفان آگیا !

۳۰ - مارچ کو کلکته سے که سالها سال کے متصل قیام کي بنا پر بیجا نہیں اگر وطن کہوں ' نکلا - اور رانچي پہنچا :

نگہم نقب همي زد به نہاں خانۂ دل
مژده باد اهل ربا را که زمیدان رفتم !

اگرچه اکثر احباب و اقارب امادۂ همرهی تھے ' لیکن دل همت خواه نے گوارا نه کیا که اس منزل انقطاع کی عزت کو شرکت رفقاء کے داغ نا تمامي سے بٹه لگاؤں - معلوم نہیں دنیا کو چھوڑنا مشکل ھے یا آسان ؟ لیکن الحمد لله که هم کو دامن جھاڑ کر اُٹھه کھڑے هونے میں کوئی مشکل پیش نه آئي - هر چند دل کو ٹٹولا مگر کوئي علاقه بھي دامنگیر نه تھا - اور نه جمعیة خاطر و فراغ قلب نے ایک لمحه کیلیے ساتھه چھوڑا - کم سے کم انقطاع و تجرد کي ایک چھوٹي سي مشق هوگئي - شاید آگے چلکر کچھه کام دیجاے :

بچه گیرند عیار هوس و عشق دگر
رسم بیداد مبادا ز جهان بر خیزد !

دروازے کھلے' اور اکثر ایسا ہوا کہ احکام بدلنے پڑے اور کتنے ہی پچھلے فیصلے معطل ہوگئے - جن کاموں کو آجتک خدا پرستی سمجھکر اپنی کامیابیوں پر نازاں تھے' اب دیکھا تو وہ بھی بت پرستی سے خالی نہ تھے - طاق و دیوار اصنام پرستش سے خالی ہوگئے' مگر جیب و آستین کی کبھی خبر نہ لی !

تـا بغـــایت مـا هـنر پنداشتیم

عاشقی هم ننگ و عارے بودہ است !

زمانے کو کل تک جہاں پہنچانا چاہتا تھا' الحمد للہ اب خود اُس سے بھی منزلوں آگے بڑھچکے ہیں - اور گو ہمرہان راہ ابتک اُسی منزل میں کمریں کھولے بیفکر پڑے ہیں مگر اپنا کاروان طلب اب کسی دوسری ہی منزل کے آثار سامنے دیکھہ رہا ہے :

مئے کـہ می رود امروز در گلوئے دو کون

کمینہ جرعۂ تہہ شیشہ ہاے درش من ست !

اس اثناء میں حکم جلا وطنی کی منسوخی کیلیے احباب و مخلصین نے کوئی دقیقہ سعی و تدبیر کا اُٹھا نہ رکھا - شاید اس قسم کی کوششوں کی یہ پہلی مثال ہے کہ ساٹھہ ہزار سے زیادہ دستخطوں کے ساتھہ میموریل بھیجا گیا - بعض ارکان حکومت بنگال کے خطوط پچھلے مہینے آتے رہے اور معلوم ہوا کہ غلط فہمیوں کا اعتراف ہے - حال میں ایک شخص سے ملاقات کرتے ہوے خود لارڈ کارمائیکل نے بھی ایسا ہی خیال ظاہر کیا تھا - حتی کہ شام تک منسوخی حکم کے اجراء کی امید دلائی تھی - ابتدا میں ان واقعات کا دل پر کچھہ نہ کچھہ اثر تو ضرور پڑا' لیکن پھر دیکھا تو دل کی آسودگی اور طبیعت کی وارستگی پر یہ تاثر بھی سخت شاق تھا :

دانم کہ شفیق اند طبیبـــان ہمگی' لیـک

مرہم کہ نہ مجرب نہد' دشمن ریش ست !

بظاہر حالات مشیت الہی کچھہ اور ہی نظر آتی ہے' اور شاید تکمیل کار کی ایک منزل ابھی باقی ہے :

اور انجمنوں سے دل بے پروا ہوگیا - علی الخصوص عشرۂ اخیر کي شب ھاے تمنا اور روز ھاے انتظار کي بخششوں اور کامرانیوں سے دل نے جو جو سعادتیں پائیں، اور چشم و گوش نے لطف دید و ذوق سماع کي جو جو دولتیں لوٹیں، نہ دنیا کي کوئی زبان اُنکي ترجماني کرسکتي ھے، نہ سامعہ استعداد سماع رکھتا ھے - البتہ حسرت رھي تو یہ رھي کہ کاش پوري زندگي کي وسعت کسي طرح ان دس راتوں میں آ جاتي، اور ساري عمر اِسي عالم میں بسر کر جاتے :

شب وصال بہت کم ھے، آسماں سے کہو
کہ جوڑ دے کوئي ٹکڑہ شب جدائي کا !

اس راہ کا ھر گوشہ ایک جدا گانہ کیفیت رکھتا ھے - بزم و صحبت کي ادب آموزیوں کا تقاضا ھوتا ھے کہ ایک ایک گھونٹ کي لذت لیکر جام خالي کیجیے، تو مے پرستوں کی سیہ مستیاں چاھتی ھیں کہ کسی گوشے میں چھپکر پوري صراحي منھہ سے لگا لیجیے - بزم و انجمن کي پرسش نہاني و دزدیدہ نگاھي کا بھي ایک لطف ھے، اور خلوت و تنہائي کے راز و نیاز کا بھي ایک عالم ھے - اگرچہ اس دوسري حالت سے بھي طبیعت کو بیگانگي و نا آشنائي نہ تھي، تاھم معلوم ھوتا ھے کہ ابھي یہ معاملہ بہت کچھہ محتاج تکمیل تھا، اور توفیق الہي نے اب جلاوطني کي منزل کو اسکا ذریعہ بنا دیا - الحمد للہ کہ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک نہ کوئي صدا ذوق سماع میں مخل ھے اور نہ کوئي منظر مشغولیت میں حارج - غالب وقت تصنیف و تالیف میں صرف ھوتا ھے کہ تمام تر کتاب عزیز و سنۃ مطہرہ کي شرح و تفسیر پر مشتمل ھیں - اس سے جسقدر مہلت نکلتي ھے، وہ بھي ضائع نہیں جاتي - میدان دور دور تک ھیں اور پہاڑ چاروں طرف :

و أخرج من بین البیـــوت، لعلني
احدث عنک النفس فی السر خالیا !

عجب کار و بار ھے کہ سعي و طلب کام نہیں دیتي اور لطف و بخشش ھي کي ھرطرف حکمراني نظر آتي ھے ! ان چند مہینوں کے اندر خود بخود کتنے ھي نئے

اور علی الخصوص اُس عزیز کے طلب صادق اور استعداد کامل سے تو اپنی چند در چند امیدیں وابستہ تھیں - افسوس فتنۂ حوادث نے اسکو بھی نہ چھوڑا - مجھے اس سے کب انکار تھا کہ میرے پاؤں میں ایک کے بدلے دس زنجیریں ڈالدی جائیں ' لیکن دوسروں کو اسمیں کیوں شریک کیا جاتا ہے ؟ بظاہر عزیز موصوف کا اسکے سوا کوئی جرم نہیں کہ مجھہ خانماں خراب سے رسم و راہ رکھتے ہیں - سبحان اللہ ! اپنی آشنا پروری اور دوست نوازی بھی قابل تماشا ہے ! جب تک کوئی اپنا دشمن نہ بن جاے ہمارا دوست ہی نہیں ہوسکتا !

اے ہم نفسان ! آتشم ! از من بگریزید
ہرکس کہ شود ہمرہ ما دشمن خویش ست !

پرسوں ایک عزیز کو خط لکھتے ہوے یہ رباعی ذہن میں آئی تھی :

تھا جوش و خروش اتفاقی ساقی ! اب زندہ دلی کہاں ہے باقی ساقی !
میخانہ نے رنگ روپ بدلا ایسا میکش ' میکش رہا ' نہ ساقی ساقی !

فصبر جمیل - عسی اللہ ان یاتیني بھم جمیعا - انہ ھو العلیم الحکیم !

* * *

یہ اوراق پریشان کہ دوست عزیز مسٹر فضل الدین احمد کے بیحد اصرار سے قلمبند ہوے ' اپنی پریشانی طبع و برہمی خاطر کی یادگار ہیں - اگرچہ کئی بار قصد کیا مگر جمعیۃ خاطر کا وقت اسکے لیے بہم نہوسکا - ابتدا سے ابتک یہ حالت رہی ہے کہ جب کبھی اپنے ضروری اشغال سے کچھہ وقت بچا ' چند اجزاء لکھڈالے اور عزیز موصوف کو بھیجدیے - نہ پورا سلسلہ سامنے رہا ' نہ ربط و ترتیب اور تقسیم و تبویب کی مہلت ملی کہ شیوۂ اصحاب تصنیف و تدوین ہے - تمام کتابیں کلکتہ میں پڑی ہیں - بجز اپنے قلمی مسودات اور ایک نسخۂ مصحف کے اور کوئی کتاب ہمراہ نہیں - جب یہ تذکرہ لکھنا شروع کیا تو بعض حالات کیلیے صرف تذکرۃ الواصلین ' اخبار الاخیار ' اور طبقات اکبری ' مذگوالی ' اور بعد کو منتخب التواریخ

ابکے جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھہ رہے
دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں !

جس مقام پر مقیم هوں ' شہر یہاں سے کچھہ فاصلہ پر ہے - رمضان المبارک میں جمعہ کے دن جامع مسجد گیا - چند صفوں سے زیادہ مجمع نہ تھا - لوگوں نے خطبۂ و امامت کیلیے سخت اصرار کیا - مجبوراً خطبہ دینا پڑا - ان بیچاروں نے ابتک خطبہ کے بهي معني سمجھے تھے ' کہ عربي کي کوئی چھپي هوئي کتاب پڑھدي جاے - یہاں مسلمانوں کي تعداد اگرچہ اچھي خاصي ہے ' مگر ایک گمنام گوشے میں پڑ جانے کي وجہ سے حد درجہ تباهي و بد حالي میں مبتلا هیں - نماز جمعہ کے بعد سے ایک قوي داعیہ قلب میں محسوس هو رها ہے ' کہ اگر حالات طول قیام کا باعث هوے تو یہاں بهي اپنا کام شروع کردینا چاهیے - دنیا نے فراغ و آزادي کے زمانہ کے کاموں کا کچھہ نہ کچھہ نمونہ دیکھہ لیا ہے - بہتر ہے کہ جلا وطني و نظر بندي کے بند و قید میں کام کرنے کا بهي ایک نمونہ دکھلا دیا جاے ' کہ اصلي آزمائش گاہ عمل یہي ہے :

کچھہ هو رهیگا عشق و هوس میں بهي امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر !

فصل

یہانتک لکھہ چکا تھا کہ ڈاک ملي ' اور اخبارات سے معلوم هوا کہ عزیزي مولوي محي الدین احمد بي - اے - کو قصور میں تلاشي کے بعد گرفتار کیا گیا ہے - شاید نظر بندي کا معاملہ پیش آے - ان تمام ایام جلا وطني میں یہ پہلا دن ہے کہ اِس واقعہ کے سننے سے دل کو مضطر اور دماغ کو پراگندہ پاتا هوں :

درد مے کین نامہ مي کردم رقم   کان یجر الدمع ممزوجاً بدم

عزیز موصوف بلکہ اُن کا پورا خاندان اپنے خصائص ایماني و جوش اسلامي و ایثار للہ و في اللہ کے اعتبار سے عہد سلف کے واقعات زندہ کرنے والا ہے -

ما خاب من اناب - آن چاره گر بیچارگان و راه نماے آوارگان بجانب خود طلبد ، ومن دیوانه را سلسلهٔ شوق درگردن افگنده سوے خود کشد ، که دست امید بلندست ، و پایهٔ یقین ارجمند !

كانت لنفسي اهـــواء مفـــرقـــة　　فاستجمعت ، اذ رأتك العين اهوائي
فصار يحسدني من كنت احسده　　و صرت مولى الورى اذ صرت مولائي
تركت للنـــاس دنياهـــم و دينهم　　شغلاً بحبك يا ديني و دنيائي !

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين !

بھي آ گئي - انکے سوا کوئي کتاب پيش نظر نہيں رھي ھے - جو کچھہ لکھا ھے ' صرف اپنے حافظه کے اعتماد پر لکھا ھے - حالانکه سچ یه ھے که شائسنۂ اعتماد نه تھا - جا بجا ضمني مباحث فقه وحدیث اور تاریخ وسنین کے آ گئے ھیں جنکي تنقیح بغیر رجوع کتب مشکل تھي - علی الخصوص احادیث کي تخریجات و اسناد که اسمیں سب سے زیادہ احتیاط مطلوب و لازم ھے - لیکن افسوس که کتابیں موجود نہیں ' اور نه اسکی مہلت که اب ایک ایک حواله کي تصحیح اور ایک ایک حدیث کي تخریج کیلیے کتابوں کے منگوانے کا سرو سامان کروں - پس جو کچھہ حافظه میں محفوظ تھا ' حوالۂ قلم کردیا - بعض احادیث کے الفاظ کی نسبت حافظه نے کمزوري دکھلائي تو وھاں اسکا اشارہ کردیا گیا ھے - اور شاید ایک دو جگه تخریج کي جگه خالي بھي چھوڑ دیني پڑي - با ایں ھمه الله تعالی کے لطف وکرم سے اسقدر توقع ضرور ھے که جہاں جہاں سند وتخریج درج کردي ھے' شاید تحقیق سے غلط نه نکلیگي - آیات قرآنیه کے اندراج میں ابتک یه عادت رھي ھے که ھنگام تحریر جو آیات یاد آ جاتی ھیں ' درج کردیتا ھوں ' اور پھر پروف کي تصحیح میں مراجعۃ کے بعد سور و آیات کے نمبر بھی درج کردیے جاتے ھیں - لیکن فلوگل (١) والا نسخه جسمیں نمبرھیں' ساتھه نہیں' اور نه طبیعت مزید صرف وقت پر مائل - اسلیے محض حافظه کی بنا پر سورتوں کا حواله دیدیا ھے - امید ھے که اکثر حالتوں میں صحیح ھوگا - سر دست محض ایک عزیز کی خواھش کي تعمیل پیش نظر ھے - انطباع و اشاعت مقصود نہیں - زمانے نے اگر مہلت دي تو نظر ثاني کے وقت مزید تصحیح و تہذیب ھو جائیگي - معھذا :

اذا احسست فی لفظي تقصوراً ۔۔۔ وحفظی و البراعة و البیان
فلا تعجل الی لومی ' فرقصي ۔۔۔ علی مقدار ایقاع الزمان

دست از ھمه کار شسته ام ' وچشم وگوش از عالم وعالمیان بسته ' و بر در دل نشسته ' تا چه پیش آید وکدام در بکشاید - عجب نیست که بحکم

---

(١) ایک جرمن اوریئنٹیلسٹ (Orientalist) کا نام -

FIRST EDITION
September 1919.

Printed & Published by
F. D. AHMED MIRZA
AT
The "Al-Balagh" Printing & Publishing House,
45, Ripon Lane, Calcutta.